نوابصاحب کیطرف سے ۲۱ صفر ۳۲ سنہ از مقام رائی پور علاقہ مارواڑ

۴- نقل شقہ بائی صاحبہ معظمہ مورخہ ۲۰ ربیع الاول ۳۲ سنہ اسمی نواب امیرالدولہ بہادر ۵۱ درشکایت افتخار الدولہ جسمیں بہت سی باتیں افتخار الدولہ کو لکھنے سے واسطے درج تہیں اور آخر میں یہہ شعر لکھا تہا۔

سپردم بتو مایۂ خویش را ۔ ۔ ؛ تو دانی حساب کم و بیش را

اس شقہ میں یہہ القاب نواب صاحب کے واسطے رقم ہوا تہا۔

[illegible] دار راحت حال بلند ہمت اقبال نشان سلمہ اللہ تعالی

۵۲

۵- اقرار نامہ ازطرف نواب صاحب بنام بہارت سنگہ مادہوراج پورہ والہ بروقت چہوڑانے متعلقان اخوں زادہ کے حسپر سب سرداروں کے دستخط ہیں ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۳۲ سنہ مطابق جیت سدی پرواسمت ۱۸۷۴۔

خلاصہ مضمون اسکا یہہ ہے کہ ہم میں سے اور سرداران ہلکر میں سے کوئی بہارت سنگہ

---

۵۱ افتخار الدولہ غفور خاں اپنے مدح کی خیر مناتے کے لئے بائی صاحبہ کی مرضی کے خلاف انگریزوں سے ملگیا تہا جسکا نتیجہ اوسکو یہہ پہونچا کہ ایک علیحدہ رئیس جاورہ وغیرہ علاقجات مہاراجہ ہلکر کا ہوگیا جو صاحب وزیرالدولہ بہادر کی جاگیر میں ملے ہوئے تہے اور وہ رشتہ داری کی وجہ سے بطور ایک مستقل عامل کے اونکو تعلق [illegible]

۵۲ یہہ اقرارنامہ بہارت سنگہ سے بروقت چہوڑانے متعلقان اخوں زادہ کے اپنے بچانے کے واسطے لکھایا تہا اور چونکہ ٹہاکر لادہ بہی کہ جسکی جاگیر پرگنہ ٹونک متعلقہ نوابصاحب میں تہی بوجہ ہمقومی ٹہاکر بہارت سنگہ کے شامل تہا اسلئے ٹونک کے واسطے بہی زیادہ دستانی خراج مقرر نہ ہونے کی شرط لکہائی گئی اور مواضعات جاکسو معاف مقابلہ نوابصاحب کے لئے خالصہ حیثیت اور سوقت ٹہاکران موصوف کے قبضہ میں ہو گئے۔

سنہ ۱۲۳۱

مطابق سنہ ۱۸۱۶ و ۱۸۱۷ء سمت ۱۸۷۳ و ۱۸۷۲

ا۔ خریطہ مسٹر متکلف صاحب اسمی نواب صاحب مورخہ ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۱۶ء بجواب شکایت نواب صاحب بابت تجویز عہد نامہ جیپور جسکے اخیر مین لکہا ہے کہ ابہی کچھ نہین ہوا ہے یہہ خریطہ ۲۴ شعبان سنہ ۱۲۳۱ کو نواب صاحب کے لشکر مین پہونچا تہا۔ صلہ ۵

۲۔ خریطہ بنام مسٹر مٹیکاف صاحب درباب تقرری لالہ نرنجن لعل وکیل ۱۷ رمضان سنہ ۱۲۳۱ھ صلہ ۵

سنہ ۱۲۳۲ ہجری

مطابق سنہ ۱۸۱۷ و ۱۸۱۸ء سمت ۱۸۷۲ و ۱۸۷۳

ا۔ نقل مطالبات راجرانا صاحب جو نواب صاحب کے حضور مین بہیجے تہے اور اونکا جواب صلہ ۵

صلہ ۵۱ وکیل بہیجنا بہی اوسی سلسلہ جنبانی کا نتیجہ تہا کیونکہ جب معاملہ ایک اخبار نویس کے حد سے گذر کر باضابطہ وکیل کی معرفت طے ہونے کی نوبت کو پہونچا تو نواب نے لالہ نرنجن لعل کو وکیل مقرر کرکے بہیجا اور یہہ وہ وقت تہا کہ جب جیپور والون نے نواب صاحب کو مادہو راجپور کے محاصرہ مین اولجہا رکہا تہا کہ جہان وہ اپنی شہرت دلاوری اور قوت قلعہ کشائی کے قایم و برقرار رکہنے کے لئے سب طرف کا خیال چہوڑ کر جان توڑ کوشش کر رہے تہے

صلہ ۵۲ یہہ مطالبہ راجرانا ظالم سنگہ کے اپنی مختار کاری ریاست کوٹہ کے استحکام کے واسطے تہے جنکا نتیجہ بعدہ بروقت عہد نامہ سرکار انگریز کے ظہور مین آیا جسکے تتمہ مین یہہ شرط لکہی گئی تہی کہ ریاست کوٹہ مہاراؤ جی کے خاندان مین اور مختار کاری راجرانا ظالم سنگہ کے خاندان مین نسلاً بعد نسل رہیگی اور برخلاف اوسکے جب مہاراؤ رام سنگہ نے ظالم سنگہ کے پوتے مدن سنگہ کو اوسکے موروثی عہدہ سے معزول کرنا چاہا تو انگریزون کی مداخلت کرنے سے مدن سنگہ کو تیسرا حصہ ریاست کا دیکر جو بعد کو بنام جہالاواڑ مشہور ہوا جہالون سے پیچہا چہوڑانا پڑا۔

۲۔ نقل خط ٹھاکر داس اخبار نویس اجمیر بنام حکیم واصل خان بابت درستی معاملات جیپور
معرفت نوابصاحب[ف۱] ۱۱ ربیع الاول ۱۲۳۰ھ

۳۔ رسید مبلغ ۲۳۰۰ ہزار تین سو روپیہ بنام ٹھاکر کچاون از مقام ٹی متصل رام گڈہ
۲ ربیع الثانی ۱۲۳۰ھ روز چہارشنبہ

۴۔ سند عالی مواضعات جاگیر[ف۲] دار صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر جو پیشگاہ مہاراجہ
سوامی جگت سنگہ سے دیے گئے تھے بنام احسن زادہ - ۱۲ مواضعات پرگنہ رام پورہ
جمع ۱۲۰۰۰ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۳۰ھ

۵۔ سند موضع بجواڑہ[ف۳]

۶۔ جواب خریطہ مہاراجہ سوامی جگت سنگہ بہ شکوہ تلون مزاجی عہدہ داران دربار ریاست جے پور

۷۔ رسید مبلغ ایک لاکہہ ۹ ہزار سا ۱۰۹۰۰۰ واسطے کوچ کرانے کمپو کے میرٹھ سے
معہ پیجوجی[ف۴] انوپ رام ۱۷ شوال ۱۲۳۰ھ

ف۱ اوان دنوں بوجہ ضعف مہاراجہ ہلکر میاں ریاست جیپور اور سرکار انگریزی کے درمیان عہد نامہ کی تقریبات کر لینے کے واسطے سلسلہ جنبانی ہورہی تہی نوابصاحب کا یہہ منشا تہا کہ وہ معاملہ اونکی معرفت سے ہو ٹہاکر داس متصدی واخبار نویس سرکار انگریزی جو اجمیر میں رہتا تہا اوس معاملہ کا میانجی تہا اور وہ اس بارہ میں اپنی سرکار اور ریاست جیپور سے ہی لکہا پڑہی کرتا تہا حکیم واصل خان مہاراجہ سوامی جگت سنگہ کا ندیم تہا اور اوسکے مزاج مین بہت کچہ دخیل تہا۔ ف۲ یہہ جاگیر علاوہ جاگیر پرگنہ ٹونک کے تہی جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ ف۳ بجواڑہ تو ریاست الور میں ہے مگر اس سند کا اوس سے کیا تعلق تہا یہہ نہیں جانا جاتا کیونکہ اصل بیاض میں سوامی نام کے اور کچہ واضح نہیں ہے۔ ف۴ یہہ جودہپور کا وکیل تہا۔

رنجیت سنگہ کی تخریب کا وعدہ وغیرہ تہا حوالہ وکیلان سندہ کیا گیا بکیم جمادی الثانی ۱۲۲۵

۵ - نقل قلمبندی جو شیخ پیر محمد کے ہاتہہ راجرانا صاحب کے پاس بہیجی گئی ۲۱ جمادی

۶ - عرضی بنام بائی صاحبہ بابت معاملات کوٹہ

۷ - ایضاً بسفارش نواب افتخار الدولہ بہادر

۸ - ذکر نذر لیکر آنے لالہ گسنداس وکیل کرم علیخان و مراد علیخان امیران سندہ کا

اور پیش کرنا اشرفیاں ۸۰ تہان لنگی کنارہ زری دو تہان اور پہلکاری ۲ تہان مقام

نندر علاقہ جے پور ہین ۲۳ رجب ۱۲۲۵

سنہ ۱۲۲۶ ہجری

مطابق سنہ ۱۵ و ۱۸۱۶ء و سمت ۶۸ و ۱۸۷۱

۱ - نقل خریطہ اسمی امیران سندہ بابت اتفاق و دوستی ۲۸ صفر سنہ ۱۲۲۶

حاشیہ بقیہ ۵۸۵ پور سے دوست تھے اور مددگار بہی اسلیے اونہون نے باوجود چھ لاکھ روپیہ بہیجنے امیران سندہ کے جودہ پور کی طرفداری نہین چہوڑی تہی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اب جو عہدنامہ ہوا تو اوپین نواب نے جودہ پور کے دعوے اومرکوٹ کو بحال رکہا یہہ پرگنہ اب بہی شامل ریاست جودہ پور نہین ہے مگر اوسکے معاوضہ مین اسی ہزار روپیہ سالیانہ جودہ پور کو انگریزی سرکار سے ملتا ہے کیونکہ انگریزون نے بعد فتح ملک مقبوضہ امیران سندہ کے مہاراجہ مان سنگہ کے اوس دعوے کو تسلیم کرکے یہہ معاوضہ مقرر کر دیا تھا -

۵ ۱ یہہ قلمبندی بابت معاملہ کوٹہ کے تہی جو مہاراجہ ہلکر کا تہا اور اونکی طرفسے نواب کو دیا ہوا تہا راجرانا سے مراد ظالم سنگہ جہالا مختار ریاست کوٹہ ہے -

۵ ۲ بائی صاحبہ عبارت تلسا بائی زوجہ مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر سے ہے جو باعث صغر سنی مہاراجہ ملہار راؤ ہلکر کے مختار ریاست تہین

۱۶۔ نقل سند جاگیر[۵۱] جمع ۱۲ ہزار پانسو روپیہ پرگنہ ٹودہ میں صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کے واسطے مہاراجہ جیپور کیطرفسے۔

سنہ ۱۲۲۹ ہجری

مطابق سنہ ۱۸۱۳ و ۱۸۱۴ سمت ۱۸۷۰ و ۱۸۷۱

۱۔ نقل خط اسمی افتخار الدولہ بابت جواب چار قلم متعلقہ ریاست مہاراجہ ہلکر جسکی صلاح پوچھی گئی تھی ماہ جمادی الاول سنہ ۲۹

۲۔ رسید زر کھنڈی معاملہ کوٹہ بموجب سند مہاراجہ ہلکر ملہار راو لغایت سمت ۱۸۷۰ معرفت حافظ احمد اللہ ۷ رجمادی الاول سنہ ۱۲۲۹ جلیٹھ سدی ۵ سمت ۱۸۷۱ مقام چاکسو

نقد	بہرنہ یعنی سامان
ایک لاکھہ	پچاس ہزار

۳۔ ذکر آنے وکیلان سندہ کا سعہ لال کشنداس و مخدوم محمد فضل و نور محمد منشی جنہوں نے ۲۹ جمادی الاول سنہ ۱۲۲۹ کو یہہ رقعہ لکھدیا تھا کہ میر صاحبان کا عہد نامہ حاصل کر کے نوابصاحب کے وکیلوں کے حوالہ کر دینگے

۴۔ عہدنامہ با امیران سندہ[۵۲] جسمیں مہاراجہ جودہ پور کے دعوے اومرکوٹ[۵۳] کا ذکر اور

---

[۵۱] یہہ جاگیر بھی اوسی مصلحت سے دیگئی تھی جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے مگر امیر نامہ میں نہیں آیا ہے۔

[۵۲] سندہ کے امرا اگرچہ پہلے سلطنت کابل کے مطیع تھے مگر ان دنوں میں بسبب ضعف سلطنت مذکور کے خود سر ہو گئے تھے اور اسی وجہ سے اونہوں نے نوابصاحب کے ساتھہ سازش کر لی تھی

[۵۳] پرگنہ اومرکوٹ ریاست جودہ پور کا تھا مگر پچھلے دنوں میں بباعث خرابی ریاست مذکور کے امیران سندہ نے اپنے قبضہ میں کر لیا تھا اور جودہ پور والوں کا اوسپر دعوا چلا آتا تھا نوابصاحب مہاراجہ مان سنگہ کے

مہاراجہ ہلکر وغیرہ

۹۔ عرضی بحضور سرمینت پیشوا جسمین مہاراجہ ہلکر عالیجاہ سندھیہ کی شکایت ناقدردانی وارادہ لاہور و ملک سندھ حسب الطلب شاہ کابل و رنجیت سنگہ و امیران حیدرآباد کا مضمون ہے اور اخیر مین یہہ بہی لکھاہے کہ اگر کسی خاوندی کردہ است شفقت و عنایت برسر دار و ور یکماہ لکہہ سوار جرار فراہم کردہ نقشہ خاوندان قایم سازد و آنچہ دیگران برسیدن نرتوانند ساخت انشاء اللہ تعالی بخفیف سخنان جنگ آنرا بانصرام خواہد رساید ہرگاہ یاد خواہند فرمود معہ جمعیت جرار حاضر شدہ بروفق ارشاد بتقدیم خدمات والا خواہد پرداخت

۱۰۔ عرضی اسمی مہاراجہ ملہار راؤ بہادر بمضمون صدر

۱۱۔ ایضاً مہاراجہ دولت راؤ سندہیہ بہادر باظہار رسوخ و عقیدت وغیرہ

۱۲۔ خریطہ بنام مہاراجہ مان سنگہ بشکایت ملتوی رکہا وینے سفر سندہ کے

۱۳۔ ایضاً بشکایات چند در چند

۱۴۔ ایضاً جسمین کچھ شکوہ و شکایت کے بعد یہہ شعر لکھاہے

باکسی آشنا نمے گردیم ؛ ؛ ؛ ؛ چون شدیم آشنا نمے گردیم

اور یہہ بہی کہ حیدرآباد والون نے ۷ لاکہہ روپیہ کی ہنڈوی بہیجی تہی کہ لے لو اور اومرکوٹ کے واسطے جودہ پور کی پاسداری نکرو مگر ہمنے منظور نہین کی

۱۵۔ خریطہ بنام مہاراج سوامی جگت سنگہ بابت درستی معاملات جیپور و جودہ پور[۵۱]

---

[۵۱] نواب صاحب چاہتے تہے کہ جے پور اور جودہپور مین درستی رکہنے سے اپنا پلہ بہاری رکہین اور انگریزون کو معاملات راجپوتانہ مین دخل نہ دینے دین مہاراجہ جودہ پور تو اونکے کہنے مین تہے گوارنگی فوج کی لوٹ مار سے جو وقت اوسکا زر مقررہ نہ پہونچنے سے ہوتے تہی تنگ تہے مگر مہاراجہ جیپور کیطرف سے انکو پورا اطمینان نہ تہا حالانکہ مہاراجہ موصوف

رلمان سردار موصوف کو دیکر یہ نامی کا حرف اپنے نام پرثبت کیا اگر اسقدر مہ کا اشارہ
ہوتا تو ایک لمپو پہنچکر بہت جلد کشمیر فتح کر دیتے اور اسقدر نقصان خزانہ سرکار کا
نہوتا اب بہی وزیر اعظم کا مافی الضمیر دریافت کرکے دیکہین کہ اونکے کام کا انصرام کسطرح
ہوتا ہے اور جب کہ اٹک مین سردار مذکور کا قبضہ رہیگا تو ریاست افغان اور اسلام
کو اوس ناحیہ مین ضعف ہوگا۔ اخیر مین یہہ فقرہ ہے کہ ہم معہ تمامی رئیسان اس ضلع
کے سرانجام کام کے واسطے تیار ہون۔

۴۔ بنام دوست محمد خان سکہوں پر چہا کرنے کے بارہ مین۔ ۱۲۲۸
۵۔ نقل شقہ حضور اسمی ٹہاکر داس[۵۱] متصدی انگریز بہادر در بارہ عہد و پیمان ۱۱ ذی قعدہ
۶۔ اقرار نامہ نوابصاحب و کرنیل[۵۲] اعتماد الدولہ جان بطپٹ فیلور بہادر برق جنگ
۷۔ عرضی بنام غازی الدین[۵۳] حیدر در تعزیت و اظہار عقیدت۔
۸۔ خط بنام سردار رنجیت سنگہ[۵۴] دربارہ مستعد بودن برائے اعانت و امداد و ذکر اتحاد

[۵۱] یہہ ٹہاکر داس انگریزوں کیطرف بطور اخبار نویس کے امیر مین رہتا تہا اسکے نام شقہ لکہنے سے پایا جاتا ہے
کہ بعد وفات مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کے جو ۱۸۱۱ء میں واقع ہوئی تہی ریاست اندور کی حالت بوجہ نابالغی اونکے
فرزند مہاراجہ ملہار راؤ ہلکر کے ابتر ہوگئی تہی نواب سطر مصلحت بعض انگریزون سے بہی رجوع ہوئے ہے

[۵۲] یہہ اقرار نامہ باہمی اتحاد اور وقت پر امداد کرنے کی بابت تہا۔

[۵۳] غازی الدین حیدر لکہنؤ کا نواب تہا اور لکہنؤ والون کے ملانے کے لئے نواب نے پہلے فقیر محمد خان رسالدار کو
بہیجا تہا اور یہہ عرضی اسی سلسلہ میں تہی جو بظاہر آنریبل حضرت نواب وزیر سعادت علیخان کے لکہی گئی تہی جسنے ۱۲۲۹ھ
میں انتقال کیا۔ [۵۴] یہہ تحریر بہی بطور مصلحت وقت انگریزوں اور افغانوں کے خلاف ہی اور اتحاد مہاراجہ ہلکر
کے یاد دہانی سے پایا جاتا ہے کہ غالباً مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر اور مہاراجہ رنجیت سنگہ کے درمیان کوئی عہد نامہ
باہمی اتحاد کا ہوا ہوگا کیونکہ مہاراجہ موصوف بہت بڑے آدمی پولیٹکل سائنس کے تہے

۲۔ خط بنام وزیر فتح خان بمضمون صدر

۳۔ بنام جبار خان ہرا ور وزیر حسین بعد مبارکباد فتح یہہ بہی لکہا ہے کہ فتح کشمیر کے واسطے سردار رنجیت سنگہ سے درستی کرکے ۱۲ لاکہہ روپیہ سالیانہ محاصل کشمیر سے اور قلعہ اٹک

---

۵۱ کشمیر پہلے تو ہندوستان کا ایک صوبہ تہا مگر ۱۱۶۶ ہجری مین احمد شاہ ابدالی والی کابل نے فتح کر لیا تہا جب سے اوسکے خاندان مین چلا آتا تہا اور اوسکے پوتے سلطان محمود کے عہد مین عطا اللہ خان کشمیر کا صوبہ دار تہا جب وہ باغی ہوگیا تو فتح خان وزیر نے بمدد مہاراجہ رنجیت سنگہ والی لاہور لشکر کشی کرکے کشمیر اوس سے فتح کر لیا۔ دیکہو تواریخ دولت درانیہ۔

۵۲ اس معاملہ کی تشریح تواریخ گلزار کشمیر سے یہہ معلوم ہوتی ہے کہ ۱۲۲۷ ہجری مین جب کہ سلطان محمود کابل کا اور شجاع الملک پشاور کا حکمران تہا تو کشمیر کا حاکم عطا محمد خان تہا اوسکے باپ شیر محمد خان وزیر سلطان محمود کو شجاع الملک نے اپنے بہائی سلطان مذکور پر چڑہائی کرکے لڑائی مین مارڈالا تہا اس کینہ کشی سے عطا محمد خان نے ۱۲۲۷ مین اپنے بہائی جہانداد خان اور دیوان نند رام کو پشاور بہیجکر شجاع الملک کو پکڑوا منگوایا اور قید کر دیا تب فتح خان وزیر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پاس آیا اور آٹھ لاکہہ روپیہ سالیانہ خراج کشمیر سے دینا کرکے سکہون کی فوج کو بسرگردگی دیوان محکم چند کے لیگیا عطا محمد خان نے کچھ دنون تک قلعہ مین سے مقابلہ کرکے آخر کار وہ ملک فتح خان کو سونپ دیا فتح خان اپنے بہائی اعظم خان کو وہان چھوڑ کر معہ شجاع الملک اور دیوان انند رام کے روانہ پشاور ہوگیا اسی کارروائی کی ناپسندیدگی سے نواب نے جبار خان پر یہہ چوٹ کی تہی اعظم خان کے بعد جبار خان ناظم کشمیر ہوا تہا اس سے مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ۱۲۳۴ مین کشمیر چہین کر مسلمانون کی عملداری کا خاتمہ کر دیا جو ۵۰۰ برس کے قریب وہان رہی تہی۔

اخراج کفار[۵۱] کے بہاولپور پہونچونگا[۵۲] ۲ ذیقعدہ ۱۲۲۷ھ مقام شاہ پورہ -

۷- بنام محمد سالار خان وکیل مہاراجہ سندہیا بہادر بابت قلعہ ملہارگڈہ[۵۳] اور بعوض اوسکے ایک لاکہہ سواروں سے حکم بجالانے کے لئے حاضر ہونے کا اقرار ۲۹ ذی الحجہ ۱۲۲۷ھ

۸- بنام کرنیل جان لطیپٹ[۵۴] بمضمون صدر تاریخ صدر

۹- بنام دوست محمد خان[۵۵] سکہون پر جہاد کرنے کے بارہ مین

۱۰- جواب نامہ فتح خان[۵۶] وزیر سکہون پر جہاد کرنے اور بہاولپور میں پہونچنے کی بابت

۱۲۲۸ھ

(مطابق ۱۸۱۳ء وسمت ۱۸۶۹)

۱- عرضی مبارکباد فتح کشمیر و انتظار قدوم بشاہ کابل[۵۷] از مقام دودو علاقہ چیچہ ۲۹ ربیع الاول ۱۲۲۸ھ

---

[۵۱] یہان کفار سے مراد سکہہ ہیں جنہون نے شاہ کابل یعنی شجاع الملک کا بہت سا ملک جو کہ اٹک دریا سے اسطرف تہا چہین لیا

[۵۲] یہہ ہی ایک راستہ نواب کے کابل جانے کا مارواڑ میں ہوکر رہا کیونکہ پنجاب کیطرف مرہٹے اور سکہہ حایل تہے۔

[۵۳] ملہارگڈہ کا قلعہ جو کہ شامل ریاست جالندہر ہے مہاراجہ ہلکر کیطرف سے صاحبزادہ وزیرالدولہ کی جاگیر میں دیا تہا اسکا انتظام متعلق نواب غفور خان کے تہا اوسپر کچہہ دعوی مہاراجہ سندہیا کا بہی تہا اسکے واسطے یہہ اقرار مدار کیا گیا تہا۔

[۵۴] یہہ اوسوقت مہاراجہ سندہیا کا ملازم تہا

[۵۵] یہہ وہی دوست محمد خان ہے جو بعد کچہہ عرصے کے ۱۸۲۳ء میں شاہ شجاع الملک کو نکالکر تخت کابل پر قابض ہو گیا تہا مگر اوسوقت شاہ شجاع کے بہائی محمود کا طرفدار تہا اور سکہون پر جہاد کرنا چاہتا تہا شجاع الملک پشاور میں اور محمود کابل میں حکومت دونو بہائی حصہ ملک کے لئے آپسمیں لڑتے تہے۔ [۵۶] فتح خان دوست محمد خان کا بہائی اور سلطان محمود کا وزیر تہا

[۵۷] یہان شاہ کابل سے مراد سلطان محمود شاہ ہے کیونکہ اوسوقت وہی کابل مین قابض تہا -

جسکی پیشانی پر بدستخط خاص یہہ لکہا تہا کہ سوافق نوشتہ بعمل آرند انشاءاللہ تعالیٰ بعد
چندے روز بندہ از اودے پور مراجعت کردہ بخدمت شریف خواہد رسید ۵ ربیع الاول ۱۲۲۷ھ
اشتیاقیکہ بدیدار تو دارد دل من ... دل من داند و من دانم و داند دل من ۲ جمادی الاول
۲- ایضاً بجواب خریطہ ہندی بو عنبر و ورسی جسکی پیشانی پر بدستخط خاص یہہ لکہا تہا کہ بموجب
نوشتہ سامی زود رسیدہ میشود خاطر مبارک جمع فرمایند دیگر موافق نوشتہ بعمل
خواہند آورد ۔ ۸ جمادی الثانی ۱۲۲۷ھ

۳- فارغخطی معاملہ کوٹہ جو مہاراجہ عالیجاہ ہلکر بہادر سے نوابصاحب کی جاید اد مین دیا ہوا
تہا بابت کہندی (قسط) سمت ۱۸۶۸ ایک لاکہہ پچاس روپیہ ۔ ۱۳ جمادی الثانی ۱۲۲۷ھ
اساڑہ سدی پونم سمت ۱۸۶۸ [۵۱]

۴- شقہ بنام افتخار الدولہ دربارہ استدعاے اعانت انگریزان از ریاست جیپور و عرض نمودن
براے بندوبست از حضور مہاراجہ ہلکر ۔ ۲۵ شعبان ۱۲۲۷ھ ہجری ۔ [۵۲]

۵- نقل فارغخطی معاملہ جیپور ۷ لاکہہ ۲۰ ہزار ۔ ۲۲ ذیقعد ۱۲۲۷ھ

۶- جواب شقہ شاہ کابل [۵۳] باقرار اس امر کے کہ آخیر رمضان مین واسطے

---

[۵۱] یہہ وہی معاملہ ہے جسکے واسطے مہاراجہ ہلکر کے اڑجانے سے سرکار انگریزی کو اپنا عہدنامہ ترمیم کرنا پڑا تہا ۔

[۵۲] یہہ معاملہ بہی خلاف اوسی عہدنامہ کے تہا کیونکہ جیپور کا معاملہ بہی مثل معاملہ کوٹہ کے بحق مہاراجہ ہلکر تسلیم کر لیا گیا تہا اور اسیوجہ سے نوابنے افتخار الدولہ یعنی نواب غفور محمد خان کو مہاراجہ ہلکر سے عرض کرنے کے لئے لکہا تہا کہ انگریزی سرکار سے معترض ہون مگر اوسوقت مہاراجہ موصوف بحالت جنون از خود رفتہ تھے کیا بندوبست کرتے بلکہ یہہ موقع دیکہکر ہی ریاست جیپور نے ایسی جرات کی تہی اور سرکار انگریزنے بہی اوسطرف کان لگایا تہا ۔ [۵۳] واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب مین جب مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر سے اور انگریزون سے عہدنامہ ہوا تہا تو نوابنے اوسیوقت اپنا ارادہ شاہ کابل سے سازش کرنے کا ظاہر کر دیا تہا اور اوسی کا نتیجہ یہہ شقہ تہا ۔ دیکہو صفحہ ۲۲۷ کتاب ہذا ۔

۵۔ خریطہ بنام مہاراجہ مان سنگھ جس میں بعد شکوہ و شکایت عدم رسی زر کے یہہ بھی لکھا ہے کہ بنا بر احتیاط ریاست سامی نقض عہد اولاً از مہاراجہ سوامی جگت سنگھ و ثانیاً از سوئی متوفی و ثالثاً از راناجی کردہ این ہمہ بدنامی بلا حطام دنیوی بواسطہ فوائد آں مہربان بر خود گرفتم۔ یہہ لکھکر چار مقدمات مکنون ضمیر مہاراجہ صاحب موصوف کا اقرار کیا ہے۔

۶۔ خریطہ بنام مہاراج مان سنگھ دربارہ معاملات ریاست ماہ جمادی الاول ۱۲۲۶ھ

۷۔ قولنامہ انتظام ریاست بھوپال[۵۱]

۸۔ اقرارنامہ مہاراجہ ہلکر بابت پرگنہ کورچ۔[۵۲]

۱۲۲۷ھ ہجری

(مطابق ۱۸۱۲و۱۸۱۳ء۔ سمت ۱۸۶۹و۱۸۶۸)

۱۔ خریطہ اسمی مہاراجہ مان سنگھ بابت درستی معاملہ اودے پور[۵۳] بغرض عدم مداخلت انگریزان

---

۵۱ نواب پہلے ہی ریاست بھوپال کے منتظم رہ چکے تھے اور اسی لئے اب یہہ قولنامہ برخلاف والی ناگپور ریاست بھوپال سے کیا تھا کیونکہ ناگپور والے بھوپال سے ایصال معاملہ کیلئے ہمیشہ درپے جنگ و جدال رہا کرتے ہے اور مہاراجہ ہلکر کو ناگپور والوں سے عداوت تھی اور اسوجہ سے نواب ناگپور پر چڑھائی کیا کرتے تھے اور اوسی تقریب سے اونہوں نے یہہ قولنامہ بھوپال کے ساتھ کیا تھا اور راحت گڑھ کا مقدمہ بھی اسی کے متعلق تھا۔ ۵۲ یہہ پرگنہ مہاراجہ ہلکر نے نواب کو دینا کہا تھا جو سلسلہ کے بیچ مگر کسی وجہ سے نہیں دے سکے تھے اور نواب اوسکا دعوی کئے جاتے تھے۔ ۵۳ یہہ وہی معاملہ ہے جو اودے پور اور جودھپور کے درمیان کشن کماری بائی کی نسبت کے متعلق عداوت ہو جانے سے واقع ہوا تھا اور راناے اودے پور نے نواب کے دباؤ سے بائی مذکور کو زہر دیکر معاملہ مذکور کو منقطع کر دیا تھا مگر نواب کے دباؤ سے سبکدوش ہونے کے لئے انگریزوں سے میل ملاپ کرنا چاہا تھا سو خلاف غرض و مقصد نواب کے تھا اسلئے وہ راناجی سے اسکو منع کر کے مدامست مجو و معاملہ عہدنامہ ریاست اودے پور کا سرکار انگریز کو رفع دفع کرا چکے ہے۔

بازکرتے تھے اودھر انگریزون سے سلام و پیام جاری تھا۔ انگریز بہی مصلحت وقت سے درپردہ اونکی حس و حرکت کی بہت کچھ نگرانی رکھتے تھے اور اونکے سوالات کو اثبات و نفی کی بحث میں ڈالکر اپنا کام کئے جاتے تھے جیسا کہ اس خلاصہ سے ظاہر ہوتا ہے جو بہت سے پولٹیکل معاملات پر حاوی ہے۔

۱۲۲۶ھ ہجری

(مطابق ۱۲-۱۸۱۱ء و سمت ۶۸-۱۸۶۷)

قبض الوصول بصاد و مہر نوابصاحب۔ بابت ۱۲ لاکہہ ۲۰ ہزار روپیہ معاملہ سوامی جی پور معہ معاملہ مہاراجہ ہلکر بہادر و فوج خرچ سرکار۔ بابت معاملہ ۱۱ لاکہہ فوج خرچ یک لاکہہ ۲ ہزار ۹ ربیع الاول ۱۲۲۶

۲۔ خریطہ بنام مہاراجہ مان سنگہ والی جودہ پور جسکی پیشانی پر بدستخط خاص یہہ دوہا لکہا تہا ۵۲
پیت کرین سو باورے کرتوڑین سو کور پیت نبا ہین رن چڑہین تے سایر ۱ سور

۳۔ عقلمندی سوال و جواب معاملہ ہلکران متعلقہ سیواڑ و راحت گڈہ ۵۳

۴۔ ایضاً معہ خط اسمی نواب غفورخان ۵۴۔

---

۵۲ مطلب اس دوہی کا یہہ ہے کہ جو محبت کرتے ہین وہ دیوانے ہین اور جو کرکے چہوڑ دیتے ہین وہ جہوٹے ہین اور اور جو محبت کا نباہ کرین اور دوست کے واسطے میدان جنگ مین حملہ آور ہون وہی عقلمند ہین اور وہی بہادر ہین۔ اس دوہے سے نوابصاحب نے اپنے خلوص اتحاد و امداد کی یاد مہاراجہ کو دلائی ہے مگر ایک حسن ادا سے۔

۵۳ راحت گڈہ ریاست بہوپال کا ایک محال ہے۔

۵۴ یہہ نواب کے ہمزلف تھے اور اونکے توسل سے مہاراجہ ہلکر کے دربار مین رہتے تھے۔

گیارہوان حصہ یا تتمہ امیرنامہ متعلق خط وکتابت

جب مین پندرہ سولہ برس کی عمر مین پہلے پہل فارسی امیرنامہ پڑہتا تھا تو اپنے پڑوسی
پرانے امیرخانی پٹھانون مثل جمشید خان ومحسن خاں وغیرہ سے جو جمشید حالات
نواب امیر الدولہ بہادر کا ذکر کیا کرتے تھے معاملات سندہ وکابل کا حال پوچھتا تھا تو
وہ کہتے تھے کہ یہہ کاغذی باتیں ہیں ہمکو معلوم نہیں اس سے کچھ شبہ اونکے راست
و درست ہونے میں ہوتا تھا مگر دس بارہ برس پیچھے جب لالہ خوشوقت رائے برادر
عمزاد منشی بساون لعل مصنف امیرنامہ کے بیاض میں ایک مختصر یادداشت پچھلے
چند سال خط وکتابت کی دیکھی تو وہ شک رفع ہوگیا اور اوسکا خلاصہ سرسری طور پر
لکھ لیا اوسوقت تو اوسکی طرف زیادہ دہیان نہین ہوا تھا لیکن پھر جب بوقت تکمیل
کتاب ہذا کے بعض حالات مندرجہ امیرنامہ کی تصدیق کے لئے اوسکے اصلی ماخذ
کے تلاش وتحقیق کی ضرورت پڑی تو اوسوقت لالہ موصوف مرچکے تھے اور اونکی بیاض
کا بھی باوصف دریافت کلی کچھ پتہ نہ لگا کہ جس سے پوری نقلین ضروری کاغذات کی
کرویجاتین پس یہہ خلاصہ بہت قیمتی اور قابل قدر ثابت ہوا اور اب اسی کو غنیمت
سمجھکر اس حصہ مین درج کیا جاتا ہے۔

خلاصہ صرف سات آٹھ سال کی خط وکتابت وغیرہ کا سنہ ۱۲۲۶ھ سے سنہ ۱۲۳۲ھ تک
ہی جسکی یادداشت نقل اوس بیاض میں حوالہ قلم ہوئی تھی اور یہہ وہ زمانہ تھا کہ جب مرہٹون
کے اقبال مین زوال آنے لگا تھا اور انگریزون کی طاقت وحکومت روز بروز بڑہتی
جاتی بھی نواب کو اپنی آزادی کی فکر تہی اور اسیواسطے وہ خودمختار سردارون سے سازو

موصوف کے طرفدار برابر اسبات کو قبول کر لینگے کہ بیشک ہمارا یہہ کہنا کہ ہمنے ہندوستان
اسلئے فتح کیا ہے کہ امن قایم رہے لغو اور بیہودہ ہوگا اور وہ اسبات کو بہی قبول کرینگے کہ ہم عادة
اور آزادانہ خواہشون کو بالکل نہین سمجہتے اور اپنے فائدہ کے واسطے سوسائٹی کی موجودہ حالت دور کرنے
لئے بیجا دست اندازی کر بیٹہتے ہین۔

اب ہم کچہہ ذکر تالیف و تصنیف نسخہ ہذا کا بہی کرتے ہین مصنف کا نام بساون لال ولد بن سکہہ رای باشندہ بلگرام ضلع
اوودہ ہے یہہ بارہ برس سے نواب کے یہان راے تارام کی ہیشی مین نایب میر منشی تہے انہون نے نواب کے اور اونکے بڑے
وزیر الدولہ محمد وزیر خان کے فرمانے سے جنکی علمی لیاقت اعلی درجہ کی تہی اس نسخہ کو تحریر کرنا شروع کیا اگرچہ
نواب کے مہمات اور دلیرانہ کارروائی کے لکہنے سے تہا مگر دوسرے سردارون کا حوالہ دینا پڑا اور تواریخ ہند کے وہ معاملات د
کرنے لازم آئے جنسے کہ اس سردار پٹہان کو اپنی زندگی مین سامنا ہوا مولف نے ان امورات کی بابت
پیش کیا ہی ناظرین اوسکو غیر ضروری سمجہین گے۔

مولف نے بعض اوقات نہایت وحسب بیانات نظم مین تحریر کئے ہین جنسے اوسکی مستعدی کا امتحان ہوتا ہے
مین جو رعایت قافیہ بندی کی رکہی ہی درحقیقت یہہ ایک مصیبت ہے اسی وجہہ سے اوسکو تخلص رکہنا پڑا مضمون کا سلسلہ جو ا
کلام مین جاتا رہتا ہی اوسکا سبب بہی یہہ ہی ہی اگر نظم کو دیوانی نثر کہین تو یہہ بات شاداں کے کلام مین ہو
اگرچہ مضمون واہیات ہی ہی تو بہی مترجم نے اوسکی ہو بہو نہانے کی تکلیف گوارا کی ہی جہان کہین نظم چہوڑ دیگئی ہی وہان ق
سلسلہ جاتا رہا ہی اگر اسکا ترجمہ نثر مین کیا جاتا تو اس سے زیادہ واہیات ہو جاتا وجہہ اسکی یہہ ہے کہ نظم کی قافیہ پیمائی اور
مین خیالات کی عمدگی اور خرابی معلوم نہین ہوتی چنانچہ اصلی مقصد قایم رکہنے اور اس نسخہ کو انگریزی مین مثل فارسی کے پڑہ
لئے مترجم کو یہہ کوشش کرنا پڑی کہ نظم کا ترجمہ نظم مین کرے اور جو بیاتا کہ انگریزی ڈہنگ مین آ ہی نہین سکتی تہی اونسی مجبو
ترجمہ لفظ بلفظ نہین کیا گیا ہی بلکہ صحیح و بامحاورہ کیا گیا ہی جہان تک ممکن ہوا اصل کا کل مطلب اور مفہوم لایا گیا ہی اگر مترج
صرف یورپین مذاق کا خیال ہوتا تو وہ اوسکو دقیق اور پرزور کر دیتا لیکن بہتر یہہ ہی سمجہا گیا کہ بجائے اسکے کہ کہیں کاٹ چہانٹ
یا انگریزی کتاب بنانیکے قاعدہ پر عمل کیا جائے اوسکو اسی ہندوستانی مذاق کے طرز پر رکہا گیا تاکہ زیادہ مقبول خواطر
ہنری جارج کین بریسٹ مارچ سنہ ۱۸۲۲ مقام کلـ

۵ مترجم کے اس دماغ کو دیکہنا چاہیے کہ اوسنے کیا بوسکل خلاصہ امیر نامہ کے واقعات سے نکالا ہی یہہ کہنا ہی کہ ہندوستانیون کی سمجہہ یہہ ہی
نہین ہو سکتی ہم جب کسی کتاب کو ترجمہ کرتے ہین تو اوسکی اصلیت محدود ملک و قوم ہمیشہ نکالتے ہین اون ہی کے ہمدردی مین انگریز ایسا سمجہہ ز کتاب منع
[illegible]
[illegible]

کبھی کچھہ سنا ہی نہیں جاتا اگر کوئی دیسی زبان سے کچھہ بول ہی اوٹھے تو وہ ہمارے ہموطنوں کی غیر معلوم زبان میں ہوتا ہی بڑے تعجب کی بات ہی کہ جب فرنگی سلطنت ہند کے لئے میدان میں آئے ہیں سوائے ایک دیسی زبان کی تواریخ کے کہ جسکا نام سیر المتاخرین[1] ہے اور جو وارن ہیسٹنگز کے زمانہ میں تیار ہوکر انگریزی میں ترجمہ کیگئی تھی اور کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی ہے اس کتاب کو جس ذوق شوق سے لوگ تلاش کرکے پڑہتے ہین اوس سے تو یہہ توقع تہی کہ اور بہی ایسی کتابیں تیار ہونگی لیکن اوسوقت سے آجتک کہ عرصہ پچاس برس کا گذرا کوئی ایسی معتبر کتاب تیار نہوئی کہ جس سے اہل فرنگ کو یہہ معلوم ہوکہ یہہ اہل ہند کا نسخہ ہے پس جس حالت میں کہ اس قسم کی کتابیں اور تصنیفات موجود نہیں ہیں تو یہہ ہی کتاب ایک نادر نمونہ ہے ۲۲ سال کی ملازمت کے اندر جسقدر نسخہ جات مترجم کی نذر سے گذرے ہیں اون سب میں یہہ نایاب نسخہ ہے اغلب ہی کہ اہل فرنگ کو پسند خاطر ہو اور چونکہ اس قسم کی کتابیں بہت کمیاب ہین اسلئے یہہ امر ضروری ہے کہ اسکو اصلی حیثیت سے رکہا جائے۔

اس امر کے ملحوظ رکہنے سے کیا فائدہ ہے کہ اگر امیر جالصاحب کی سوانح عمری جو بہوا سی وضع سے شائع کئے جائیں جیسے کہ نواب ممدوح نے تحریر کرائے ہیں تو بہت سے فائدہ ہیں جیسے کہ سرکار انگریزی نے وسط ہند میں اپنا پورا پورا تسلط کیا ہے اوس سے پہلے جو کیفیت رہا کر تہی اوسکو نواب ممدوح نے خوب ہی وہ لکہا تہا اسلئے اونکی شہادت اسبارہ میں سرکار انگریزی کی حکمت عملی پر اعتراض کرنے والوں کا پورا پورا اطمینان کردیگی نواب نے اس سوانح عمری میں اپنی تعریف اور لوٹ مار کرنیکی جو خوبی ظاہر کی ہے اور سرکار انگریزی کی پالیسی کو مخالفت کی نگاہ سے دیکہا ہے لیکن اگر کل نسخہ میں کوئی ایسا واقعہ یا تمثیل ایک ہی ملجائے کہ جس سے یہہ مترشح ہو کہ سرکار انگریزی نے فلان موقع پر فلاں راجہ یا نواب کے عہدنامہ میں جا دست اندازی کی ہو سرکار

[1] یہہ کتاب ۱۱۹۵ ہجری (۱۷۸۱-۱۷۸۰ع) میں تصنیف ہوئی ہے اور اسی زمانہ میں صنعۃ الاقالیم بھی لکھی گئی ہے اور کرسہ تاریخ منظری آئین

سوانح عمری کے پیش کیا ہے مصنف کو جو تعلق اس نسخہ کے ساتھہ تہا اور اب ہی ہے اور
سے یہہ ہی پایا جاتا ہی کہ یہہ کتاب نواب کی ہے اور اونہین کی لکھائی ہوئی بھی خیال
کیجا سکتی ہے جہان تک کہ ایک بے پڑھا سردار لکھا سکتا ہے مگر کتابت اور عبارت کی
خوبیان نواب کی نہین ہین اور نہ وہ اسکے جواب دہ ہین۔

ہماری تواریخ ہندوستان مین اگر کہین کچہہ نقص نظر آتا ہی تو اوسکا سبب یہہ ہے
کہ ویسے مورخ نہین ملتے گورنمنٹ ہند جب کوئی بڑی جنگ اختیار کرتی ہے تو جنگی اور
ملکی افسر تیار ہوتے ہین کہ عام لوگون مین ظاہر کرین کہ ایسا واقعہ ہوا ہے اور اس جنگ
مین کن کن لوگون نے کیا کیا ڈہنگ اختیار کیا تہا اگر اونکے بیانات مین کچہہ اختلاف ہوجائے
تو اخبارات موجود ہین اکثر ایسا ہوا ہے اور اب ہی ایسے آدمی موجود ہین کہ وہ پارلیمنٹ مین
ہر واقعہ کو جو اخبارات کے متعلق ہو کہا یا کرتے ہین اسپر سرکاری اخبارات بہی خالی نہین بیٹھتے
بلکہ دریافت کرنے والے کی خواہش کو اپنے مضمونون کی کثرت سے پریشان[۵۱] کر دیتے ہین جب وہ
چرچا جاتا رہتا ہی تو کاغذات اوٹھا کر شوقین جمع کرنیوالون کی لائبریری مین رکھدئے جاتے
ہین تاکہ آیندہ زمانہ کے لائق معترض اشخاص تحقیقات کرلین لیکن یہہ تمام اشاعات و مطبوعات
یکطرف ہوتے ہین دشمن کے لشکر مین نہ تو ہمارا کوئی جاسوس ہوتا ہے اور نہ خبر نویس اور
نہ کوئی شاہی اعلان اور گزٹ چہپتا ہے کہ جس سے تمام حالات ہمپر منکشف ہوجائین کہ وہان کیا
ہو رہا ہے اور اون کے خیالات کسطرح کے ہین پھر جب ہم ملک فتح کرلیتے ہین تو دنیا کے سامنے
اپنی صحیح کیفیت ظاہر کر دیتے ہین مقابل مین ہمارے مخالف گون گے اور چپ چاپ رہتے
ہین ہم فرنگیون کی بہادری دانائی اور قوت اعتدال کو صاف جتلاتے ہین جس مین ہر غیر وقعی
خوبی جسکو مورخ اپنے ہموطنون سے منسوب کرنا پسند کرتے ہین جوڑ دیتے ہین دوسری طرف تنگ

---

۵۱ یہہ فقرہ گویا اس شعر کا لب لباب ہی ؎ ز اختلاف این و آن سر رشتہ را گم کردہ ام: شد پریشان خواہش از مختلف تعبیرہا

ہمدرپست ہی یہہ کتاب تاریکی کا پردہ ٹری صفائی اور بیباکی سے اوٹھاویگی بہت سے واقعات
اسمین ایسے ہی ہیں کہ جنکے خیال کرنے سے یہہ بیری اوٹھتی ہے جو کہ بطور اصل قصہ کے
درج کیئے گئے ہاں اوسے یہہ ہی ضرور تسلیم کرنا ہوگا کہ ان حالات میں کسیقدر نخوت
اور خود ستائی کی گفتگو ہی شامل ہے جو قطعی طور پر ایک ناتعلیم یافتہ اور پرانے خیال کے
آدمی میں ہوتی ہے جسکو ایسے لوگ گہیرے رہتے ہیں جنکا کام اوسکو امام المسلمین فخر
قوم اور رستم زمانہ بتانیکا ہوتا ہے اس کتاب مین ہی جو شاعرانہ بیان ہے اوسمیں رستم واسفندیار
کی مثال اور فارسیوں کے قصہ کی سی بہادری کا طرز ہے لیکن باوجود اس نقص مبالغہ آرائی کے
جب نواب امیر جان کی ذاتی دلیری اور شجاعت پر غور کیا جائے تو اس تاریخ کو جھوٹا نہیں کہاجا
سکتا کسلئے کہ اسمیں کہیں یہہ کوشش نہیں کیگئی ہے کہ فتح کو شکست اور شکست کو فتح ظاہر کیا
گیا ہو صرف نواب کے تن تنہا قوت بازو سے عجیب وغریب واقعات کے سرزد ہونیکا بیان ہی
جنکا انجام خواہ فتح ہو یا شکست اگر فتح ہوئی تو کل مصائب و تکالیف جو درمیان جنگ پیش
آئے خذف کردیے گئے ہیں۔ اور شوکت و نصرت سب ہمارے ممدوح سے منسوب
کیگئی ہے اور جب شکست ہوئی تو اوسکا وقوع دوسرون کی غلطی یا قضیہ اتفاقیہ یا نامساعدت
بخت کے سر تہوپا گیا ہے پس اس سے زیادہ ایک زندہ سردار کی سوانح عمری میں اور
کس بات کی توقع کرنا چاہیئے۔
نواب امیر جان مثل شاہنشاہ بابر کے جنکی سوانح عمری کا ترجمہ مسٹر ارسکین نے یورپ
کو نذر کیا ہے نہ تو فاضل تھے اور نہ سپاہی اور اس سبب سے انکی کتاب مثل ترک بابر کے
خیال نہیں کیجاسکتی جو خود شاہنشاہ موصوف نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی ہاں نواب نے
خود لکھائی ہے اور منشی نے لکھی ہے ذاتی مہمات وقت اور جگہہ کی مناسبت سے بیان ہوئے
ہیں جسسے قصہ کا پتہ لگتا ہے اور اصلی شہادت معلوم ہوتی ہے گو یہہ کتاب دراصل نواب کی
تصنیف ہو لیکن اسمیں ہی شک نہیں کہ اونہوں نے اسکو اپنا تصنیف کیا ہوا مانکر بطور اپنی

اوس سے بہت کچھہ فائدہ اور تجربہ اگلی اور پچھلی تاریخی حالت کا مقابلہ کرکے اوٹھاتا وہ دستاویزین اب بہی بہت کارآمد ہین اور زمانہ آیندہ مین بہی بشرطیکہ ریاست نے سہل انکاری سے اونکو کہو نہ دیا ہو۔ سلہ

افسوس ہے کہ ریاست ٹونک نے امیر نامہ کے منظوم اور ترجمہ کرائے ہین تو بہت سا روپیہ صرف کیا مگر اصل کتاب کو آجتک نہ چہپوایا جو اصل بنیاد اوسکی تواریخ کی ہے اور جسکی انشا پردازی و نظم نثر بہی ایسی ہے کہ اوس سے نہ صرف اوسکے مصنف کی تعریف ہو سکتی ہے بلکہ ریاست بہی عوام مین مستحق تحسین و آفرین ٹھہرتی ہے جو ابتدا زمانہ مین بہی ایسے ایسے لایق شخصون کی ماوا و ملجا تہی۔

ترجمہ رائے ہنری ٹی پرنسپ صاحب

مترجم امیر نامہ

مترجم کا عہدہ بہت چہوٹا ہی وہ دنیا کے سامنے اپنا اظہار نہین کر سکتا ترجمہ کی خدمت جو اوسنے اپنے اوپر لی ہے وہ کچھہ تو دلچسپی سے ہے اور کچھہ بتدریج دل بہلانیکی نیت سے لیکن زیادہ تر اس غرض سے ہے کہ یہ سوانح عمری تواریخ ہندوستان کے دفترون کے واسطے جو اسوقت موجود ہین ایک بیش قیمت کتاب ثابت ہوگی کیونکہ بڑے بڑے ضروری معاملات کے واسطے ایک مکمل شہادت ہے اور اوس بڑے بہادر اور شجاع (نواب) کا بہی اسمین پورا پورا ذکر ہے علاوہ اسکے اور بہی بہت سی باتین ہین جو خالی از دلچسپی نہین اور خاص اون لوگون کے واسطے کہ جو اون اشخاص کے حالات خوارق عادت و طرز معاشرت معلوم کرنیکا شوق رکہتے ہین جنکی شہرت صفحۂ تواریخ

سلہ ہمنے ان دونو امور کی نسبت جو کچھہ حالات اپنی ذاتی تحقیقات سے جمع کیے ہین اونکو گیارہوین حصہ مین لکہا ہے

یہہ فروگذاشت کیونکر ہوگی اگر منشی ساون لعل چاہتے اور کوشش کرتے تو ممکن تھا کہ ہر ایک واقعہ کا دن اور مہینا اونکو ملتا اکثر معاملات کی تاریخیں تو مودہ اون کے پاس ہی لکھی ہوگی کیونکہ مہمات میں شامل رہے کے علاوہ منشی ہی تھے اور تمام خط وکتابت اونہیں کے ہاتھوں میں ہوکر نکلتی تہی اور دارالانشا کا اگلا دفتر ہی اونکی نظر سے گذرا ہوگا جو غالبًا جواب ہی ریاست میں موجود ہے اور اگر رئیس کی توجہ ہو تو پرانے کاغذات سے یہہ کمی پوری ہوسکتی ہے۔

دوسری بڑی بات یہہ رہگئی ہے کہ صاحبان انگریز اور راجگان عالیشان کی جن تحریرات کا حوالہ اس کتاب میں دیا گیا ہے اونمیں سے کسی ایک کی نقل ہی شامل نہیں کیگئی ہے اگر بعض قیمتی اور کارآمد کاغذوں کی نقلیں موقع موقع سے دیے دیجاتیں تو اون سے کتاب کی رونق اور قدر اور ہی بڑھ جاتی ہسری ٹی پرنسپ صاحب مترجم امیر نامہ انگریزی کو ہی اوسکے بعض اندراجات متعلقہ خواہش صلح صاحبان انگریز بہادر وغیرہ سے انکار کرنیکا موقع نہ ملتا۔ علاوہ ایک ایک کروڑ روپیہ کے ملک دینے کی تحریریں جو اوس زمانہ کی انگریزی حکمت عملی پر مبنی تہیں اور جنکو حال کی پالیسی دیکھنے والے بمشکل باور کرسکتے ہیں۔ کیا کچھہ کم قدر و قیمت کے لایق ہیں یا وہ تحریریں کہ جے پور و جودہپور کے راجوں نے اپنے اپنے بچاؤ کے واسطے کی تہیں اور وہ نامہ جو والئی سیستان کی ماں نواب کو بھیجے کے بابت میں باستماع شہرہ اونکی بہادری کے لکھا تھا یا وہ رقعہ کہ جو مہاراجہ ہلکر نے بابت نصفا نصف تقسیم کر دینے ملک دہال مفتوحہ کے لکھدیا تھا اور اون کے سوائے اور ہی بہت سی خط وکتابت اس قابل تہی کہ اس کتاب میں درج کیجاتی گو اوسوقت تو اسکی چنداں ضرورت اس خیال سے معلوم نہیں ہوتی ہو کہ خود نواب جو ان تمام باتوں کے محرم تہے موجود تہے مگر دوربینی اور عاقبت اندیشی سے جو ایسا کیا جاتا تو آج کی حالت کیواسطے بہت موزوں اور مفید ہوتا اور زمانہ جو ترقی کر رہا

شکست ہوئی ہے وہان شکست قلمبند کردی ہے اسی طرح جس جگہہ بدعہدی کی گئی ہے یا طمع وچالاکی کام مین لائی گئی ہے تو وہ ہی کہین بتصریح کہول دی ہے اور کہین بتکلف غرض کہ انسانی خیالات اور نفسانی جذبات سے جو امور سرزد ہوئے ہین اون سب کی جہلک اسمین موجود ہے اور یہہ ایسی باتین ہین کہ جنکو ایک ملازم مورخ کبہی اسطرح از خود نہین لکہہ سکتا ہے اور اسکی تصدیق نواب موصوف کی تقریر دربار گورنری سے ہی بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ وہان جو واقعات صاف دل اور صاف گو نواب نے بجواب سوالات لارڈ صاحب کے بیان کئے تہے وہ وہی تہے جو اس کتاب مین درج ہین اور جنکی بصداقت مضامین کتاب سے بعد کو بروقت مطالعہ بخوبی ذہن نشین صاحبان انگریز حاضرین دربار کے ہوگئی۔

اس کتاب کی خوبیون کی نسبت کوئی بہتر رائے پرنسپ صاحب کی رائے سے نہین دیکہی گئی ہے جو مثل انگریزی کے عربی وفارسی کے ہی زباندان تہے کیونکہ اونہون نے اس کتاب کی نثر عبارت کا ترجمہ نثر انگریزی مین اور نظم کا نظم مین کیا ہے اور پہر اوسکی نسبت اپنی رائے بہی دی ہے جو انصاف سے خالی نہین ہے ہم اس رائے کو آگے چلکر لکہین گے اس کتاب مین اگر کچہہ خامی ہے تو ہماری رائے مین یہہ ہے کہ کوئی واقعہ تاریخ دن اور ماہ کی قید سے نہین لکہا ہے سنہ ہجری البتہ اوسکے اخیر مین لکہدیا ہے مگر تواریخ مین واقعات کے ساتہہ تاریخ مہینے اور دن کا لکہا جانا بہی بہت ضرور ہے کہ بغیر اسکی تحقیق وتعین زمانہ مین محققون کو بہت دقت عائد ہوتی ہے مثلاً اگر ہم معلوم کیا چاہین کہ نواب نے پہاگی مین جلیپہر کی فوج کو کسدن شکست دی تہی اور ٹونک مین نشست کس تاریخ سے اختیار کی تہی یا صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کب پیدا ہوے تہے اور نواب کی ملاقات اجمیر مین لارڈ ولیم بنٹنک سے کس تاریخ کو ہوئی تہی تو یہہ ہی جواب ملے گا کہ امیر نامہ مین ان کا کچہہ ذکر نہین ہے معلوم نہین کہ بروقت تالیف کتاب کے

تو این نامہ را چون فسانہ مگیر	بدانش ہمہ با ورش در پذیر
کعد چید اشعار صنعت راستی کے	
ولیکن بہ نسبت آن بر سرود	لیکن نبود چنان راست بود
تو این نامہ راستی پیش دار	ہمہ را بگفت دری بر گدار
ہمہ گوہرش در قرار و بسیج	بود مایہ سود در سخنہ سنج
رہانت بنظم دری بر کتا	باندیشہ پاک و گفت رسا

اور تیسرا نواب محمد علیخاں صاحب کے حکم سے حکیم سلطان محمود خاں نے شروع کیا تہا ۱۲۸۳ھ ہجری میں کچہہ مسودہ اوسکا میں نے دیکہا تہا پھر نہیں معلوم کہ کیا ہوا کیونکہ نواب صاحب جنکی رغبت اور قدر دانی سے یہہ ترجمہ نظم ہوتا تہا دوسرے ہی برس ریاست سے معزول ہوکر بنارس کو چلے گئے تہے۔

اُردو ترجمے

ایک اردو ترجمہ تو کپتان جے بلیر صاحب نے جو بعد معزولی نواب محمد علیخاں صاحب کے منتظم ریاست ٹونک مقرر ہوئے تہے مولانا احمد علی سے کرایا تھا اور دوسرا ترجمہ مولانا موصوف کے فرزند رشید مولوی سعید احمد اسعد نے بہت سلیس عبارت میں عالیجناب نواب محمد ابراہیم علیخاں صاحب بہادر رئیس حال کے حکم سے کیا وہ ۱۲۹۴ھ ہجری میں شروع ہوکر ۱۲۹۵ھ میں ختم ہوا اور اوسی برس میں چہپا۔

غرض یہہ کتاب امیر نامہ حالات نواب امیر خاں بہادر میں مثل تصنیف ذات خاص نواب موصوف کے معتبر اور مستند سمجہی جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ اسکو خود نواب صاحب نے اپنی یادداشت سے لکہا یا ہے یعنی نواب صاحب فرماتے جاتے تہے اور منشی بسولال لکہتے جاتے تہے اور یہہ ہی سبب ہے کہ جہاں فتح ہوئی ہے وہاں فتح لکہی ہے اور جہاں

محمد وزیر آن ستوده گهر | امیر جهان سرور دادگر
بگهانی و نوابی اش ترزبان | هر آنکس که دارد بگفتن زبان
خداداردش در جهان کامران | بود تا بگردش سپهر روان
من کمتر از هیچ را یاد کرد | بوالاسری همچوار شاد کرد
که دارم کهن نامه دل فروز | بگفتار تابنده مانند روز
گذارای کردار دانش پسند | زهاب خود هم سرور ارجمند
ستوده گهر آن مهین دادگر | فروهیده با شوکت و جاه و فر
دهش پرور آن سرور باشکوه | بهر کار خود داد و دانش پژوه
فروزنده کردار با دین و داد | روانش بمینو همه شاد باد
برحمت خداوند بنوازدش | بفردوس پایه برافرازدش
بود بر سر دوش همه راستی | برون رفته از کژی و کاستی
که آن با گهر سرور نامجو | بمینو همه باد آرام او
بهنگام آن نامه آراستن | سخن از کم و بیش پیراستن
چو پیکر گرفتی چنین بر سرود | بدانش بآرایش راست بود
زبان برکشادی بگفتار خویش | همه باز گفتی ز کردار خویش
سراسر ز آغاز و انجام کار | سرایش گرفتی زخود آشکار
نگارنده آن را به بستی طراز | نگارنده زاهر سرود ویش باز
نمودیش آن پیکر راستی | که آید همه در خود راستی
بخوانندی همه رابمران سرفراز | که پندار ناید بر آن دستباز
سرو کردن گفته اش کار بود | پس اینست آن راسته بر سرود
کجی را بآن راستی کار نیست | نگارنده دست پندار نیست

چنین بود طرز سرشت امیر | که هر کار عقبی برو دلپذیر
نمیداشت پروائے کار دگر | بجز امر حق مے نکردی نظر
همیخواستی در جهان نیک نام | رضا جوی حق بود هر صبح و شام
شب و روز مصروف در راه حق | همی خواند صرفے بجز این سبق
ولی از دل و جان محمد وزیر | بهر کار در اتباع امیر
رضا مندی او همے خواستی | بهر خدمتش دل بیاراستی
خود او بود علامهٔ هر علوم | که مشهور فضلش بهر مرز و بوم
بعلم و تفاسیر و فقه و اصول | معانی احادیث و علم عقول
بتدریس هر علم طبع رسا | هم از فضل حق بود او را عطا
بفن تواریخ بسیار دان | خبردار هر قصه باستان
رقم کردن داستان امیر | بفرمود نثر از بیان و دبیر
شمردش ز خدمات آن نامدار | که چیزش شمار مدور شمار
که تا در جهان ماندش نام نیک | مراد از بخدمت سرانجام نیک
شود پیش حق خدمت او پسند | که گردد بهر دو جهان ارجمند
چو نگهت ز فرمان سران قدیم | ز پیشین زمان بود گه مدیم
بعهدش چون رخصت او تمام | نحوی نبودش بنظم انتظام

دوسرا نظم ترجمہ مولوی نجف علی نے نواب وزیر الدولہ بہادر کے حکم سے سمت ۱۲۶۸
میں شروع کیا تہا جو باوجود تلاش کے پورا نہیں ملا شاید ناتمام رہا ہو۔
چند شعر اوسکے دیباچہ میں سے یہی یہاں لکھے جاتے ہیں۔

فروسند باد اد نواب ٹونک | درخشندہ مہر جہاں تاب ٹونک

نظم فارسی ترجمہ

نظم ترجمہ بھی دو ہوئے ہین ایک تو شروع عہد نواب وزیرالدولہ بہادر مرحوم مین پایندہ خان نامی ایک افغان نکہت تخلص نے درمیان ۱۲۵۱ھ کے کیا ہے یہہ تاریخ اوسکے ان دو شعرون سے نکلتی ہے۔

ظفر نامہ یادگار امیر	ہمین نام تاریخ آن یادگیر
ولیکن ز ہر عشر و صد و ہم احاد	ز ہر ایک جدا گانہ یک دہ بیاو

سب سے اخیر شعر بتاتا ہی کہ یہہ کام چھہ برس مین انجام کو پہنچا

بفضل خداوند گار انام	بہ شش سال گردید نامہ تمام

پس اسکا آغاز نواب امیرخان بہادر کے عہد مین ہوا اور اختتام نواب وزیر الدولہ بہادر کے زمانہ مین بعض اشخاص پایندہ خان کے امیرنامہ کو منشی بساون لال کے امیرنامہ سے علیحدہ سمجھتے ہین اور اوسکے ان اشعار کی سند لاتے ہین۔

چو من ہم ز اصلم سپاہی نژاد	بدین داستان خاطرم گشت شاد
نمکخوار اویم ز عہد قدیم	ازین رو بدین قصہ گشتم ندیم
جو موجود بودم بہر رزمگاہ	بجائے نگر دیدہ ام کج ز راہ
نوشتم بتحقیق ہر یک مقال	از آنہا کہ بودند واقف ز حال
تفحص نمودم ز ہر جہتے	بجائے خود و ہم ز ہر کہترے
بدانست خود نکتہ نگداشتم	ز گویندگان راست برداشتم

مگر بعد کے شعرون سے معلوم ہوتا ہے کہ نکہت ہی شاد ان کا پیر ہے اور اوسنے امیرنامہ شادان کی وجہ تصنیف کا ہو بہو ترجمہ اپنے دیباچہ مین کر دیا ہے اور اپنے کو اوس نثر کا ناظم قرار دیا ہے۔ وہ شعر یہہ ہین۔

کواپنی زندگی کے گذشتہ وقعات کا بیان کرنا بہت ہی مسرت اور خوشدلی کا باعث تہا اونکی مہمات کی بابت جسقدر سوال کئے گئے اون کے جواب اونہوںنے بہت صاف اور بیباکانہ دئے اپنی غلطیوں کا صحیح طور پر اقرار کیا اور اپنے منافی اخلاق اعمال و افعال کے اعراض بہی بے تکلف ظاہر کردئے اور کچہہ تکلف اون کے اخفاکی اپنے اوپر نہ اوٹہائی اور جب دیکہا کہ سامعین میرے حرف وحکایات کو بہت حیرت اور تعجب سے سنتے ہیں توکہا کہ مین نے اپنی مہمات کی کتاب تیار کرائی ہے اوسکی نقل مین ان صاحب کو جو ہمارے اور آپ کے درمیان ترجمان ہیں بہجدونگا الاصاحب نے بہی بہت مشکوری سے اسکی منظوری دی اور جب وہ کتاب آئی تو اوسکے سرسری معائنہ سے معلوم ہوا کہ پورے جوش سے لکہی گئی ہے اور اوسمیں اوسی قسم کی عبارت اور طول طویل داستانیں درج ہیں جیسے کہ نواب صاحب کی تقریر اور گفتگو متصف تہی الہ

دوچند باب اس کتاب کے بطور نمونہ فرصت کیوقت میں ترجمہ کئے گئے اور پھر آگرہ سے الہ آباد کو دریائے جمنا کے راستہ سے سفر کرنیکے زمانہ مین کل کتاب کا ترجمہ اوسی ہیئت سے جسمین کہ وہ پیش کیگئی تہی مرتب اور مکمل کیاگیا،،

اس ترجمہ سے ہمنے جا بجا اس کتاب میں حاشئے لکہے ہیں۔

دوسرا ترجمہ سرچارلس مٹکاف صاحب کے حکم سے ہوا جب کہ ۱۸۲۶ء مین خود منشی بساون لعل نے امیر نامہ اونکو نذر کیا تہا مترجم کا نام ایک فارسی یادداشت سے کلکتہ منشی صاحب موصوف سے جو اون کے ایک ہمراہی کے پاس تہی نولی صاحب معلوم ہوا ہے جیسا کہ اوپر لکہہ آئے ہیں مگر ممکن ہے اسمیں تہجی کی غلطی ہو یہہ ترجمہ ولایت کو بہیجا گیا تہا شاید کہ وہاں چہپا ہو مگر ابتک اوسکی بابت کچہہ سنا نہیں گیا ہے۔

پ پے تاریخ وفاتش شادوان پ پ پپ کرد از چشم اشارت با سن پ
پ گفت تاریخ بعینہ فی الحال پ پ پ بجنان رفت بیک چشم زدن پ
منشی صاحب کی تصنیف سے ایک مثنوی اور دوسری تواریخ امیرنامہ ہے مثنوی میں مختصر ذکر اوصاف نواب امیرالدولہ بہادر اور اون کے امیرون کا ہے لیکن تواریخ امیرنامہ تو بہت مفصل اور نظم و نثر سے مشتمل ہے جسکے ابتک کئی ترجمہ ہو چکے ہین جنکا ذکر بالتخصیص کرنے کے لایق ہے اور علاوہ ترجمہ کے مولوی نجف علی ساکنہ جھجہر نے نواب وزیرالدولہ بہادر کے حکم سے اس امیرنامہ کا مطلب لیکر ایک دوسرا امیرنامہ نظم اور نثر عبارت مین بنانا شروع کیا تہا مگر شاید وہ ناتمام و گمنام رہا کیونکہ باوجود تلاش کے پورا نہ ملا اور جسقدر ابتدائی حصہ اوسکا ملا تو وہ اسی کا سایہ نظر آیا شہرت اور عام قبولیت بہی اوسنے چندان نہ پائی یہہ لباسی امیرنامہ ۱۲۷۸ سنہ مین شروع ہوا تہا جیسا کہ اس بیت مندرجہ دیباچہ سے ظاہر ہے۔
پ ہزار و دو صد بود ہفتاد و ہشت پ پ کہ تالیف این نامہ آغاز گشت پ

انگریزی ترجمے

اول انگریزی ترجمہ امیرنامہ کا ماہ مئی ۱۸۳۲ سنہ ء مین ہنری پرنسپ صاحب نے لارڈ ولیم بنٹینگ گورنر جنرل ہندوستان کے حکم سے کیا تہا جو اوسی برس چہپ بہی گیا تہا مترجم صاحب دیباچہ مین لکہتے ہین کہ "جب (شروع ۱۸۳۲ سنہ) مین لارڈ ولیم بنٹینگ سے نواب امیرخان کی ملاقات ہوئی تو اونکی باتون مین وقت معینہ سے بہت زیادہ عرصہ لگ گیا اور گفتگو ختم ہوتی معلوم نہین دیتی تہی کیونکہ نواب صاحب اپنے گذشتہ واقعات ایک کے بعد ایک کہتے چلے جاتے تہے اور لارڈ صاحب کے سوالون کا جواب فی الفور دیتے تہے جس سے پایا جاتا تہا کہ نواب صاحب

جو پوچھو سچ تو یہہ ہے برکت قدوم امیر ؎ ورگرنہ نکلے یہہ خوبی کہاں سے پائی ہے

ایکدفعہ منشی جی نے حضرت نواب کی دعوت کی جسمیں نعمت نقال بھی ہمرکاب آیا اوسکو اشارہ ہوا کہ کچھہ نقل صاحب خانہ کی کرے تو وہ ایک آنکھہ میچ کر منشی جی کی نقل کرنے لگا بعدہ نواب نے کھانا طلب فرمایا تو منشی جی نے جو اپنی نقل ہونے سے بھرے ہوئے بیٹھے تھے عرض کیا کہ حضور کا پیٹ تو اس نقل سے بھر ہی گیا ہے اب اور کیا تناول فرمائیگا نواب اس جواب سے ناخوش ہوکر تشریف لیگئے منشی جی نے عرض معروض کراکر کھانا حضور میں بھجوادیا اور اس کیفیت کے چند اشعار موزوں کئے جن میں سے کچھہ یہہ ہیں۔

ایکدن جی میں میرے یون آئی ؎ دعوت آقاکی جاکے ٹھہرائی

عرض میری قبول کر آقا ؎ جلد تشریف گھر میرے لایا

ایک نقال بھانڈ جلد دستان ؎ آکے بیٹھا وہیں حضور نواب

نقل میری کو وہ لگا کرنے ؎ بیشعوری کا دم لگا بھرنے

ہم جو قسمت کے اپنی تھے طیار ؎ پکی تھی کھیر ہوگیا دلیا

منشی بساون لال اور مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر دونو واحدالعین تھے اور اسی سبب سے ایک واحدالعین نے دوسری واحدالعین کی تاریخ وفات میں یکچشمی کی رعایت کو خوب نبھایا ہے یہہ تاریخ اگرچہ موقع پر لکھی گئی ہے مگر یہاں پھر بنظر مدت درج کیجاتی ہے ناظرین کتاب اس تکرار سے ہمکو معاف رکھیں بلکہ اسکو قند مکرر سمجھیں۔

راؤ جسونت بہادر ہلکر ؎ کہ نیاید صفت او بسخن

جون ز دنیا گذر افسوس نمید ؎ چشم پوشیداریں دار محن

مردم چشم جہانے پوشید ؎ عمامہ رنگ سیہ زیں شیون

منشی صاحب جیسے شوقین اور رنگین مزاج تھے ویسی ہی حویلی بھی اونھون نے بہت خوش قطع اور دلکشا بنائی تھی۔ صدر دروازہ اتنا بڑا تھا کہ جس مین ہاتھی نکلجائے اوسکے اوپر بالاخانہ داہنی طرف دو منزلہ مردانہ دیوان خانہ اور اوسکے مقابل زنانخانہ دونون کے بیچ مین ایک چاہ شیرین پختہ بنا ہوا زنان خانہ کے پیچھے ایک باغیچہ اور باغیچہ مین ایک چھوٹا سا بنگلہ غرض بڑے لطف کی جگہہ تھی منشی صاحب اکثر اپنے احباب کے واسطے اوسمین جلسے کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی نواب صاحب کو بھی بلایا کرتے تھے جب اس کنوئین سے میٹھا پانی نکلا تو بہت خوش ہوئے اور ایک آفتابہ مین بھر کر نواب امیر الدولہ کے پاس لیگئے نواب صاحب بھی اوسکو چکھہ کر خوش ہوئے منشی صاحب نے اوسیوقت یہہ تاریخ موزون کی اور نواب صاحب کو سناکر کنوئین مین پتھر پر کندہ کرا دی ۔

چون بساون لعل شادان کرد این چہ را بنا ۞ از طفیل آن امیر سرور دریا نوال ۞
جستم از خضر خرد تاریخ بہر یادگار ۞ گفت برکش از چہ کوثر مثال آب زلال[۵۱] باقی ۱۲۴۲

اسی طرح منشی صاحب نے نواب صاحب کی عمارات قلعہ و امیر گنج و نظر باغ وغیرہ کی بھی بہت اچھی اچھی تاریخین کہی ہین جو امیر نامہ مین درج ہین ایکدن نواب صاحب نظر باغ کی سیر کر رہے تھے اوسوقت منشی جی بھی جا نکلے تو نواب صاحب نے اونکی رنگینی طبیعت کی بہار دیکھنے کے لئے فرمایا کہ منشی جی دیکھو گلاب کیسا پھول رہا ہے منشی جی نے عرض کی کہ حضور کے قدمون کی برکت ہے اور فکر کرکے ایک رباعی موزون کرلی جب پھر نواب صاحب ٹہلتے ٹہلتے انکی طرف آئے تو کہا سنیئے۔

۞ گل گلاب نے خوبی عجب دکھائی ہے ۞ بہار جامہ گلگون پہن کے آئی ہے ۞

---

[۵۱] چہ کوثر مثال کے اعداد ۱۳۰۵ مین سے آب زلال کا تخرجہ جو ۶۳ عدد کم کرکے ۱۲۴۲ باقی رکھنا ہے بہت ہی موزون مزیدار اور برمحل واقع ہوا ہے۔

وہی اونکی وفات کی بہی ہوگئی جو پندرہ روز بعد ہی چہت سے گرکر مر گئے اور اس مصرعہ کا
مضمون صادق کر گئے۔ مرن فال بد آورد حال بد۔
تاریخ مصرعہ منشی مکھدرائے کا اخیر شعر یہہ تہا۔
اجل سوئے جنت شدہ رہنما ؛ ؛ رہبر وفات ست تاریخ ما ۱۲۵۲
یہہ سب واقعات یعنی روانگی کلکتہ وواپسی ٹونک وسفر آخرت ۱۲۵۲ ہجری میں
واقع ہوئے غالبًا منشی صاحب ماہ جمادی الاول میں کلکتہ کو روانہ ہوئے ہونگے شعبان
میں وہاں پہونچے رمضان میں مراجعت کر کے ذی قعدہ کے آخیر تک ٹونک پہونچے
ہونگے اور ذی الحجہ میں اونکا انتقال ہوا ہوگا۔
منشی نساون لعل[1] کے کوئی اولاد نہی نواب صاحب نے اونکی ماہانہ میں سے پہلے
پچاس روپیہ اونکی زوجہ کے نام بحال رکہے پھر گہٹا کر تیس کئے پچیس کئے بیس کئے
اسطرح جب اونکا انتقال ہوگیا تو صرف دو روپیہ ماہانہ منشی صاحب کی ہمشیرہ کے
نام جو بقید حیات تہیں جاری رکہے ۱۲۸۱ ہجری میں نواب محمد علیخاں صاحب نے
وہ ہی موقوف کر دئے اور ہزار روپیہ اون کے پاس بہیجکر کہلایا کہ یہہ لو اور حویلی خالی
کر کے اپنے دیس کو چلی جاؤ ورنہ یہہ بہی نہیں ملینگے اور حویلی جبرًا خالی کرا لیجائیگی اوس
بیچاری نے بحالت بیکسی صبر کر کے اوسی پر قناعت کی اور روتی ہوئی اپنے بہائی کی
حویلی سے کہ جسکے سایہ میں ایک بڑا حصہ اپنے رنڈاپہ کا کاٹا تہا باہر نکلگئی پھر نواب
صاحب نے وہ حویلی بقیمت گراں اپنے بہائی صاحبزادہ عبدالرحمٰن خاں کو فروخت کردی

[1] مندرجہ بالا واقعات منشی سوتیلال رائے کی زبانی ۱۲۸۲ ہجری میں بمقام ٹونک معلوم ہوئے ہیں
جو رشتہ میں بہتیجے اور بہائی منشی نساون لعل کے ہوتے تہے اور کلکتہ تک اونکے ہمراہ گئے تہے کچہ یادداشت
بہی اونکے پاس لکہی ہوئی ہی جس سے ہی اقتباس کیا گیا ہے۔

اے از تو مراد اہل دنیا حاصل	وز حکم تو معجز مسیحا حاصل
حکم پے ورش جگنا تہہ بدہ	تا از تو کنم مراد عقبی حاصل

منشی جی بعد قیام قلیل کلکتہ جو تقریباً دو ڈیڑھ ماہ سے زیادہ نہ ہوگا واپس روانہ ہوئے اور ٹونک پہنچکر نواب صاحب کے حضور مین آداب بجالائے نواب صاحب نے التفات فرماکر حالات سفر و دربار گورنری دریافت فرمائے اور تاکید زودرسی کو بضرورت مشورہ امور اہم بیان کرکے منشی جی کو راضی کردیا پھر اوسی نزدیکی مین دفعتہً بیٹھے بیٹھے اونکا انتقال ہوگیا دو تین بار زبان سے یہہ کہا کہ بھوتیشر ناتہہ کہان جاتے ہے اور جان دیدی بھوتیشر ناتہہ مہادیو کا اونکو اشٹ تھا ہر سوموار کو بھوتیشر ناتہہ کے مندر مین جو مالپورہ دروازہ باہر ٹونک کے واقعہ ہے جایا کرتے تھے اور وہان بہت سا روپیہ لگاکر مکانات بھی بنائے تھے بعد مرنیکے داگ[۵۱] بھی اوسی جگہہ دیا گیا۔ اس سے عجیب بات یہہ ہوئی کہ منشی لکمن رائے سہسوانی نے جو اونکی حویلی مین رہتے تھے اور مرد قابل ناظم و ناثر زبان فارسی کے تھے اونکی وفات کی تاریخ الفاظ تاریخ ما سے نکالی تھی اتفاقاً

[۵۱] اونکی چھتری مندر کے پاس تلائی کی پال پر بنی ہے جسمین سنگ مرمر کی تختی پر ہندی اور فارسی کتبہ تھا چھتری کا گنبد گر گیا ہے اور کتبہ مندر کے پوجاری نے چھتری مین سے نکالکر اپنے پاس رکھہ چھوڑا ہے خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ نواب امیر الدولہ بہادر کے میر منشی بساون لعل ولد تن سکھہ رائے بنیرہ دوندے لال قوم کائستہ سکینہ کہرواسکنہ پرگنہ بلگرام سرکار خیرآباد نے بھوتیشر ناتہہ کا مکان بنایا اور بعد وفات اونکی چھتری وہان پر ان کی زوجہ نے معرفت کشن پرشاد کے جیٹھہ بدی سمت ۱۸۹۴ کو بنوائی۔

کلکتہ سے واپسی اور وفات

غرضکہ ایسی ایسی باتوں سے کلکتہ میں منشی جی کی بہت شہرت ہوئی لاٹصاحب اور لاٹصاحب کے سکرٹری اونکی بہت خاطر کرتے تھے اور بڑے تپاک سے ملتے تھے مگر لونکس میں یہ خبریں مخالفوں کو ہیں بہالیں اور اونہوں نے نوابصاحب کے کان بھرے کر دیکھئے یہہ لوگ کتنا رہ پکڑ گئے ہیں کہ یہاں تو رائے دانا ام مالک ہین اور وہاں منشی بساول پھر حضور کے واسطے کو نسا درجہ باقی رہا اگرچہ نواب صاحب کو منشی جی کیطرف سے کسی طرح کی بدگمانی نہ تہی مگر کہنے والوں کی ہی خاطر عزیز تہی اسلئے منشی جی کو واپسی کی تاکید لکہی جس سے منشی جی کو بڑا تردد ہوا کیونکہ اوسوقت دربار گورنری سے اتنی جلدی رئیسوں کے وکیلوں کو رخصت نہیں ہوتی تہی اگر درخواست ہی کرتے تو منظوری مین دیر ہو جاتی کیونکہ اوس زمانہ کے مصالح ملکی ایسے ہی تہے کہ رئیسوں کی تالیف قلوب ہر طرح سے سرکار انگریزی کو مد نظر تہی پس دیر ہوتی ہیں آقا کی حکم عدولی ہوتی اسلئے منشی جی نے رائے صاحب سر دست حکما تہہ جیکے درش کا حیلہ نکالکر یہہ رباعی لکہیں دربار لاٹصاحب پیش کر کے رخصت حاصل کی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۸ صبر آرا یہ اونکی نگاہیں کہ ضعف نظر نہ طاقت نظارہ اونکا اشارا کہ ہائے ہائے

وہ میوہ ہائے تازہ و شیریں کہ واہ واہ ..... وہ بادہ ہائے ناب و گوارا کہ ہائے ہائے

اور ایک فارسی شاعر نے ہی کہاہے

دیدہ حیران گفت الخ ..... ثانی حسن کلکتہ

دام صید دل جہان باشد ... ہر مکان و مقام کلکتہ
چون نباشد بزخم دل نمکے ... شاہد سبز فام کلکتہ
کز نمکپاشی ملاحت خلق ... گشت معمور جام کلکتہ
شور عشق ست درنہ خاکش ... گشت این شور عام کلکتہ
ہر سر شام خوش بہ بازارست ... جلوۂ ازدحام کلکتہ
چون سحر خندہ می زند بہ بہشت ... عشرت افزائے شام کلکتہ
ہر متاع غریب ہر آفاق ... ہست صرف دوام کلکتہ
قصر ہائے بلند اوج پذیر ... بحوالی تمام کلکتہ
مے نہد پا زرہ بان فلک ... ہر سحر خور ببام کلکتہ
چونکہ دارالامارت ہندست ... زان بود احترام کلکتہ
عرش تا دید قلعہ اش خم کرد ... پشت بہر سلام کلکتہ
کوٹھی دلکشائے صاحب لاٹ ... کوشک احتشام کلکتہ
خوش مکانے خوش مکین مخصوص ... خوش مدار المہام کلکتہ
صاحب عقل جی ملکناٹن ... ناظم انتظام کلکتہ
یاربش دار حی القایم ... تا کہ باقی ست نام کلکتہ
یا الٰہی کرم بشادان کن ... کہ بر آید ز دام کلکتہ [۵۱]

۵۱ متاخرین نے بھی کلکتہ کی ایسی ہی تعریف کی ہے چنانچہ مرزا غالب نے کہا ہے۔

کلکتہ کا جو ذکر کیا تو نے ہمنشین ⁂ اک تیر میرے سینہ پہ مارا کہ ہائے ہائے
وہ سبزہ زار ہائے مطرا کہ ہے غضب ⁂ وہ نازنین بتان خود آرا کہ ہائے ہائے

بوسیدہ ماہ ہا دحیرہ اتس اسار اسار باانکہ گوشتش از بوسیدگی وخشک گردیدگی
معزوپوست عفونتے تمام دارد و مردم عالی دماغ رانوبش قے می آرد شبانہ روز صرف
عدائے متوطناں اینجاست علی الخصوص مردم بنگالی کہ سرشت نجاست دارند غذائے
لطیفش قرار دادہ می خورند دخار وپوستش در تناول باقی نمیگدارند نعوذ باللہ تنہا اینجا
مرداں مردم بناکہ طریق ضحاک دارند بیمار را در حالت لاحق گردیدن اندک مرض ہری
بول گویا نیدہ زندہ در دریا عرق می کنند مگر ترس خدا در دل ندارند کہ در ہم میان
رمانی رونق ورواج دیں خود میداشد فریب ودغا را در اینجا ترجیح بر دانائی وہوشیاری
کذب ودروغ رافروغ برراست گفتاری قصہ کوتاہ ما مردم غریب راخدا حفظ اللہ۔

صفت کلکتہ

ایکدن ایک شخص نے آکر منشی جی سے کہا کہ صاحب جیسے آپ شاعر ہو ایسا ہی ایک
شاعر پہلے بھی بعہد سعد صاحب[۹۱] یہاں کے آیا تہا اوسکا قصیدہ یہاں بہت مشہور ہے
منشی جی نے پوچھا کہ اوسکا کوئی شعر تمکو یاد ہے اوسے کہا کہ ہاں اور یہہ شعر پڑہا۔

آب شوروریں سراسر شور ۔۔۔ شور دریا نرواے کلکتہ

منشی جی نے کہا کہ یہہ تو ہجو ملیح ہے اور ہم کلکتہ کی تعریف لکہتے ہیں چنانچہ پکہہ دیر خوض
کرکے ۱۲ شعبان کو یہہ قصیدہ نظم کیا۔

روم گردید رام کلکتہ ۔۔۔ شام ہم شد غلام کلکتہ

---

[۹۱] سرجان شور اکو بر ۱۷۹۳ء سے جنوری ۱۷۹۸ء تک گورنر جنرل رہے تہے۔

لکھی جاتی ہے کہ النادر کالمعدوم مثل مشہور ہے اور علاوہ اسکے اوس زمانہ کی حالت کلکتہ کا کچھہ پتہ ہی البتہ اوس سے لگتا ہے۔

نقل عرضی اسمی نواب صاحب بہادر معروضہ ۵ ۱۲ شعبان ۱۲۵۲ھ ہجری

از حال اینجا اگر مفصلاً گزارش نماید بدفتر ہا نہ گنجد لہذا برخے از تشریح حال اجناس بسبیل اختصار معروض میدارد کہ جوار درین جوار براے نام نشانی نہ دارد و گندم از کجا آرد کہ ہیچ مزارعی تخم گندم درین ملک نمی کارد اگر کسے از اطراف در ینجا غلہ گندم مے آرد مایدہ اش آرد نام دارد و از جنس جو اگر کسے جو بجو درین جوار جستجو نماید نشانش نظر نیاید ماش بد قماش کہ رنگی از مذاق ندارد و وا نہ اش نہایت خورد درین ملک پیدا میشود ثقالت کلان دارد و اصلا رو بہ گداخت نمی آرد اگر کسے وا لش پک نا شد خورد اکل آن دال بر علالت است و مسور کہ میسر میشود از آب اینجا اثر گداز دارد و تاہم سور خواص بادی نمیگذارد و بمزاج لطیف موثر ثقالت است نخود کہ نہ خود مزروعہ اینجا است وآمدنش درین ملک از راہ دور است صرف آن بجز وا نہ دواب نزدیک دانایان نازک مزاج از ماکولات دور و روغن زرد کہ از شیر میش و گوسفند درین جا مہیاست براے پیدا کردن مرض سرفہ روغن انداز آتش بیماری و لہاست نمک بے نمک کہ درین بوم شور پیداست مواد خارش و دا د پیچش و اسہال ازو ہویداست شوریت آب در کمال زور و شور کہ اگر کسے یکقطرہ اش نوش جان نماید گداز استخوان نماید اگر تشنہ از آبش سیر گردد از زندگی خود سیر گردد جنس برنج شالی کہ بسیرنج و محنت در سالے دوسہ بار زراعت میشود در بازار خروار خروار است و ماہی کہ بواسطہ قرب شہر بکنار دریا با فراط است

لیکن ہزار شکر کہ بعد از گزند راہ — بختم رسانده سرور دولت کشاں کشاں

اکنوں بدل مزار تو امید واثق است — چوں نام خود شوم ز تو شاداں و کامراں

اکانے من کہ خبر تو مادر دو سیلے — کردست عرض حال رباعی من جہاں

ما والدم کہ مہر بدل داشتی مدام — رسید کنوں بما کرمے کس فروں ازاں

از فوت والدم نبود غم کہ چوں توام — ز فرق قایم ست مربی و قدرداں

شاداں کنوں سخن بدعا ختم میکند — زاں رو کہ ارمغاں ست دعا پیش شاعراں

تا بر فلک ز حکم خداوند ذو الجلال — باشد مہ منیر ہادرخ افق عیاں

تحت چو مہ بلند باوج گوہر سری — باشی بکار ملکی و مالی تو حکمراں

لاٹصاحب منشی جی کی علمی دستگاہ اور بذلہ گوی سے بہت خوش ہوئے اور اپنے سکرٹریوں سے فرمایا کہ ایسا قابل وکیل استک غالبًا کوئی نہیں آیا ہوگا اور منشی جی سے پوچھا کہ آپ وہاں کب منشی ہوئے عرض کی کہ جن روزوں میں حضور دہلی کے رزیڈنٹ تھے بعدہ منشی جی نے امیر نامہ نذر کیا جو خوشخط مطلا و مذہب تہا لاٹ صاحب سے پسند فرماکر بولی صاحب سکرتر سے اوسکا حرف بحرف ترجمہ کرایا اور ولایت میں چہپنے کو بہیجا منشی جی نے یہہ رباعی بر وقت ترجمہ بولی صاحب کی مدح میں کہی تہی۔

اے آنکہ قدردان سخن پروراں توئی — کشاف و موشگاف رموز نہاں توئی

نامم کہ شد ز ترجمہ نامہ در فرنگ — معلوم شد کہ والد ارس شاعراں توئی

اور ایک عرضی بالیصاح نرخ غلہ وحال کلکتہ بتلازمہ اجناس نوابصاحب کو لکہی جس بین تر نویسی و رعایت لفظی کی خوب داد دی ہے یہاں اوسکی نقل ہی بنظر بدعت

واعزاز بھی پہلے سے زیادہ بڑہایا اور کچھ عرصہ بعد جو نواب گورنر جنرل بہادر کے پاس ایک معزز وکیل کے بھیجنے کی ضرورت ہوئی تو بنظر اعتماد وراز داری کے منشی جیکو ہی اس کام کیواسطے موزون دیکھکر منتخب فرمایا اور سامان سفر کلکتہ کا جو اوسوقت ایک کار عظیم تہا مہیا کر کے اوسطرف روانہ کیا منشی صاحب بعد سفر سہ ماہ کے عین موسم برشگال مین ۱۷ شعبان ۱۲۵۲ ہجری کو کلکتہ پہونچے اور بروقت ملاقات سر چارلس ٹمیکاف قائمقام گورنر جنرل کی خدمت میں یہہ رُباعی پڑہکر مصدر تحسین وآفرین ہوئے۔

اے آنکہ بسروران عالم توسری	براوج گورنری چو مہ جلوہ گری
ہم صاحب قلمے وہم صاحب سیف	وزہرچہ وہم مثال ما فوق تری

پھر جب اونکو کرسی پر بیٹھنے کا حکم ہوا اور مکناٹن صاحب سکرٹری نے دہنی طرف چھٹے نمبر کی کرسی پر بیٹھایا تو اوسوقت پھر اونہون نے یہہ رباعی فی البدیہہ موزون کرکے عرض کی۔

بکرسی چہارم جانب راست	چو حکم جے مکناٹن بما داد
شدم شادان وگفتم نقش کامت	آلہی تا ابد کرسی نشین باد

پھر بعد سلام وپیام یہہ قصیدہ مرصع کہ جس سے اپنے آنیکا حال اور موکل کا منشاء مترشح ہوتا تھا پڑہنا شروع کیا اور آخر تک بکمال فصاحت زبان وسلاست لسان پڑہکر سنایا۔

اے صاحب گورنر جنرل بلند شان	بیشک درین زمانہ توئی حاتم زمان
روزیکہ سرنوشت جہان شد رقم پذیر	نامست خدا نوشت ہمہ خوبی جہان
وصف تکنشود سرموئے زمن ادا	پیدا شود زہر سرمویم اگر زبان
در مدت سہ ماہ کہ کردم سفر دراز	نہ تاب وطاقتے بہ تنم ماند ونہ توان

بادی النظر مین کم معلوم ہوتا ہے لیکن منشی جی نے سیر چشمی سے اسی کو بمنزلہ جاگیر کے سمجھا اور خاتمہ کتاب میں اوسکا شکریہ لکھا جسکے چند شعر یہہ ہیں ۔

چو این نامہ من بپایان رسید
بسے شادمان گشت وگفتا بمن
بگو آنچہ داری تمنا بسر
بگفتم کہ اے سرور نامدار
غنی ہستم از جود واحسان تو
ہمیخواہم اکنون شوم گوشہ گیر
چو بشنید اینحرف مارا بگوش
بگو کے نواین گوارا مرا
ز جاگیر وخلعت مرا در نواخت

بگوش دل آن اہل ہمت شنید
کہ اے مرد میدان شعر و سخن
کہ بخشم ترا من ز جاگیر و زر
ندارم ز جاگیر و زر ہیچ کار
کہ من موبمویم ثنا خوان تو
بیاد خدا و دعائے امیر
بفرمود از من خداوند ہوش
کرین در گہ من تو باشی جدا
دلم را ز بند غم آزاد ساخت

امیرنامہ کی نقل وتحریر کا انتظام بھی منشی جی کے متعلق رہا دس کاتب خوشنویس اور مصور اونکے پاس تعینات کئے گئے اور یہہ حکم ہوا کہ ہر وقت دس بیس جلدین سادہ و مطلا معہ تصویرات کے تیار رہیں اور جہان کہین سے فرمایش آئے فوراً بہیجی جائیں چنانچہ یہہ عملہ ایک عرصہ تک قایم رہا اور بہت سی جلدیں امیرنامہ کی رئیسوں اور انگریزوں کے پاس بہیجی گئیں ۔

بعد انتقال نواب صاحب کے صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر نے سنہ ۱۲۵۰ ہجری میں مسند نشین ہوکر منشی جی کو منصب منشی گری سے سرفراز فرمایا اور اونکا قرب

منشی بساون لعل قوم کایستھ قصبہ بلگرام علاقہ لکھنؤ کے رہنے والے تہے اُن کے
باپ کا نام تن سکھہ رائے تہا انہون نے علم فارسی اوس زمانہ کی رسم کے موافق اپنے
وطن ہین تحصیل کر کے نظم و نثر لکہنے کی مہارت بہی پیدا کر لی تہی رائے ہمت رائے
اور منشی داتارام جو عالیجناب نواب کے مدار المہام تہے رشتہ مین منشی بساون لعل
کے ماموں ہوتے تہے اس توسل سے منشی موصوف نوابصاحب کے لشکر مین آئے
اور رائیصاحب کی سفارش سے کرنیل موہن سنگہ کے کمپو ہین ملازم ہو گئے کرنیل
موہن سنگہ بہی رائیصاحب کے ہموطن اور آوردہ تہے سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین جب منشی
بہوانی پرشاد نے وطن جانیکی رخصت لی اور اونکی غیر حاضری مین ایک لائق و متدین
نایب کی ضرورت ہوئی تو رائے داتارام نے بعد منظوری نوابصاحب کے منشی بساون لعل
کو نایب منشی مقرر کر کے اپنی پیشی مین رکہہ لیا اس تقرری کے نتیجون سے ایک یہہ بہی تہا کہ منشی
بساون لعل ہر وقت نواب صاحب کے حضور مین حاضر ہو سکتے تہے ادہر ہر ایک معاملہ مین عرض معروض بہی کر لیا کرتے تہے
جس سے اونکا رسوخ دربار مین بہی بڑہ گیا اور نواب صاحب بہی اونکی لیاقت اور کارروائی سے واقف ہو گئے اور دوسری داتارام
کو بہی اطمینان ہو گیا کہ بہتیجہ کی جگہہ بہانجہ آگیا نوابصاحب کے صاحبزادہ وزیر الدولہ
بہادر جو بہت ذی علم اور علم دوست تہے وہ منشی بساون لعل کی بڑی قدر
و منزلت کیا کرتے تہے اور بلکہ اونہین کے حکم اور شوق سے منشی موصوف نے
امیر نامہ سنہ ۱۲۴۱ھ مین تصنیف کر کے نواب کی نذر سے گذرانا نواب اوسکو سنکر
بہت خوش ہوئے اور صلہ مین ایک جاگیر دینا چاہا مگر منشی نے بنظر دور اندیشی
قبول نہ کی تب نواب صاحب نے خلعت دیکر ۵ مع ماہانہ علی الدوام نسلاً بعد
نسل کی سند لکہدی اگرچہ یہہ صلہ اس کتاب کا ایسے دریا دل نواب کی پیشگاہ

دسواں حصہ

امیر نامہ اوسکے مصنف اور اوسکے ترجموں کا حال

ہمکو اس حصہ میں نواب کے مورخ منشی بساون لال شادان اور اونکی سوانح عمری اور اونکی سانی ہوئی تواریخ امیر نامہ کا ذکر کرنا فرض ہے جو قریب تمام کے ہمارے اس نسخہ کا ماخذ ہے۔ ایک انگریز محقق کا قول ہے کہ بہادری میں راجپوت بھی یونانیوں سے کم نہیں ہوئے ہیں اگر کچھہ فرق ہے تو اتنا ہی ہے کہ جیسے مورخ یونانیوں کو ملے ویسے راجپوتوں کو نہیں ملے ورنہ اونکی شہرت بھی دنیا میں مثل یونانیوں کے ہوجاتی پس اچھے مورخوں کا ملنا بھی ایک یاوری طالع ہے اور خوش نصیب نواب امیر بھی ناکام نرہے کہ اونکو منشی بساون لعل جیسا معزز منشی اور مورخ ملا جسنے اونکی تمام حیرت انگیز سوانح عمری کا خاکہ ایک کتاب میں کھینچکر دنیا کے سامنے رکھدیا یہہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ جسکی بہت سی نقلیں باوجودیکہ اوسوقت چھاپہ نتھا ہاتھوں ہاتھہ تقسیم ہوگئیں اور دو ترجمہ انگریزی میں بھی ہوئے جیسے نواب اوس عہد میں بوجہہ اپنے عجیب وغریب واقعات کے اعجوبہ روزگار تھے اوسی طرح یہہ نسخہ بھی ایک تحفہ یادگار زمانہ تھا جسے خود نواب اپنے دوستوں اور ہمسروں کے واسطے فخر اور خوشی کے ساتھہ بھیجا کرتے تھے اس سے نصرف نواب کی ہی سرگذشت معلوم ہوتی ہے بلکہ کل حالات زمانہ مرہٹہ گردی کے شروع سے اخیر تک معہ اکثر ضروری اور دلچسپ کوائف بعض ریاستوں کے منکشف ہوتے ہیں۔

دوآب جمنا و گنگا کو بہیجا اور وہان نظر بند کردیا[۵۱] اور ناگپور کے راجہ آپاجی جو انگریزی فوج مین گرفتار تہے بروقت نقل و حرکت لشکر کے پہرہ سے نکلکر لاہور کی طرف بھاگ گئے یہہ واقعات ۱۲۳۳ سنہ ہجری مین واقع ہوئے۔

۵۱ کیسی عبرت کی بات ہے کہ سرمیمنت پیشوا جو کہتے تہے کہ تین پہر سورج میری عملداری مین پہتا ہے اور ایک پہر دوسری ولایتون کو روشن کرتا ہے اور یہہ مشہور ہے کہ نولاکہہ نیزہ اون کے ساتہہ چڑہا کرتے تہے گردش ایام سے اونکا یہہ انجام ہوا اور ۱۸۵۷ع کے غدر مین اونکی اولاد نے کانپور مین انگریزی سرکار سے بغاوت کرکے اپنا کل نام و نشان ہی کہو دیا کہتے ہین کہ اب اونکے خاندان سے نانا راؤ اور رام چندر نیپال اور روس مین موجود ہین مگر معلوم نہین کہ یہہ خبر کہان تک صحیح ہے ناگپور کی ریاست ضبط ہے اور ہلکر سندہیہ کے راج قایم ہین کیونکہ اونہون نے پہر کوئی حرکت نادانی کی مثل پیشوا کے نہین کی اور ستارہ کولاپور کی گدیان بہی بنی ہوئی ہین جو مرہٹہ پچہلی صدی مین ہندوستان بہر مین نہین سماتے تہے اور جا بجا سے اپنی چوتہہ بزور نوک نیزہ کے وصول کرتے تہے اونکو انقلاب زمانے گوشۂ عافیت مین بیٹہا دیا ہے مرہٹی سلطنت دکن اور انگریزی فتوحات کے حالات جو اونکو ہندوستان مین آنے کے بعد حاصل ہوئے گرینڈف صاحب کی تواریخ مرہٹہ اور جارجنامہ منظوم فارسی مین جو ایک ضخیم کتاب شاہنامہ کے وزن پر ہے درج ہین جسکو دیکہنا ہو وہ اون کتابون مین دیکہہ کر تاریخی لطف حاصل کرے مولف ۱۲۔

عالی اُلے سرپست نے ناچار بھاگ کر تپتی ندی کے اوپر ڈیرہ کیا اور مہاراج ہلکر کے
کپتان رام دین کے ساتھ جو مالکم صاحب سے شکست کھاکر معہ پانسو سواروں
اور پیدل کے وہاں پڑا ہوا تھا کوچ کر کے قلعہ آسیر کے قریب رحمت اقامت ڈالا
اور سرداران وقت مثل سندھیہ اور ہلکر وغیرہ سے کچھ امید عقدہ کشائی کی نہ دیکھکر
نواب کے مختار کار رائے ہمت رائے کے بھتیجے لالہ جیالی رام کی معرفت جو اون دنوں
جرنیل مالکم صاحب کے لشکر میں موجود تھے انگریزوں سے مصالحت کا پیغام ڈالا
اور لالہ موصوف کی وساطت سے جرنیل مالکم صاحب کے ساتھ ملاقات کر کے صلح کر لی[۵۱]-
صاحبان عالیشان انگریزوں نے بمقتضائے قدردانی اور سرداری کے اونکا اور اونکے
بھائی کا لاکھ روپیہ[۵۲] مشاہرہ مقرر کر کے انگریزی فوج کے محافظہ میں ٹھور واقع میاں[۵۳]

سلہ ۵۱ یکم جون ۱۸۱۸ء کو پیشوائے سرجان مالکم کے پاس جاکر اون کے کہنے کو بخوبی منظور کیا
جام جہاں نما۔

سلہ ۵۲ جام جہاں نما میں آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ لکھا ہے جو سرجان مالکم نے پیشوا کو بشرط نکرنے
کسی قسم کی مخالفت کے دینا کیا تھا پیشوائے تین باتیں صاحب موصوف سے منظور کرائیں۔
۱ جو سردار پیشوا کے رفیق اور نمکحلال رہے ہیں اونکی قدیمی جاگیروں کی بحالی
۲- برہمنوں کو جو کچھ ملتا تھا وہ بدستور ملتا رہے تاکہ محتاج گداگری نہوں
۳ مندروں کی جاگیریں اور اوقاف بدستور قائم رہیں

سلہ ۵۳ بعد صلح و پیمان کے پیشوائے ۳ جون ۱۸۱۸ء کو دوپہر بعد اپنے کو بال پر در سرجان
مالکم کے پاس حاضر کر دیا اور صاحب نے بٹھور کو روانہ کیا جام جہاں نما۔

آقا کے بہاگنے کی خبر سنی تو وہ بکھر کر کرناٹک کے ملک مین چلی گئی اور شام کیوقت
پیشوا ہی اپنی فوج مین داخل ہوئے اور راجہ ناگپور کی مدد کی امید پر ناگپور کو چلے
راستہ مین اونکا بہائی چمنا آپا ہی جو دو ہزار سوارون سے اون کے ڈہونڈنے کو گیا
تھا اونکے آنے کی خبر سنکر فوج کے شامل ہوگیا۔
اودہر آپاجی راجہ ناگپور نے پیشوا کی انگریزون سے لڑائی شروع ہونیکی خبر سنکر ناگپور
کے کمان افسر سے کج بحثی شروع کی اور چہاونی اوٹہانے کا پیغام بہیجا صاحب مذکور نے
اپنی جمعیت جمع کر کے ناگپور کی فوج کو شکست دی اور آپاجی کو پکڑ لیا اون کے
دیوان نے گنگا گوداوری کے پاس پہونچکر سرمینت پیشوا کی ملازمت حاصل کی اور
راجہ کے گرفتار ہوجانے اور شہر مین عرب لوگون کے قابض ہونے اور انگریزون
کے محاصرہ کر لینے کا حال مفصل عرض کر کے اونکو ناگپور کی روانگی پر مستعد کیا پیشوا
کوچ کر کے متصل مقام چاندا کے جو ناگپور سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے پہونچے
اور جنگل و جہاڑی مین چار پانچ روز رہے تہے کہ اتفاق سے سیر سیر بھر کے اولے
اون کے لشکر پر برسے اور اس قہر الہی سے بہت آدمی اور جانور لشکر کے تباہ ہوگئے
اب الفنسٹن صاحب اور سر ہٹ صاحب جو اون کے پیچھے لگے چلے آتے تہے چاندا
کے بہت پاس آپہونچے اودہر کمان افسر ناگپور نے بہی بعد نکالنے عربون کے
ناگپور مین عمل دخل کر کے راجہ چاندا کی اشارہ سے چاندا مین پہونچکر بندوبست کرلیا
اس حال کے سنتے ہی سرمینت کے ہوش اڑ گئے اور وہ کوچ کی تیاری مین تہے
کہ الفنسٹن صاحب اور سر ہٹ صاحب نے اونکے سر پر پہونچکر گہوڑ چڑہی
توپون کے گولے مارنے شروع کئے اور سرمینت کے جواہر خانہ کو اپنے قبضہ مین لاکر اونپر

صبح کو پیشوا باب جنگ نہ لاکر بہاگ نکلے اور قلعہ تہارہ میں جاکر ساہو راجہ کی رانی گحرا
بائی کے پاس چہپے انگریز پونا کا بندوبست کرکے بہت جلد ستارہ پر آئے پیشوا
معہ گحرا بائی اور اوسکے تین بیٹون کے ستارہ چہوڑکر پنڈل پور پہونچے مگر انگریزی فوج
کے تعاقب سے دو تین دن کے سوائے وہاں ہی نہ ٹہرسکے اور پہر ستارہ میں
واپس آپہلے اور وہاں اپنا اسباب و کارخانہ چہوڑکر معہ ہمالکر نامی ایک سردار کے کوچ
کرنیکی فکر میں تہے کہ انگریزی فوج نے پاستہ کوب پہونچکر مقابلہ کیا پیشوا تاب مقابلہ
نہ لاکر پہر پنڈل پور میں پہونچے وہاں سے قلعہ کولا پور واقع ملک کرناٹک میں جو بڑا مصبوط
اور قلب مکان ایک کوس کے فاصلہ پر تہا گئے اور وہاں کے قلعدار کو جو اطاعت
سے منحرف ہوگیا تہا پکڑکر وہ قلعہ راجا کو سونپ آئے اور پنڈل پور کو واپس گئے ایک
دو روز وہاں ٹہرکر اونہوں نے اپنی فوج کا تو اپنے بہائی چمنا آپا کے ساتھ ایک طرف کو
کوچ کرادیا اور آپ معہ گوکلیا کے گحرا بائی کی صلاح سے کہالے کیواسطے معہ کچہہ جمعیت
کے ٹہر گئے تہے کہ الفسٹن صاحب اور سرپٹ صاحب معہ انگریزی فوج کے پہاڑوں
کے راستہ سے وہاں آپہونچے اور گہوڑچڑہی توپوں کے گولے مارنے لگے پیشوا نواب
گہوڑے پر سوار ہوکر اکیلے کوہستان کیطرف بہاگ گئے اور گوکلیا نے کہ جوانمرد دلاور تہا
میدان جنگ میں قدم جمایا اور اپنے جوہر شجاعت کو ظاہر کرکے بہادری کے ساتہہ
جان دی[۱] گحرا بائی جو انگریزوں سے ملی ہوئی تہی اور جسکی شعبدہ بازی اور حسن دہی نے
یہہ فرصت کا موقعہ ملا تہا انگریزی فوج کے شامل ہوگئی سربیت کی فوج نے حسب اپنے

---

[۱] یہہ جنگ ۲۲ فروری ۱۸۱۸ کو ہوئی تہی جارجنامہ جلد سوم۔

اور اونکو جنگ پر مستعد کیا صاحب کے پاس جمعیت بہت تھوڑی تھی اسلیئے دو تین
کوس آگے جاکر میدان مین ٹھہرے وہان گوکلیا کا بیٹا جا پہونچا اور او نسے لڑنے لگا
آخر کو لڑائی مین مارا گیا اور اوسکی عورت اوسکے ساتھہ ستی ہو گئی اس اثنا مین ہر طرف
سے انگریزی پلٹنین آپہونچین اور سرمینت نے ڈر کر صلح چاہی اونکے تمام سردار سوائے
گوکلیا با پوچھنا آپا اور با پا اپنا کے نمک حرامی کرکے انگریزون سے ملگئے تھے گوکلیا
نے اس بھید سے واقف ہوکر ہر ایک کے دستخطی خط بہم پہونچائے اور سرمینت کو
خبر کرکے یہہ رائے دی کہ بہر صورت انگریزون کا ڈیرہ پونہ سے باہر نکالکر اپنا انتظام
کرنا چاہیئے سرمینت نے اس بات پر مضبوط ہوکر پھر انگریزی کمان افسر سے تعرض
کیا اور چھاونی اوٹھا لینے کیواسطے اوس سے باصرار کہدیا اور کچھہ زور بھی دیا
صاحب نے مصلحت وقت دیکھکر معہ چار پلٹنون کے جو اوسکے ساتھہ تھین کوچ
کردیا اور لکڑی کے پل پر جو پونہ کے پاس ہے ڈیرہ کیا پیشوا نے حملہ کرکے انگریزی
فوج کی بنگاہ اور کارخانہ کو لوٹ لیا اور اپنی فوج کے چار غول کرکے صاحب مذکور
کو پل پر جا گھیرا اور جنگ قراولی شروع کی جسمین بہت سے آدمی دونو طرف کے مقتول
اور مجروح ہوئے اوسی رات کو جرنیل الفنسٹن صاحب جنکا ڈیرہ معہ دو پلٹنون کے
مقام گھوڑندی پر تھا دھاوہ کرکے سرپٹ صاحب کے شامل ہو گئے پیشوا یہہ خبر
سنکر گھاسی رام کے تالاب پر جو پونہ کے قریب ہے لوٹ آئے انگریزی فوج دو تین
روز تک اپنی جگہہ پر ٹھہری رہی جب پانچ پلٹنین گردو پیش کی چھاونیون سے آکر
اوسکے شامل ہو گئین تو سرپٹ صاحب اور الفنسٹن صاحب نے قوت پاکر پونہ
کیطرف کوچ کیا اور سرمینت کی فوج سے ایک دن اور ایک رات جنگ جاری رہی[۵۱]

[۵۱] یہہ جنگ ۱۱ نومبر ۱۸۱۷ء کو ہوئی تھی جارجنامہ

کسیقدر انگریزی فوج کے بہوچکر پنڈارون کی جمعیت کو متفرق کر دیا اور اون کے سرداروں مثل چیتوا اور راجن وغیرہ کو قید کر لیا یہہ واقعہ ۱۲۳۲ھ ہجری واقع ہوا۔

سرمیٹ باجی راؤ پیشوا کا بقیہ حال

سرمیت کا وکیل گنگا دہر شاستری انگریزوں کے پاس رہا کرتا تہا مگر وہ نالائق انگریزوں سے مل گیا اور اپنے موکل کی بیخ کنی کرنے لگا اسپر سرمیت نے اپنے مختار گوکلیا نایک کے ہاتہہ سے اوسکو پنڈل پور میں مروا ڈالا اسبات پر جرمل سرپٹ صاحب ریذیڈنٹ پونہ ناراض ہوئے اور اونہوں نے پیشوا سے جواب پوچہا کہ گنگا دہر کے مروا ڈالنے کا کیا سبب تہا سرمیت نے انگریزون کے رعب سے جواب شافی دینا تو مناسب نہ سمجہا اور گوکلیا مذکور کی صلاح سے یہہ لکھہ بہیجا کہ ہمکو اس طرح کی خبر نہیں ہے اوسکے قاتل گوکلیا سے پوچہا چاہئے جب گوکلیا سے پوچہا گیا تو اوسنے مغروری سے جواب دیا کہ مین پیشوا کا نوکر ہوں اور میں نے جو کیا ہے اوسکا جواب اپنے آقا کو دیلونگا ریذیڈنٹ اس سے اور ناراض و بدظن ہوا اور اونہوں نے اس کام کے تدارک کا ارادہ کر کے اون انگریزوں کو کہ جو گہوڑ ندی اور مالی گانوں وغیرہ اضلاع پونہ میں چہاؤنی ڈالے ہوئے تہے اطلاعدی اور جگہہ جگہہ سے انگریزی فوج منگوانیکی درخواست کی یہہ سنکر گوکلیا نے بہی اپنی جمعیت فراہم کر کے ریذیڈنٹ سے کہلایا کہ تم یہاں سے اپنا ڈیرہ باہر کرو نہیں تو جبرًا اوٹہا دونگا جو کہ اوسوقت اون کے پاس چار کمپنیوں سے زیادہ فوج نہ تہی اسلئے اونہوں نے وہاں رہنا صلاح نہ دیکہکر پونا سے دو تین کوس پر ڈیرہ کر دیا گوکلیا نے پیشوا کو صاحب مذکور سے لڑنیکی صلاح

لڑ رہے تھے اون نامردون کے بہاگنے اور انگریزی رجمنٹون کے آپہونچنے سے کہ جنہون نے اوسوقت ہر طرف سے پیش قدمی کرکے اون باوفا لوگون کو گہیر لیا تہا گہبرا گئے اور بعد جان نثار ہوجانے چار پانچ ہزار آدمیون کے ناچار بہاگ نکلے تب بیچارہ سوائے ملہار راو ہلکر نے جو ابہی تک کوئی جنگ نہ دیکہی تہی معہ کسیقدر سوارون کے اپنی راہ لی انگریزی فوج نے فتح یاب ہوکر مہاراج کی تمام توپین لے لین مہاراج معہ سوارون کے پرتاب گڈہ مین جو وہان سے دو تین منزل پر تہا جاکر ٹہرے جنرل مالکم صاحب نے وو ازراہ سرداری[۵۱] مہاراج موصوف سے صلح کرکے اندور وغیرہ علاقہ جات مالوہ جو دس بارہ لاکہہ کی جمع کے تہے اونکی جاگیر مین عنایت فرمائے اور طرفین سے عہد نامہ اتحاد و یکجہتی مرتب کرکے مہاراجہ کو اندور مین بطور نظر بند کے رکہا اور نواب کریم خان پنڈارہ کو جو بہیس بدلکر اوجین مین جا پہونچا تہا قید کرکے معہ اوسکے بیٹون کے گورکہہ پور کے ضلع مین بہجدیا[۵۲] اور ایک جاگیر ساٹہہ ہزار روپیہ کی اوسکے واسطے مقرر کی اور جرنل ڈنکن صاحب نے کوٹہ اور بوندی کے ضلع مین معہ

---

[۵۱] اتہاس سار مین لکہا ہے کہ اس شکست سے دربار کو انگریزون کا چاہا ہوا عہدنامہ منظور کرنا پڑا جو ۶ جنوری ۱۸۱۸ع کو بمقام مندسور ہوا اس عہدنامہ سے ست پڑا پہاڑ کے دکہن کا سب ملک اور راجپوتانہ کا معاملہ جاتا رہا۔

[۵۲] کریم خان کے پوتے پڑپوتے امان اللہ اور شمشیر خان اب اوس ضلع مین بہت خوشحال اور آسودہ ہین اور سکری گنج کے نواب کہلاتے ہین۔ کتاب حالات ضلع گورکہپور مصنفہ نریشور پرشاد پنڈت۔

صاحب دھوڑ سردار موجود نہ تہا کہ جو اوس مہم عظیم کا بندوبست کرتا اور جو سردار تہے اونیں سے ہر ایک اپی سلامتی کی راہ ڈہونڈتا تہا چنانچہ انگریزی گولوں کے سر ہوتے ہی وہ سب الگ ہو گئے لیکن بیم سنگہ ہزاری پوربیہ جو سات آٹہہ پلٹنوں کا مختار تہا اور رام دین اور مرزا روشن بیگ اور روشن خاں وغیرہ کمیدانوں نے معہ اپی اپی پلٹنوں کے میدان جنگ مین قدم جماکر توپون کے چلانے میں اسقدر کوشش اور جان بازی کی کہ انگریزی فوج کے پاؤں اوکہڑنے لگے اور قریب تہا کہ شکست کہاکر پس پا ہوجائے مگر مہاراج کی نمک حرام فوج نے اوسوقت ان پلٹنوں کی کچہہ مدد نہ کی اور نہ کاونٹ سواروں نے جو فوج سے علیحدہ اپنی اپی راہ پکڑ نیکے منتظر کھڑے تہے حملہ کیا اودہر انگریزی فوج کو دریا کا سہارا[۱] اور پانی پینے کو حاصل تہا اس سبب سے اوسکا قدم جمارہا اور ملکہ دو ایک پلٹنیں اوکی بائین طرف سے دریا کو عبور کرکے ادہر آپہونچیں جس سے مہاراج کے محسن کشوں اور کو بہاگنے کا موقع مل گیا اور وہ نامردے محابا دم دباکر بہاگے اور لشکر میں ایک بڑی کھل بلی ڈال گئے بیم سنگہ ہزاری وغیرہ پلٹن والے جواب تک بڑی بہادری سے

سلہ [۱] انگریزی فوج ندی کے جھکے ہوئے کناروں اور توپ خانہ کی حفاظت میں ریگستانی سطح پر مرکوز تھی انگریزی دہنی طرف تہے ناقوں میں سے اوپر چڑہکر توپون کے پاس پہونچے صرف تین سو گز کا فاصلہ تہا پلٹنیں چلیں اور اوسوقت سمہ ہی پہونچیں مرہٹہ فوج بہاگ نکلی لیکن اسکے مرنے میں انگریزی فوجکو توپخانہ سے بہت سخت نقصان پہونچا یہہ لڑائی ۲۱ دسمبر ۱۸۰۳ کو ہوئی تہی

۴۲ توپیں ہاتہہ آئیں صفحہ ۷۷ امپریل گزیٹیر۔

اور پوربیہ سپاہیون کے بہکانے سے کہ جو چھوں پرتاؤ ویے دیگر انگریزون کی لڑائی کو ایک کہیل سمجہتے تہے جواب مین غدر لکہدیا اور یہہ ارادہ کیا کہ جو سپاہی لڑائی کے واسطے تندہی نکرین تو جیسے ہو سکے پونہ مین سر پہنت پیشوا کے پاس پہونچکر شرط خدمت کی بجا لائین جب بعد صلاح و مشورہ ایکدو روز کے کوچ کرکے مہدپور سے دو ایک کوس کے فاصلہ پر ڈیرہ کیا تو انگریزون کے ہرکارون نے اوسکی لشکر کی ابتری اور بے انتظامی کی خبر جنرل طامس اور مالکم صاحب کو اوجین مین جو مہدپور سے بہت دور نہین ہے پہونچائی اور وہ اوسیدم کوچ کرکے بائیصاحبہ کا راستہ روکنے کیواسطے مہدپور سے چار پانچ کوس پر آ پہونچی فوج والون نے یہہ حال دیکہکر مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کے بہتیجے ہری ہلکر کی صلاح سے بائیصاحبہ کو پالکی مین سوار کرایا اور مہاراجہ سوائی ملہار راؤ ہلکر کو اپنے قابو مین لاکر ڈیرہ سے باہر نکالا اور دیوان گنپت راؤ کہ جو گہوڑی پر سوار ہوکر وہان سے کنارہ کیا ہی چاہتا تہا معہ نانتا جوگ کے پکڑکر بائیصاحبہ کو دریا کے نالہ مین جان سے مار ڈالا اور سوائی ملہار راؤ کو اپنا قبضہ کر کے ساتہہ لیا انگریزی فوج باوجودیکہ مہیدپور کے قریب پہونچ چکی تہی تو بہی غفلت سے کچہہ تدبیر جنگ کی نہ کی یہانتک کہ انگریزی فوج ندی[۵۱] کے کنارہ پر نمودار ہوکر صف بندی کرنے لگی تب تو مہاراج کی پلٹنون نے بہی دوڑ کرکے دریا کے اسطرف سے توپون اور بندوقون کی لڑائی شروع کی اور مہاراج سوائی ملہار راؤ ہلکر کو گہوڑے پر سوار کرکے جابجا سوارون کا پرا باندہا نواب غفور خان بہی جو انگریزون سے ملا ہوا تہا اور اوسوقت اوسکے ہاتہہ مین کچہہ بیماری تہی برائے نام سوار ہوکر بیگانہ وار ایکطرف کو کہڑا ہوگیا - مگر چونکہ مہاراج ہلکر کی فوج مین کوئی ایسا

[۵۱] سیرا ندی -

بالاتفاق بائیصاحبہ کیخدمت مین حاضر رہیں اور اسی مضمون کے خطوط نواب نے بہی
عبدالغفورخاں اور دوسرے ملازماں مہاراجہ متوفی کے نام لکہے جس سے دوست سردار
اوس صلاح کو پسند کر کے جہالراپاٹن مین حاضر ہوگئے کہ جہان بائی صاحبہ معہ گنپت راؤ
دیوان اور مرہٹی فوج کے سرینٹ پیشوا کی مدد کے واسطے دکن جانیکے ارادہ سے
وارد ہوئی تھیں پلٹن والے بہی اونکا وہاں آنا سنکر شامل ہوگئے اور اونکو مستعد
روانگی دکن دیکہکر تنخواہ کا تقاضا کرنے لگے بائیصاحبہ نے ہر ایک کی فہمایش
کرکے کچہہ کچہہ جواہرات اون کے افسروں کو دیا جنہوں نے لطمع نفسانی اور بیرخوف
برطرف ہو جانے معاملات جور دیڑہ و آمدنی محالات کے خواہان بربادی ریاست ہوکر
اوس جواہرات میں سے ایک جرمہرہ بہی سپاہیوں کو نہ دیا اور خفیہ انگریزون
سے سازش کر کے نمک حرامی پر کمر باندہی نواب غفورخان نے بہی اپنے وکیل
حکیم ظفرعلی کی معرفت درپردہ اپنا سوالجواب انگریزون کے ساتہہ نواب سے
بالا بالا کر کے جاورہ وغیرہ محالات جاگیر صاحبزادہ وزیر وزیرالدولہ بہادر کی سند
اپنے نام پر جرنل طامس صاحب اور مالکم صاحب سے جو بعد کو اوس ضلع کے منتظم
مقرر ہوئے تہے لکہوالی اور صاحبان موصوف نے نواب غفورخان وغیرہ سرداران
مہاراجہ ہلکر کی موافقت سے مطمئن ہوکر بائیصاحبہ کو لکہا کہ اسوقت سرکار کمپنی کو واسطے
تدارک پنڈارون کے دکن کی مہم درپیش ہے آپ کو کالنہ کا قلعہ سامان جنگ کے
واسطے خالی کر دینا اور وقت درخواست کے غلہ کی رسد پہونچا نا ضرور ہے بائیصاحبہ
نے اس پیغام کے پہونچتے ہی اپنے سردارون کی نمکحرامی معلوم کر کے ناقص العقلی
سے جو عورتوں میں ہوتی ہے اپنے زور اور طاقت کو تو عقل کی ترازو میں تولا نہیں

ہزاری پوربیہ وغیرہ نے جو جا بجا علاقہ جات مہاراجہ ہلکر مین تعینات تھین جنسی والون کی تنخواہ بیباق ہوجانیکی خبر سنی تو وہ بھی اپنی تنخواہ کیواسطے گنگراڑ مین آگئین اور بائیصاحبہ سے تقاضا کرنے لگین بائیصاحبہ نے سرداران مرہٹہ مثل راجی سند ببہا بہاکو ماتو تولوا اور پائیگاہ کے آدمیون اور میر صدرالدین و قاضی بلاقی میر مردانعلی وغیرہ سواران ہندوستانی سے جور فاقت مین حاضر تہے سازش کرکے پلٹنون پر زور دیا[۵۱] اور اونسے توپ و بندوق کی لڑائی شروع کی پلٹن والون نے وہان جھگڑا کرنیمین فائدہ نہ دیکھکر معہ نواب عبدالغفورخان کے کوچ کیا اور پیچ پہاڑ دہوا جہا بوہ وغیرہ علاقہ جات مہاراجہ ہلکر مین پہونچکر چشمہ تحصیل کا جاری کردیا پھر میر مروان علی و صدرالدین وغیرہ سواران ہندوستانی بھی بے انتظامی کی وجہ سے بائیصاحبہ کو چھوڑکر ادہر اودہر چلے گئے کمپو والون نے نواب عبدالغفورخان کی صلاح سے اونکو بھی بلاکر اپنے شامل کرلیا آخر نواب مذکور بدنامی کے خوف اور نواب صاحب کی متواتر تحریرات سے جو بپاس خاطر بائیصاحبہ کے اوسکے نام دربارہ ممانعت اس امر کے پہونچی تہین بحکمت عملی اون لوگون کا ساتھہ چھوڑکر وہان سے نکلا اور اس معاملہ کی صلاح و درستی کے واسطے چہاونی لگاگرون مین راج رانا ظالم سنگہ کے پاس گیا تا ینتا جوگ میر صدرالدین اور قاضی بلاقی وغیرہ سرداران مہاراج ہلکر بھی اسی مشورہ کے لئے وہان جمع ہوئے راجرانا ظالم سنگہ نے جو ایک مرد دانا اور اپنے وقت کا ارسطو تہا ہر ایک کو سمجھاکر یہہ ہی صلاح دی کہ آپس کی نا اتفاقی سے درگذر کرکے سب

---

[۵۱] دونو فریق کے لشکر مقابل ہوئے اور جنوری ۱۸۱۸ء کے آخر یا فروری کے اول ہفتہ مین گولہ باری ہونے لگی تہی صفحہ ۱۶۱ اسٹوریہ لارڈ ہیسٹنگز

کی رانی تلسا بائی نے دیوان گنپت راؤ کی صلاح سے اپنی مختار کار بیما بائی کو زہر دیکر مقام بہل پور میں مار ڈالا[1] اور اوسکے متوسلوں تانتیا الیکر وغیرہ کے پکڑنیکا ارادہ کیا تانتیا بہاگ کر پہلے تو نواب افتخار الدولہ عبد الغفور خان کے خیمہ میں چھپا اور پھر راجرانا ظالم سنگہ مختار کار ریاست کوٹہ کے پاس چلا گیا تلسا بائی یہہ حال دیکھکر قلعہ لنگر اڈا میں گئیں اور لچھمی بائی کو جو بیما بائی کے ہاتھوں سے اندور میں قید اور دیوان گنپت راؤ کی صلاح اور مشورہ میں شامل تہی بیما بائی کی جگہہ مقرر کیا اس عرصہ میں حبشی کی پلٹنوں کے سپاہی طلب تنخواہ کیواسطے دیوان گنپت راؤ کو پکڑ کر اپنے ڈیرہ میں لیگئے اور اوس سے نہایت تقاضا کرنے لگے تلسا بائی نے بیقرار ہوکر حبشی والوں کی تنخواہ چکادی اور اوسکو موقوف کرکے دیوان کو سیٹہہ بالارام کی معرفت چھوڑالیا بالارام سیٹہہ مدار المہام تھا اور دیوان اوس سے دشمنی رکہتا تہا اسلئے اوسے تانتیا جوگ کی سازش سے اوسکو قلعہ میں گرفتار کرکے بطور خفیہ مار ڈالا[2] اور ظاہر میں اوسکے بہاگ جانیکی شہرت دیکر نواب غفور خان کے پکڑنے اور مارنے کی بہی تجویز کی نواب نے اس ماجرے کی خبر پاکر مارے ڈر کے بائیصاحبہ کے دربار کا آنا جانا بند کردیا بلکہ اون کے لشکر سے کوچ کرکے بیس کوس کے فاصلہ پر ڈیرہ جا کیا اس حوکمپو کی پلٹنوں متعلقہ مرزا اروش بیگ درویش خان و بیم سنگہ

---

[1] یہہ وقوعہ ۱۸۱۳ء کے آخیر میں واقع ہوا دہرا دہ ستانے کے واسطے بہت کچہہ ستائی گئی تہی لیکن کچہہ نہ نکلا صفحہ ۱۰ امیر نامہ انگریزی

[2] یہہ اجوری ۱۸۱۷ء میں واقع ہوا بالارام نواب امیر خان کی پارٹی کا تہا اوسکے مرنے سے سب پٹہانوں کو اور اوسکے سرگروہ غفور خان کو بڑا صدمہ ہوا صفحہ ۴۰۲ امیر نامہ انگریزی

چند روز جب وہان سے چلنے لگے تو بھیلون نے دو سو آدمی اپنی قوم کے ہمراہ کر دئے مہاراج پہاڑون کی راہ سے دہار کے پنوار راجہ کے پاس گئے اوسنے چند روز تک اونکو اپنے پاس رکہا اس عرصہ مین ہلکرون کا ایک نوکر ناگو پنتھہ نامی سو دو سو آدمیونکی جمعیت سے وہان آکر دو چار کوس کے فاصلہ سے ٹھہرا جسونت راؤ نے ملاقات کے بہانہ سے اوسکے پاس جاکر اوسکا اسباب لوٹ لیا وہ بہاگ گیا اور کاشی راؤ ہلکر نے جسونت راؤ کے دہار مین ہونیکی خبر سنکر پنوار راجہ کو لکہا کہ تم جسونت راؤ کو پکڑ کر ہمارے پاس بہیجدو مگر اوسنے بدنامی کے خوف سے یہہ کام نہ کیا اور جسونت راؤ کو اپنے یہان سے رخصت کر دیا جو وہان سے روانہ ہوکر دیپالپور مین آئے اب چونکہ چار سو آدمی اونکی رفاقت مین جمع ہو گئے تہے اسلئے اونہون نے دیپالپور پر زور دیکر ایک گہوڑی اور کچہہ روپیہ وہان سے وصول کیا اور مہدپور علاقہ اندور مین گئے مگر مہدپور کے جاگیردار نے کاشی راؤ کے خوف سے اونکو وہان نہین رہنے دیا تب اونہون نے سارنگپور علاقہ دہار مین آکر قیام کیا وہان کہنڈو نامی ایک خدمتگار اونکا جو چند روز بہوپال مین نواب کے پاس رہگیا تہا اون سے آملا اور اوسکی صلاح سے فیما بین نواب اور جسونت راؤ ہلکر کے ملاقات ہوئی جسکا مفصل بیان معہ تمام سوانح عمری ہلکر موصوف کے بذیل حالات نواب عالیجناب پچہلے صفحات مین حوالہ قلم ہو چکا ہے اسلئے اب صرف بقیہ کوائف سرداران مرہٹہ کے ذیل مین درج ہوتے ہین ۔

بقیہ حال مہاراجہ ہلکر

جب نواب سے اور انگریزون سے صلح ہوئی تو اوس زمانہ کے قریب مہاراجہ موصوف

جسونت راؤ ہلکر

جب جسونت راؤ ہلکر قید میں پڑے پڑے تنگ آگئے اور وہان اوہوں نے کوئی صورت رہائی کی نہ دیکھی تو ناچار ایک حیلہ سوچکر پاخانہ کے بہانہ سے جا ضرور تک گئے اور وہاں اپنا لباس خدمتگار کو پہناکر اور اوسکا آپ پہن کے باہر نکل آئے خدمتگار اوکے بستر پر جاکر سو رہا اوہر بخشی بھوانی شنکر نے جو درپردہ جسونت راؤ سے ملا ہوا تہا راستہ میں اونکو آملایا اور اپنی گہوڑی[۱] سواری کے لئے پیش کی جسونت راؤ اوسپر سوار ہوکر موضع بہادرپور واقع ساحل نربدا پر پہونچے اور چمنا بہاؤ کے گھر میں اوترے چمنا بہاؤ جو ہلکرون کا متوسل تھا اونکو دو تین دن تک اپنے گھر میں پوشیدہ رکہکر کہا کہ آپ کا یہاں رہنا مصلحت نہیں ہے کیونکہ کاشی راؤ ہلکر کے ہرکارے اور مخبر جابجا آپ کی تلاش میں ہیں اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ آپ کچھ روز کے لئے بہیلوں کے گہروں میں جا رہو جو یہاں کے پہاڑوں میں رہتے ہیں اور میری اون سے بڑی راہ و رسم ہے۔

جسونت راؤ یہہ بات قبول کرکے بہیلوں کے گانوں میں چلے گئے اور بعد قیام

---

[۱] حسب بیان سرجان مالکم کے اس گہوڑی کا نام لنکا تہا اور سرجان سنے یہہ بھی لکھا ہے کہ چمنا بہاؤ اور ایک مسلمان جسونت راؤ کے ساتھ بہاگے تہے مگر چونکہ نواب امیرخان تہوڑے ہی دنوں کے بعد اونسے جا ملے تہے اسلئے صحیح حال اونکو معلوم ہوا ہوگا گو کہ سرجان کے پاس بہی معتبر وسیلے اطلاع پانے کے تہے صفحہ ۹۷ امیرنامہ انگریزی۔

اور جسونت راؤ ہلکر اور اٹہل راؤ چہوکری سے تہے کاشی راؤ مسند پر بیٹہے اور ملہار راؤ
کو ناہنا پہڑنویس نے بلاکر اشارہ کیا کہ تم بہی فوج بہرتی کرلو مین تمکو کاشی راؤ کی جگہ بیٹہا دونگا
کیونکہ کاشی راؤ صدر نشینی کے قابل نہین ہے ملہار راؤ نے اوسکی اشتعالک سے
بطور خفیہ فوج بھرتی کرنی شروع کی مگر یہہ حال کاشی راؤ کو معلوم ہوگیا اونہون نے
دولت راؤ سندہیہ کو کہا کہ میرا چہوٹا بہائی نانہا کے بہکانے سے میری بربادی کے
لئے فوج جمع کررہا ہے پس اوسکا شر رفع کرنا ضرور ہے سندہیہ نے کہا کہ ہمکو اس سے
کیا فائدہ کاشی راؤ نے دس لاکہہ روپیہ دینا کرکے وہ نوشت بہی سندہیا کو دیدی
جو بابت نصفا نصف تقسیم کرنے حصہ ملک ہندوستان کے فیما بین تکوجی ہلکر اور
مہاجی سندہیہ کے لکہی گئی تہی تب تو دولت راؤ نے معہ جمعیت کمپو اور سوارون کے
مسلح ہوکر واسطے گرفتاری ملہار راؤ کے اون کے ڈیرہ پر رات کو چہاپہ مارا مگر اس دار
وگیر مین ملہار راؤ تو مارے گئے اور جسونت راؤ ہلکر زخمی ہوکر وہان سے نکل بہاگے
دولت راؤ نے ملہار راؤ کے بیٹے کہنڈے راؤ کو جو ابہی بچہ تہا معہ اوسکی والدہ کے
گرفتار کرکے آسیر کے قلعہ مین بہیجدیا ملہار راؤ ثانی کا ایک چیلہ بعد واقعہ ملہار راؤ کے
زر وجواہر لیکر علاقہ ناگپور مین چلا آیا وہان اوسکو جسونت راؤ ہلکر نے گرفتار کر کے
سب مال و اسباب لیلیا اور قلم جاری کرکے مفسدہ اوٹہانا چاہا کاشی راؤ نے اندیشہ
ناک ہوکر اوسکی گرفتاری کے لئے راگہوجی گہوسلہ والئے ناگپور کو کہلا بہیجا آخر راگہوجی
گہوسلہ اور دولت راؤ سندہیا نے جسونت راؤ کو اوسوقت کہ صرف تہوڑی سی جمعیت
اون کے پاس تہی فریب دیکر پکڑ لیا اور ایک مدت تک ناگپور مین قید
رکہا۔

باجی راؤ پیشوا ثانی

بعد ۱۲۱۱[۵۱] سنہ ہجری میں مادہوراؤ پیشوا ایکدن اپنے محل کی چہت پر پتنگ اوڑا رہے تھے رشتہ عمر کے کوتاہ ہونے سے نیچے گرکر مرگئے چونکہ اونکے ہاں اولاد نہ تھی اسلئے پھڑنویس وغیرہ ارکان سلطنت نے رگھناتھہ راؤ کے چھوٹے بیٹے چمنا آپا کو جو معہ اپنے بڑے بھائی باجی راؤ کے کوسیر گاؤں میں نظربند تھا مسندنشین کیا لیکن باجی راؤ نے دولت راؤ سندھیا کو ملاکر کہا کہ جو تم مجکو مسند پر بیٹھا کر ناناپھڑنویس کو پکڑ دوگے تو میں تمکو ایک کروڑ روپیہ دونگا دولت راؤ نے ناناکو گرفتار کرکے باجی راؤ کو مسند پر بیٹھادیا جب باجی راؤ ثانی حکمران ہوئے تو اونہوں نے ناناسے ایک کروڑ روپیہ سندھیہ کو دلادئے اور پھر اوسکو چھوڑ دیا نانا مذکور جو ایک فیلسوف آدمی تھا قید سے رہا ہوکر باجی راؤ پیشوا کے استیصال میں ساعی ہوا۔

کاشی راؤ ہلکر

اس عرصہ میں تکوجی[۵۲] ہلکر مرگئے اونکے چار بیٹے تھے کاشی راؤ اور ملہار راؤ تو ہمقوم عورت سے

---

[۵۱] یہہ ۱۲۱۱ سنہ غلطی سے انگریزی میں ۱۲۱۵ سنہ ترجمہ ہوگئے ہیں جس سے مترجم کو اوسکی بابت ایک نوٹ لکھنا پڑا ہے کیونکہ حسب قول مرحوم مذکور کے مادہوراؤ پیشوا ۲۵ راکتوبر ۱۷۹۵ سنہ کو ناناپھڑنویس کی سخت زبانی سے خود گرکر مرگئے تھے اور ۱۷۹۵ سنہ عیسوی ۱۲۰۵ سنہ ہجری کے مطابق تھا مگر ۱۲۱۱ سنہ ہجری ۷ رجولائی ۱۷۹۶ سنہ کو شروع ہوا تھا اور ۱۲۱۰ سنہ ہجری ۱۸ رجولائی ۱۷۹۵ سنہ سے شروع ہوکر ۶ رجولائی ۱۷۹۶ سنہ کو ختم ہوا پیشوا کا واقعہ ۲۵ راکتوبر ۱۷۹۵ سنہ کو ہوا تو وہ دن اور ربیع الاول ۱۲۱۰ سنہ تھی۔

[۵۲] تکوجی ہلکر ۱۵ راگست ۱۷۹۶ سنہ کو مرا تھا۔

ہمقوم اور سلطنت پونا کے ایک علاقہ دار تھے طلب کیا تکوجی بہی حسب الحکم ہمیشہ معہ فوج پونہ مین آکر پیشوا کے شامل ہوگئے پیشوا موصوف نے معہ دولت راؤ سندہیہ اور تکوجی ہلکر اور راگہوجی گہوسلہ وغیرہ دکہنی سرداران اور تین چار لاکہہ فوج کے کوچ کرکے حیدرآباد کی سرحد پر ڈیرہ کیا اودہر سے نظام الملک حیدرآباد بہی معہ اپنی جمعیت کے پیشوا کے مقابلہ کو آپہونچے چنانچہ مقام کہیڑ[۵۱] علاقہ دولت آباد مین دونون کی ایک کڑی لڑائی ہوئی دولت راؤ سندہیہ نے جو پیشوا کی فوج کے پیش رو تہے میدان جلادت مین پیش قدمی کرکے نظام الملک کو بعد شکست[۵۲] پس پا کردیا اور ایک بڑی نامور فتح پائی نظام الملک نے کروڑ روپیہ نقد اور دس لاکہہ روپیہ کا ملک علاقہ دولت آباد دینا قبول کرکے صلح کرلی اور تا ادائے زر مذکور اپنے مختار دیوان مشیر الملک کو بطور یرغمال پیشوا کے پاس بہیجدیا ماد ہوراؤ وہان سے ہمشان فتح وفیروزی کے نہضت فرما ہوکر پونہ مین داخل ہوئے اور دولت آباد کا قلعہ دولت راؤ سندہیا کو اوس حسن خدمت کے صلہ مین بخشدیا اور راگہوجی کو ناگپور جانے کی اجازت دی باقی فوجین ایک مدت تک اوس ضلع مین مقیم رہین ۔

---

۵۱ اس مقام کا نام انگریزی ترجمہ مین کہرا لکہا ہے لیکن فرنگی اوسکو کرولا بولتے ہین ۔ صفحہ ایضاً ۔

۵۲ یہہ بڑی لڑائی ۱۱ مارچ ۱۷۹۵ع کو ہوئی تہی شکست نظام کی بے صبری سے ہوئی جو اوسنے پیدل فوجکو پیچہے ہٹانے مین کی تہی اور یہی سبب تہا کہ رات کیوقت اوسکے لشکر مین ایک ناگہانی ہول اور ہیبت چہاگئی تہی نتائج اس جنگ کے نظام علی کے حق مین برے ہوئے صفحہ ایضاً ۔

دولت راؤ سندھیا

اس عرصہ میں مہاجی سندھیا مر گئے[۵۱] چونکہ لاولد تھے اسلئے اونکے بھائی کیدارجی کے بیٹے دولت راؤ سندھیہ[۵۲] کو ناہنا پھڑنویس نے بموجب حکم پیشوا کے اوجین سے ملواکر مہاجی کی جگہ قایم کیا یہ واقعہ ۱۲۰۹[۵۳] ہجری میں ہوا۔

پیشوا کی حیدرآباد پر فتح

چونکہ ماؤہوراؤ پیشوا کو حیدرآباد کی مہم مرکوز خاطر تہی اسلئے اونہوں نے ناہنا پھڑنویس سے مصلحت کرکے اوس مہم کی تیاری کی اور راگھوجی گھوسلہ[۵۴] ناگپور والہ کو جو ساہو راجہ کے

---

[۵۱] مہاجی سندھیہ کا انتقال موضع وہدولی میں پونہ کے قریب ۱۲ فروری ۱۷۹۴ء کو ہوا تھا۔

[۵۲] بموجب قول گرینڈڈف کے دولت راؤ آنند راؤ پسر جوند تکوجی سندھیہ کا بیٹا تھے تکوجی مہاجی کا سگا بھائی تہا اور جہنکوجی کے ساتھ پانی پت میں مارا گیا تہا اور کیداجی آنند راؤ کا بڑا بھائی تہا اور لاولد مر گیا تھا لیکن دوسرے بھائی دولاجی کے دو لڑکے ہے دولت راؤ مہاجی آسد راؤ کا بڑا بھائی تھا اور لاولد مر گیا تہا لیکن دوسرے بھائی دولاجی کے دو لڑکے تہے دولت راؤ مہاجی کی مہربانی سے اوسکا جانشین ہوا۔ مہاجی کا ارادہ اوسکے متبنے کرنیکا تھا لیکن اوسکی زندگی میں پورا نہوا دولت راؤ کی سند تبنیت میں مہاجی کی بیواؤں نے مدد دلکھوانا کے مزاحمت کی تہی صفحہ ۸۷ امیر نامہ انگریزی [بموجب کرنی ناممہ خاندان سندھیا کے بہی دولت راؤ اسد راؤ کے بیٹے ہے]

[۵۳] سنہ ۱۲۰۹ ہجری ۹ جولائی ۱۷۹۴ سے شروع ہو کر ۲۸ جولائی ۱۷۹۵ء کو ختم ہوئے تہے صفحہ ۸۸ امیر نامہ انگریزی

[۵۴] فارسی میں اس خاندان کا نام گہوسلہ ہے نہ بہوسلا صفحہ ۸۸ امیر نامہ انگریزی۔

جیپور کے ضلع مین بہیجا اور گوپال راؤ بہاؤ اور جیوا دادا کو معہ اونکی فوجون اور ڈوبائی صاحب کے کمپو اور لکہوا دادا کے کمپو کے اپنی طرف سے ہندوستان کی صوبہ داری پر چہوڑا اور آپ معہ انباجی انگلیہ اور پیرو صاحب اور رانی خان کے میواڑ کے ضلع مین آگئے اور انباجی کو وہان کی صوبہ داری پر چہوڑکر دکن کو واپس چلے گئے۔

تکوجی کا جیپور مین ظلم اور سرداران سندہیہ سے شکست

سندہیہ کے چلے جانیکے بعد تکوجی ہلکر نے جیپور کے ضلع مین اسقدر ظلم کیا کہ جیپور کے راجہ پرتاب سنگہ نے اپنے مصاحب دولت رام ہلدیہ کی صلاح سے گوپال راؤ بہاؤ و جیوا دادا وغیرہ سرداران علاقہ سندہیہ کو بلا کر کہا کہ ہلکر کی فوج ہمیشہ ہمارے علاقون کو برباد کرتی ہے اور چونکہ تم بہی نصفی ملک اور معاملہ کے مالک ہو اسلئے تمکو ہماری مدد کرنا ضرور ہے گوپال راؤ بہاؤ وغیرہ نے تکوجی ہلکر کو لکہا کہ ہندوستان کا معاملہ ہمارے تمہارے شراکت مین ہے تمکو علیحدہ رہنا اور ملکون کو برباد کرنا جایز نہین ہے تکوجی نے جواب دیا کہ معاملہ جیپور کا قدیم سے ہمارا اور جودہپور کا تمہارا ہے اور باقی ملک البتہ شراکت مین ہے اسبات پر طرفین سے بہت تکرار رہی اور آخرالامر گہاٹ لاکہیری علاقہ بوندی پر فریقین کا مقابلہ ہوا جسمین تکوجی شکست کہا کر بکوچہائے متواتر اپنے علاقہ مہیسر کو چلے گئے اور جیوا دادا اور ڈوبائی کے کمپو جو اونکے تعاقب مین گئے تہے دکن کو کوچ کر گئے اور گوپال راؤ اور لکہوا دادا لاکہیری کے گہاٹ سے متہرا مین لوٹ آئے اور ضلع متہرا کے بندوبست مین مشغول ہوئے۔

نصیب ہوئی اور اب وہ سیندہیہ جو دہ نیور کو گئے مرہٹوں نے میرتہ کو لوٹا اور پیپاڑ وغیرہ علاقجات جودہپور کو غارت کرڈالا جودہپور کے راجہ بجے سنگھ نے تنگ ہوکر دس لاکھ روپیہ کا معاملہ قبول کیا اور صوبہ اجمیر کی پھر سند لکھدی مرہٹوں نے اجمیر میں اپنا تہانہ بٹھاکر وہاں کے علاقہ داروں سے روپیہ تحصیل کیا اور قلعہ گہیر و متعلقہ اجمیر پر مورچے لگاکر اوسکو فتح کرلیا اور متہرا میں جاکر مہاجی سندہیہ کی ملازمت حاصل کی یہ واقعہ سنہ ۱۲۰۴ ہجری [۵۱] مطابق ۱۷۹۰ء میں واقع ہوا۔

سندہیہ اور ہلکر کا قول و قرار وغیرہ

اونہیں دنوں میں فیما بین گوشائیں ہمت بہادر اور مہاجی سندہیہ کے بگاڑ ہو گیا اور گوشائیں نے سحر اور افسوں سے مہاجی کے ماریکا ارادہ کیا مگر اس راز کے برملا ہوجانے پر گوشائیں جی پر بلا آئی اور سندہیہ نے اوسکو پکڑنا چاہا مگر وہ آگاہ ہوکر بہاگا اور علی بہادر کے ڈیرہ میں پناہ گیر ہوا سندہیہ نے اوسکے پکڑوا دینے کے لئے علی بہادر سے بہت رد و بدل کی مگر وہ پیشوا کے رری پٹکہ کے ادب سے جو علی بہادر کے پاس تہا اوسکے ڈیرہ میں دست اندازی نہ کرسکے آخر اونہوں نے پیشوا کے حکم پہونچنے پر ہمت بہادر سے صلح کرلی اور اوسکو علی بہادر کے ہمراہ بندیل کہنڈ کے بندوبست کو روانہ کیا اور تکوجی ہلکر جو پیشوا کی مہم سے آکر اونکے شامل ہوا تہا بعد قول قرار [۵۲] نصفا نصف تقسیم کرلینے ملک و مال کے

---

۵۱ سنہ ۱۲۰۴ ہجری ۱۸ ستمبر ۱۷۸۹ کو شروع ہوکر ۷ ستمبر ۱۷۹۰ کو ختم ہوئے تھے صفحہ ۱۸۵ امیر نامہ انگریزی۔

۵۲ یہ قول قرار ۱۷۹۲ء میں ہوا تہا صفحہ ۱۸۵ امیر نامہ انگریزی۔

کر ڈالتے[۵۱] اون کے یہہ طعنے راجہ پرتاپ سنگہ کے دلمین مثل تیر جگر دوز کے کارگر ہوتے تہے آخر اونہون نے سندہیہ سے درپردہ سازش کر کے اونکو راتہوڑون کی سرکوبی[۵۲] اور بیخ جہاڑ دینے پر مستعد کیا سندہیہ نے اپنی فوجین پاٹن تنور علاقہ شیخاواٹی کو روانہ کین جہان راتہوڑ لوگ خیمہ افگن تہے لڑائی مین اونہون نے شکست کہائی اور وہ معہ اسمٰعیل بیگ کے جو اوس مقام پر مقیم اور شکست مین اونکا شریک تہا بہاگ کر میواڑ علاقہ جودہپور مین راتہوڑون کی دوسری جماعت سے جو وہان پڑی ہوئی تہی جا ملے اور پہر یہ دونو گروہ وہان سے کوچ کر کے میرٹہ کو چلے گئے دکہنیون کی فوجین تعاقب کرتی ہوئی وہان بہی پہنچین اور راتہوڑ اونسے پہر لڑین راتہوڑون کو پہر شکست ہوئی

[۵۱] یہہ مضمون اس وجہ سے کالیا گیا ہے کہ جو راتہوڑون کے چارنون نے جے پور والون کی توہین اور راتہوڑون کی تعریف مین کہا تہا اور جسنے بدقسمتی سے شہرت پاکر پاٹن مین راتہوڑون کے شکست کہانے کا سامان مہیا کیا وہ دوہا یہہ ہے نہ ہمت کورہان ۔ ہاڈا چیتوڑان ۔ اودولتی آمیر نے راکہی راتہوڑان یعنی نہ تو کچہواہون نے کچہہ ہمت کی نہ ہاڈون نے چتوڑ والون نے آمیر جو اودلی جاتی تہی یعنی دوسرا خصم کرتی تہی اوسے راتہوڑون نے رکہی جب راتہوڑون کی پاٹن مین شکست ہوئی تو کچہواہون کے کبیشرون نے یہہ دوہا کہا گہوڑا جوڑا پاگڑی موٹا بول مروڑ پانچون پاتان میل کا پاٹن مین راتہوڑ یعنی گہوڑے جوتے پگڑی کلہ درازی اور مروڑ یعنی غرور ان پانچون باتون کو راتہوڑ پاٹن مین چہوڑ گئے

[۵۲] پاٹن کی لڑائی ۲۰ جون ۱۷۹۰؁ء کو ہوئی تہی اور سخت مقابلہ کے بعد راتہوڑون نے ۱۲ ستمبر ۱۷۹۰؁ء کو شکست کہائی اسوقت نواب امیر خان فریق مغلوب مین اسمٰعیل بیگ خان کے ایک رسالدار کی نوکری مین تہے جیسا کہ اول حصہ کے باب ۲ (اور اس کتاب کے باب ۳ مین) لکہا جاچکا ہے صفحہ ۸۵ امیرنامہ انگریزی [تاریخ مارواڑ مین یہ لڑائی سادہ بدی ۸ سمت ۱۸۴۷ کو لکہی ہے اوسدن بیشک ۲۰ جون ۱۷۹۰؁ء تہی] عـ۵ یہہ دوسری شکست تاریخ مارواڑ مین بہادون بدی ۱۲ سمت ۱۸۴۷ کو لکہی ہے اوسدن ۵ اگست ۱۷۹۰؁ء تہی

فرار ہو گیا چونکہ رات اندہیری تہی اور اوسکے بخت سیاہ لے اور بہی اندہیر اکر رکہا تہا
اسلئے بحالت عین فرار کے اوسکا راہوار گہوڑا ایک سوکہے کوئیں میں گرکر مرگیا اور اوسکے
ہمراہی جو اس واردات سے آگاہ نہوئے تہے اوسکو اکیلا چہوڑ کر چلے گئے مگر ایک عنان
زبردست خاں نامی نے اوسوقت بہی اوسکا ساتہہ نہ چہوڑا اور اوسکو کوئیں سے نکالکر
راتوں رات ایک گانوں میں پہونچا دیا وہاں کا زمیندار جو غلام قادر خاں کو پہچانتا تہا
اتفاقًا اودہر آنکلا اور اوسنے غلام قادر خاں کو دیکہہ کر کہا کہ تو میرے گھر میں چلکر چہپ رہ
ورنہ یہاں تیری جان نہیں بچیگی غلام قادر خاں کچہہ دیر ٹال کرکے اوسکے گھر مین
چلا گیا وہاں ایک برہمن تہا جسکو غلام قادر خاں سے قدیمی عداوت تھی اوسنے یہہ راز
معلوم کرکے سندہیہ کے ایک سردار علی بہادر نامی کو اطلاع دی اور ایک گانوں
کی جاگیر اپنے نام پر لکہواکر غلام قادر خاں کو پکڑا دیا علی بہادر نے اوسکو سندہیہ کے
پاس پہونچایا اور سندہیہ نے اوسکے پانوں میں رسی باندہکر ہاتہی کے پانوں میں ڈالا
اور اوسکا عضو عضو بتدریج کاٹکر بکمال عقوبت قتل کیا اور اوسکے عمل کی سزا دیکہ دی

مہاجی سندہیا کی جودہپور پر چڑہائی اور تکوجی ہلکر کو جیپور کے ضلع مین چہوڑنا

چونکہ جودہپور کے راٹہوڑوں نے تونگا کی لڑائی میں جیپور کے راجہ کی مدد کرکے سندہیہ
کو شکست دی تہی اسلئے وہ لوگ موچہوں پر تاؤ دیکر اکثر اوقات جیپور والوں سے
کہا کرتے تہے کہ ہمنے جیپور کی ریاست قایم رکہی ورنہ مرہٹہ آ برد کرکری

قادرخان کے ہاتھہ پڑگیا اور اوسنے اسماعیل بیگ کی صلاح سے بادشاہ کی آنکھین نکال ڈالین اور بادشاہی خزائن پر قبضہ کر کے شاہزادہ بیدار بخت کو جو محمد شاہ کی اولاد سے تھا تخت پر بیٹھا دیا۔

مہاجی سندھیہ یہہ خبر سنکر معہ اپنی فوج کے آگرہ سے متھرا مین پہونچے اور وہان سے اونھون نے گوپال راؤ بھاؤ جیوا دادا لکھوا دادا رایجی پٹیل اور رانی خان وغیرہ سردارون کو ایک لشکر جرار کے ساتھ غلام قادرخان کے تدارک کو روانہ کیا اور ڈوبائی صاحب فرنگی کو بھی کہ جسنے نیا کمپو بھرتی کیا تھا حکمدیا کہ معہ دو تین دیگر پلٹنون اور فرنگی بکدست[۵۱] کے دہلی کو چلا جائے جبکہ یہہ فوجین دہلی کے قریب پہونچین تو بدبختی سے مال اور خزانہ کا حصہ لگانے پر فیمابین غلام قادرخان اور اسماعیل بیگ کے بگاڑ ہوگیا اسماعیل بیگ غلام قادرخان کو چھوڑ کر رانی خان سے جا ملا اور سندھیہ نے اوسکو ہریانہ کی طرف روانہ کردیا غلام قادرخان نے معہ اپنی جمعیت کے کچھہ دنون تک تو شاہجہان آباد کے قلعہ مین پناہ لی اور وہان سے نور گڈہ کو چلا گیا مگر جب وہان بھی اپنا گذارہ نہ دیکھا تو سلیم گڈہ کی راہ سے کھڑکی کھولکر جمنا سے اوترا اور وہان سندھیہ کی فوج سے شکست کھا کر میرٹھہ کو بھاگا سندھیہ کی فوج نے وہان تک بھی تعاقب کیا اور ایک مہینے تک شہر پناہ میرٹھہ کا محاصرہ رکھا جب شہر مین اشیاء خوراکی کا نام نرہا تو غلام قادرخان گھبرا کر معہ دو تین سو سوارون کے بکمال اضطرار جنگل کو

[۵۱] مترجم فرنگی بکدست کا پتہ لگانے مین قاصر ہے شاید مانشر پیرن سے مراد ہو جسکا ایک ہاتھہ بم کے گولے سے اڑ گیا تھا وہ پیرو صاحب کے نام سے ہی مشہور ہے صفحہ ۸۰ امیرنامہ انگریزی۔

رانی خاں بھرت پور سے کمیر کے قلعہ میں چلا گیا انہوں نے وہاں ہی جاکر اوسکا محاصرہ کیا اور پے درپے حملے کئے مگر بسبب مضبوطی قلعہ کے قابو نہ پاکر آگرہ کو چلے گئے۔ ہاں انہوں نے شاہزادہ جواں بخت کو شاہ عالم کے مقابلہ پر مستعد کرکے دہلی کو روانہ کیا وہ سکندرہ ہو کر کول کے قریب پہونچا تھا کہ میرزا اسمٰعیل بیگ اور غلام قادر خاں کے بگاڑ ہو گیا اور غلام قادر خاں اوس سے جدا ہو کر علیگڈہ میں چلا آیا۔

غلام قادر خان کا شاہ عالم بادشاہ کو اندہا کرکے معزول کرنا

مہاجی سیندہیہ بہہ خبر سنکر گوالیار سے آگرہ میں آئے اور اسماعیل بیگ سے لڑکر غالب ہوئے[۱] اسماعیل بیگ شکست کہاکر معہ تہوڑی سی جمعیت کے علیگڈہ میں غلام قادر خاں کے پاس چلا گیا پھر دونو متفق ہوکر دہلی کو گئے الہ یار خاں اور بدل بیگ خاں ترک جنگ تورانی مغل کی سازش سے جو مختار کارِ سلطنت تھے جمنا سے اوتر کر بادشاہ کے حضور میں پہونچے اور اوسے گناہ معاف کراکر دہلی میں رہنے لگے کچھہ عرصہ بادشاہ نے اونکو شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ہمراہ ملک گیری کے لئے روانہ کیا اور ایک فرمان جسمیں مہاجی سیندہیہ کو بہیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ ہمنے بظاہر تو شاہزادہ کو غلام قادر خاں اور اسماعیل بیگ کے ساتھہ کر دیا ہے مگر باطن میں مدعا اور ہے تم اس امر کا کچھہ اندیشہ مت کرنا کیونکہ ہم تمکو خیر خواہ جانتے ہیں اتفاق سے یہہ فرمان غلام

[۱] یہہ جنگ ۱۸ جون ۱۷۸۸ء کو ہوا صفحہ ۱۰ امرنامہ کرنل

سلطنت دہلی کا اختلال

اس عرصہ میں غلام قادر خان پسر ضابطہ خان جاگیردار غوث گڈھ دلّی میں زور پاکر شاہ عالم
بادشاہ کو نافرمانیوں سے دق کرنے لگا شاہ عالم نے اوسکی جمعیت کو قوی دیکھکر دہلی میں
تو اوسکا تدارک کرنا ممکن نہ سمجھا مگر ملک گیری کے حیلہ سے اوسکو بشمول افواج بیگم شمرو کے
جو بادشاہی ملازم تھی روانہ کیا جب وہ جمنا سے اوترا اور بیگم نے حسب الایماء بادشاہ کے
اوسکی مرافقت سے پہلوتہی کیا تو اوسنے نمک حرامی پر مستعد ہو کر جمنا کے پار سے
بادشاہی محلوں پر گولے مارنے شروع کئے اور پھر معہ پچیس ہزار [۱۵ ہزار] سوار اور پیادہ کے وہاں
سے کوچ کر کے علیگڈہ کا قلعہ جو کول کے قریب ہے فتح کر لیا اور آگرہ میں اسماعیل بیگ
سے ملکر بعد عہد و پیمان تقسیم ملک دولت کے رانی خان کے استیصال کو کوچ کیا پھر متہرا
سے پانچ کوس کے فاصلہ پر موضع چاکسو کے قریب جسمیں لڑائی کا اتفاق پڑا اور
رانی خان باوجودیکہ اسماعیل خان اور غلام قادر خان سے اکثر ہمراہی مثل ملک محمد اور
فرنگی یکدست معہ چار پلٹنوں کے اوس سے مل گئے تھے اور بھرت پور کے راجہ کی
فوج بھی اوسکی مدد کو آئی تھی شکست فاش کھاکر بھاگا اور بھرت پور میں پناہ گزین ہوا
مرزا اسماعیل بیگ اور غلام قادر خان اوسکے توپخانہ پر قبضہ کر کے بھرت پور کو آئے

Lestaneur   De. Boigne

[۱] یہہ جنگ ۲۴ اپریل ۱۷۸۸ء کو ہوئی تھی ڈی باین اس لڑائی میں تھا اور مسٹر لس ٹی نا
ایک فرانسیس جاٹوں کی پلٹن کا افسر تھا سواروں نے اچھی طرح مدد نہ کی جس سے شکست ہوئی
اور لاشیں میدان جنگ سے ثابت چلی گئیں صفحہ ۷۹ امیرنامہ انگریزی۔

مادہوجی سندہیہ اور آگرہ کی قلعداری

اس عرصہ میں ذو الفقار الدولہ نجف خان[۱] جو شاہ عالم بادشاہ کا مدار المہام تہا مر گیا اور آغا شفیع اوسکا بہتیجا اوسکی جگہ متمکن ہوکر چیدرور بعد دہلی سے فتح پور میں نجف خاں کے چیلہ افراسیاب خاں کے پاس چلا آیا چونکہ اوسکے مزاج میں غصہ زیادہ تہا اسلیئے حلد افراسیاب خاں کے پاس چلا آیا چونکہ اوسکے مزاج میں غصہ زیادہ تہا اسلیئے جلد افراسیاب خاں سے بگاڑ ہوگیا اور افراسیاب خاں نے نجف خاں کے ایکدوسرے امیر مرزا احمد بیگ ہمدانی کو جو اپنی جاگیر دہولپور میں مقیم تہا معہ فوج اپنے پاس بلوالیا اور اوسکی صلاح سے اوسکے بیٹے مرزا اسمٰعیل بیگ کے ہاتہہ سے آغا شفیع کو مروا ڈالا[۲] بعدہ ہمدانی اور افراسیاب میں بہی جوتہ چلا کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک خود مختار رہنا چاہتا تہا اور نجف خان کا دوسرا چیلہ نجف قلیخاں اپنی جاگیر کانوڈ علاقہ ریواڑی میں تہا گو شامل ہمت بہادر نے جو نجف خاں کے امرا میں داخل تہا اوکی اس باہمی کشاکشی کے موقع کو غنیمت سمجہکر جہامی سندہیا کو لکہا کہ اب تمکو اس ضلع میں جلد پہونچنا چاہئے کہ ایسا قابو پہر نہ ملیگا۔

حاشیہ بقیہ صفحہ ۵۲۲ اور بعد رہ کے پلٹ جانے پر بڑے بڑے عاقل اشخاص نادان اور بیوقوف ہوجاتے ہیں لعب

[۱] نجف خاں جو خطاب امیر الملک و دیگر خطابات کے نجیب الدولہ کا جانشین ہوا تہا ۲۶ اپریل ۱۷۸۲ کو مرا تہا صفحہ ۷۰ امیر نامہ انگریزی۔

[۲] یہ واقعہ ۲۰ اکتوبر ۱۷۸۲ کو ہوا افراسیاب خاں نے جہامی کو اس موقع پر بلایا تہا مگر جہامی سندہیا کا فایدہ اوس کے قتل سے تہا اسواسطے اوسمیں شامل ہوا تاکہ اوسپر بہی ہر صفحہ

سرونج مین مقیم تہی سرونج کو روانہ ہوئے لیکن وہان پہونچکر اونہون نے بمقتضائے مصلحت وقت انگریزون سے صلح کرلی ۵۱ یہہ بات گوہد کے رانا کو پسند نہ آئی اوسنے مہاجی کو لکہا کہ انگریز سے ملکر کیا پہل پاؤگے مجہسے ملجاؤ تو مین گوالیار کا قلعہ خالی کر دون سندہیا نے اوسکا کہنا مان لیا پس انگریزی فوج تو اپنی جگہہ چلی گئی اور رانا نے گوالیار کا قلعہ مہاجی کو دیکر اون سے صلح اور صفائی کرلی مگر پہر وہ کچہہ دنون بعد کسی توہم سے بہاگ کر کرولی مین چلا گیا مہاجی سندہیا نے تعاقب کرکے پکڑ لیا اور اوسی قلعہ مین ۵۲ قید کر دیا۔

---

۵۱ جو ماجرا یہان بیان کیا گیا ہے وہ سالبائی کا صلحنامہ ہونا چاہئے جس سے تمام مرہٹون کی ریاستون سے صلح ہوئی یہہ صلح ڈاکٹر اندرسن نے ۱۷ مئی ۱۷۸۲ء کو کی تہی اور ۶ جون کو کلکتہ مین منظور ہوئی لیکن پونہ مین آخر دسمبر سال مذکور تک منظور نہ ہوئی ۲۴ فروری ۱۷۸۳ء کو اوس منظوری مین صرف کچہہ تبدیلی ہوئی صفحہ ۷۵۔ امیر نامہ انگریزی۔

۵۲ مہاجی کا قلعہ گوالیار پر پہر قابض ہونا اور رانا گوہد سے چند دیگر تحصیلات کرنا کئی برسون کی جنگ کا نتیجہ تہا جسکے خاتمہ پر یا اوس سے کچہہ پہلے بنوات ڈی باین مہاجی سندہیہ سے ملا تہا صفحہ ۷۵ امیر نامہ انگریزی

۵۳ زمانہ کی نیرنگی پر خیال کرنا چاہئے کہ جو قلعہ ایکدفعہ رانا گوہد کا نشیمن گاہ بنکر اوسکی نمود اور شان کا باعث ہوا تہا اور جسکے لئے اوسنے انگریزون کا احسان اوٹہاکر مرہٹون سے واپس لیا تہا وہی آخر کار اوسکا قیدخانہ ٹہرا پس وہ لوگ عجب نادان ہین جو اپنے قلعہ اور شہرپناہ کی مضبوطی اور استحکام کا غرور رکہتے ہین اگر کوئی یہہ اعتراض کرے کہ رانا نے اپنا قلعہ اپنے ہاتہون سے کہویا اور آپ ہی اپنی اسیری کا باعث ہوا تو اوسکی تخصیص صرف اوسی پر نہین ہوسکتی ہے کیونکہ یہہ تقدیری امر تہا

Benoit de Boigne

رگھناتھ راؤ کا بقیہ حال

رگھناتھ راؤ چار برس تک ڈھورت کے قلعہ مین قید رہے اور وہان اونکی رانی سے دو بیٹے چمنا آپا اور باجی راؤ نامی پیدا ہوئے اس عرصہ مین ناہانے مادہوراؤ پیشوا کے نام سے اپنا انتظام بخوبی درست کر کے رگھناتھ راؤ کو معہ اوسکے زن و فرزند کے قلعہ سے رہا کیا اور کوبیر گانوں میں رہنے کی اجازت دی جو دریائے گوداوری کے کنارہ پر ہے۔

مہاجی سندہیہ کا قلعہ گوالیار پر قبضہ

قریب اس عرصہ کے میجر پاپہم صاحب نے معہ چند انگریزی پلٹنوں کے رانا گوہد کی استدعاسے قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیکے مرہٹوں کو وہان سے نکال دیا اور رانا کا تہانہ بٹھاکر ضلع مرویح بین مراجعت کی مہاجی سندہیا یہہ خبر سنکر مادہوراؤ پیشوا اور ناہنا پہڑنویس کے حکم سے قلعہ مذکور کو پھر حاصل کرنے کے لئے ایک فوج جرار کے ساتھہ دکن سے اوجین میں آئے اور وہاں سے بعزم مقابلہ انگریزی افواج کے جو

سلہ اسمیں غلطی ہے گوالیار کا قلعہ ۲ر اگست ۱۷۸۰ء کو ایک شبخون مین فتح ہوا تھا میجر پوپہم جو قلعہ سے ۲ میل پر خیمہ زن تھا اور اوسے کبھی ایک توپ بھی اس قلعہ پر نہیں چلائی تہی صفحہ ۱۷۵ امیرنامہ انگریزی مگر الہیار عثمانی بلگرامی مصنف حدیقہ الاقالیم جو سوخت کسان جو اتھان اسکاٹ کی رفاقت مں شریک ہم رہا تھے قلعہ گوالیار کا فتح ہونا پاپہم صاحب کی مدبرے ہی لکھتے ہیں بلکہ قلعہ تاریخ فتح گوالیار میں بھی اونھوں نے پاپہم صاحب کا ہی نام لکھا ہے صبح جمعہ دوم شعبان چہار سہ از اگست ہ میجر پاپہم نمودہ فتح حصن گوالیار دوہزار دو صد

م رانا گوہد کا نام جرسنگہ تہا حدیقہ الاقالیم صفحہ ۶۲۴

حمل وضع نہوآپ کو بیرگانون مین تشریف رکہو اور اپنا خرچ جیسے لیے جاؤ اگر لڑکا
پیدا ہوگا تو ریاست کا مالک وہ ہے اور جو لڑکی ہوئی تو آپ بنے بنائے پیشوا ہو رگہناتہہ
راؤ نے یہہ امر قبول کرلیا اور انگریزی فوجین اپنی چہاونیون کو کوچ کر گئین تب نانہا اپنے
قول سے پلٹ گیا اور اوسنے کو بیرگانو کا رہنا بہی منظور نہ کرکے رگہناتہہ راؤ کو معہ اوسکی
واسطہ دارون کے قلعہ ڈہورت مین نظر بند کردیا۔

سوائی مادہوراؤ پیشوا

آخر سنہ ۱۱۹۰ ہجری[۵۱] مین سوائی مادہوراؤ پیشوا نراین راؤ کی رانی سے پیدا ہوئے[۵۲]
بعضے ایسا ہی کہتے ہین کہ نانہانے کہین سے ایک بچہ رانی کو لا دیا تہا اور اوسنے
اوسکی نسبت یہہ ظاہر کیا کہ میرے پیٹ سے پیدا ہوا ہے

---

[۵۱] سنہ ۱۱۹۰ہجری ۱۲ر فروری سنہ ۱۷۷۶ء سے شروع ہوکر ۸ر فروری سنہ ۱۷۷۷ء کو ختم ہوئے تہے۔ صفحہ ۲۰۰ ضمیمہ انگریزی
[۵۲] مادہوراؤ کا جنم ۱۸ر اپریل سنہ ۱۷۷۴ء کو ہوا تہا صفحہ ایضاً تاریخ مالوہ مین بہی یہہ ہی تاریخ ولادت درج ہے
اس صورت مین سنہ ۱۱۹۰ء کے بجائے سنہ ۱۱۸۸ ہونا چاہئے کیونکہ ۱۸ر اپریل سنہ ۱۷۷۴ء مطابق ۶ر محرم سنہ ۱۱۸۸ تہی
ان دونو صفحون مین آٹہہ واقعات معہ سنون کے مختصراً بیان کئے گئے ہین مصنف اپنی تواریخ کے اس
حصہ مین جو چوکا ہے قابل معافی کے ہے کیونکہ گرینٹ ڈف نے جو حال مرہٹون کی اس جنگ
کا بیان کیا ہے اوسمین بہی گڑبڑ ہے صفحہ ایضاً

پختگی میں اوسنے یہانتک سبقت کی کہ طفل نوزائیدہ کا مہاراجہ کرکے[۵۱] ناشی نام رکہکر اوسکے نام کا سکہ جاری کردیا اور اسطرح اپنی تدبیر کا نقش جماکر سلطنت پونہ میں قابض و متصرف ہوگیا اس عرصہ میں رگہناتہہ راو نے مقابلہ جنگ نظام علیخاں کے فوج سے شکست کہاکر بہاگ آئے مگر بسبب ظہور فتور مذکور کے پونہ میں نہ آسکے اور مالابالا جا بدیش کو چلے گئے اور وہاں سے صاحبان انگریز کو لکہکر[۵۲] ایک کمپو معہ جرنیل لشٹر صاحب[۵۳] کے پوناسے اور دو انگریزی کمپو سرونج ضلع مالوہ سے اپنی کمک پر منگوائے گرگ کہن نانہانے یہہ حالت دیکہکر رگہناتہہ راو سے پہر دوسرہ بازی شروع کی اور اوسکو لکہاکہ یہہ انگریزی فوج تمہاری مدد پر آتی تو ہے مگر یہہ یاد رکہنا کہ تمام ملک لوٹ مار سے اوجاڑ کرکے خاک میں ملا دونگا اور بیچارہ فرنگی مجہسے کیا ماری لیجا سکیگا صاحبان انگریز نے یہہ بات سنکر رگہناتہہ راو کو سمجہایا اور باہمی مصالحت پر راضی کیا چنانچہ اونہوں نے اونکی صلاح سے نانہا کو صلح کا پیغام بہیجا نانہانے کہا کہ جبتک رایں راو کی رائی کا

---

[۵۱] حمل شش

[۵۲] رگہناتہہ راو نے انگریزوں سے مدد ۱۷۷۸ع میں مانگی تہی۔

[۵۳] اس نام سے غالبا کرنیل لسلی مراد ہے جنکو مسٹر ہسٹنگز نے سپہ سالار کرکے ہندوستان سے براہ بندیل کہنڈ مرہٹوں کے مقابلہ پر روانہ دکن کیا مگر وہ آگے دو ڑہ نسکا اسلئے یہہ خدمت جرنیل گاڈرڈ کے حوالہ ہوئی جسمے بڑی کامیابی سے اوس کام کو انجام دیا تو بہی بمبئی سے پونہ پر چڑہکر گئی ایہو اونکے افسروں کے نام یہہ تہے۔ کرنیل کیٹنگ۔ کرنیل انجرٹن۔ اور ایکسہکمی۔ کرنل اوپٹن پونہ کو صلح کی گفتگو کرنے کے لئے بہیجے گئے تہے۔ اور سر چارلس میلٹ جو اوسوقت میں بطور ریذیڈنٹ پونہ کے روانہ کئے گئے تہے لسلی کے نام سے کوئی نہ تہا صفحہ ۲۷۔ امرنامہ انگریزی۔

راؤ کی پیشگاہ سے خلعت دلا کر ہندوستان کی صوبہ داری پر مہاجی کو روانہ کیا اور پھر ایک حکمنامہ باطلاع معزولی مہاجی سندھیا کے راگھو پانگیا وغیرہ امراے ملکی کو بھیجکر اونکو تاکید لکھی کہ وہ ناناجی پھانکرہ کی رفاقت میں حاضر رہکر اوسکا عمل دخل اوجین میں کرادیں جب یہہ فرمان راگھو پانگیا کے پاس پہونچا تو اونسے باوصفیکہ ناناجی پھانکڑہ ہنوز راستہ ہی میں تہا مہاجی سندھیا سے برگشتہ ہو کر ملکی انتظام اون سے لینا چاہا اسبات پر دونوں میں لڑائی ہوئی پہلے مقابلہ میں تو راگھو پانگیا سندھیہ غالب ہو گیا لیکن دوسری لڑائی میں سندھیہ نے پانچسو گشائیون کی مدد سے جو اوسیوقت مثل تائید آسمانی کے یکایک اوس سے آملے تہے راگھوجی کو شکست ہی نہیں دی بلکہ اوسکو مار ہی ڈالا ناناجی پھانکڑا جو صرف راگھو کے بہروسہ پر مہاجی سندھیہ کو خارج کرنے کے لیئے آتا تہا راستہ ہی سے لوٹ گیا اور ناناپہڑنویس نے جو مہاجی سندھیہ کا حامی تہا دس لاکہہ روپیہ مہاجی کے پاس بہیجکر نئی فوج کی بہرتی کرنیکا اشارہ کیا اور رگھناتہہ راؤ پیشوا کو یہہ جہل دیا کہ اگر نواب نظام علیخان حیدرآباد والے کے ملک پر چڑہائی کر کے اوسکو اپنے قبضہ میں کر لیا جاوے تو یہہ وقت فرصت ضایع تہا اس تحریک سے اوسکا دلی مدعا یہہ تہا کہ پیشوا کو پونہ سے نکالکر ایسا فتنہ اور فساد برپا کرے کہ پھر پونہ میں آنا اوسکا محال ہو جاوے چنانچہ اسی نیت سے اوسنے پیشوا کو فریب دیکر معہ جمعیت راگھوجی گہوسلا ناگپور والے کے حیدرآباد کی مہم پر روانہ کیا اور مہاجی سندھیا کو معہ اوسکی فوج کے پونہ میں بلوا کر یہہ اشتہار دیا کہ نارائن راؤ پیشوا بیکنٹھ باشی کی رانی حمل[1] سے ہے جو اولاد اوس سے پیدا ہوگی وہ وارث ملک ہوگی اور اس امر کی

[1] اس رانی کا نام گنگا بائی تھا۔

پوربیہ تھے نرایں راؤ کا او موقت کہ جب وہ کہانا کہا کر محل سے نکلتے تھے کام تمام کر ڈالا کہتے ہیں کہ جسوقت ان جلادوں نے اوسکے سر پر تلوار چلائی تو وہ بحالت جوں چکاں بہاگ کر رگہناتہہ راؤ کے پاس گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اوسکے گلے میں ڈالکر کہنے لگا کہ ناحق کسیکا خون کرنا روا نہیں ہے اور میں ریاست کے دعوے سے باز آیا رگہناتہہ راؤ کو اوسکی حالت پر رقت آئی اور اون سپاہیوں سے جو تلوار لئے ہوئے اوسکے پیچہے ہی آپہونچے تہے بہت کچہہ شفاعت کی مگر اونہوں نے اوسکے زخمی چہوڑنے میں اپنی جان سری دیکہکر رگہناتہہ راؤ کے کہنے کا کچہہ خیال نکیا اور ایک دو ہاتہہ اور مارکر اوس بیچارہ کو جان سے مار ڈالا اور اسکے بعد رگہناتہہ راؤ بالاستقلال پونا کے مالک ہوگئے اور چونکہ اونکے اولاد نہوئی تہی اسلئے اونہوں نے امرت راؤ کو جو اونکا ایک ہمقوم شخص تہا متبنے اکرلیا۔

یہہ امر ناتہا پہر نویس کے دلپر گراں تو بہت گذرا مگر وہ بسبب عدم موجودگی مہاجی سیندہیہ کے کچہہ نکرسکا لیکن جب مہاجی سیندہیا پہر گڈہ سے شکست کہاکر اوجین میں آیا تو سکہارام دیوان نے قابو پاکر رگہناتہہ راؤ سے سازش کرلی اور اوسے اپنے دوست ماناجی پہالکرڈ کو جو راوجی سیندہیا کا اصلی بیٹا تہا رگہناتہہ[۵۱]

---

[۵۱] سرجان مالکم کی تاریخ میں اس جہوٹے دعوے دار کا کچہہ ذکر نہیں ہے کیدار جی ماکیدر راؤ ولد براور دہلاوں نے البتہ گدی کے واسطے جہگڑا کیا تہا لیکن کرنیل پالمر رزیڈنٹ پونہ کی ایک چٹہی ہے جس سے یہہ مطلب نکلتا ہے کہ رگہناتہہ راؤ نے سیندہیا کی جاگیر میں جیاجی کی عداوت سے ماناجی پہالکرڈ کو گدی دی تہیں صفحہ ۱۷۔ اسرنامہ انگریزی

رگھناتھہ راؤ پیشوا کی سرگذشت

رگھناتھ راؤ پیشوا مرد اولوالعزم تھے انہون نے سوچا کہ اس سے پہلے میرا بھیجا بسوا راؤ ہندوستان کی مہم مین دُرّانیوں کے ہاتھہ سے مارا گیا ہے اور اب ملک ہندوستان بالکل خالی ہے اوسکو لینا چاہئے پس وہ اپنے بھتیجے نراین راؤ کو اپنا قایم مقام کرکے اور ناہا پھڑنویس و سکھارام دیوان اور تکوجی ہلکر کو کاروبار دکن کے انتظام پر چھوڑکر معہ مہاجی سندھیہ اور سپاہ عظیم و توپخانہ سنگین کے گوہد میں آئے اور گوہد کے رانا سے جو قلعہ گوالیار پر دعوے کیا کرتا تہا مقابل ہوئے مگر چونکہ مہاجی سندھیہ درپردہ نراین راؤ سے ملے ہوئے اور رگھناتھہ راؤ سے بدظن تھے اسلیئے لڑائی کیھ قت تنارہی نہ کی اور تہوڑے سے معاملہ پر رانا سے صلح کرادی رگھناتھہ راؤ نے اسباب سے جو باعث اونکی خفت اور بے وقری کی ہوئی تہی مہاجی سندھیا کو واسطے فتح کرنے قلعہ پتھرگڈھ کے جو ایک مکان قلب تھا بھیجا اور آپ دکن کو لوٹ آئے مگر نراین راؤ اون سے رجوع نہ ہوئے رگھناتھہ راؤ نے چاہا کہ اوسکو موقوف کرکے مطیع کرین لیکن ناہا پھڑنویس کی مختاری سے جو نراین راؤ سے ملا ہوا تہا اونکی کچھہ پیش نہ چلی اور وہ بے بسی سے شب و روز غمگین اور اندوہناک رہتے تھے آخر اونکی رانی نے چالاکی سے داروغہ توپخانہ کو ملک اور مال کا لالچ دیکر نراین راؤ کے قتل پر مستعد کیا چنانچہ اوسکے گارڈ کے سپاہیون نے جو

ف؎ اس رانی کا نام آنندا بائی تھا۔ صفحہ ۷۵ امیرنامہ انگریزی۔

مادہوراؤ کے بہائی سرایں راؤ زکہنا تہہ راؤ کے پیشکار ہوئے ناہنا پہر نویس اور سکہارام جو عہد مادہورام جو عہد مادہوراؤ سے دیوان تہے بدستور اپنے کام پر رہے۔

مہاجی سندہیہ [51]

سنہ ۱۱۹۲ [52] ہجری میں راجی سندہیا ہی مرگئے اور مہاجی سندہیہ جو ایک بیٹے اونکی حرم سے تہے ناہنا پہر نویس دیوان پونہ کی حمایت سے باپ کی جگہہ بیٹھے اور اونکا چھوٹا بہائی کیدار جی [53] اونکا نایب ہوا تاناجی [54] بہا گڑا جو راتوجی کا اصل بیٹا تہا اپنے حق سے محروم رہا

---

[51] مہاجی کو مہاڈجی اور مادہوجی بہی کہتے ہیں بادشاہی اسناد میں راجہ مہاراج مادہوراؤ سندہیہ مدار المہام عالیجاہ بہادر لکہا جاتا تہا صفحہ ۷۸ الفتا [شاہ عالم بادشاہ نے غلام قادر کے ہاتہہ سے نابینا ہونیکے بعد چند اشعار اپنی حالت زار کے اظہار میں لکہے تہے اونمیں بہی مہاجی کا نام مادہوجی سندہیا ہی لکہا ہے۔
شعر مادہوجی سندہیا فرزند جگر بند منست ـ ہست مصروف تلافی ستمکاری ما مؤلف]
[52] سنہ ۱۱۹۲ مطابق ۲۱ جولائی سنہ ۱۷۷۸ کو شروع ہوکر ۱۹ جولائی سنہ ۱۷۷۹ کو ختم ہوا صفحہ ۹۷ امپیریل انگریزی۔ [یہ سنہ ۱۱۹۲ وفات راتوجی کا محض غلط ہے اور یہاں راتوجی کا نام بہی غلط ہے جنکوجی وہی جنکا واقعہ جنگ اندانی میں ۱۴ ماہ جنوری سنہ ۱۷۶۱ مطابق ۶ جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۴ کو ہوگیا تہا۔ مہاجی جنکوجی کے چچا تہے اور بوجہ لاولدی جنکوجی کے بحکم پیشوا مسند نشین ریاست ہوئے تہے]
[53] کیدارجی مہاجی سندہیا کا بہائی نہیں ہے تہا اونکا باپ تکوجی کا بہائی تہا۔
[54] تاناجی بہا گڑا کو کرسی نامہ سندہیا میں جوتبا اور لا ولد لکہا ہے م

عالم پور مین موت سے راہی[۵۱] ملک بقا ہوئے ۔

تکوجی ہلکر

ملہار راؤ کے کہنڈے راؤ کے سوا سے کہ جو کمہیر مین مارا گیا اور کوئی بیٹا نہ تہا اور کہنڈے راؤ کا جو ایک بیٹا مالی راؤ نامی تھا وہ بھی دیوانہ ہوکر مرگیا تہا اسلیئے کہنڈے راؤ کی بی بی اہلیا بائی نے کہ جو دکن میں تہی تکوجی نامی ایک ہمقوم لڑکے کو گود لیکر ملہار راؤ کی جگہہ بٹھایا ۔

رگہناتھہ راؤ پیشوا

سنہ ۱۱۸۶ [۵۳] میں مادہو راؤ پیشوا مرگئے رگہناتھہ راؤ بن باجی راؤ مسند پر بیٹھے اور

---

۵۱ موضع عالم پور ملک بندیلکہنڈ میں ہے اور جہاں ملہار راؤ کی چہتری بنی ہے وہ جگہہ ملہار گنج کہلاتی ہے چہتری کی عمارت قابل دید ہے کیونکہ اوسمین سنگتراشی کا کام بہت ہنرمندی سے کیا گیا ہے ۔

۵۲ صحیح تاریخ وفات ملہار راؤ کی نہین دی شاید ۱۷۶۵ع ہو سرجان مالکم کا بیان ہے کہ وہ مرہٹون کی فوج کی چالیس برس تک سپہ سالاری کرکے ۷۶ برس کی عمر مین مرا اور ادسی مورخ نے اپنی تواریخ کے صفحہ ۱۲۰ پر لکہا ہے کہ ملہار راؤ کی وفات ۳ سال بعد جنگ پانی پت کے واقع ہوئی تہی جسکی رو سے ۱۷۶۴ع معلوم ہوتا ہے صفحہ ۸۰ امیرنامہ انگریزی اتہاس سار میں بہی ملہار راؤ کے مرنیکا سنہ سال کچہہ درج نہین ہے ۔ مگر تاریخ مالوہ مین ۱۷۶۶ع لکہا ہے صفحہ ۸۲۲

۵۳ امیرنامہ انگریزی مین یہہ سنہ درج نہین ہے اور نوٹ میں مادہو راؤ پیشوا کی وفات ۱۸ نومبر ۱۷۷۲ع کو لکہی ہے صفحہ ۸۰ امیرنامہ انگریزی لی یہہ ہی تاریخ تواریخ مالوہ مین بہی درج ہے صفحہ ۵۷۲ لے

سنہ ۱۱۸۶ بموجب ہماری تقویم موید المورخین کے ۲۱ فروری ۱۷۷۲ع کو شروع ہوکر ۹ فروری ۱۷۷۳ع کو ختم ہوئے تہے اس حساب سے

رانوجی[۹۵] سندہیہ نے جو راجہ جودہپور کی دعا سے اپنے بہائی کے مارے جانیکی خبر سُنی تو اونکا دل آتش غیرت سے کباب ہوگیا اور اونہوں نے ایک بڑی فوج اور توپخانہ کے ساتہہ جودہپور پر حملہ کر کے ہرطرف لوٹ مار مچا دی آخر راجہ سنگہہ عاجز ہوکر اجمیر کا صوبہ رانوجی سندہیہ کو دیدیا اور علاوہ اوسکے ڈیڑہ لاکہہ روپیہ سالانہ دینا اور بہی قبول کیا رانوجی اجمیر میں تہانہ بیٹہاکر دکن کا کوچ کر گئے ۔

ہلکر کا دوبارہ جیپور پر حملہ

چونکہ مفسد راجپوتوں نے ہلکر کے دکن میں چلے جانیکے بعد راجہ جیپور کے اشارہ سے اونکا عمل پہر ٹونک سے اوٹہا دیا تہا اسلئے ملہار راو ہلکر نے [۹۶] ۱۱۶۸ ہجری میں پہر بہت سی سپاہ لیکر تاخت و تاراج کرتے ہوئے ٹونک پر آئے اور قلعہ ہوم گڈہ کو جو اب امیر گڈہ کہلاتا ہے پندرہ دن تک محاصرہ میں رکہا اور پہر تمام علاقہ جیپور کو جا گہیرا اور وہاں سے کچہہ روپیہ بطور جبریہ لیکر پہر ہوم گڈہ کو گہیر لیا اور تین مہینے کی محاصرہ میں فتح کر کے بالکل مسمار کردیا بعد اسکے ٹونک میں اپنا تہانہ بیٹہاکر جیپور کا معاملہ لیتے ہوئے بندیل کہنڈ کو چلے گئے جہاں دو حالوں کے قریب موضع

---

[۹۵] رانوجی کا نام یہاں غلط لکہا ہے جھنکوجی ولد جی آپا کا چاہئے تواریخ جودہپور میں بہی جھنکوجی کا نام لکہا ہے اور جھنکوجی جے آپا کے ہمراہ تہے جے آپا کے مارے جانے پر بہی لڑائی بدستور قائم رہی تہی [illegible] اور پرگنہ اجمیر کے دینے پر ... کے شروع میں صلح ہوگئی (۵۰ ...) [illegible] سندہیا کا سنہ ہوا لکہا ہے صفحہ ۱۲۲ ۔ [۹۶] ۱۱۶۸ ہجری کم جولائی ... سے شروع ہوکر ۱۱ رجون ... کو ختم ہوئے ہے

رانوجی جو اون سے چھوٹے تھے نیابت مین رہے مادہوراؤ پیشوا نے جی آپا کو معہ
فوج جودہپور کی مہم پر روانہ کیا اونہون نے ناروالڑیین آکر جودہپور اور ناگور کے
قلعون کو گھیرا چونکہ جودہپور کے راجہ بجے سنگہ اوسوقت ناگور مین تھے اسلئے
جی آپا جودہپور کے محاصرہ پر تھوڑی سی فوج چھوڑکر خودبھی ناگور کو چلے گئے اور اپنی
تمام فوج ناگور کے مورچہ پر لگادی راجہ بجے سنگہ نے اونکی سخت گیری سے ہراسان
ہوکر دو آدمیوں کو واسطے قتل جی آپا کے بھیجا جو آپسمین جنگ و زرگری کرتے ہوئے
اونکے لشکر مین گئے اور وہان اپنا مقدمہ پیش کرکے بھیجا جو آپسمین جنگ زرگری
کرتے ہوئے اونکے لشکر مین گئے اور وہان اپنا مقدمہ پیش کرکے واویلا کرنے
لگے لشکر کے آدمیون نے اونکو ہرچند سمجھایا مگر وہ کچھہ نہین سمجھے اور کہا
کہ ہمارا مناقشہ جی آپا کے حضور مین رفع ہوگا جی آپا نے خبر پاکر روبرو طلب
کیا اونہون نے جاکر کہا کہ ہم اپنا حال آپ سے کہینگے سندہیا نے اونکو اور
بھی پاس بلوایا جب وہ بہت قریب پہونچگئے تو اونہون نے چھریون سے جی آپا
کا کام تمام کرڈالا جس سے جی آپا کا لشکر برہم ہوکر لوٹ گیا۔

رانوجی سندہیہ کی جودہپور پر چڑہائی

ف۵ تواریخ جودہپور مین صرف آپا نام لکھا ہے اور اوسکے مارنے کی تاریخ درج نہین ہے۔

حالی کراکر اوسکے قبضہ میں کرادیا اور دہلی میں جاکر شاہ عالم بادشاہ سے حریہ ہی لیا اور
اور اکبر آباد کی سند بھی جواہر سنگھ کو لکھوادی اور پھر جو وہاں سے لوٹے تو جیپور کے علاقہ
میں آئے راجہ مادہو سنگہ سے بہی لاچار ہوکر ٹونک کی سند اونکو لکھدی جسکو بعد چلے
جانے ملہار راؤ کے سعہ لوڑہ اور مالپورہ کے اون کے عاملوں سے چہین لیا تہا پہر ٹوڑہ
اور مالپورہ کے عیوض پرگنہ رامپورہ[۱] علاقہ اور رہپورا ونکو دیدیا۔

جی آپا سندہیہ اور جودہپور کی مہم

جہنکوجی سندہیا کے بعد اونکے بڑے بیٹے جی آپا باپ کے جانشین ہوئے اور

---

[۱] یہہ رامپورہ جواب ہی ریاست اندور میں شامل ہے راناجی سے مادہو سنگہ کو جاگیر میں دیا تھا جبکہ وہ جیپور سے بہاگ کر اون کے پاس چلے گئے تہے۔

[۲] بموجب قول گرینڈ ڈف کے جے آپا جہنکوجی کا باپ تھا وہ کربلیتا اور راناجی کے بعد مسند نشین ہوا تہا پانی پت کی لڑائی سے کچھ دنوں پہلے راجہ رام سنگہ کو جودہپور کی گدی پر بٹہانے کے واسطے گیا تہا اوسوقت جیپور میں راجہ ایسری سنگہ راج کرتا تہا رام سنگہ کو اوسکے چچا بخت سنگہ نے گدی سے اوتار دیا تہا راجہ بخت سنگہ زہر سے مرا اوسکے بیٹے بجے سنگہ نے میرٹہ میں شکست کہائی اور ناگور میں جاکر محصور ہوا اور جی آپا کے قتل کی تجویز کرکے اوسکو مار ڈالا تب جہنکوجی اس خاندان کا سردار ہہ اور جنگ پانی پت مین گرفتار ہوکر مارا گیا پھر کہہدر رہا ہوا جسپر مہاجی عالب ہوا صفحہ ۱۶۹ اسرنامہ انگریزی۔ [تاریخ مالوہ سے ہی یہہ ہی پایا جاتا ہے کہ جہنکوجی کا بیٹا راناجی راناجی کا جے آپا تھا مگر بجائے راناجی کے جے آپا کو غلطی سے جہنکوجی کا نشین لکھدیا ہے]

مادہو راؤ پیشوا

جب بہاؤ اور بسواس راؤ کے مارے جانے کی خبر نانا پیشوا کو پہونچی تو اونکو اسقدر غم و الم ہوا کہ اوس سے جانبر نہوسکے[51] اونکے بعد مادہو راؤ پیشوا جو بسواس راؤ سے چہوٹے تہے مسند پر بیٹہے اور نراین راؤ جو سب سے چہوٹے تہے اونکے نایب اور پیشکار ہوئے۔

ملہار راؤ کی دہلی پر چڑہائی

اس عرصہ میں امیر الامرا نجیب خان[52] مختار دہلی بہی مر گیا اور ارکان دولت آپس مین جہگڑنے لگے جواہر سنگہ جاٹ نے معاملہ سلطنت کو دگرگون دیکہکر باپ کا عوض لینے کیلئے دلی پر لشکر کشی کی اور ملہار راؤ کو مدد کے لیے بلوایا چنانچہ سنہ ۱۱۷۳ ہجری میں[53] اونہون نے بجمعیت عظیم پہر ہندوستان مین آکر جواہر سنگہ کی رفاقت کی اور آگرہ کا قلعہ[54]

---

[51] بالاجی راو عرف نانا پیشوا کا انتقال ۱۹ ذیقعد سنہ ۱۱۷۴ کو ہوا تہا تاریخ مالوہ صفحہ ۵۴۸

[52] نجیب خان یا نجیب الدولہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۷۷۰ء میں مرا تہا۔

[53] سنہ ۱۱۷۳ھ ۲۵ اگست ۱۷۵۹ء سے ۱۲ اگست سنہ ۱۷۶۰ء تک تہا۔ اس سنہ و سال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ واقعات پانی پت کی لڑائی کے قبل واقع ہوئے اسمین تین چار سال کی غلطی ہے صفحہ ۲۵ امیر نامہ انگریزی

[54] آگرہ کا قلعہ تو سورج مل جی نے ہی چند ماہ پہلے یعنی پانی پت کے ماہ ذیقعد سنہ ۱۱۷۴ (جون سنہ ۱۷۶۱ء) مین بادشاہی قلعدار سے فتح کر لیا تہا۔ سیر المتاخرین۔

کام آئے اور اوس کی فوجکو شکست ہوئی مگر ملہار راؤ ہلکر قسمت کی یاوری سے
معہ اپنی فوج کے اوس تہلکہ سے جان بچا لیگئے احمد شاہ درانی کابل کو کوچ
کرگیا۔ اور وہاں فوت ہوا۔

ملہار راؤ کی بہرت پور پر چڑہائی

ملہار راؤ ہلکر نے بعد اس ہنگامہ کے اس بہانہ سے کہ سورجمل جاٹ والئے بہرت پور کے
بیٹے جواہر سنگہ نے احمد شاہ کی لڑائی میں بہاؤ اور بسواس راؤ کی رفاقت سے چشم
پوشی کی تہی قلعہ کومہیر علاقہ بہرت پور کا محاصرہ کیا جہاں اوسکا بیٹا کہنڈے راؤ[۵۱]
گولی سے مارا گیا جواہر سنگہ نے ملہار راؤ سے عذرخواہی کرکے صلح کرلی اور کچھہ روپیہ
دیکر اوسکو رخصت کیا ملہار راؤ وہاں سے کوچ کرکے چلا گیا۔

۵۱ کہنڈے راؤ اہلیا بائی کا خاوند تہا اوسکا حال سرجان مالکم نے تواریخ وسط ہند میں مفصل لکھا ہے جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سردار پانی پت کی لڑائی سے چند سال پیشتر مرچکا تہا اس واقعہ کی تاریخ اوسی کتاب کے حاشیہ
میں ۱۷۵۴ء لکھی ہے صفحہ ۱۴۹ امپریل گزیٹیر آف انڈیا جلد ۲ میں کہنڈے راؤ کا قلعہ کومہیر پر مارا جانا ۱۷۵۴ء میں
لکھا ہے۔ بموجب تواریخ ریاست بہرت پور ماہ اگہن سمت ۱۸۱۱ (مطابق ماہ دسمبر ۱۷۵۴ء) قبل از ۶ سال
معرکہ پانی پت } اور اوس وقت جواہر سنگہ کیا اوسکے باپ سورجمل بہی رئیس بہرت پور نہیں تہے اور سورجمل کے باپ
بدن سنگہ زندہ تہے اور کام ریاست کا سب سورجمل کے باپ بدن سنگہ زندہ تہے اور کام ریاست کا سب سورجمل
کرتے تہے بہرحال جواہر سنگہ کا نام اور کہنڈے راؤ کا بعد معرکہ پانی پت اور اوسکا دو دوسرا سال کے کہیر پر کام آنا غلط لکھا ہے

ناہنا پیشوا کے بڑے بیٹے بسواس راؤ کو دہلی کے تخت پر بٹھانیکی غرض سے معہ ملہار راؤ ہلکر اور جھنکوجی سندھیا کے ایک ایک بڑے لشکر کے ساتھ ہندوستان کو روانہ ہوا مگر وہ ابھی راستہ ہی میں تھا کہ سورجمل[۵۱] جاٹ موجبہ بنی گولی سے مارا گیا اور اوسکی فوج لوٹ کر بھرت پور میں آگئی اور احمد شاہ درانی نے حسب الطلب نجیب خان کے معہ فوج عظیم و توپخانہ جنگی کے کابل سے کوچ کرکے دریائے اٹک کو عبور کیا اور اور بھاؤ اور بسواس راؤ بھی پے درپے کوچ کرتے ہوئے دہلی کی راہ سے پانی پت میں جا پہونچے اور وہان اونہوں نے چند روز تک مقام کیا اس عرصہ میں احمد شاہ درانی بھی پانی پت کے قریب تک چلا آیا اور احمد خان بنگش دوندے خان حافظ رحمت خان روہیلہ اور نواب شجاع الدولہ وغیرہ بادشاہی امرا بھی سب اوس سے آملے بھاؤ اور بسواس راؤ نے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھکر اپنے لشکر کے گرد سنگر کی تجویز کی جو خندق اور قلعہ چوبین سے عبارت ہے احمد شاہ نے پانی پت میں آکر اونکی فوج کا محاصرہ کرلیا آخرکار طرفین میں ایک سخت لڑائی ہوئی[۵۲] جسمین بھاؤ و بسواس راؤ اور جھنکوجی سندھیا

[۵۱] مہاراجہ سورجمل والی بھرت پور چار سال بعد واقعہ پانی پت کے پوس بدی ۱۸۲۰ء ۱۷۶۳ کو کام آئے تواریخ

[۵۲] احمد شاہ درانی اور مرہٹوں کی بڑی لڑائی ۷ جنوری ۱۷۶۱ء کو ہوئی تھی جسمین دو لاکھ مرہٹہ قتل ہوئے مفصل حال اس لڑائی کا پنڈت کاشی راام ملازم شجاع الدولہ کی تاریخ سے جسکا ترجمہ کرنیل جیمس براؤن نے کیا ہے معلوم ہوسکتا ہے گرینڈڈف نے لکھا ہے کہ بھاؤ نے اپنی عورت کو معہ چند خفیہ ہدایات کے ملہار راؤ کی نگرانی میں رکھا تھا اور جب دیکھا کہ بسواس راؤ مارا گیا اور لڑائی کی ہوا دگرگون ہوگئی تو اپنا جانبر ہونا بھی ممکن نہ دیکھکر ملہار راؤ کو کہلا دیا کہ جو اوس سے کہا گیا ہے وہ کرے اسپر ملہار راؤ نے میدان جنگ چھوڑ دیا۔ صفحہ ۱۶۳ میں انگریزی مگر سیر المتاخرین میں اس بڑی لڑائی کی تاریخ روز چہارشنبہ ۶ جمادی الثانی ۱۱۷۴ ہجری لکھی ہے اور مطابق ۱۴ جنوری کی

منصور علیخاں کا ملک دبالیا منصور علیخاں نے دہلی سے ملہار راؤ کو خط لکھا اور اوسکو بہت [سا]
روپیہ دینا کرکے اپنی مدد پر بلوایا ملہار راؤ بجمعیت عظیم سنہ ۱۱۶۶[۱] ہجری میں کالپی ہوکر
فرخ آباد میں آئے احمد خاں تاب مقاومت نہ لاکر بھاگ گیا ملہار راؤ اور نواب
منصور علیخاں کوہ کمایوں تک اوسکے تعاقب میں گئے چونکہ اوسکو کمایوں والے
راجہ نے ایک ایسی جانے قلب میں پناہ دی تہی کہ جہاں لشکر کا پہونچنا دشوار تھا
اسواسطے نواب نے بتوسط حافظ رحمت خاں روہیلہ کے جو ملک کھیر کا ایک نامی
سردار تھا احمد خاں سے صلح کرکے آدھا ملک اوسکا اوسکو دیدیا اور آدھا ملک مع
سات لاکھ روپیہ نقد کے ملہار راؤ کو دیا ملہار راؤ بعد اس تصفیہ کے دکن کو کوچ کرگئے

مرہٹوں کی ہندوستان پر چڑہائی
اور احمد شاہ درانی سے شکست

سنہ ۱۱۷۳[۲] ہجری میں چیما آپا کا بیٹا بہاؤ بموجب اشارہ سورجمل جاٹ کے کہ جسے
بسبب ضعف سلطنت کے امیر الامرا نجیب خاں افغان کو دہلی میں گھیر رکھا تھا

---

[۱] سنہ ۱۱۶۶ ہجری مطابق [illegible] سنہ ۱۷۵۲ و ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۷۵۳ تک تہی صفحہ ۱۱ ایلیٹ انگریزی (انگریزی ترجمہ میں بجائے سنہ ۱۷۵۲ء کے غلطی سے سنہ ۱۷۵۳ و ۱۷۵۴ کی سطریں لکہے گئے ہیں حالانکہ مطابق سنہ و تاریخ عیسوی صحیح ہے مؤلف) (اور اصل میں یہہ غلطی ہے کہ بجائے سنہ ۱۱۶۴ کے سنہ ۱۱۶۶ لکہے ہیں کیونکہ بموجب تاریخ سیر المتاخرین اور عماد السعادۃ نواب منصور علیخاں مع بعد آجانے ملہار راؤ کے شروع ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ اوسط مارچ سنہ ۱۷۵۱ء میں احمد خاں پر چڑہائی کی تہی مؤلف

[۲] سنہ ۱۱۷۳ ہجری مطابق ۲۴ اگست سنہ ۱۷۵۹ سے ۱۲ اگست سنہ ۱۷۶۰ تک تہا۔

تو خدا کو بھول کر دغا سے زہر کا پیالہ کیشوررائے کو پلا یا ہی تھا مگر انتقام الٰہی نے
وہ ہی پیالہ اوسکو بھی خود اوسی کے ہاتھہ سے پلا دیا کسی نے سچ کہا ہے کہ کرد کہ
نیافت - اپنی کرنی پار اوترنی -
اسطرح سنہ ۱۱۶۵ ہجری میں ماد ہو سنگہ جیپور کی گدی[۵۲] کے مالک ہوئے مگر اونہوں نے
ایفاء وعدہ میں تامل کیا اس سے ملہار راؤ نے پھر جیپور پر کوچ کرکے علاقہ جات
ٹونک ٹوڈہ اور مالپورہ میں اپنے تہانہ بٹہا دیئے اور بعد اسکے میسر کو چلے گئے -

ہندوستان پر ملہار راؤ کی چڑہائی

دوسرے سال میں فیمابین نواب منصور علیخان والئے لکھنو اور نواب احمد خان
بنگش والئے فرخ آباد کی نزاع قایم ہوکر احمد خان نے منصور علیخان کے نایب
راجہ نول رائے کو لڑائی مین مارڈالا[۵۳] اور اوسکی فوج کو شکست دیکر الہ آباد تک

---

[۵۱] سنہ ۱۱۶۵ ہجری ۱۵ نومبر سنہ ۱۷۵۱ کو شروع ہوکر ۷ نومبر سنہ ۱۷۵۲ کو بموجب طریقہ جدید کے ختم ہوا کیونکہ ماہ ستمبر سنہ ۱۷۵۲ میں سے گیارہ دن حسب فحوائے ایکٹ پارلمینٹ کے جنتری میں سے نکال ڈالے گئے تو صفحہ ۱۰ امیرنامہ انگریزی
[۵۲] مہاراجہ مادہو سنگہ پوس سدی ۱۴ سمت ۱۸۰۷ کو مسند نشین ہوئے تھے - تواریخ جے پور - (مطابق ۱۰ دسمبر سنہ ۱۷۵۰ عیسوی) یہاں اصل مین ایکسال کا فرق ہے - [۵۳] یہہ واقعہ ۱۰ رمضان سنہ ۱۱۶۲ (مطابق ۱۳ اگست سنہ ۱۷۴۹)
کو واقع ہوا تہا سیر المتاخرین و تواریخ فرخ آباد صفحہ ۱۲ -

کہتری کو مہاپیشوا کے پاس بھیجکر مادہوسنگہ کی حقری کے لئے مدد مانگی اور بصورت
مسندنشین ہوجانے مادہوسنگہ کے ایک کروڑ روپیہ دینے کا وعدہ کیا پیشوا نے
ہلکر کو حکم دیا وہ بہت سی فوج لیکر اددے پور میں آگئے اور رانا جگت سنگہ سے ملے
راناے اوسسے دستار بدلی اور کیشورائے کی معرفت جو پیغام دیا گیا تہا اوسکا
اقرار اپنی زبان سے کیا ملہار راؤ نے ایسری سنگہ پر چڑہائی کی اور ایک عرصہ تک
لڑائی جاری رکہی مگر کچہہ کام نہ نکلا اور آخر جیپور میواڑ اور مالوہ کے ضلع میں ہر طرف
لوٹ مار مچادی اور اس ترکیب سے اپنی فوج کا گذارہ کیا اس عرصہ میں ایسری سنگہ
نے استمالت نامہ بھیجکر کیسورائے کو طلب کیا جب اوسے ملہار اوسسے
رخصت مانگی تو اوہوں نے منع کیا اور کہا کہ تم وہاں مت جاؤ اسمیں تمہارے
لئے اچہا نہیں ہے لیکن نمانا اور اپنی موت کا راستہ آپ اپنے پاؤں سے
قطع کرکے ایسری سنگہ کے پاس پہونچا ایسری سنگہ نے اوسکو پکڑکر زہر کا
پیالہ پلادیا۔ اہلکاروں نے جو یہہ حال دیکہا تو ایسری سنگہ سے بیدل ہوکر
مادہوسنگہ سے موافقت کرلی اور ملہار راؤ کو (جو اوسوقت بوندی کے ضلع میں تہے)
اشارہ کیا کہ آپ چلے آئیں ملہار اوسے فوراً سانگانیر تک پہونچکر راجہ ایسری سنگہ
کے پکڑ لینے کا ارادہ کیا ایسری سنگہ نے اوس حالت میں کہ جب سب اہلکار
پھر گئے تہے جان سے عاجز آکر زہر کا پیالہ پی لیا[۱۵] اور اپنا کام تمام کر ڈالا سبحان اللہ
یہہ دنیا عجب دار المکافات ہے کہ جسنے جو بیج بویا وہ ہی پہل کہایا دیکہو ایسری سنگہ

۱۵ یہہ واقعہ پوس بدی ۲ سمت ۱۸۰۷ کو ہوا تہا انگریزی حساب سے بمطابق ۱۲ دسمبر ۱۷۵۰ء

ملہار راؤ اور جے پور کی مہم

سنہ ۱۱۵۶[51] ہجری میں جیپور کے راجہ جیسنگہ مرے[52] اور ایسری سنگہ اون کے بڑے بیٹے جو راٹہوڑ رانی دختر راجہ جودہپور کے بطن سے[53] تہے مسند پر بیٹہے اور چہوٹا بیٹا مادہو سنگہ جو اودے پور کی رانی سے[54] پیدا ہوا تہا کسی بہانہ سے فرار ہوکر اودے پور میں اپنی ماں کے بہتیجے رانا جگت سنگہ کے پاس چلا آیا رانا نے کیشور آ[55]

---

[51] سنہ ۱۱۵۶ ہجری ۲۳ جنوری سنہ ۱۷۴۵ سے ۱۳ جنوری سنہ ۱۷۴۶ تک تھا۔

[52] مہاراجہ سوائی جیسنگہ کا انتقال بموجب تواریخ جے پور کے اسوج سوای ۱۴ سمت ۱۸۰۰ کو اور حسب بیان مولف سیر المتاخرین کے ۹ یا ۱۲ شعبان سنہ ۱۱۵۶ کو ہوا تہا جسدن کہ دسہرہ تہا۔ دسہرہ اسوج سودی ۱۰ کو ہوتا ہے اوسدن سمت ۱۸۰۰ میں تاریخ ۸ شعبان تہی اور اسوج سودی ۱۴ کو ۱۲ شعبان تہی پس یہہ ہی صحیح ہے اور اوسدن دسہرہ ہونا غلط ہے۔ مولف۔ [53] مہاراجہ سوائی ایسری سنگہ جودہپور کی راٹہور رانی سے نہین تہے کہیچن رانی دختر راجہ دہیرج سنگہ کہیچی والی راگہوگدہ سے سمت ۱۷۷۸ مین بمقام شاہ جہان آباد پیدا ہوئے تہے۔ تواریخ جے پور۔ [54] مہاراجہ مادہو سنگہ پوس بدی ۱۲ سمت ۱۷۸۵ کو مہارانا سنگرام سنگہ والی اودے پور کی صاحبزادی سے پیدا ہوئے تہے۔ تواریخ جے پور۔ [55] تواریخ راجپوتانہ مین بنام کیشوداس مشہور ہے۔ اور اوسکے مارنے کے بُرے نتیجے اس دوہے مین کبی کشیر نے بیان کئے ہین جو منتری موٹو ماریو کہتری کیسوداس جب ہی چہوڑی ایسر اراج کرن کی آس یعنی اے ایسری سنگہ تونے بڑے وزیر کیشوداس کو مارا اوسیدن سے راج کرنے کی گویا امید چہوڑ دی دوسری نے کہا ہے دوہا یہ راجہ ایسری سنگہ نے جو دیا سو لیا ہزیالا کیشوداس کو جو پایا سو پیا ہے

منصور علیخاں[91] صوبہ دار اودہ نے جو اوسوقت شکوہ آباد میں تہے سد راہ ہوکر چار پانچ مرہٹوں کو حملہ سے اوترتے ہی قتل کر ڈالا باجی راؤ یہہ صدمہ اوٹھاکر وہاں سے لوٹے اور سیدہے دہلی کو گئے وہان اونہوں نے کالکاجی[92] کے میلہ کو جہاں شہر والوں کا عام ہجوم تہا لوٹ لیا اور جب دیکہا کہ بادشاہی فوج اون کے تدارک اور تعاقب[93] کو روانہ ہوتی ہے تو بڑے بڑے کوچ کرکے اوجین کی راہ سے دکن کو چلدئے جہاں بعد چہدے اونکا انتقال[94] ہوگیا۔

(بالاجی عرف نانا پیشوا)

باجی راؤ کے بعد دوسرے بالاجی عرف نانا پیشوا اون کے جانشیں ہوئے نیابت اون کے چہوٹے بہائی رگہنا تہہ راؤ کو ملی شمشیر بہادر جو باجی راؤ کا تیسرا بیٹا ایک رنڈی کے پیٹ سے تہا وہ بہی کسی کام پر مامور ہوا نانا پیشوا کے تین بیٹے بسواس راؤ مادہوراؤ اور نراین راؤ تہے اور چمنا آپا نے کہ یہہ بہی باجی راؤ کا ایک بیٹا تہا لاولدی کے سبب سے بہاؤ[95] نامی ایک اپنے ہمقوم لڑکے کو گود لیلیا۔

[92] باجی راؤ نے کالکاجی کا میلہ روز سہ شنبہ ۸ ذی الحجہ ۱۱۴۹ھ (مطابق ۲۹ مارچ ۱۷۳۷ء) کو لوٹا تہا سیر المتاخرین

[93] حسب بیان تاریخ فرشتہ کے باجی راؤ کا تعاقب بادشاہی فوج نے ۱۱۴۹ھ مطابق ۱۷۳۷ء میں کیا تہا صفحہ ۵۰ امیر نامہ انگریزی

[94] گرینڈ ڈف کے بموجب باجی راؤ کا انتقال ۲۸ اپریل ۱۷۴۰ء کو نربدا کے کنارہ پر ہوا تہا صفحہ ۵۰ امیر نامہ انگریزی
[بموجب سیر المتاخرین ۱۱ ماہ صفر ۱۱۵۳ھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۷۴۰ء]

[95] بہاؤ کا نام جسکو چمنا آپا نے متبنیٰ کیا تہا سداشیو راؤ بہاؤ تہا صفحہ ۵۰ امیر نامہ انگریزی

باجی راؤ کی ہندوستان پر لشکر کشی

بعدہ محمد شاہ کے جلوس کے اونیسویں برس یعنی ۱۱۴۹ھ ہجری میں باجی راؤ[51] پیشوا نے معہ جھنکوجی سندھیا اور ملہار راؤ ہلکر کے ہندوستان پر لشکر کشی کی وہ پہلے مالوہ اور گجرات میں آئے اور اپنے تھانے بیٹھا کر نربدا سے اوترے راجہ سوائی جے سنگھ والئے جیپور سے جو اون دنوں اوجین میں تھے اور ظاہرا باجی راؤ کا اودہر آنا اونہیں کے ارشادہ سے تھا اوجین میں ملاقات کی اور راجہ نے بنظر استحکام رابطہ لکھدی کے وہ صوبہ جو کچھہ عرصہ سے اون کے تصرف میں تھا پیشوا کے حوالہ کر دیا پیشوا نے مہیسر اور اندور کے پرگنہ ملہار راؤ ہلکر کو اور اوجین و ہنڈیا کے علاقے جھنکوجی سندھیا کو بطور جاگیر کے دیکر گوالیار پر چڑھائی کی اور وہان اپنا تھانہ قایم کر کے صوبہ اجمیر اور صوبہ آگرہ کے بڑے بڑے راجوں پر جزیہ مقرر کیا پھر گوہد فتح کرنے کے لئے وہان کے راجہ سے دو مہینے تک جنگ و جدل جاری رہی جب اوس مہم سے دلجمعی ہوئی تو اوسنے بہنڈ علاقہ بہدا[52]ور کو جا مارا اور وہان بہت سا مال لوٹ کر بہدوریہ راجہ سے خراج لیا اور چاہا میان دو آب میں داخل ہو کر ہنگامہ پردازی کریں لو اب

---

[51] یکم مئی ۱۷۳۶ء سے ۲۰ اپریل ۱۷۳۷ء تک صفحہ ۵۶ امیرنامہ انگریزی۔

[52] بہداور یا بھدوریہ راجہ کا ملک چبل اور جمنا کے درمیان آگرہ سے گوشہ جنوب اور دکھن مین واقع ہے صفحہ

معاوضہ مین پیش کرون مگر یہہ کہ آپ کو اپنا فرزند متبنے بناؤں اور اپنے ملک کے
چار حصہ کرکے ایک حصہ تو اپنے خرچ کو رکہہ لون اور دو حصہ اپنے دونوں بیٹوں[۵۱]
کو دوں اور ایک حصہ آپ کے حوالہ کرون باجی راؤ نے یہہ بات منظور کی اور گووند
نامی ایک پنڈت کو اپنے حصہ کی تحصیلداری پر چہوڑکر دکن کیطرف مراجعت فرمائی
جب راجہ چہترسال مرگیا[۵۲] تو اوسکے بیٹون نے باپ کی تقسیم منظور رکہی اور
ریاست کے لئے آپسمیں تنازعہ کہڑا کیا آخر بڑے بیٹے نے جو محمد شاہ کے دربار
مین رسائی رکہتا تہا سارے ملک و مال پر قبضہ کرکے اپنے چہوٹے بہائی کو نکالدیا
وہ ساہو راجہ کے پاس گیا اور کچہہ مدارات دیکر کے پیشوا کو اپنی حمایت پر لایا بادشاہ
کی فوج الہ آباد سے راجہ کی مدد کو آئی مگر مرہٹہ بندیل کہنڈ مین لوٹ مار کرکے چالس
آئے اور طرفین سے بہت سے روپیہ بطریق لعل بہاکے لیکر دکن کو لوٹ گئے
الہ آباد کا بادشاہی صوبہ دار گردہر ناگر اونکے مقابلہ مین مارا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۱۴۲ھ[۵۳]
مین واقع ہوا۔

[۵۱] ان دونو کے نام جگت راج اور ہردیو ہے صفحہ ۷۵ امیرنامہ انگریزی۔

[۵۲] راجہ چہترسال کا انتقال بموجب تواریخ بندیلکہنڈ کے بہادون سودی ۲ سمبت ۱۷۸۸ (۱۴ اگست سنہ ۱۷۳۱ع) کو ہوا

[۵۳] سنہ ۱۱۴۲ ہجری ۸ اگست ۱۷۲۹ع سے ۲۸ جولائی ۱۷۳۰ع تک ہے گردہر ناگر کا جو سنہ ۱۷۲۹ مین مارا جانا لکہا ہے وہ غلط ہے یہہ بہی حال سب ہجری تاریخون کا ہے صفحہ ۵۶ امیرنامہ انگریزی۔ [گردہر ناگر اور اوسکے بعد دیا بہادر جو اوس کا رشتہ دار تہا دونو یکے بعد دیگرے مالوہ مین مرہٹون سے لڑکر سنہ ۱۱۴۲ ہجری (مطابق سنہ ۱۷۲۹و۳۰ع) مین مارے گئے ہین تاریخ مالوہ راجہ گردہر ناگر اوسوقت مالوہ کا صوبہ دار تہا مالوہ سے پہلے اودہ کا اور اودہ سے پہلے الہ آباد کا سنہ ۱۱۳۱ تک تہا سیر المتاخرین۔]

اور سکولڑتے ہوئے ایک برس سے زیادہ عرصہ ہوگیا تو راجہ چھترسال نے تنگ ہوکر باجی راؤ سے مدد مانگی وہ ساہو راجہ سے اجازت لیکر ساٹھہ ہزار سوار اور پیادہ کی بھیڑ بھاڑ سے جیتا پتا[۵۱] مین پہونچے اور بنگش کی فوج کو چارون طرف سے گھیر کر رسد بند کردی جس سے پٹھانون پر فاقہ پڑنے لگے تو بھی انہون نے حملہ کرکے قلعہ فتح کرلیا اور چونکہ اس فتح سے وہ باجی راؤ کے محاصرہ کو نہین ہٹا سکتے تھے اسلیے ناچاراون سے صلح کرکے چلے گئے[۵۲] چھترسال باجی راؤ کی اعانت کا نہایت مشکور ہوا اور بولا کہ میرے پاس کوئی چیز نہین ہے کہ جسکو آپ کے اس سلوک اور مہربانی کے لیے

۵۱ پنا جو ہیرون کی کہانیوں کی لیے مشہور ہے غالباً یہان اسی سے مراد ہے یہان اون واقعات کا کچھہ اچھا بیان نہین ہے کہ جنمے باجی راؤ کا بندیل کھنڈ مین آنا ہوا اور نہ کچھہ اسکی کارروائی کا بیان ہے گرینٹ ڈف اور جوناتھان اسکاٹ بہی کچھہ قابل اطمنان نہین لکھتے پاگ سن کی تواریخ بندیلہ مین بہی اسکی بابت کچھہ نہین ہے صفحہ ۵۵ انگریزی امیرنامہ ؟ Pogson.

۵۲ یہہ واقعہ بموجب تحریر جوناتھان اسکاٹ کے ۱۷۳۱ء مین اور حسب قول گرینٹ ڈف کے ۱۷۳۲ء مین ہوا لیکن دونو قول ضعیف ہین صفحہ ۵۵ امیرنامہ انگریزی لی تواریخ بند یلکھنڈ مین نواب بنگش کا حملہ سمت ۱۷۸۲ (مطابق ۲۶-۱۷۲۵ء) مین لکھا ہے مگر تواریخ مالوہ مین اس واقعہ کا سال ۱۱۴۵ھ (۳۳-۱۷۳۲ء) درج ہے۔ سیر المتاخرین مین گو کوئی تاریخ لشکر کشی و واپسی نواب بنگش کی نہین لکھی ہے مگر اوسکی اس ناکامیابی سے صوبہ الہ آباد اوس سے تغیر ہوکر ۱۱۴۳ھ مین سربلند خان کو دیا جانا لکھا ہے اس سے مختلف یہہ روایت تواریخ فرخ آباد کی ہے کہ بعد واقعہ مذکور ۱۱۴۱ ہجری مین صوبہ داری الہ آباد نواب موصوف سے تغیر ہوگئی اور یہ موافق تواریخ بندیلکھنڈ کے ہی کیونکہ ۱۱۴۱ء مطابق ۲۹-۱۷۲۸ء کے تہلکہ

پیشوا ہے اوسیدن اوسکو ایک شاعہدہ عنایت کیا الغرض ملہار راؤ ہلکر اور جھنکوجی سندھیا اسطرح اوج اور ترقی کو پہونچکر کاروبار ریاست کو انجام دیتے تھے۔

(باجی راؤ)

بالاجی[۱] کے مرنے پیراوں کے بڑے بیٹے باجی راو مسند پر بیٹھے اور پہونسلے اپنے بھائی کی بلند دستی پر رہے جو کہ اوسوقت ساہوجی راجہ زندہ تھے اسلئے باجی راو نے اون کے حکم سے دو تین مرتبہ ہندوستان پر لشکر کشی کی۔

باجی راؤ کا بندیل کھنڈ میں (دخل پانا)

محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں محمد خان بنگش[۲] والی فرخ آباد نے بہت سی فوج جمع کرکے بندیل کھنڈ پر چڑہائی کی اور کالپی دہونہ وغیرہ علاقہ جات راجہ چتر سال بندیلہ میں ہنگامہ آرا ہوکر قلعہ جیت گڈھ کا محاصرہ کیا جو متصل جہنا پنا کے واقع ہے جب

---

[۱] بالاجی راؤ حسب بیان سیر المتاخرین اپریل ۱۷۲۰ء میں مرا تہا وہ صرف ۲ برس پیشوا رہا تہا مگر گرینڈ ڈف صاحب بھی اوسکا مرنا ۱۷۲۰ء میں لکہا ہے اور ایک نوٹ میں بیان کیا ہے کہ اوسکے جانشین کی تقرری میں ۲ برس سے بعض مورخ اوسکی وفات سال ۱۷۲۱ء کے اپریل میں تحریر کرتے ہیں [اور] ایک مالوہ میں بالاجی کی وفات ۱۱۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۱ء میں ہے [۲] یہ حملہ محمد خان بنگش نے تحصیل صوبہ داری الہ آباد کے

جھنکوجی سندھیہ

اسی طرح اونہین دنون مین جھنکوجی[۱] نامی ایک شخص قوم سندھیا ہی جومالاجی کی جوتیان سیدہی کیا کرتا تہا قسمت کے زور سے ہندوستان کی صاحب صوبگی کو پہونچا اوسکی کیفیت یہہ ہے کہ وہ ایکدن پیشوا کی جوتیان چہاتی پر رکہے ہوئے نیند مین غافل سورہا تہا پیشوا جو قضائے حاجت سے کے لئے باہر نکلے اور اوس بیدار بخت کو خواب مین بہی مصروف خدمت دیکہا تو خوش ہوکر دلین کہا کہ دیکہو یہہ اپنے کام اور خدمت سے کیتنا ہوشیار اور خبردار ہے کہ خواب مین بہی میری جوتیون سے غافل نہین ہے اگر اسکو بجائے اس ذلیل خدمت کے کوئی بڑا عہدہ دیا جاوے تو نہ معلوم کس مستعدی اور تندہی سے اوسکو انجام دے اس عرصہ مین جھنکو کی آنکہہ کہلگئی اور اوسنے فورًا اوٹہکر جوتیان آگے رکہدین

[۱] مرہٹون کی تواریخین ایسی گڑبڑ ہے کہ اس خاندان کے بانی کے نام مین شک پڑگیا ہے گرینڈ ڈف اور سرجان مالکم کہتے ہین کہ راناجی سندہیا سابق مین کفش برداری کی نوکری کیا کرتا تہا بعد کو سپہ سالار ہوگیا گرینڈ ڈف نے ۱۷۵۰ء مین اوسکا مرجانا بتاتے ہین وہ مانند اپنے آقا کے تین صلبی بیٹے چہوڑ مرا اور دو حرم سے صلبی بیٹے ۔ جے آپا ۔ دتا اور جوتی اسیتہے تکوجی اور مہاجی حرم زادے تہے جہنکوجی سندہیا جو بمقام پانی پت قتل ہوا حسب بیان گرینڈ ڈف کے جے آپا کا بیٹا تہا ۔ دتاجی اور جوتی یا دونوا احمد شاہ ابدالی کے حملہ مین مارے گئے صفحہ ۵۳ ۔ امیر نامہ انگریزی ؛؛

سارا کاروبار راؤسکو دیدیا اور مختاری کے عہدہ اور پیشوائی کے خطاب سے معزز فرمایا بعد ازاں ساہو راجہ نے قلعہ ستارا میں نشست اختیار کی اور اوسی مقام پر اون کی روح حصار بدن سے نکلگئی اونکی رانی نے ایک لڑکا راجا رام اپنی ماں[1] کے قوم سے متبنّی کرکے ستارہ میں راج گدی پر بیٹھایا مگر وہ ہمیشہ کے لئے پیشوا کی نظربندی میں رہا اور پیشوا پونا میں صدر نشیں ہوکر مہمات مالی اور ملکی کو بہت اچھی طرح سے انجام دینے لگے ۔

ملہار راؤ ہلکر

بالاجی پیشوا کیوقت میں ملہار راؤ نامی قوم ہلکر[2] ایک مفلوک آدمی تھا کہ جو ایک اپنے ہمقوم رسالدار ملازم پیشوا کے گھر بطور بارگیر رہتا تھا جن دنوں میں کہ پیشوا سیاجی راؤ اناڑہ کی گوشمالی کو جو اونکے سرداران میں سے باغی ہوگیا تہا روانہ ہوئے اوس رسالدار نے ملہار راؤکو اپنی لڑکی سے منسوب کرکے اپنی عیوض پیشوا کے ساتھ بھیجدیا ملہار راؤ کے ہاتھ سے اوس مہم مین ایسا کام بن پڑا کہ جو اوسکی رفعت اور ترقیات کا باعث ہوا اور وہ رفتہ رفتہ ہندوستان کی صوبہ داری کے منصب تک ترقی کرگیا ۔

[1] یہ غلط ہے راجہ رام رانی کی قوم سے نہیں تہا سیواجی کے ادہر پیٹی راجا رام اول کا پوتہ تہا ناکڑ مالو ملیجم مرتبہ

[2] ہلکر قوم نہیں ہے بلکہ گاؤں کا نام ہے جہاں کی سکونت سے ملہار راؤکے اباواجداد ہلکر یعنی باشندہ ہل کہلاتے تہے

کے ہاتھہ سے مارا گیا اور اوسکا سر عالمگیر بادشاہ کی نظر سے گذرا اس معرکہ سے کچھہ عرصہ کے بعد عالمگیر نے ساہو جیکو قید سے رہا کر کے راجگی کے خطاب اور ہفت ہزاری منصب سے سرفراز فرمایا اور اونکو اون کے ملک مین جانے دیا۔

ساہو راجہ اور بالاجی پیشوا

راجہ ساہو دکن میں پہونچکر بہر ور ایام بہت سی فوج و سپاہ کے مالک ہو گئے اور ستارہ وغیرہ قلعجات کو فتح اور راجہاے زبردست کو مطیع کر کے پونا میں فرمانروا ہوئے اونکی اولاد نہین ہوئی اور جب وہ بوڑہے ہوئے تو چاہا کہ ارکان دولت میں سے جسکو زیادہ تر دانشمند اور صاحب تمیز دیکھین ریاست کا اختیار اوسکو دیدین پس اونھوں نے تین لیموں منگوا کر بالاجی وغیرہ اپنے آٹھوں پروہانوں کو فرمایا کہ تم میں جو زیادہ عقل رکھتا ہو وہ ان لیموؤن کو نیچے اوپر رکھدے سات وزیر تو اس مدعا کے مغز کو نہ پہونچکر اوسکی تعمیل سے عاجز رہے مگر آٹھوین شخص یعنی بالاجی پنڈت نے جو سب سے زیادہ زیرک دانا اور بخت و اقبال کا بھی زور آور تھا تین چھلے اونگلی سے نکالکر ایک کو اونمین سے زمین پر رکھا اور ایک لیموں اوسپر قایم کیا اور پھر اوس لیموں پر دوسرا چھلا رکھا اور دوسرے لیموں کو اوسپر ٹھہرایا اسیطرح تیسرے لیموں کو بھی رکھکر راجہ کو مجرا کیا راجہ نے اوسکی عقل اور دہانت سے خوش ہوکر اپنی سرکار کا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۵ - بھائی دوسری ماں سے تہا لیکن بڑا استعداد نامی تہوا۔ صفحہ ۴۰۳ امیر نامہ انگریزی

[۱] سنبھاجی کی ہلاکت بموجب اثر عالمگیری کے ماہ شعبان سنہ ۱۱۰۰ مطابق ماہ جنوری ۱۶۸۹ء مین واقع ہوئی تہی۔

میں دہلی پہونچکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور تہوڑے دنوں کے بعد توہم خاطر سے
بھاگ کر دکن میں پھر فتنہ پردازی شروع کردی اور اوسی حالت میں درمیان سنہ ۱۰۹۱[۵۱]
ہجری کے اپنی موت سے مر گئے اوسکے بیٹے سنبھاجی قریب پانچ ہزار آدمیوں کے بہیڑ بہاڑ
جمع کرکے مثل اپنے باپ کے اوسی ضلع میں لوٹ مار کرتے رہے آخر قریب سنہ ۱۱۰۲[۵۲] کے
بادشاہی فوج میں معہ زن و فرزند گرفتار ہوکر مارے گئے اور اونکا بیٹا ساہوجی تو
نظربند رہا اور بھائی ستا[۵۳] جو اونکا قایم مقام ہوا تہا سنہ ۱۱۱۱ میں بادشاہی سپاہیوں

---

۵۱ سنہ ۱۰۹۱ ہجری ۲۱ فروری ۱۶۷۹ع کو شروع ہوکر ۱۲ جنوری ۱۶۸۰ع کو ختم ہوا تھا سیواجی کا انتقال فرل ڈاکٹر ل کے
۵ اپریل ۱۶۸۰ع کو بعمر ۵۲ سال ہوا تھا گرنٹ ڈف نے ۵ اپریل ۱۶۸۰ع کو لکھا ہے اور سرجان مالکم نے
صرف ۱۶۸۲ع سال لکھے ہیں صفحہ ۱۵ اسرنامہ انگریزی کے بموجب بروایت مآثر المتاخرین کے سیواجی کا
انتقال ۲۴ ربیع الثانی سنہ ۱۰۹۱ کو ہوا تھا (مطابق ۲۵ مئی ۱۶۷۹ع دو ششماہی بدی ۱۷۳۶ سمت) اور ۵ اپریل سنہ ۱۶۸۰
مطابق ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۱ موافق بیساکھ بدی کم سمت ۱۷۳۶ ہے کل

۵۲ سنہ ۱۱۰۲ ہجری ۴ ستمبر ۱۶۹۰ع کو شروع ہوا تھا اور ۲۰ ستمبر ۱۶۹۱ع کو ختم سنبھاجی کا قتل حسب بیان گرنٹ ڈف
مقام تولاپور میں ماہ اگست ۱۶۸۹ع ہوا جو سنگمیسر میں دفعۃً حملہ ہوکر پکڑا گیا تہا سکاٹ صاحب کی تاریخ دکن میں بھی
وہی تاریخ ہے جو یہاں اصل میں ہے صفحہ ۱۵ اسرنامہ انگریزی کے بموجب عالمگیرنامہ کے سنبھاجی کا قتل ۲۹ ربیع
جمادی الاول سنہ ۱۱۰۰ ہجری کو واقع ہوا تہا مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۸۹ع

۵۳ سنبھاجی کے بعد مرہٹوں نے اوسکے بھائی راجہ رام کو قایم مقام کیا تھا اور کاروبار ریاست کے تمام
سنبھاجی کے پسر خوردسالہ سیواجی کے نام سے ہوتے ہے اس سیواجی کو ساہو کا خطاب مبارک لقب اورنگ زیب نے
دیا تہا جسکا ذکر بیان آتا ہے ستاجی گوڑپورائی نام ایک مشہور مرہٹہ افسر تہا جو بعد بہت سی دہوکا
کے ۱۶۹۷ع میں قتل ہوا جسکے رفیقوں نے اوسکا ساتھ چہوڑ دیا تہا ایک دوسرا ستاجی سیواجی اولاد کا

نوان حصہ

تواریخ سرداران مرہٹہ ہمعصر نواب امیرخان بہادر

نواب کی تواریخ یعنی امیر نامہ کے شروع مین کچہہ ذکر اون کے ہمعصر دکہنی سرداران کا سیواجی مرہٹہ سے لیکر اخیر جنگ پونہ تک لکہا گیا ہے چونکہ اوس سے باوجود اختصار بہت کچھ تفصیل اوس زمانہ کے دلچسپ تاریخی حالات کی معلوم ہوتی ہی لہذا ہم بہی اوسکو یہان اخیر پر بموجب قاعدہ زمانہ حال کے درج کرتے ہین۔

سیواجی مرہٹہ

کہتے ہین کہ سیواجی نے کرناٹک کے چند قلعون پر قبضہ کرکے دکہن مین فساد برپا کر رکہا تہا جب اورنگزیب بادشاہ نے اونکا تعاقب کیا تو اونہون نے کئی قلعہ سرداران بادشاہی کے حوالہ کرکے مہاراجہ جے سنگہ کوان راجہ جیپور کے وسیلہ سے سنہ ۱۰۷۶ھ

سنہ ۱۰۷۷ھ ہجری ۲۷ر اگست سنہ ۱۸۶۱ء کو شروع ہوکر ۱۵ر اگست سنہ ۱۸۶۲ء کو ختم ہوگیا تہا مگر بقول گرنیڈوف کے سیواجی کے دہلی مین آنیکی تاریخ ۱۵ مارچ سنہ ۱۶۶۶ء ہے کپتان جو ناتہان سکاٹ نے ہجری سنہ ۱۰۶۵ لکہا ہی جو ۲۵ر جولائی سنہ ۱۶۴۴ء سے شروع ہوکر ۱۴ر جولائی سنہ ۱۶۴۵ء کو ختم ہوا تہا صفحہ ۱۵ امیرنامہ انگریزی کی صحیح یہ ہے کہ سیواجی بموجب تحریر عالمگیر نامہ کے ۲۷ر ذیقعدہ سنہ ۱۰۷۶ کو دربار شاہی میں حاضر ہوے تہے اور ۱۷ر صفر سنہ ۱۰۷۷ کو

مہاراجہ موصوف سے ملک مفتوحہ کا حصہ تقسیم کرالیا جو آج جزو اعظم ریاست ٹونک کا ہے اگر نواب صاحب اوسوقت اپنی علوہمتی اور بلند نظری سے جیسے کہ اوس عہدنامہ کے ہونے پر راضی نہیں ہتے ویسے ہی اس حصہ کے لینے پر بہی کہ جو اونکی خیالات عالیہ کی وسعت میں ایک زاویہ مختصر ہے کم نہ تہا رضامند ہوتے تو ہنگام لشکرکشی صاحبان انگریز بہادر کے کہ جب تمام گردن کشان ہندوستان پست ہوکر ایک گوشہ مین بیٹہہ گئے تہے یہہ بہی ہاتہہ نہ آتا کیونکہ ایک وقت وہ آیا کہ اونہوں نے کچہہ بہی نہ دیا اور صرف حکمت عملی اور تہوڑی سی دباعت سے ایک آزاد شیر کو باتوں ہی باتوں میں عہد وپیماں کی زنجیروں سے جکڑ لیا۔

بزرگوں نے سچ کہاہے کہ وقت سدا ایک سا نہیں رہتا ہے مگر آزاد اولوالعزم اور اپنی ہمت اور جرات پر بہروسا رکہنے والے اشخاص بہت کم اوسکی پروا کرتے ہیں جیسا کہ نواب صاحب کی سرگذشت سے ظاہر ہے جو شجاع و مشہور ہونیکے سوا متوکل بخدا بہی تہے اونہوں نے اپنی مہر کی نگیں پر یہہ موحدانہ مصرعہ نقش کرر کہا تہا۔

خدا خود میر سامان است اسباب توکل را فقط ۹ ر ماہ نومبر ۱۸۰۹ء

سلہ عجب اتفاق ہے کہ اسیدن ۱۸۱۷ء میں مابین نواب صاحب اور سرکار انگریزی کے عہد نامہ ہوا تہا

احمد علی خان اور اکرم خان زندہ ہین باقی سب انتقال کر گئے جنکی اولاد باستثناء صاحبزادہ کمال محمد خان کے جو لاولد مرنے تھے موجود ہے۔

اب ہم ان بہادر بلند اقبال اور اولوالعزم نواب صاحب کا ذکر خیر جرنیل مالکم صاحب رزیڈنٹ و مورخ مالوہ کی اس رائے سے اتفاق کر کے ختم کرتے ہین کہ نواب صاحب[۵۱] کو ابتدا سے ہی بہت کم خیال ملک گیری اور حصول ممالک کا تھا اگر ایسا ہوتا تو وہ کئی ریاستین مثل ریاست ٹونک کے پیدا کر لیتے" اور ہمین کچھہ شک نہین ہے کیونکہ ایک ایک کروڑ کا ملک تو کئی بار صاحبان انگریز بہادر نے اونکو دینا چاہا تھا اور اٹھارہ لاکھہ کا علاقہ نظام حیدر آباد کی طرف سے علیحدہ ملتا تھا مگر نواب صاحب نے منظور نکیا کیونکہ اوسوقت اونکے خیالات بہت بلند اور برتر تھے اور وہ اپنے چلتے پھرتے لشکروں مین کہ جو بہت جلد مثل طوفان بلا کے ہر طرف بڑہ جاتے تھے کبھی یہہ خیال ہی نہین کرتے ہون گے کہ کوئی زمانہ ایسا ہی آئیگا کہ جب اون کو ایک محدود ریاست کے دائرہ مین مثل نقطہ کے جگہہ پکڑ کر بیٹھہ جانا ہوگا اونکی آنکھہ کچھہ اسوقت کھلی کہ جب جسونت راؤ ہلکر جیسے عالی ارادہ اور بلند خیال مہاراجہ نے جو تمام ہندوستان فتح کرنے کا دعوے رکھتے تھے پنجاب میں انگریزوں سے صلح کی اور اون کے دانشمند وزیر رائے ہمت رائے نے اونکو راضی کر کے

---

[۵۱] ترجمہ الفاظ جنرل مالکم صاحب یہہ ہیں "قاعدہ نواب کا یہہ تہا کہ جو لوٹ میں ہاتھہ آیا غنیمت سمجھا اگر نواب ارادہ ریاست لینے کا کرتے تو مثل جیپور کے صدہا ریاست کے مالک ہوجاتے" صفحہ ۴۴ - ایضاً نواب کو خواہش حکمرانی اگر ہوتی تو ایک اقلیم کی حکومت نواب کے قبضہ مین آسکتی تہی صفحہ ۸۶ ترجمہ تاریخ مالکم صاحب ۰۰

جب کوئی برا معرکہ پیش آتا تھا تو اوسمیں ہی سے کام نکلتا تہا۔

بعد عہد نامہ کے جو سپاہ باقی رہی اوسکی تفصیل یہہ ہے

نمبر	نام افسر	پلٹن	رسالہ	غول	توپخانہ	تنخواہ
۱	محمود خان حاکم ٹونک	دو	دو	ایک	یک	عـــہ ماہانہ
۲	مسعود خان عامل سرونج وچہپڑہ	دو	۵۰ سوار		یک	عـــہ ماہانہ
۳	صالح محمد خان افسر خاص سپاہ	•	دو رسالہ	دو	•	عـــہ ماہانہ
۴	میاں اکبر خان عامل پلیکانہ	•	•			انکی تعلق ایکا کمپو تہا جسکی تفصیل معلوم نہیں ہوئی
۵	راجہ سوہن سنگہ افسر ڈیوڑہی بیگمات	•	•			ایضاً ایضاً

ان کے علاوہ جاگیرداران کے سوار تہے غرض کل فوج اوسوقت پانچ چہہ ہزار سوار و پیادہ کے قریب ہوگی۔

نواب کے بارہ بیٹے تہے اونمیں سے ایک توجنکا نام ہدایت اللہ خان تہا نواب کی زندگی میں ہی گذر گئے تہے اور گیارہ بوقت اونکی وفات کے موجود تہے نام اونکے یہہ ہیں۔

[1] نواب وزیر الدولہ [2] صاحبزادہ عباداللہ خان [3] صاحبزادہ جمال خان [4] صاحبزادہ عبدالکریم خان [5] صاحبزادہ کمال محمد خان [6] صاحبزادہ احمد یار خان [7] صاحبزادہ احمد علیخان [8] صاحبزادہ جلال خان [9] صاحبزادہ بخت اللہ خان [10] صاحبزادہ منیر خان [11] صاحبزادہ اکرم خان۔ انمیں نواب وزیرالدولہ اور صاحبزادہ عبدالکریم خان اصل سے تہے اور باقی حرم سے اسوقت سنہ ۱۲ میں صرف صاحبزادہ

ص٥ اسوقت بہی موجود نہیں ہیں۔

اور خوشوقتی سے اوقات بسر کرتے تہے غریب غربا نواب کے حق مین دعائین دیتے تہے ریاست کا تمام و کمال انتظام راے داتا رام کے سپرد تہا ٹونک کی عاملی اور حکومت محمود خان کرتا تہا یہان کی آمدنی اوسکی فوج کی تنخواہ مین لگی ہتی دیوان خوشوقت راے اوسکا کارپرداز اور کندن لال منشی تہا رام پورہ کا پرگنہ میان اکبر خان کی فوج کی جاگیر مین لگا تہا اور وہان کی حکومت بہی اوسی کے حوالہ تہی دیوان فول راے اوسکا مدار تہا سرونج چہبڑہ اور گوگور میان منور خان بہادر موتی بیگم محل اول نواب کے سپرد تہے اسیطرح نیما ہیڑہ اور پڑاوہ مین نواب کے عامل متعین تہے۔

دور وہوپ کے زمانہ مین فوج کا کچہہ شمار نہین ہوتا تہا کہ کبہی تو ایک لاکہہ تک اوسمین سے جمع ہوجاتے تہے اور کبہی بجز کئی رسالداران کے نواب کے پاس اور کوئی نہین ہوتا تہا قلمی اور قواعد دان فوج سب مختار الدولہ نواب محمد شاہ خان کے ماتحت تہی جسکی کئی کمپو تہے راجہ بہادر لعل سنگہہ قوم کا پتہ کرنیل مہتاب خان محمد خان اور میان اکبر خان وغیرہ اون کمپوون کے افسر تہے انہین راجہ بہادر لعل سنگہہ ایسے بہادر اور عزت دار تہے کہ وہ جب میدان جنگ سے واپس آتے تہے تو محمد شاہ خان اپنے رومال سے اونکی گرد پونچہتے تہے۔ ان کمپوون کو ماہواہ بہا تنخواہ ملتی تہی اور قواعد بہی سکہائی جاتی تہی نواب کی مارتی خان فوج بس یہہ ہی تہی

ملا راجہ بہادر نیرانداز ی مین بہی بہت مشاق تہے کئی دفعہ بہت بہت تعداد کے دشمنون پر تہوڑی سی جمعیت سے غالب آئے انکا انتقال سنہ ۱۸۵۳ مطابق سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین ہوا انکا پختہ چبوترہ ٹونک کے باہر اوتر گہاٹ تالاب چترنجی کی مغربی پال پر واقع ہے۔ انکی رانی صاحبہ نے مدت تک اپنی تہر کار کو بنا کے رکہا تہا۔

اور اوسکو اپنا خیر خواہ حقیقی سمجھتے تھے بلکہ مرتے وقت ولیعہد کو کہہ مرتے تھے کہ
رائے جی کو بگاڑنا مت اور محمود خان کو ٹرہانا مت یعنی بھائی پرستا دماص
منشی اور لساون لعل مصنف امیر نامہ نایب منشی رائے رکھی لال وکیل
کلاں اور بخشی دولت[۵] رائے کار پرداز توشہ خانہ یہہ سب لایق فایق اہلکار
اور یکسام آدمی تھے۔

نواب امیر خاں نے ۷۰ برس کی عمر پائی ازانجملہ ۱۷ برس تک مفلس
اور گمنام رہے چھہ برس سرداران مرہٹہ و نواب بھوپال اور کچھیوں کی نوکری
کی پھر مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کے توسل سے اٹھارہ برس تک مالوہ دکن
وسط ہند اور راجپوتانہ میں لوٹ مار اور جنگ و جدل کرکے نام اور عروج
پیدا کیا اور ہمیشہ ساٹھہ ستر ہزار فوج افغانوں اور پنڈاروں کو زیر حکم رکھا
بعدہ ٹونک میں نشست اختیار کرکے سترہ برس تک آرام اور امن چین
سے حکمرانی کی اور اس زمانہ میں بجائے تلوار وغیرہ کے برابر تسبیح اپنے ہاتھہ
میں رکھی۔

اونکے دور دورہ میں جیپور اور جودھپور وغیرہ ریاستوں کے وکیل اونکے
ساتھہ رہتے تھے اور جسقدر گولے بارود اور کارتوس وغیرہ سامان توپخانہ کی
ضرورت ہوتی تھی وہ سب بہرت پور کے رئیس دیتے تھے اور رسد اون کے کمپو
میں ظالم سنگہ جہالا کوٹہ سے پہونچاتے تھے۔

نواب کے استقبال پر ملک آباد اور رعایا دلشاد تھی جابجا امن چین اور مسجی جی شی
کا عالم تھا ہندو مسلمانوں پر کسی قسم کی شرعی اور عرفی قید نہ تھی۔ سب لوگ آزادی

[۵] بخشی دولت رائے مولف کے دادا کے نانا تھے

اور کہا کہ آپ ناراض ہوگئے اور بہت سی خاطر اور دلجوئی کی باتوں سے راضی کر کے رخصت کیا۔

نواب نے ہی بعد عہد نامہ ہوجانیکے عقلمندی سے پھر کوئی بات ایسی نہیں کی کہ جسمیں موجب ناخوشنودی سرکار انگریزی کا ہوتا بلکہ ہر موقع پر سرکار کی رضامندی اور رضاجوئی کا پورا پورا خیال رکھا اور جہاں تک ممکن ہوا عہد نامہ کی شرائط کو اپنی طرفسے بخوبی ادا کیا سرکار کے افسروں سے ربط و اتحاد بڑہانے میں ہی سبقت و ناموری حاصل کی چنانچہ جنرل الکٹر لونی سے ملنے میں جسقدر اونکو دلچسپی تہی وہ پچھلے صفحات کے کے معاینہ سے ظاہر ہے۔

یہہ نواب گو زیادہ لکھے پڑہے نہیں تہے تو ہی بے لکھے پڑہے نہیں معلوم ہوتے تہے اونکا ذہن بہت اچہا تہا جس سے اونہوں نے اکثر شعرا شعار اور محاورے کے فقرے یاد کر لئے تہے جنکو بوقت گفتگو استعمال کیا کرتے تہے ایکدفعہ مہاراجہ مہاراجہ ہلکر کی رانی نے اونکے انتظام کی کچہہ شکایت لکہی تو آپ نے منشی بساون لال کو اوسکا جواب لکھنے کا حکم دیا منشی جی کچہہ سوچنے لگے تو فرمایا سوچتے کیا ہو لکہدو چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

نواب ہمیشہ لایق اور ذی علم آدمیوں کی قدر کیا کرتے تہے جس سے اونکی سرکار میں اچہے اچہے آدمی جمع ہوگئے تہے اونکا ملکی انتظام تمام کا یتہوں کے حوالہ تہا جن پر نواب کو بدرجہ غایت اعتماد تہا اور یہہ لوگ ہی کمال دیانت داری اور خیرخواہی سے کام کرتے تہے نواب کے مدارالمہام اول رائے ہمت رائے تہے اور اونکے بعد رائے داتارام اونکے بیٹے نے نواب کی وفات تک نیابت کی نواب اون سے بہت رضامند تہے

دہلی مین نواب نے لاٹ صاحب کی کوٹہی پر کچھہ روپیہ رکہا ہوا دیکہا پوچہا کہ یہہ کسکے واسطے ہی کسی نے کہا کہ سرکاری سپاہیوں کے واسطے ہے نواب نے اردلی والوں کو حکم دیا کہ لوٹ لو اور کہا کہ یہہ ہی سپاہی سرکار کے ہی ہیں۔

اخیر میں لارڈ ولیم بنٹنک صاحب نے اون سے پوچہا کہ نواب صاحب تم کبہی شکار ہی کہیلتے ہو نواب نے کہا صاحب ہمارے شکار تو جیپور جودہپور تہے جب سے آپ نے اونکی حمایت کی ہمارا شکار چھوٹ گیا۔

حکام انگریزی قبل از عہدنامہ اور بعد از عہدنامہ ہی اونکا بہت کچھہ پاس اور لحاظ کرتے تہے سروقت تحریر عہدنامہ جو اول ملاقات جرنیل اکٹرلونی اور نوابصاحب کی ہوئی تہی تو اوسمیں جرنیل صاحب نے پانچ کوس تک اونکی پیشوائی کی تہی اسی طرح کی خاطر اور مدارات اون کے وکیل رائے نرنجن لال کی بہی دہلی میں ہوتی تہی اور اوسوقت رئیسوں کے وکیلوں اور انگریزی افسروں سے برابر کی ملاقاتیں ہوا کرتی تہیں ابتو کوئی پوری سی بات ہی نہیں پوچہتا ہے اور جب تو وکیل کی بہی پیشوائی کرتے تہے چنانچہ رائے نرنجن لال جسوقت مٹکاف صاحب کے پاس جاتے تہے تو وہ ہمیشہ کوٹہی سے باہر آکر اندر لیجاتے تہے اور جب تک صاحب کوٹہی سے باہر نہیں آتے تہے رائیصاحب پالکی میں بیٹہے رہتے تہے ایکدفعہ صاحب نے اونکا آنا سنکر کہلا بہیجا کہ اسوقت معاف کریں سرکاری کام سے فرصت نہیں ہے رائیصاحب نے پالکی میں بیٹہے بیٹہے ہی جواب دیا کہ آپ کو تو اسوقت اپنے سرکار کے کام سے فرصت نہیں ہے اور مجکو نواب صاحب کے کام سے کئی دن تک فرصت نہوگی اور پالکی لوٹادی صاحب یہہ سنتے ہی باہر نکل آئے اور رائیصاحب کو منا کر لیگئے

جاری کر رکھے تہے کہ جہان فقیرون اور محتاجون کو کہانا ملتا تہا جاڑے کے موسم مین ہزار ہا کمل اور رضائیان مسکینون اور لاچارون کو دیتے تہے علاوہ اسکے برس دن مین ایکدوبار فقیرون کو جمع کرکے زر نقد بہی تقسیم کرتے تہے جو کوئی حاجتمند کچہہ سوال لیکر آتا تہا تو اوسکا مطلب پورا کر دیتے تہے ایک دفعہ ایک برہمن نے آکر کہا کہ یا نواب مجکو پچاس بیگہہ چاہی زمین دے اور میرے وطن مین دے نواب نے پوچہا تیرا وطن کہان ہے اسنے کہیتڑی علاقہ جیپور مین بتایا نواب نے سند کردی اور راجہ ابہے سنگہ والئے کہیتڑی کو لکہدیا کہ ہمنے اس برہمن کو تمہارے علاقہ مین اسقدر زمین دی ہے اسکو دخل دلادینا راجہ نے فوراً تعمیل کی یہہ زمین ابتک برہمن مذکور کے وارثون کے قبضہ مین ہے۔ اور جو کنوان اوسمین ہے وہ نواب کے نام سے مشہور ہے۔

بہادر ایسے تہے کہ لڑائی مین سب سے پہلے گہوڑا اوٹہاتے تہے اور اپنے دوردور ملکون مین بلابا کی سے جہان چاہتے تہے وہین جاکر لوٹ کہسوٹ کرتے تہے یہہ نہین دیکہتے تہے کہ یہان کسکی عملداری ہے کہتے ہین کہ ایک دفعہ نواب کو گورنر جنرل نے دربارہ امتناع غارت گری اور خرابی ممالک کے لکہا تہا نواب نے اوسکا مضمون معلوم کرکے اپنے منشی سے فرمایا کہ لاٹ کو یہہ لکہدو کہ میرے نیزہ کی نوک مین آگ لگی ہوئی ہے اگر مجہے چہیڑوگے تو کلکتہ تک جلادونگا منشی نے اپنی جودت طبع سے بجائے اوس فقرہ کے خریطہ مین یہہ شعر لکہکر نواب گورنر جنرل کو بہیجا۔

شعر — مسیحہ علتی اگر یاد نداری چہ غم است ؛؛ بہر تخریب جہانے ید بیضا دارم

سلہ اس کوئین کو وہان نواب کی کوئی کہتے ہین۔

جس ترک واحتشام سے نکلتی تہی اوجس زیب وزینت سے رقص وسرود کی محفلیں ہوئی تھیں اوکی تعریف مس اور معمر لوگ اکثر کرتے ہیں۔

۱۳۰۵ھ میں نواب صاحب کو بیماریوں نے آگھیرا جنکا آغاز سال گذشتہ سے ہوگیا تہا حکیموں نے ہرچند علاج معالجہ کیا مگر صحت نہ ہوئی اور آخر تاریخ ۲۵؍ جمادی الاول مطابق آسوج بدی ۱۲ سمت ۱۸۹۱ کو ورم جگر سے ستہہ برس کی عمر میں اونکا انتقال ہوگیا کہتے ہیں کہ جب اوکو دفن کرنیکے واسطے قلعہ سے موتی باغ میں لیگئے تو اون کے جنازہ کے ساتہہ آسمان پر پرندوں کا ایک دل بادل چلا آتا تہا جو بعد دفن کرنے کے پھرکسیکو نظر نہیں آیا اونکی وفات کی تاریخ کسی شاعر نے اسطور سے کہی ہے جو واقع میں ایک حسب حال اور نیا مضمون ہے۔

مرثیہ چہ گویم از وفات آں میر ما ہر سہ سرشکست دیگ و تیغ و تیر
۱۲ ھ ۵۰

باب چہل و پنجم

نواب کی عادات اطوار اور اوضاع و اولاد وغیرہ کا ذکر

نواب امیرجاں جسقدر اولوالعزم بیباک اور بہادر تہے اوسی قدر سخی فیاض اور صاحب خیر بہی تہے یہاں تک کہ خیرات کرنے میں اوکو عاقبت اندیشی پر نظر نہیں ہوتی تہی کئی بار اوہوں نے اپنا توشہ خانہ خدا کی راہ پر لٹا دیا تہا اور کئی جگہہ لنگرخانے

[illegible]

سلہ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء

اسی سال میں دو پوتے اور نواب صاحب کے پیدا ہوئے ایک بادشاہ جہان بیگم سے جنکا نام صاحبزادہ فیض محمد خان رکھا گیا اور دوسرے ایک حرم سے جو بنام محمد علیخان موسوم ہوئے۔

۱۲۴۹ھ ہجری میں نواب صاحب سرونج سے واپس تشریف لائے اور صاحبزادہ عبدالکریم خان اور کمال محمد خان کی شادی میان منور خان عامل سرونج چھبڑہ کی بیٹیوں کے ساتھہ بڑی دہوم دہام سے ہوئی۔ ان صاحبزادون کی برات

بقیہ حاشیہ ۴۸۴۔ اوسپہ پانی پھر گیا اور اس جلن سے وہ دربار کے موقع پر مہاراج اور نواب دونوکی ہتک کیا چاہتا تہا لیکن اتفاقات سے قبل از دربار اوسکی بدلی گوالیار کو ہو گئی اور وہ لاکٹ صاحب رزیڈنٹ راجپوتانہ سے اپنا وکہڑا روکر چلا گیا لاکٹ صاحب بہی پاس ہمقومی سے مہاراجہ مان سنگہ کے آنے کا تقاضا کرنے لگا اور اوسی اثناء میں ایکدن اوسکی زبان سے یہہ بہی نکلگیا کہ یہہ جو پلٹن کے صاحب لوگ کہتے ہین کہ راجہ ناگپور کو لیکر مہاراجہ مان سنگہ کو اجمیر سے واپس جانے دینگے سو مہاراجہ صاحب اسکا خوف نکرین کیا نہوگا یہہ سنکر وکیل نے کہا یہہ بات اور تو کوئی نہین کہتا آپ کہتے ہین سواب مہاراجہ صاحب آتے بہی ہون گے تو نہین آنے کے غرض ایسی ایسی باتوں سے مہاراجہ مان سنگہ تو بلطایف الحیل دربار میں آنے کو ٹال گئے گولا ٹصاحب اونکے انتظار میں دس دن زیادہ اجمیر مین پڑے رہے اور لاکٹ صاحب نے اجمیر کے گڈہ کپتان ڈگسن کو اشارہ کرکے نواب صاحب کو اجمیر مین روکا مگر جب نواب صاحب کے بگڑنے اور اونکی فوج کے چڑہ آنے سے کہل بلی پڑی تو لاٹصاحب نے اپنے اعظم سکرتر ٹوپی سن صاحب کو بہیجکر دروازے کہلادے اور نوابصاحب نے عذر معذرت کرکے لاکٹ صاحب پر بہت اعتراض

نواب صاحب اجمیر سے اکبر سرونج کیطرف رخصت فرما ہوئے اور صاحبزادہ وزیر الدولہ
بہادر کو بجائے خود ٹونک میں چھوڑ گئے۔

حاشیہ بقیہ صفحہ ۴۸۲۔ وقت موجود تہا اس دربار کا حال اور نواب کے ساتہہ اون بیجا سلوک کا سبب
اسطور پر دریافت ہوا ہے کہ دربار میں صرف ۱۲ رئیس سے یعنی جودہپور اودے پور کوٹہ بوندی ٹونک
کے لائے گئے تہے اور ریذیڈنٹ راجپوتانہ کی معرفت اون سب کے وکیلوں کی بہت کچھ منت اور
خوشامد اپنے اپنے رئیسوں کے لانے کے لئے کی گئی تہی جودہپور کے وکیل نے مہاراجہ مان سنگہ کا بیجا
رانا اودے پور کی تشریف آوری پر مشروط کیا تہا کیونکہ وہ جانتا تہا کہ مہارانا کے بزرگ تو بادشاہ
کے دربار میں بہی نہیں گئے ہیں پھر وہ گورنر کے دربار میں کیوں آنے لگے تہے مگر جب مہارانا جوان سنگہ
نے نواب امیر خان سے نیمباہیڑہ واپس ملجانیکی امید پر دربار میں آنا قبول کر لیا تو مہاراجہ مان سنگہ
کو مشکل پڑی کیونکہ وہ دربار میں آنا نہیں چاہتے تہے اسکے کئی سبب تہے اونمیں سے بہت بڑا تو
یہہ تہا کہ مہاراجہ موصوف نے ناگپور کے راجہ کو برخلاف سرکار انگریزی کے پناہ دی تہی اور کمشنر
صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع اجمیر کو اوسکے پکڑوانے سے انکار کرکے یہہ جواب دیا تہا
کہ راجہ ناگپور مہامندر میں بیٹہا ہے جو ہمارا گرودوارہ ہے اور سرنہ لینے کی جگہ ہے اسپر کمشنر
صاحب نے یہہ کہلا بہیجا تہا کہ جو نہیں پکڑواؤگے تو سرکاری فوج آئیگی اور پکڑ لیجائیگی مہاراجہ
نے کہا کہ جو فوج آئیگی تو ہم معہ کل راٹہوروں اور اپنی رعیت کے مہامندر کے دروازہ پر مرینگے
کیونکہ جب یہہ سرنہ مقرر ہوا تہا تو سب لوگوں نے دستخط کر دئے ہیں کہ کوئی مجرم یہاں سے
نہیں پکڑا جائیگا بلکہ نواب امیر خان کے بہی دستخط ہیں سو وہ بہی معہ اپنے پٹہانوں کے یہاں
آکر مرینگے ان جوابوں سے کمشنر صاحب بہت کڑھا تہا اور اوسنے صدر میں رپورٹ کر دی
تہی کہ مہاراجہ مان سنگہ اور نواب امیر خان ایکدوسرے کے مددگار ہیں مگر سرکار نے تو
دانائی سے اس معاملہ کو طول دینا مناسب نہ سمجہا اور ناگپور کے راجہ کو مہاراجہ مان سنگہ کی
ہی ضمانت پر جودہپور میں چہوڑ دیا مگر کمشنر صاحب کو یہہ بات نہ بہائی کیونکہ اوسنے جو کئی لاکہہ
روپیہ کے انعام کی امید باندہ رکہی تہی جو سرکار انگریزی سے راجہ ناگپور کے پکڑوانے کا مقرر ہوچکا تہا

اودہر انکی فوج مین یہہ افواہ اوڑی کہ نواب کو شہر مین بند کر دیا ہے تو محمود خان فوراً معہ اپنے کمپو اور توپوں کے شہر کی طرف روانہ ہوا اوسوقت انگریزون کو یہہ بہید کھلا اور اونہون نے دروازے کہلوا دئے نواب صاحب اپنے لشکر مین چلے آئے اور دوسرے ہی دن اونکو لارڈ صاحب نے رخصت کر دیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸۱ - پہونچایا تہا لیکن اس سپاہی کی سختی اور درشتی مثل ایک کاروباری آدمی دنیا کے عمارہ تربیت سے معتدل کی گئی تہی۔

نواب کی اول گفتگو سے جو اثر سامعین پر ہوا وہ نہایت عمدہ تہا کیونکہ وہ بات چیت کرنے مین بہت صاف خوش اخلاق اور زندہ دل تہے قصہ کہانی کے شایق معلوم ہوتے تہے اور ہربات کے جواب دینے کو تیار رہتے تہے جن لوگون سے انکی واقفیت تہی چاہے اونسے ملے تہے یا حال سنا تہا اون سے بہت اچھی طرح ملے اور اونکو پہچان لیا باتین اون سے نہایت ہی سادگی اور بے تکلفی کے ساتہہ مثل اوس شخص کے کین کہ جو اجنبی اور ہر قسم کے مزاج و پیشہ کے لوگون سے برتاو کرنیکا عادی ہو۔

جسوقت کہ نواب گورنر جنرل سے ملے تو خود ہی سوال کئے اور خود ہی جواب دئے اونکے صاحبزادہ اور سردار چپ بیٹھے سنتے رہے وکیل اور وزیر بہی نہین بلائے گئے اور نہ کسی اور شخص کو اونکی گفتگو مین ایک لفظ داخل کرنیکا موقع ملا۔

نواب امیر خان بہت قوی ساخت کے آدمی ہین اور اپنی عمر مین ہی کہ جو ۵۰ سال سے کم نہین ہے نہایت تندرست معلوم ہوتے ہین قد اور ہین لوگون سے کم ہے چہرہ یہودیوں کا سا ہے جسمین کل معاملات کے ظاہر کرنیکی قابلیت ہے اور جو بعض وقت زندہ دلی سے خوب چمکنے لگتا ہے لیکن غیر شخص جسکو وہ خوش نہ کرنا چاہتے ہون غور سے دیکھکر اس بات کو جان لیگا کہ اونکے چہرہ مین بہت سی علامتین خفگی کی ہین نیچے کے صفحات دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ وہ ہندوستان مین پورے عیار اور اپنے اسرار کو پوشیدہ رکھنے والے آدمی ہین۔ دیباچہ امیر نامہ انگریزی۔

لہ جودہپور کے ایک پرانے وکیل کی زبانی کہ جو بجائے خود ایک زندہ تواریخ ہے اور اوس دربار کے

اور شہر میں چلے گئے جس سے ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا شہر والے اونکے
لوٹیرے پن سے خوف کہاکر بازار بند کرنے لگے اور شہر پناہ کے
دروازہ بھی بند ہوگئے نواب نے یہہ حال سنکر پوچھا کہ خزانہ اور میگزین کہاں
ہے لوگوں نے عرض کی کہ شہر مین ہی ہے نواب نے کہا تو کچھہ غم نہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸۰ - آدمی کام کے تھے ماہ مذکور عسہ اکو ملاقات ہوئی لاٹصاحب کی دہنی طرف بوندی کے راؤراجہ رام سنگھ اونکے پیچھے کشنگڈہ کے مہاراج کمار مکہم سنگھ بیٹھے بائیں طرف کوٹہ کے مہاراجہ اور اونکے پیچھے میر خان جی اور میر خان جی کے پیچھے راجرانا کوٹہ والے بیٹھے تھے لاٹصاحب دس دس قدم ان رئیسوں کی پیشوائی کو آگے تھے ماہ مذکور ۱۲ کو لاٹصاحب امیر خان جی کے ڈیرہ پر مہمان ہوے تھے۔

Lord William Bentinck Henry T Prinsep

سلسلہ ۵۲ ہنری ٹی پرنسپ صاحب نے ترجمہ انگریزی امیر نامہ کے دیباچہ میں لکہا ہے کہ جب لارڈ ولیم بینٹک صاحب کا ارادہ تشریف آوری اجمیر کا ہوا تو اونہوں نے راجستان کے راجوں اور رئیسوں کو بھی ملاقات کے لئے بلوایا او نمیں مشہور و معروف پٹھان سردار نواب امیر الدولہ محمد امیر خان بہادر بھی ٹونک سے تشریف لائے انکا علاقہ خود مختار ہے اور آمدنی بارہ اور پندرہ لاکھہ کے درمیان ہے۔

عادات و اطوارات اس خوش نصیب مسلمان سپاہی کے راجپوتانہ کے دوسرے معمولی راجوں سے بالکل مختلف ہے جنکے زیادہ تر اوقات رسم و رواج کے پابندی پہلی ہیں زندگی بہی محلوں کے اندرونی سائی اور نفس پرستی میں گذرتی ہے اور جاہلانہ تکلفات کی شان و شوکت پوری کرنے کے واسطے طرح طرح کے تکلفات کئے جاتے ہیں۔

نواب جسوقت خیمہ دربار کے دروازہ پر پہونچے تو بہت سیدہا سادہ لباس پہنے ہوے تھے اور اونمیں کوئی ظاہری سجاوٹ نہیں پائی جاتی تھی ہوادار میں سوار تھے ایک یا دو اونکے صاحبزادہ اور دو ایک ہی بڑے افسر ریاست کے بھی گھوڑوں پر ساتھہ تھے سب ملاکر ۲ نوکروں سے زیادہ کوئی اونکے ساتھہ نہ تہا دہلی اور لکھنؤ کے درباروں کی سی جلوہ نمائی و شوکت آرائی کا نام ونشان بھی اس رئیس میں نہ تہا جسنے کہ ایک نہایت ہی کم مرتبہ سے اپنے کو ترقی دیکر اسقدر درجہ پر

دہوان[51] محمود خان کی جاگیر مین دیدیا یہہ دونوں بارہ ہزار روپیہ کی آمدنی کا تہا۔ [52] سنہ ۱۲۴۷ ہجری مین صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر سرونج سے ٹونک مین تشریف لے آئے [53] سنہ ۱۲۴۷ ہجری مین ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ ولیم بنٹنک صاحب اجمیر مین [54] رونق افروز ہوئے نواب صاحب بہادر حسب الطلب اونسے ملنے کو گئے پیشوائی اور ملاقات [55] حسب معمول ہوئی نوابصاحب نے اپنی فوج کی قواعد لاٹ صاحب کو دکہلائی اور پہر خود ہی معہ صاحبزادون کے گہوڑون پر سوار ہوکر اور برچھہ ہاتہہ مین لیکے قراولی کی جسکو دیکہکر لاٹ صاحب بہت خوش ہوئے اور اونکی فوج کو انعام دیا نوابصاحب کا ڈیرہ شہر سے باہر عیدگاہ کے پاس تہا جو اون کے ایک سردار فیض اللہ خان بنگش کی بنائی ہوئی ہے نواب معہ کسیقدر سوارون کے شہر مین زیارت کیواسطے جاتے تہے سنتہری نے دروازہ پر روکا نواب نہ رکے

[51] اکثر پرانے لوگون سے سنایا گیا ہے کہ بہورا اور دہوان کے خالصہ کرنیکے واسطے ظالم سنگہ نے نوابصاحب کو صلاح دیگیا تہا اور اسی باعث بروقت فوجکشی محمود خان کے اوسنے نہ بہورکے بچانیمین سعی کی اور نہ دہوان کے راجپوتون کی خبر لی حالانکہ ان دونو مقامون کی قلعداری اوسیکے نامزد تہی کیا عجب ہے کہ جو ظالم سنگہ سے یہ امر عمل مین آیا ہو کیونکہ اوسکو سجان سنگہ کی مختاری پر کمال رشک اور حسد تہا اور بعد ان واقعات کے اوسکو اونیا بہر مین رہنے کیواسطے جگہ نہ ملی اور وہ جیپور مین پڑا پڑا مرگیا۔

[52] ۱۲ رجولائی سنہ ۱۸۳۱ء تا ۱۲ رمئی سنہ ۱۸۳۲ء تک تقویم۔ [53] سنہ ۱۲۴۸ ہجری یکم جون سنہ ۱۸۳۲ سے ۲۱ رمئی سنہ ۱۸۳۳ تک۔ تقویم موید المورخین۔ [54] ۷ رجنوری سنہ ۱۸۳۲ء کو اجمیر مین یہہ دربار گورنری ہوا تہا تواریخ اجمیر۔ [55] تواریخ جودہپور مین لکہا ہے کہ ماہ مدی ۶ سمت ۱۸۸۱ (۲۲۰ ۷ ۴۴ ۱۲) کو نواب میرخان جی ٹونک سے آئے آدہ کوس تک بڑے صاحب پیشوائی کو گئے ۱۵ توپین سلامی کی سرہوئین میرخان جی بڑے طمطراق سے دس ہزار آدمی لیکر آئے تہے اور ستار

جو میدان میں غافل سو رہے تھے حملہ کیا وہ لوگ بھاگ کر قلعہ میں گئے اور دروازہ
بند کرکے دو روز تک لڑے اور پھر قلعہ محمود خاں کو سونپ کر او سیارہ کی طرف روانہ ہوئے
دہوان میں جمعیت زیادہ تھی اسلئے نواب نے سرونج بڑاوہ اور علیگڈہ وغیرہ کے عاملوں
کو معہ فوج کے بلایا اور محمود خاں کی افسری میں دہوان پر حملہ کرنیکا حکم دیا جب
محمود خاں وہاں پہونچا تو قلعہ داراں وغیرہ نے حاضر ہوکر ملاقات کی اور صلح چاہی
محمود خاں نے کئی بار نواب کو لکھا کہ دہوان والے فرمانبردار اور طالب معافی ہیں مگر
نواب صاحب نے یہی حکم بھیجا کہ جلد فتح کرو محمود خاں حیران تھا کہ کیا کرے ادہر
تو دہوان والے ہر طرح سے مطیع اور فرمانبردار تھے اور ادہر نواب صاحب کی یہہ تاکید
تھی غرض کہ دو ایک مہینے اسیطرح لیت و لعل میں گذر گئے آخر میں داؤد خاں نائب
میاں منور خاں عامل سرونج چھپڑوے عاجز آکر اپنی جمعیت سے دفعتہ علی الصبح وقت
پر کہ قلعہ والے محض غافل اور بیخبر تھے حملہ کردیا اور طرفین سے لڑائی شروع ہوگئی
تب تو محمود خاں نے بھی توپیں مارنا شروع کردیا جنکے گولوں کی تاب نہ لاکر قلعہ والے
باہر نکلگئے اور دہوان دو گھڑی میں فتح ہوگیا بعد واپسی فوجوں کے نواب نے

[illegible] دہوان فتح ہونیکا بڑا انتظار تھا ایکدن اونہوں نے اپنے میرمنشی بساون لعل سے کہا کہ
لو محمود خاں ایکدن میں دو دو گڈہی فتح کرلیتا تھا اب دہوان دو مہینے سے فتح نہیں ہوتا ہے
میرمنشی نے کچھہ تامل کرکے کہا سنئے اور یہہ کبت پڑا - (کبت) (ظالم سنگہ سے جانئے کہو اس ظلم کی
آنچ کہاں لے سرے ہے جیب رہئے ہے نواب سے جنگ او مارسے ہے مارسے ملے ن آئے ہے
راکھے پیلے ہے گڈہی دو گھڑی بھر کہوج کو لو مونڈے راکھ رہے ہے - توپ عمارن کے چلے ہی
دہوان پرتے اور رہے ہے) کہتے ہیں اوسی دن رات کو فتح کی خبر آگئی -

اونکے مرنے پر اونکے بیٹے ظالم سنگہہ نے جو حرم سے تھا کامدارون کی صلاح سے فتح سنگہ
نام ایک لڑکے کو جو قریبی وارث اونیارہ کی گدی کا تہا رئیس کرکے ریاست پر اپنا
قبضہ رکہا اور اودہر کامدارون نے فتح سنگہ کو نابالغ اور ظالم سنگہ کو غیر مستحق دیکھکر
ریاست کی جمع بہراپنا دخل کرلیا جس سے خزانہ ریاست کی آمدنی بہت گھٹ گئی اور
نوابصاحب کا بہت سا روپیہ اونیارہ پر چڑہگیا جب نواب صاحب کیطرف سے
تقاضا ہوتا تہا تو ظالم سنگہ اور کامدار اونیارہ کے ناداری کا عذر کرکے کبہی دس ہزار
اور کبہی پندرہ ہزار بہیجدیتے تہے اسطور سے بقایا بڑہتے بڑہتے ایک لاکہہ روپیہ
اونپر چڑہ گیا تہا اس عرصہ مین فتح سنگہ نے ہوش سنبہالا تو کامدارون سے
اونکو ظالم سنگہ کیطرف سے بہکا دیا اور اونہون نے ظالم سنگہ کو معزول کرکے اپنے
باپ سجان سنگہ کو مختار کیا سجان سنگہ اور ظالم سنگہ سے بہی بگاڑ ہو گیا جسپر ظالم سنگہ
اونیارہ سے بہاگ کر ٹونک مین چلا آیا نواب نے اوسکی بڑی خاطر کی اور مثل اپنے
صاحبزادون کے پیار اور محبت کے ساتہہ اوسکو رکہا ظالم سنگہ کچہہ دنون ٹونک
مین رہکر اونیارہ کو واپس چلا گیا نواب نے پہلے کئی دفعہ اونیارہ والون کی شکایت
بابت نہ دینے زر مقررہ کے رزیڈنٹی مین لکہی تہی اور اب یہہ لکہا کہ ہمارا بہت روپیہ
چڑہگیا جسکی سبیل کرنا اونیارہ والون کی طاقت سے باہر ہے اسلئے ہم چاہتے ہین
کہ اپنے گانون کو خالصہ کرلین آخر وہان سے منظوری آگئی اور نواب نے محمود خان
عامل ٹونک کو حکم دیا اوسنے فوج تیار کرکے دہوان کو کوچ کیا بہوروالے غافل تہے
اور یہہ جانتے تہے کہ دہوان پر فوج جاتی ہے مگر محمود خان نے موضع سونوہ مین پہونچکر
بہور کیطرف رخ کر دیا اور جیت سدہی ۲ ستمبر ۱۸۶۵ء[1] کو صبح ہی وہان پہونچکر مکانات قلعہ

[1] مطابق ۹ رمضان ۱۲۸۲ھ و ۲ تاریخ ۱۸۱۳ سمت تقدیم [illegible]

خوش نہ تہے اور اوسکو پلٹنوں کی تعنائی کا حکم ہوا مگر اوسنے یہہ جواب دیدیا کہ میں یہان بیٹہا ہی تمام ریاست کا بندوبست کرسکتا ہوں امیر گنج مین پلٹنوں کے رکہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اسپر نوابصاحب ناخوش ہوئے اور محمود خان کے مخالفون نے اونکے مقابلہ پر کسی دوسرے شخص کو کہڑا کرنیکی رائے دی اوسوقت رائے داتارام نے عرض کی کہ کرنیل موہن سنگہ جسکا پہلے کمپو نوکر تہا اور جواب اپنے وطن میں ہے اس کام کے لایق معلوم ہوتا ہے اور اوسکے کمپو کے بہت سپاہی محمود خان کے کمپو میں ہیں جنکے ذریعہ سے وہ محمود خان کے کمپو کو توڑ پہوڑ سکتا ہے نواب نے اوسکو بلاکر ڈیوڑہی کی پلٹنوں کا افسر کیا اور امیر گنج کے پاس جہاں آبادی نہ تہی رہنے کا حکم دیا اوسنے وہاں ایک مختصر چہاونی ڈالکر کچہہ آبادی بہی بڑہائی جسکو لوگ موہن گنج کہتے تہے اور وہی بعد کو وزیر گنج کے نام سے مشہور ہوکر ایک خاصہ بازار امیر گنج سے لگتا ہوا دور تک بنگیا اور ساتہہ ہی اسکے موہن سنگہ کے جسکو اب راجہ کا خطاب ملگیا تہا در پردہ کچہہ کوشش محمود خان کے کمپو مین تفرقہ ڈالنے کی بہی کی مگر وہ محمود خان کی ہوشیاری اور مستعدی سے پیش نگئی اسی سال دہوان اور بہور کے قلعجات بہی فتح ہوئے یہہ دو قلعہ عملداری ٹونک میں اوسیارہ کے راؤ راجہ کو بطور بہوم استمرار معہ بارہ گاؤں کے راجگان جیپور کرتے ہوئے ہے اور اونکے عوض وہ ۲۶ ہزار روپیہ سالانہ کچہری تحصیل ٹونک میں دیا کرتے تہے مرہٹوں کی عملداری میں بہی یہہ ہی قاعدہ مرعی رہا اور جب نواب کو ٹونک کا پرگنہ مہاراجہ ہلکر سے ملا تو اوسوقت اوسیارہ کے جاگیردار راؤ راجہ بہیم سنگہ تہے وہ اپنی زندگی تک بدستور ۲۶ ہزار روپیہ سالیانہ ٹونک کی کچہری میں بہیجتے رہے۔

اور سلامی کی شرائط ادا کر کے ملاقات کی اور طرفین سے شکر گذاری ہوئی

سنہ ۱۲۴۲ھ میں نواب جھجرہ ہوکر سرونج کو لئے اور وہان سے بڑا دہ ہوکر ٹونک میں آ اور قاسم پور پڑواڑہ گچھواہہ راجپوتون سے فتح کیا گیا۔

سنہ ۱۲۴۴ ہجری میں ۲۳ ربیع الاول کو صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کے محل اول سے لڑکا پیدا ہوا۔ نواب نے بہت خوشی کی اور نام اس مولود مسعود کا نصیر محمد خان رکھا اور صاحبزادہ بہادر کو سرونج کا عامل مقرر کر کے روانہ فرمایا تاکہ بذات خود کاروبار حکومت انجام دیکر ریاست کے واسطے آئندہ کو تجربہ حاصل کرین اور یہہ فعل نواب کا ایک دانشمندانہ حکمت عملی پر مبنی تھا۔

سنہ ۱۲۴۵ میں وزیر گنج آباد ہوا مختصر ذکر اسکا یہہ ہے کہ جب امیر گنج آباد ہوا تھا تو اوسمین چوریان زیادہ ہوتی تھین جو لوگ کہ محمود خان عامل ٹونک کے مخالف تھے اونھون نے اوسکی جمعیت مین خلل ڈالنے کے واسطے نواب صاحب سے یہہ عرض کی کہ محمود خان کو حکم پہونچ جاوے کہ وہ اپنے کمپو سے دو پلٹنین واسطے انتظام امیر گنج کے یہان بھیجدے نواب صاحب نے بھی اس تجویز کو پسند کیا کیونکہ وہ بھی محمود خان سے رنجیدہ

حاشیہ بقیہ صفحہ ۴۰۵ ۵۳ سنہ ۱۲۴۱ ہجری ۱۶ اگست سنہ ۱۸۲۵ء ۵ اگست سنہ ۱۸۲۶ء تک ۔ ۵۴ سنہ ۱۲۴۲ ہجری ۱۱ اگست سنہ ۲۶ سے ۲۵ جولائی سنہ ۱۸۲۷ء تک ۔

۵۶ سنہ ۱۲۴۳ ہجری ۲۶ جولائی سنہ ۲۷ سے ۱۳ جولائی سنہ ۲۸ تک ۔

۵۷ سنہ ۱۲۴۴ ہجری ۱۴ جولائی سنہ ۱۸۲۸ء سے ۲ جولائی سنہ ۱۸۲۹ تک ۔

شہ ۵ مطابق ۳ اکتوبر سنہ ۱۸۲۸ء

۵ ۳ جولائی سنہ ۱۸۲۹ء سے ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۳۰ء تک تقویم ۔

جہ
ے
ہفتہ
یا

ماہ ربیع الثانی ۱۲۲۸ھ میں پھر جرنیل صاحب کی ملاقات کا اتفاق ہوا جسکہ وہ جہاں نی
نعیر آباد میں قیام فرما ہے نوابصاحب چند روز تک وہاں رہے اور پھر اون کے
ساتھ مواضعات دودو اور پچار تک آئے وہاں سے جرنیل صاحب توجیپور کو روانہ
ہوئے اور نوابصاحب ٹونک میں آگئے جہاں اونہوں نے اچھے اچھے ملع تالاب
اور محل و مکانات بنائے اور اپنے نام سے ایک کشادہ بازار امیر گنج آباد کر کے
دارالریاست کو رونق اور وسعت دی اسی سال میں صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر
کی دوسری شادی بادشاہ جہاں بیگم سے ہوئی۔
۱۲۲۹ھ ہجری میں نواب اجمیر کو گئے اور وہاں اختر لونی صاحب ریذیڈنٹ سے
ملاقات کر کے واپس تشریف لائے۔
۱۲۴۱ھ مین مسٹر میٹکاف صاحب ریذیڈنٹ راجپوتانہ مقرر ہوکر بتقریب دورہ علیگڈھ
عرف رامپورہ میں آئے اور نوابصاحب نے وہاں جاکر اون سے ملاقات کی۔
۱۲۴۲ھ میں نوابصاحب واسطے ملاقات لارڈ امہرسٹ صاحب بہادر گورنر جنرل
ہندوستان کے دہلی مین گئے صاحب موصوف نے حسب دستور پیشوائی

بعد حاشیہ ... اونکو ملک او ... ہندوستان میں ہے ا... کا ال ... دور ... ملی عمل ... ۵ امر نامہ میں ...

۵ ... آشتی جنگی لیا ... کے اونکی ملکی مدبری کا یہی حال معلوم ہوتا مگر اسمیں شک نہیں ہے کہ
امور میں بھی بہت اچھا ملکہ اور سلیقہ کامل تھا کیونکہ جیمس ٹاڈ صاحب نے اپنی مشہور تواریخ ٹاڈ
... سرسری ملاحظہ اور حسن انتظام نوابصاحب موصوف کی لکھی ہے جسکو بچشم خود دیکھنے کا اتفاق اونکو
ہوا تھا مولف دیکھو ٹاڈ راجستان۔

... احوال نوابصاحب کا لکھا ہوا ہے اسکو آگے جو کچھ حال اس کتاب میں لکھا ہے وہ دوسری تاریخی یادداشتوں
مرتبہ صاحبزادہ عبد اللہ خان صاحب وغیرہ سے لیا گیا ہے۔ ۱۳۰۵ ہجری ... مرسلہ ۲۱ اگست ...

صاحبزادہ فیض محمد خان و محمد علیخان۔ شادی صاحبزادہ عبدالکریم خان۔ بیماری و وفات نوابصاحب

سنہ ۱۲۳۶[1] ہجری میں نواب صاحب پھر سرونج کے مدوبست کو تشریف لیگئے اور چھ مہینے تک وہان رہکر داخل ٹونک ہوئے۔

سنہ ۱۲۳۷[2] ہجری کے جمادی الاول[3] میں وہ معہ صاحبزادہ بہادر کے قصبہ علیگڈہ میں کہ جو رامپورہ کے نام سے مشہور ہے رونق افروز تھے کہ جرنیل نصیر الدولہ اکٹرلونی صاحب بہادر کے تشریف لانیکی خبر پہونچی جو ادہر ہوکر نیمچ کی چہاؤنی کو جاتے تھے نواب نے صاحبزادہ کو ایک منزل اونکی پیشوائی کیواسطے بہیجا اور دوسرے دن خود بدولت علیگڈہ سے دو کوس پر جاکر ملاقی ہوئے اور علیگڈہ میں لاکر اوتارا اور سلامی کی توپین سر کرائین جرنیل صاحب دو چار دن تک وہان خوشی سے مہمان رہے اور پھر نیمچ کو تشریف لیگئے۔

ماہ جمادی الثانی[4] سنہ ۱۲۳۷ مین بابو سندھیہ کی بیگم صاحبہ کے معتمد صاحبزادہ بہادر کی شادی کا پیغام لیکر آئے نواب نے اونکی عرض منظور کرکے شادی کا سامان تیار کیا اور ایک بڑی مجلس خوشی کی آراستہ کی جسمیں بڑے بڑے راجوں اور سرداروں کو

---

[1] سنہ ۱۲۳۶ ہجری ۹ اکتوبر ۱۸۲۰ سے ۲۸ ستمبر ۱۸۲۱ تک۔ تقویم عوید المورخین۔

[2] سنہ ۱۲۳۷ ہجری تاریخ ۲۹ ستمبر ۱۸۲۱ سے شروع ہوکر تاریخ ۱۷ ستمبر ۱۸۲۲ کو ختم ہوا صفحہ ۴۸۴ امیر نامہ انگریزی

[3] ماہ جمادی الاول ۲۵ جنوری ۱۸۲۲ سے ۲۲ فروری ۱۸۲۲ تک۔ تقویم۔

[4] ۲۲ فروری ۱۸۲۲ سے ۲۴ مارچ ۱۸۲۲ تک صفحہ ۴۸۵ امیر نامہ انگریزی۔

باب چہل و چہارم

جانا نواب کا سرونج کو۔ ملاقات ہونا جنرل اکٹرلونی سے علیگڈہ مین۔ جانا صاحبزادہ وزیر الدولہ کا شادی کے واسطے گوالیار مین اور اوسکی کیفیت۔ جانا نواب کا معہ صاحبزادہ کے نیماہیڑہ کو اور ملنا جنرل صاحب سے نیمچ مین۔ پھر ملاقات نصیر آباد مین۔ آبادی امیر گنج و تیاری نظر باغ و محلات وغیرہ کی۔ دوسری شادی صاحبزادہ کی۔ ملاقات مسٹر مٹکاف صاحب سے علیگڈہ مین۔ جانا دہلی مین اور لارڈ امہرسٹ سے ملاقات۔ نواب کا دورہ اپنے علاقہ مین تولد صاحبزادہ نصیر محمد خان۔ تقرری صاحبزادہ وزیر الدولہ کی عاملی سرونج پر۔ آبادی وزیر گنج اور اوسکا ذکر۔ فتح قلعہ دھوان و بھبورہ واپسی صاحبزادہ کی سرونج مین۔ جانا نواب کا اجمیر اور ملاقات لارڈ ولیم بنٹیک اور وہان کا ماجرا۔ سرونج کا دورہ۔ ولادت

بہی قصہ اپنا رکہنا چاہا۔ رائے داتا رام نے اس امر کو قرین مصلحت نہ سمجہا اور ڈیڑہ لاکہہ روپیہ نقد سالیانہ دینے کی سند صاحبزادہ بہادر کے نام لکہوا کر اونکی رخصت بہی جرنیل صاحب سے حاصل کرلی جرنیل صاحب نے چلتے وقت ہاتہی گھوڑے موتیوں کی مالا جیغہ اور کچہہ نفیس پارچہ صاحبزادہ بہادر کو بطور پیشکش کے دئے اور بڑی خوشی سے رخصت کیا۔

صاحبزادہ معہ رائے داتا رام اور سید فلیشاہ کے ریواڑی کے راستہ سے جیپور میں پہونچے چونکہ کچہہ پہلے راجہ جگت سنگہ کا انتقال ہوگیا تہا اور اوسکے بیٹے مہاراجہ سوائی جے سنگہ جو بعد اونکے پیدا ہوئے تہے وارث ریاست قرار دئے گئے تہے اسلئے صاحبزادہ بہادر نے تشریف لیجا کر مراسم تعزیت وتہنیت کو ادا فرمایا جیپور کے کارپردازان نے بہی ہاتہی گھوڑا موتیوں کی مالا جیغہ اور پارچہ وغیرہ بطور پیشکش اونکو دیا اور رخصت کیا وہاں سے صاحبزادہ بہادر مع الخیر ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۴[۵] ہجری میں ٹونک پہونچکر اپنے والد بزرگوار کے قدمبوس ہوئے نواب نے اسکی بڑی خوشی کی اور بہت سا روپیہ مسکینوں اور محتاجوں کو عطا فرمایا۔

[۵] انگریزی ترجمہ میں تاریخ ۹ ذی الحجہ لکہی ہے جو اوس اصل کتاب میں ہوگی جس سے کہ ترجمہ کیا گیا ہے ورنہ کئی نقلوں میں تاریخ نہیں ہے جیسے کہ ہماری نسخ میں بہی نہیں ہے اگر انگریزی ترجمہ کی تاریخ ۹ ذی الحجہ صحیح ہے تو بس یہی ایک تاریخ ہے کہ جو کل کتاب میں اس جگہ آئی ہے ورنہ اسکے کہیں کوئی تاریخ نہیں آئی تہی تاریخ ۹ ذی الحجہ موجب نوٹ مندرجہ حاشیہ صفحہ ۸۴ امیرنامہ انگریزی کے ۲ دسمبر ۱۸۱۹ء سے مطابق تہی مؤلف

بہادر کے بہیجا راے صاحب جیپور مین اونسے ملے اور چند عرصہ کے بعد اون کے ساتہہ دہلی مین پہونچکر اوس معاملہ مین ساعی ہوے اونہین دنون مین باقی محمد خان و محمد سعید خان وغیرہ رسالدار پہلی تنخواہ کے واسطے کہ جسکا کوئی حساب نہ تہا چہاونی ٹونک مین ہنگامہ آرا ہوکر نالش کرنیکے واسطے جیپور مین جنرل صاحب کے پاس گئے تہے مگر راے داتارام نے اونکی وہان شنوائی نہونے دی اور سمجہاکر اونکو واپس نواب کے پاس ہی بہیجدیا۔

سنہ ۱۲۳۴ ہجری مین نواب صاحب انتظام سرونج کیواسطے تشریف لیگئے اور کچہہ عرصہ تک وہان مصروف انتظام رہے جب بارش سرپر آئی تو معاودت فرماکر ٹونک مین داخل ہوے۔

دہلی مین یہہ ہوا کہ انگریزون نے پرگنہ سنبہل[۵۲] کے دینے مین کہ جسکا اقرار پہلے سے چلا آتا تہا عذر کیا اور اوسکی عیوض پرگنہ پلول علاقہ میوات دینا تجویز کرکے اونہین

---

[۵۱] سنہ ۱۲۳۴ ہجری تاریخ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۸۱۸ء سے شروع ہوکر ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۸۱۹ء کو ختم ہوا امیرنامہ انگریزی صفحہ

[۵۲] سرکار انگریزی نے کبہی اس پرگنہ کے دینے کا وعدہ نہین کیا تہا اور نہ اوسکے کسی افسر نے نواب کو اس جاگیر کے پانیکی امید دلائی تہی سرڈیوڈ اکٹرلونی نے نواب کو اونکے وعدہ اور قول قرار پر قایم رکہنے کے لئے اونکی حق مین اس قسم کی کوئی عنایت مرعی کرنیکی کوشش کی تہی جو گورنر جنرل نے منظور کی یہ کارروائی نواب کے تقاضون کو روکنے اور اونکی امیدون کے جوش کو ٹہنڈا کرنے کے لئے کی گئی تہی کہ نواب صاحب کے صاحبزادے کے واسطے ایک پنشن نقدی کی منظور کی گئی اور اوسیوقت سے رامپورا اور اونارسی نواب کو دیدئے گئے اور تین لاکہہ روپیہ کا قرضہ جو اونکو انتظام فوج کے لئے بطور پیشگی دیا گیا تہا معاف کردیا گیا۔ صفحہ ۴۸۲ - امیرنامہ انگریزی۔

شوق ظاہر کیا گیا اور صاحبزادہ موصوف منتظم الدولہ بہادر کی معرفت بہت اچھی طرح
سے شاہزادہ کی ملازمت میں پہونچکر حصول خلاع اور سلاح فاخرہ سے مثل قاعدہ
امراء عظام کے مباہی اور مفتخر ہوئے غرض کہ صاحبزادہ کی وہاں بہت کچھ تعظیم
اور توقیر ہوئی کہ ادہر تو شاہزادہ موصوف اونکو بوجہہ قرابت کے عزیزان شاہی میں سے
تصور کرتے ہے اور اودہر منتظم الدو بہادر اونکی خاطر بہت عزیز رکہتے تہے اور اکثر
اوقات اوسے ملکر اپنا دل خوش کیا کرتے تہے رائے داتارام جو جرنیل صاحب کے
ساتہہ گئے تہے گورکہہ پور میں لاٹ صاحب بہادر کی ملازمت حاصل کر کے نواب
کیخدمت میں واپس آگئے اور جرنیل صاحب عہدہ رزیڈنسی اور مختار کاری سوالحواب
راجپوتانہ اور افسری افواج انگریزی متعینہ چہاونی ہائے نیمچ مالوہ اور نصیر آباد اور
اور دہلی وغیرہ پر مقرر ہوئے نواب صاحب نے یہہ سنکر رائے داتارام کو پھر اونکی
پاس بہیجا اور دہلی میں اوسے ملے اور بعد چندے جب جرنیل صاحب معہ اپنی
ہندوستانی بی بی کے اجمیر کیطرف خواجہ صاحب کی زیارت کر نیکو روانہ ہوئے
تو رائے داتارام جیپور تک اونکے ساتہہ لیکر جرنیل صاحب کی ملاقات کو دودو اور
ہکارے کے راستہ سے روانہ ہوئے جب کشنگڈہ کے پاس پہونچے تو جرنیل صاحب
کی سواری آئی ہوئی ملی دونو صاحبوں نے سرسواری ملاقات کر کے کشنگڈہ میں
مقام کیا اور وہاں سے اجمیر پہونچکر چند روز تک قیام رکہا پھر جرنیل صاحب تو جیپور
کیطرف تشریف فرما ہوئے اور نواب صاحب ٹونک میں آگئے۔

بعدہ جرنیل صاحب چند مہینے تک واسطے درستی بعضے کاموں کے جیپور میں رہے
نوابصاحب نے رائے داتارام کو پھر اونکے پاس واسطے رخصت کرا لانے صاحبزادہ

مرگ صاحبزادہ [illegible]

جنہیں صاحبان انگریز کو اطمینان کامل نواب صاحب کی طرف سے حاصل ہو جاوے
اسلئے نواب صاحب نے صاحبزادہ بہادر کو اپنے ساڈھو سید علیشاہ کے ساتھ
معہ کسیقدر جمعیت سوار و پیادہ ملازم خاص اور جلوس سرداری کے دہلی کو روانہ
کیا جب وہ دہلی کے قریب پہونچے تو نواب کے وکیل نے منتظم الدولہ مسٹر مٹکاف
صاحب سے کہا جرنیل نصیر الدولہ بہادر نے پانچ کوس سے نواب صاحب کی
پیشوائی کی تھی جو ایک مشہور بات ہے اسی طور سے آپ کو بھی صاحبزادہ بہادر کی
پیشوائی کرنا چاہیے لیکن صاحب موصوف نے ایک عذر معقول کثرت کاروبار سرکار
کمپنی کا کرکے اپنے بھائی طامس مٹکاف صاحب کو بھیجا جو پیشوائی کرکے بڑی
تعظیم و تکریم کے ساتھ صاحبزادہ بہادر سے ملاقی ہوئے اور اونکو دہلی لاکر ایک عمدہ
اور لایق مکان مین جو پہلے سے تجویز کر لیا گیا تہا ٹھہرایا پھر منتظم الدولہ بہادر نے
صاحبزادہ موصوف کو اپنے ڈیرہ پر بلایا اور ایک معقول پیشکش جیسے کہ بڑے بڑے
امیرون کی ہوتی ہے پیش کرکے عدم فرصتی سے پیشوائی مین نہ آنیکی معافی مانگی دوسرے
دن صاحبزادہ بہادر کے ڈیرہ پہ تشریف لاکر بہت کچھہ دلجوئی اور خاطرداری فرمائی
صاحبزادہ بہادر نے بھی رسم پیشوائی اور پیشکش کی بخوبی ادا کرکے صاحب موصوف کو
خوش کیا۔

چونکہ فیما بین صاحبزادہ بہادر اور شاہزادہ مرزا سلیم شاہ بہادر کی ماں کی طرف سے ایک
قرابت قریبہ واقع تھی اسلئے شاہزادہ اور اونکی بیگم کی طرف سے صاحبزادہ کی ملاقات کا

حاشیہ صفحہ ۴۶۷ سطر ۵ عہدنامہ مین تو نواب کے بیٹے کے دہلی جانے کی بابت کوئی شرط نہین تھی لیکن یہہ ایک دانائی کی
بات تھی کہ ایسا کیا جائے اور اوسکے جانےمین کچھہ مشکل بھی نہ تھی وہ صاحبزادہ ماہ فروری ۱۸۲۹ء مین دہلی پہونچا تہا صفحہ ۱۸۳ امیرنامہ انگریزی

باب چہل وسوم

جانا صاحبزادہ بہادر کا اول مین دہلی کو اور کچہہ عرصہ تک مسٹر ٹیکاف صاحب کے پاس رہنا۔ خاطر اور تواضع اونکی جو صاحب موصوف اور مرزا سلیم کیطرف سے ہوئی۔ جانا راے داتارام کا جیپور مین جرنیل صاحب کے پاس اور مسموع نہ ہونے دینا نالش رسالہ داران نواب کی بابت طلب تنخواہ کے جانا نواب کا سرونج مین اور راے داتارام کا دہلی مین۔ مقرر ہونا ڈیرہ لاکہہ روپیہ لیانہ کا عیوض پرگنہ سنبہل کے۔ رخصت ہونا صاحبزادہ کا دہلی آنا جیپور مین اور ماتم پرسی کرنا راجہ جگت سنگہ کی اور داخل ہونا ٹونک مین۔

جوکہ ایک شرط عہدنامہ کی یہہ بہی تہی کہ صاحبزادہ وزیرالدولہ بہادر دہلی مین جاکر کچہہ عرصہ تک منتظم الدولہ مسٹر ٹیکاف صاحب بہادر کے پاس تشریف رکہیں کہ

بہی راسے داتارام کو اپنی طرف سے اونکے ساتھہ بہیجکر گہوڑا اور تلوار وغیرہ تحایف بطور پیشکش الفنسٹن صاحب کے پاس بہیجے بعدہ کرنیل اسکندر صاحب نے معہ چار پلٹن انگریزی اور سواران وغیرہ کے شہجاوانی مین پہونچکر بنسیدہان کی فوج کو شکست دی اور اوسکے دماغ سے غرور جوانی اور نشہ نادانی کو نکالکر سب توپین اوسکی چہین لین۔

اسی اثناء مین جرنیل ڈنکین صاحب نے جو سرحد بونار کے اوپر ٹہرے ہوے تہے کوٹہ کے علاقہ مین پہونچکر پنڈارون کا تدارک کیا اور جرنل مالکم صاحب نے مہاراجہ ملہارراو ہلکر اور جرنل الفنسٹن صاحب نے سرمنیٹ باجی راو پیشوا اور جرنیل مارسل صاحب و آدم صاحب نے راجہ ناگپور کو شکست دیکر میدان صاف کر دیا یہہ واقعات سنہ ۱۲۳۳ہجری [۱] ہوے

---

[۱] سنہ ۱۲۳۳ ہجری ۲۱ نومبر سنہ ۱۸۱۶ کو شروع ہوکر ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۱۷ کو ختم ہوا واقعات مندرجہ بالا ماہ مارچ سنہ ۱۸۱۸ یعنی وسط سال سنہ ۱۲۳۴ میں واقع ہوے صفحہ ۷۰ امیر نامہ انگریزی۔

اور نواب نے اونکو جرنیل کے ڈیرہ پر جو ایک منزل کے فاصلہ پر تہا جانیکی اجازت دی صاحبزادہ بہادر جب وہان پہونچے تو جرنیل پیشوائی کرکے لیگئے اور اپنے لشکر کے پاس ڈیرہ کراکر بہت سی خاطر اور دلجوئی کی ساتھہ ٹھہرایا ان کے دہلی جانے اور وہان قیام کرنے کے حالات علیحدہ لکھے جاوینگے۔

نواب جمشید خان اوسوقت شجاع آباد میں تہا اور اوسکے پاس دس بارہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت تہی جب اوسنے نواب صاحب کی انگریزوں سے صلح کرنیکی خبر سنی تو کوتاہ اندیشی سے بہت سی لعن و طعن نواب کو لکھکر سرکار انگریزی میں اپنی توپوں کے داخل کرنے سے عذر کیا نواب نے ازراہ خاوندی کے اوسکو بہت سی نصیحتیں توپوں کے داخل کرنیکے واسطے لکھیں تاکہ عہدنامہ کی شرطون کا ایفا ہوجائے مگر اوسنے غرور جوانی سے ایک نہ مانی اور سرکشی اختیار کرکے صاف انکار کردیا یہہ حال دیکھکر جرنیل صاحب نے نواب سے کہا کہ جمشید خان جو توپوں کے دینے اور اپنی فوج کے برطرف کرنے مین انکار کرتا ہے تو کچھہ پرواہ نہیں اوسکے سمجہانے کو ہمین آپ کی پروانگی کافی ہے نواب نے لاچار ہوکر کہدیا کہ آپ کو اختیار ہے اسیر وہ جرنیل لکس جنرل راپٹ اور کرنیل اسکہ بر صاحب کو افواج انگریزی کی افسری پر تعینات کرکے واسطے صلاح اور مشورہ بعض ضروری کاموں کے لاٹ صاحب کیخدمت میں روانہ ہوگئے[۱] نواب صاحب

---

[۱] سرڈی اکٹرلونی آخر ماہ مارچ ۱۸۰۵ع میں مع ... کے ... ہیسٹنگز کے لشکر میں گئے وہاں اونکو گرینڈ کراس آف دی باتھ کا خطاب ملا ۱۸۱۶ع ماہ اپریل مدراس گئے کرنل ناکس صاحب بھی فوج کے ... اور کرنل ... سیاہ کے اور ... ہے ... کی افسری انگریزی افواج پر کلکتہ ... سربراہ ہوگئے اور ...

جو کہ صاحبان انگریز نے عہدنامہ مین آدہے توپخانہ اور نواب کے پاس بقدر ضرورت فوج رکہکر باقی کمپوؤن اور پلٹنون اور سوارون کے برطرف کرنیکی شرط درج کرکے سرکار انگریزی کی طرف سے برطرفیون کی تنخواہ دلانیکا اقرار کیا تہا۔ اسلئے جرنیل صاحب نصیر الدولہ نے نواب سے اوسکی گفتگو کی اور آخر کو نواب کے ساتہہ لال سوٹ اور خوشحال گڈہ وغیرہ علاقہ جات راج جیپور مین کہ جہان راجہ بہادر لعل سنگہ نواب مہتاب خان اور میان اکبر محمد خان وغیرہ کے کمپو تعنات تہے جاکر ہر ایک کمپو سے توپین بموجب شرط مذکورہ بالا کے مانگین مگر کمپو والون نے فساد کہڑے پر آمادہ ہوکر توپون کے دینے مین غدر کیا اور بلکہ دو تین آدمیون نے نواب کے اوپر اپنی جان بہی تصدق کردی لیکن آخر کو نواب کی فہمایش سے راضی ہوکر سات آٹہہ لاکہہ روپیہ اپنی تنخواہون کی بابت نواب کی معرفت جرنیل سے لیلئے اور توپین اونکے حوالہ کردین[1] جرنیل نے کمپو کی بہت سی پلٹنون کو موقوف کرکے باقی مین سے اچہے اچہے سوار اور پیدل منتخب کئے اور اونکو ہریانہ وغیرہ اضلاع مین بہیجدینے کیواسطے کہ جس سے درپردہ مدعا نواب کی تمام فوجون کی شکست وریخت کا تہا درخواست کی نواب نے بہی صاحبان انگریز کے عہد وپیمان کے اطمینان پر محمد عمر خان آخون زادہ محمد ایاز خان اور راجہ بہادر لعل سنگہ وغیرہ کے رسالون مین سے سات آٹہہ پلٹن تلنگہ کو جنرنیل صاحب کے پاس متعین کردیا۔

اس عرصہ مین صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر شیر گڈہ سے پہونچکر شرفیاب ملازمت ہوئے

[1] راجہ بہادر مہتاب خان کے برگیڈ کی توپین تو شروع ماہ مارچ ۱۸۱۸ء مین چہین لی گئین جبکہ اکٹرلونی نے اپنی فوج لیجاکر اونکو بیبس کردیا تہا صفحہ ۴۶۸ امیرنامہ انگریزی۔

باب چہل و دوم

جانا نواب اور جرنیل اکٹرلونی کا ہنڈون و لال سوٹ مین۔ اور لینا توپون کا نواب کے کمپوٗون سے اور موقوف کرنا بعض پلٹنون کو اور باقیماندہ سے منتخب کر کے بہیجنا اچہے اچہے سوار اور پیادونکا ہریانہ کے ضلع مین اور راضی ہونا نواب کا ان تجویزون پر بنظر ایفائے شرائط عہدنامہ کے۔ آنا صاحبزادہ کا شیرگڈہ سے اور ملنا جرنیل اکٹرلونی سے۔ رعونت جمشید خان کی اور ملامت کرنا نواب کو انگریزون سے صلح کرنے پر۔ جانا انگریزی فوج کا اوس چک اور شکست دیکر توپون کا چہین لینا اوس سے۔ جانا راے داتارام کا لاٹ صاحب کے پاس جرنیل اکٹرلونی کے ساتہہ۔ اور شکست دینا انگریزی افواج کا مہاراجہ ہلکر سرنیت پیشوا اور راجہ ناگپور کو

مرقومہ دفعہ چہارم در سند ناممکن باشد معاملہ کوٹہ را کہ بدون داخلائی آن ہرگز درستی کار شدنی نیست کہ بود و باش متعلقان در آنجا است واز ابتدائے عہد مہاراجہ ہلکر بہادر بطرف ماست داخل سند شود و برائے دیگر مکانات راجستان دست آویز دیگر بمضمون اینکہ مکانات مذکور را نواب صاحب مختار اند از سرکار صاحبان گاہے تعرض نخواہد شد بلکہ اعانت نواب صاحب خواہد گردید واز استدعائے راجہائے خیال جانب داری شان نخواہد شد نویسانیدہ گیرند چراکہ در صورت تخفیف افواج و توثیق عہد و پیمان با صاحبان بہادر راجہائے این ضلع و سندھیہ وغیرہ سرداران کہ از رعب افواج تابعدار اند ہوا اسلام و دیگر در سر پیدا خواہند کرد و رجوع باین طرف نخواہند داشت بنا را علی ہذا دست آویز صاحبان در مقدمہ اعانت ما ضرور است کہ دلجمعی باشد۔

دستخط انگریزی

بہیجدیا[۱] اور اپنے کاموں کی اسلوبی کو صاحب موصوف کی رائے پر رکھا نقل اوس عہدنامہ کی یہہ ہے۔

اقرارنامہ فیمابین سرکار کمپنی انگریز بہادر و نواب امیرالدولہ محمد امیرخاں بہادر مرتب ساختہ مسٹر چارلس تھیافلس مٹکف بہادر از طرف سرکار کمپنی انگریز بہادر بموجب اختیار دادہ جناب معلے القاب مارکویس آف ہیسٹنگس گورنر جنرل بہادر و لالہ نرنجن لال از طرف نواب موصوف موافق اختیار دادہ نواب موصوف۔

دفعہ اول ۔ انچہ مکانات متعلقہ ملک مہاراجہ ہلکر بہادر کہ بموجب سند مہاراجہ موصوف مرقومہ نواب امیرخان بہادر حسب علی الدولہ نسلاً بعد نسل در قبض و تصرف نواب موصوف و وارثان شان خواہند ماند سرکار انگریزی کفیل ایمعنی است و حفاظت آن بذمہ سرکار ممدوح ۔

دفعہ دویم۔ نواب محمد امیرخان بہادر فوج خود را سوائی قدرے کہ برائے انتظام مکانات مرقومہ اصدر درکار باشد برطرف خواہند نمود۔

دفعہ سویم ۔ نواب موصوف خلش در ملک کسے نخواہند کرد و رابطہ کہ با پنڈارا و دیگر غارت گران میدارند موقوف خواہند نمود بلکہ حتی الوسع در تدارک و مدافعت آنہا رفاقت سرکار خواہند پرداخت و سوالجواب با احدی بغیر مرضی سرکار نخواہند داشت۔

دفعہ چہارم ۔ نواب موصوف ہمگی اضراب توپہا و اسباب جنگی خود سوائے قدرے کہ

[۱] یہہ بات خلاف درست سرحجم امیرنامہ مسندرجہ صفحہ ماسبق کے ہے کیونکہ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری ملاقات کے ۱۷ دسمبر کو عہدنامہ کی تصدیق اور تکمیل نواب کیطرف سے ہوگئی تھی یہاں جو یہا لکھا گیا ہے اوس سے ظاہر ہوتاہی کہ بعد ملاقات کے نرنجن لال آیا اور اوسکو پھر دہلی بہیجا گیا اور بعدہ نواب نے عہدنامہ پر مہر کی اگر ایسا ہوا تو عہدنامہ کی تصدیق

ایک تیر کی زد بلکہ زیادہ فاصلہ سے ہی تعظیماً اپنی ٹوپی اوتار لی تہی اور ملاقات کے وقت سلامی کی توپین سر کرکے اوسی میدان مین قریب ڈیرہ نواب کے اپنا ڈیرہ بھی کھڑا کیا اور پیادہ پا نواب سکے ڈیرہ مین آکر ملاقات کی دوسرے دن نواب بہی اونکے ڈیرہ پر تشریف لیگئے جب وہان پہونچے تو جنرل اپنے ڈیرہ کے آگے سے پیادہ پا لینے کو آئے اور نواب کا ہاتہہ پکڑکر خیمہ کے اندر لیگئے اور حسن اخلاق اور محبت کی باتون سے نواب کو اپنا گرویدہ کرلیا چند روز وہان ہی مقام رہا جب رائے نرنجن لال وکیل بہی وہان آگئے تو جنرل نے عہدنامہ[۵۱] پر نواب کی مہر اور دستخط ہوجانیکے سوالجواب شروع کئے نواب نے کہا کہ جب تک وعدون کا ایفا نہوگا ہم صلح نکرینگے اور وکیل کا مقابلہ جنرل سے کراکر اونکی صلاح کے بموجب ایک خریطہ تصفیہ اقرارات کے واسطے منتظم الدولہ[۵۲] بہادر کے پاس دہلی بہیجا اور عہدنامہ کا فیصلہ اوسکے جواب پہونچنے تک ملتوی رکہا چونکہ صاحب موصوف بہی ایک فیلسوف زمانہ تہے اسلئے اونہون نے تمام باتون کو قلم انداز کرکے صرف ان دو حرفون پر ختم کلام کیا کہ جب آپکا مہری عہدنامہ صاحبان صدر کے پاس پہونچیگا تو آپ کو سرکار کی دوستی کے فوائد خود بخود معلوم ہوجائینگے اور جس بات مین کہ آپ کی بہتری اور سرسبزی ہوگی وہی عمل آئیگی - غرض نواب نے باعتبار صداقت کلام صاحبان انگریز بہادر کے صلح کو لڑائی سے بہتر سمجھکر اپنی مہر اوس عہدنامہ پر کردی اور عہدنامہ کو جنرل کے پاس جو ذمہ وار درستی مقدمات ملتویہ کے بعد ثبت ہوجانے مہر کے ہوئے تہے -

[۵۱] یہہ عہدنامہ دہلی مین لالہ نرنجن لال کے توسط سے ماہ نومبر ۱۸۰۵ء مین ہوا تہا اور ۱۶ دسمبر کو نواب نے منظور کیا صفحہ ۶۶ ہم امیرنامہ انگریزی -

[۵۲] مسٹر مٹیکاف صاحب کا خطاب بادشاہ دہلی کیطرف سے منتظم الدولہ تہا -

قریب جو وہاں سے دس پندرہ کوس[1] کے فاصلہ پر واقعہ ہے ایک نالہ پر بکمال بندوبست اپنا لشکر ڈالا اور رائے داتا رام کو جو چھپرا میں بعضے سوالجواب کیواسطے ٹھہرے ہوتے تھے جرنیل اخترلونی کے پاس حاضر ہونیکا حکم لکھا رائے موصوف معہ محمد عمر خاں کے مقام سانگانیر میں جاکر جرنیل صاحب سے ملے اور یہہ بات ٹھہری کہ جس مقام پر کہ طرفین کی ملاقات قرار پائے بزم یکجہتی آراستہ ہوکر بالمشافہہ درستی مقدمات صلح کی ہو[2] چنانچہ موضع دسوان میں جو سانگانیر اور ٹیماہیڑہ کے درمیان واقع ہے تجویز ملاقات کی ہوکر ادہر سے نواب اور ادہر سے جرنیل امیرانہ شان وشوکت کے ساتھ ہاتھیوں کی سواری پر وہاں پہونچے اور ایک دوسرے کی پیشوائی کرکے ملاقی ہوئے جرنیل نے

---

[1] ٹیماہیڑہ اوردوئے نقشہ ریاست جیپور کے راجدہانی پورہ سے دس میل کے قریب ماسی ندی کے قریب واقع ہے۔

[2] نواب سٹر ہوڈ اکٹرلونی سے ۵ ر دسمبر ۱۸۱۷ء کو اوردو نے راضی نامہ کے ایک مقام پر سے جسکو سر ڈونڈ سوال کہتی ہیں لیکن نواب کا لکھا ہوا نام دسوان صحیح ہوگا جو عہد نامہ میں لکھا گیا ہے اور اس سے زیادہ کا دعوے اس حیلہ سے کیا کہ ہمارے وکیل نے دہلی میں سر چارلس مٹکاف سے اسکا زبانی وعدہ کیا تھا اس دعوی کی تائید میں نرنجن لال کے خطوط پیش کیے گئے اور بعد کو خود بھی بلا مانگا اکٹرلونی نے جو جو مالک میں منظور شدہ عہد نامہ لینے کو کہا جو بعد شرائط پیش کرکے ان درخواستوں میں سے خاص جیپور ایک جاگیر جو اسکے بیٹے وزیر الدولہ کے واسطے تھی اوسپر تو نواب بلا تصدیق کیے عہد نامہ کے چلے گئے لیکن دوسرے دن یعنی ۱۷ ر دسمبر کو عہد نامہ لیکر آئے اور اپنے پہلے کی پسند روپیہ کو چھوڑنے کے ارادہ سے کہا کہ میں نے اسکول سے پچیس عہد لکھا رسل کا قران یعنی مرہٹوں سے جو تصور مطلب کے ایسا کرتے ہیں بعد کچھ تقاضا ملنے رد جاگیر سرا خود خاندان ہند کے در دسینے ہی اچھے نکلے جیسے کہ اوسکے قول ہے۔ صفحہ ۴۶۶ امیر نامہ منٹگمری مرہٹوں کو کافر کہنا ایک پسندیدہ کلام مسلمانوں کا ہے جو کل ہندوؤں کے نسبت کہا کرتے ہیں ہندو چاہے کتنا ہی سلوک مسلمانوں سے کریں مگر وہ اپنے اس اصلی حقوق سے محروم ہیں یہ کہ مسلمانوں میں تو شیخ ابو الفضل ہی ایسا ملک مصر سوا ہی کہ جسے ہندوؤں کو شاہی کا فرکہا ہوگا یہ بات ماتو اکبر بادشاہ کی صلح کل پالیسی سے تھی باوجود اسکی نیکدلی سے مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوؤں نے بہی ایسی کتابوں میں مسلمانوں کے واسطے اسر ملیچھ ادیوں کے الفاظ استعمال کیے ہیں تو صرف مسلمانوں کو ہی کافر کہنے پر مجرم نہیں ٹھہر سکتے۔

وہ مارسل صاحب معہ کمپو اور رجمنٹ کے ہوشنگ آباد اور ساگر کی طرف رگھوجی راجہ ناگپور پر زور ڈالے ہوے تھے اور جنرل لفٹنٹ[52] صاحب معہ ایک کمپو کے پونا کے علاقہ مین پہونچکر باجی راؤ پیشوا سے بر سر مقابلہ تھے اسلئے نواب نے صلح کر لینا ہی صلاح دولت سمجہا باوجودیکہ لالہ نرنجن لال وکیل دہلی سے روانہ ہوکر راستہ مین تہا اور اقرارون کی درستی ابہی کچہہ نہین ہوئی تہی سر نمیٹ باجی راؤ پیشوا اور مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کی رانی معروف بائی صاحبہ کے وکیل مدد کیواسطے خدمت مین حاضر تہے اور تمام پنڈارہ شامل ہونیکی تمنا کرتے تہے تو بہی نواب نے اونکے قول اور فعل کا کچہہ اعتبار نہ کیا اور بہارت سنگہ والی نادہوراج پور[53] سے دار و مدار کرکے اخون زادہ کے متعلقون کو اوسکے پنجہ سے چہوڑا یا اور وہان سے مورچہ اوٹہاکر موضع نیماہیڑہ کے

حاشیہ صفحہ ۴۵۵ [51] جنرل مارشل اور کرنل اڈمس پہلے پنڈارون کے مقابلہ پر مقرر ہوے تہے جنرل نے
Adams Marshall
تو ہنڈیل کھنڈ سے براہ ساگر سرونج کیطرف کوچ کیا اور کرنل بہوپال کو براہ دور و دراز جانب مغرب سے گئے جب یہ کام ہو چکا تو یہ فوجین راجہ ناگپور کے ملک کو روانہ ہوئین ۔ صفحہ ۴۶۴ امیرنامہ انگریزی ۔

[52] آنریبل ماونٹ اسٹارٹ لفنسٹن رزیڈنٹ پونہ سے مراد ہے جو ایک سول سرونیٹ بنگال
Hon. Mount Stuart Elphinstone
گورنمنٹ کے تہے ہندوستانی آدمی جنکو مطلق امتیاز عہدون کا نہین ہے اس جنگ مین اسی افسر کو بڑا سمجہتے ہین اور اون مہمات مین تو کمانڈر انچیف مانتے ہین جو بمقابلہ باجی راؤ پیشوا کے ہوئی تہین صفحہ ۴۶۴ امیرنامہ انگریزی یہہ سچ ہے کہ شروع انگریزی عملداری مین ہندوستانیون کو بہت کم تمیز عہدون کی تہی بلکہ وہ بجائے اصلی بات معلوم کرنیکے اپنی خیالی باتون پر زیادہ تر وثوق کہتے تہے چنانچہ مین نے اپنے بچپن مین بہت لوگون سے سنا ہے کہ سب سے بڑا عہدہ تو لاٹ کا ہوتا ہے اور اوس سے چہوٹا منتکلف ہوتا ہے اور گورنر جنرل کوئی ہوگا تو لاٹ لائی کا بچہ ہوگا ۔

[53] یہہ دار و مدار ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۳۲ھ کو ہوا تہا ۔

مادہوراج پور سے دس پندرہ کوس کے فاصلہ پر آپہونچے اور وہان سے اونہون نے
نواب کے لشکر کی راہ کو ٹہ اور مہاراج ملہار راؤ ہلکر کے لشکر کی طرف جانیکی بند کر دی اور
نیز دہلی کیطرف سے لوی اختر صاحب نے معہ ایک ہزار فوج اور بہت سے توپخانے کے جیپور کے
پاس پہونچکر عہدنامہ پر مہر کرنے کے واسطے نواب پر زور دیا کی اوسوقت فیض اللہ خان
بنگش جو نواب کے قدیم رسالدارون اور رفیق نوکرون میں سے تہا نمکحرامی کر کے معہ اپنے
رسالہ کے انگریزون کے پاس چلا گیا اور علاوہ اوسکے فوج خاص کے اکثر آدمیوں کا
بہی یہہ فاسد ارادہ نواب کو معلوم ہوا کہ وہ اونکو پکڑ کر انگریزون کے حوالہ کر دینے کی فکر
میں ہیں اور بعض شخصون نے انگریزوں کی طرف سے صلح ہو جانیکی صورت میں یہہ سبز
باغ ترغیب کا دکہلایا کہ دیکہو انگریزوں نے نواب شجاع الدولہ بہادر سے باوصف
شکست دینے کے کیا سلوک کیا اور وقت ملاقات کے اپنے اقرار کے موافق کیا کیا
فائدہ اوسکو پہونچایا اور نواب کو بہی اوسوقت کچہہ امید مدد اور معاونت کی سرداران
ہمعصر سے نہین رہی تہی کیونکہ مہاراج ہلکر کے لشکر مین تو بہت کچہہ فتنہ اور فساد
اونکی رانی کے ہاتہوں سے برپا ہو رہا تہا اگر نواب اونکے پاس جاتے تو وہ قریب تہے
نواب کو اپنے پاس بلوا کر ایک مسلح جماعت کے ہاتہوں سے وہیں خفیہ طور پر دغا سے
اونکا کام تمام کر دینے کو تیار تہین قطع نظر اسکے جرنیل مالکم صاحب معہ ایک جنگی فوج
کے اوس ضلع میں پہونچگئے تہے اور اونہون نے اکثر وہاں کے سردارون مثل نواب
محمد غفور خاں وغیرہ سے سازش کر لی تہی اور ہز لاٹ میر الکنس[لہ] صاحب معہ بہت سی
جمعیت کے گوالیار کے قریب دولت راؤ سندہیہ کے لشکر پر اور جرنیل آدم صاحب[علہ]

[لہ] صحیح نام مارکوئس آف ہیسٹنگس ہے جو گورنر جنرل ہے راجپوتانہ میں انکو لاٹ میرا لکھے ہیں ۔

تو مہلت کے بعد جب باوہوراج پورہ مین رسد نہ پہونچنے سے قلعہ والون کا قافیہ اورقریب تہا کہ وہ قلعہ فتح ہو جائے تو سنا گیا کہ انگریزون نے ایک بڑی معہ توپخانہ سنگین کے فراہم کرکے ہرطرف سے فوج کشی کی ہے اور نواب کے لالہ نرنجن لعل سے جو دہلی مین منتظم الدولہ مسٹر مٹکاف صاحب کے پاس حاضر تہا چند درچند اقرارات ملک دکن کا حصہ دینے اور طرفین کی مصالحت اور طرح طرح کے فائدہ ہونیکے کرکے اونکا ایفا بعد صلح ہو جانیکے منحصر رکہا اور عہدنامہ جو نواب کے مدعا سے خالی اور اپنے مقاصد سے مملو تہا تیار کرکے واسطے نواب کے پاس بہیجا اودہر اکبر باد سے جنرل ڈنکین صاحب پنڈارا تدارک کا بہانہ کرکے معہ ایک سنگین فوج کے ہنڈون اور خوشحال گڑہ ہوتے ہوئے

---

۵۱ یہہ جاگیرین دکن اور دوسرے مفتوح صوبون مین بالکل خیالی تہین صرف نواب کو اونکا خواب آیا ہوگا لیکن حقیقت مین تو اونہون نے کوئی وعدہ ایسا حاصل نکیا تہا اور نہ اونکو ادروئے شرایط جو طے ہو چکی تہین زیادہ ملنے کی امید تہی۔ صفحہ ۴۶۳ امیرنامہ انگریزی۔

۵۲ پہلے جنرل ڈنکن نے دہولپور باڑی کیطرف کوچ کیا پہر لارڈ ہیسٹنگ ایک بڑی کے فوج کے ساتہہ سیوند کو (جو سند ندی پر واقعہ ہے) سندہیہ کو اپنی طرفداری پر مجبور کرنے کے واسطے گئے اول ہفتہ ماہ نومبر ۱۸۱۷ء مین سندہیا سے صلح کا عہدنامہ ہوا تب جنرل ڈنکن پنڈارون سے مقابلہ کرنے اور اونکو شمال یعنی نواب اور راجپوت ریاستون کی طرف بہاگنے سے روکنے کیواسطے بوندی مین پہونچے جہان کہ وہ درمیان نواب اور ہلکر کی فوج کے تہے اور یہہ ایسی جگہ تہی کہ جہان سے لارڈ ہیسٹنگ و نیز درمیانی فوج سے مدد آتی رہے ان وجوہات سے نواب کو جیسا کہ وہ خود لکہتے ہین کشت مات ہوگئی اور سوا اطاعت کے اور کچہہ چارہ نرہا۔ صفحہ ۴۶۳ - امیرنامہ انگریزی۔

آٹھوان حصّہ
حالات صلح و شکست ٹانک

باب چہل و یکم

انگریزون کی لشکر کشی پنڈارون پر اور زور دہی اکٹر لونی کی نواب پر عہدنامہ کیواسطے ملجانا سرداران نواب کا انگریزون سے نہونا امید مدد کی ہلکر اور سندہیا وغیرہ سرداران وقت سے۔ نواب غفور خان کا انحراف مہاراجہ ہلکر سے اور سازش کر کے جنرل سر مالکم سے اپنے نام لکھالینا پرگنات جاگیر صاحبزادہ وزیرالدولہ بہادر کا۔ راضی ہونا نواب کا صلح پر اور صفائی کر لینا ٹھاکر سنگھ بہارت سے اور ڈیرہ کرنا موضع نیماہیڑہ کے پاس ماہوراج پورہ کا محاصرہ چھوڑکر۔ جنرل صاحب سے ملاقات اور مہر کردینا عہدنامہ پر اور نقل اوس عہدنامہ کی۔

مہاراج ہلکر کی سازش سے جو جود ہپور مین نوکر ہو گئے تہے نکل جانا مفصل عرض کیا نواب ہانے
وہ روپیہ فوج والون کو تقسیم کر کے پھر ارادہ حملہ کا کیا اور جنسی کی بڑی توپون سے گولہ اندازی
کا حکم دیکر قیامت برپا کردی اور ہر طرف سے حملہ کرنیکی تجویز کر کے ہر ایک مورچہ کا بندوبست
اپنے ذمہ لیا فوج خاص اور کمپو کے تمام سردارون کو سمجھا دیا کہ جب بان چلایا جائے
تو اوسکو حملہ کا اشارہ سمجھکر یکبارگی ہر طرف سے حملہ کرین اور بہادری کے ساتھہ قلعہ مین کود کر
دشمنون کا کام تمام کر ڈالین چنانچہ سب لوگ کمرین باندہ کر بان چلنے کے منتظر تہے کہ مشیت
ایزدی سے بان کے چلتے ہی مخالف ہوا چل کھڑی ہوئی جس سے وہ بان قلعہ تک نہ پہونچکر
لشکر کی طرف ہی لوٹ پڑا اور دوسرے مورچہ والون کو اوسکی خبر ہی نہ ہوئی وہ ویسے ہی اوسکی
منتظر کھڑے رہے اور جدہر سے وہ بان چلا تہا اوسطرف کے مورچے والے دہاوہ کر کے
قلعے کے نیچے تک جا پہونچے اور دوسرے مورچہ والون کا راستہ دیکھنے لگے کہ اس
اثنا مین قلعہ والون نے کہ جنکی مراد کے موافق وہ ہوا چل گئی تہی ہر ایک طرف سے آکر
اوسی طرف لڑائی شروع کی اور مارے تیرون اور چہرون کے ان لوگون کا منہہ پہیر دیا اور
بہت سے آدمیون کو مار ڈالا جب یہ تدبیر بہی اولٹی پڑی تو نواب نے پھر حملہ نکیا اور قلعہ میں
رسد نہ پہونچنے دینے کی تجویزون کو عمل مین لا کر نو مہینے تک اوسکا سخت محاصرہ رکہا
یہہ واقعہ سنہ ۱۲۳۲[۱] ہجری مین ہوا۔

[۱] سنہ ۱۲۳۲ ہجری ۲۱ نوامبر سنہ ۱۸۱۶ کو شروع ہو کر ۱۰ نوامبر سنہ ۱۸۱۷ کو ختم ہوا۔ صفحہ ۱۸۴۔ امیرنامہ انگریزی۔

ریاست کے کاموں کو چھوڑ دینا چھتر سنگھ کا مسند نشین ہونا

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴۹

نقل خریطہ

کاغذ افشان بوٹہ دار

مہاراجہ کنوار صاحب مشفق مہربان الطاف نشان سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد اشتیاق معانقہ جسمانی و مکالمہ زبانی کہ از حد افزونست مشہود رائے محبت اقتضائے نمودہ می آید الحمد للہ والمنۃ که حالات طرفین مقارن خیر تہاست پیش ازین رگھناتھ چوبڑہ را تمامی مقدمات فہمانیدہ رخصت آنصوب نمودہ ام اغلبکہ بخدمت سامی رسیدہ اظہار حالات نمودہ باشد اگرچہ رخصت لالہ شیو پرشاد وکیل محمد عمر خان ہمراہ چوبڑہ مذکور شدہ بود لیکن از باعث فہمایش مردم افواج در روانگی شان توقف گردیدہ حالا مشار الیہ معہ چھوٹ جی بہیلواڑہ بخدمت میرسند لازم کہ بموجب اظہار مشار الیہ سبیل زر شان نمودہ دہند و باور خاطر است کہ افغانان یکہ امکان بہیلوارہ واگذاشت کردہ خواہند داد درصورتیکہ بدید بعد مسافت اینجانب در اخلای مکان ایستادگی نمودہ لیت و لعل سازند آن مہربان بطوریکہ شود تدارک شان نمودہ مکان واگذاشت کردہ بگیرند واللہ باللہ کہ ثانی الحال جائے شکایت بدل اینجانب نخواہد بود بوجوہ از ہمعنی دلجمعی دارند و ہموارہ بصدور سامی نامجات خیریت سمات یاد و شادی کردہ باشند۔ زیادہ شوق است و بس فقط۔

ایضاً

کاغذ افشان بوٹہ دار

مہاراجکنوار صاحب مشفق مہربان الطاف نشان سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد اشتیاق ملاقات بہجت آیات کہ بیش از اندازہ تحریر و تقریر است مشہود رائے محبت اقتضائے نمودہ می آید الحمد للہ والمنۃ کہ صفحہ حالات جانبین بنقوش خیر تہا مرتسم است سامی نامہ اتحاد آمود وصول ابتہاج آوردہ ابواب مسرت و شادمانی بر خاطر مشتاقان کشود در مقدمہ خاطرداری دولہی سنگیان کہ باقتضائے مصلحت وقت و مدنظر رفع شر تحریر آوردہ اند و باعتماد دوستی و خیر خواہی دوستدار آن مشفق منظور مزاج ساختہ بود و بہو گرامی در ضمن آن یاد در خاطر فرمودہ اند وقوع ایمعنی خیلے موقع و مستحسن دریافت گردید و بمغالطہ اشتباہ منقوش خاطر گشتہ کہ اگر آن مشفق را این طور بصدق کلام اینطرف اعتماد کلیہ خواہد بود بفضل الٰہی یوماً فیوماً سرسبزی ریاست گرامی جلوہ انتظام خواہد نمود

ے صحیح نام بیلواڑہ۔ بہیلواڑہ تو میواڑ میں ہے۔

چلتی رہتی تہی مگر وہ قلعہ فتح ہوا اور حو یکہ ایک مدت اوسکے محاصرہ کو گذر گئی آخر ایکدن نواب نے فوج خاص اور کمپو کے افسروں کو ملازم کہدیا کہ قلعہ کی دیوار کو مارے گولوں کے توڑ کر اوس راہ سے حملہ کریں اور حملہ کے وقت قلعہ کے ہر ایک طرف سے زور ہی کرکے حریف کو ایسا ہو کہ دس کہ دو یہہ ہی جانے کہ صرف اسی دیوار سے قلعہ پر حملہ ہوگا سنکے منظور کیا اور قلعہ کی ایک دیوار کے سامنے بڑی بڑی توپیں جلسی کی لگاکر گولے مارنے شروع کئے ابہی قلعہ کی دیوار نقدر کافی نہیں گری تہی کہ ولایتیوں نے جو ہندوستان کی بولی نہیں سمجہتے تہے کوتاہی سے قلعہ پر حملہ کر دیا اور اونکی مدد کو کمپو وغیرہ کے آدمی بہی دوڑ پڑے قلعہ والوں نے یہہ دیکہکر چہپروں میں آگ لگا لگاکر قلعہ پر سے ساسنہ اور خندق کی طرف پہینکدئے اور توپ و بندوق شروع کرکے بہت سے ولایتیوں کو مار ڈالا اور چونکہ دیوار اور چہپروں کے گرنے سے راستہ بند ہوگیا تہا اسلئے یہہ حملہ واپس آیا اوسوقت نواب تن تنہا ایک گہوڑے پر سوار ہوکر مورچوں میں پہرتے تہے اور جہاں خود بدولت مرور ہوتا تہا وہ کرتے تہے چنانچہ جب اونکو یہہ ماجرا ہوا تو اونہوں نے ولایتیوں کے اوپر پہرہ بٹہا دیا اور اونکو اس نافرمانی کی سزا دی مگر وہ وقت ہتل تیر کے ہاتہہ سے نکل گیا اور دوسیر اوٹہی بڑی تحصیل بہی یک قلم بند تہی کیونکہ تمام فوج قلعہ سے لگی ہوئی تہی اور جو ہمیر کا معاملہ وصول ہونے میں وہاں کے کارپردازان کی باہمی مخالفت اور سنگہی فتح راج کی کاردکشی سے دیر ہوگئی ان وجوہات سے فوج اور کمپو کے آدمیوں کو بڑی تکلیف گذرنے لگی تاہم آخرکو والئے داتا رام محمد عمر خاں اور اخوند زادہ محمد ایاز خان اپنی عقلمندی سے ڈیڑہ لاکہہ روپیہ کی ساہوکاری کہمبہیر سنگہ[1] سے لے آئے اور اونہوں نے راجہ مان سنگہ کا

[1] جاواراء کہمبہیر سنگہ کے نام نواب کے دو خطوں کی نقل جان کاری ہر ایک میں محمد عمر خاں سنگرہ سیاہ کی چہڑالینے کی اجازت ودو سری میں سنگہی امداد کے خاندانی لوگوں کی سفارش معاملات جیپور اور مہاراجہ جیپور کی صلح رہنے کی شکایت اور مہاراجہ جیپور کے کاملاً [illegible]

رابطہ دوستی تعلق وررمانند ... جس لراوسکے ساتھہ صلح کرلی اور وہاں سے کوچ ومقام کرتے اور معاملہ لیتے ہوئے ماڈول تک پہونچے تہے کہ رائے داتارام کی عرضی پہونچی جسمین لکہا تہا کہ معاملہ کی درستی بشرط کوچ کرجانے فوج فیروزی کے علاقہ جودہپور سے ٹہرتی ہے نواب نے بہی مصلحت وقت دیکہکر مراجعت کی اور کوچ درکوچ موضع بی بن داخل ہوئے وہان رائے موصوف نے خود حاضر ہوکر عرض کیا کہ ڈیڑہ لاکہہ روپیہ بشرط کوچ کرجانے حضور کے ٹہرا ہے سواب کوچ کرجانا ہی علاج دولت ہے نواب نے قبول کرکے اونکو معہ اخوندزادہ محمد ایار خاں بہادر اور محمد عمر خاں کے روپیہ لانے کیواسطے سنگی رام[1] راج مختار کا جودہپور کے پاس بہیجا اور خود بدولت کوچ کرکے موضع ہراڑہ[2] علاقہ کشن گڈہ[3] کے پاس ٹہرے اور بیس ہزار روپیہ پیشکش گڈہ سے معاملہ کے لیئے۔

اس اثنا میں محمد سعید خاں اور قطب الدین خاں وغیرہ آفریدیوں نے تنخواہ کے واسطے دنگہ کرکے فوج سے ایک کوس پر ڈیرہ کیا مگر افغانان رامپور یہ وغیرہ کے موافق ہوئے سے نواب پر قابو پانا ممکن نہ دیکہکر محمد سعید خاں سواتی کو سوالخواس کے واسطے بیچ میں ڈالا یہہ سواتی جسکی قوم پٹہانوں میں عموماً فسادی مشہور ہے در پردہ آفریدیوں سے ملا ہوا تہا جہوٹ سچ باتیں بناکر نواب کو آفریدیوں کی فہمایش کے بہانہ سے اونکے پاس لیگیا آفریدیو

[1] سنگی رام راج انکو لشکر میڑتہ کیطرف واسطے تحصیل زر کے نے گیا تہا جیسا کہ معمر اسحق کی نوٹ میں لکہا جاتا ہے۔

[2] ہراڑہ میں اب انگریزی عملداری ہے۔

[3] اسکے بعد پہر نواب جودہپور میں نہیں آئے تاریخ کہجاوں میں ہی لکہا ہے کہ بعد محاصرہ رائے پور کے نواب کا آنا پہر اس اطراف مین جیسا نواب کا ذکر محاصرہ رائے پور کے بعد کہاوں کی تاریخ ... میں آتا ہے وکیل جودہپور کی یادداشتوں میں نواب اور مہاراجہ مان سنگہ کی آخری ملاقات بمقام ... ہ سمت ۱۸۶۲ کو لکہی ہے۔

درمیان دوستی کے علاوہ رشتہ داری بہی قایم ہوگئی تہی کہ سندہیا کی بیٹی صاحبزادہ وزیر الدولہ
بہادر سے منسوب تہی اسلیئے نواب نے طرفین کی منافقت مناسب نہ سمجہہ کے طرح دی
اور کوچاون علاقہ ٹہاکر شیوناتہہ سنگہ اور موضع بالوہ وہوجاگیر ابراہیم خان ملازم راجہ مان سنگہ[۱]
وگہڑی چینڈاول وغیرہ دیہات علاقہ جودہپور سے معاملہ لیتے ہوئے قصبہ رائے سین[۲] علاقہ
روپ سنگہ پر پہونچے اور اوس گڑہی کا محاصرہ کرکے معاملہ کا روپیہ لیا اور رائے داتارام کو
معاملہ جودہپور کے سوال جواب کے واسطے کنور چہتر سنگہ کے پاس بہیجا اور آپ وہان سے وہادہ
کے مقام سرپالی[۳] علاقہ جودہپور کے اوپر گیئے۔ کہ جہان کا زمیندار پہلے اخون زادہ محمد ایاز خان
بہادر سے مصدر خلش ہوا تہا۔ اور اوسکو محاصرہ کرکے عرصہ قلیل مین فتح کرلیا اوسکی لوٹ سے
بہت سا مال ہاتہہ آیا وہان سے نواب ایکدو منزل آگے کوکوچ کرکے شہر ناڈول علاقہ گہانے
راو ضلع جودہپور کیطرف جاتے تہے کہ باپو سندہیا نے اونکے لشکر سے دو تین کوس کے فاصلہ
پر آکر ڈیرہ کیا اور وکیل بہیجکر نواب سے جودہپور کی عملداری مین آنیکا جواب پوچہا نواب نے بلحاظ

حاشیہ صفحہ ۱۴۵ سلہ یہ پرگنہ مارروٹ سے مارواڑ کی حد شروع ہوجاتی ہے۔ سلہ جابل پرگنہ ناگور مین ہی سلہ موںڈوہ اور کوچیرہ
بہی مواضعات پرگنہ ناگور مین سلہ یہہ بیٹی باپو سندہیا کی مسلمان عورت سے تہی سلہ یہہ ولایتی نواب کے نام مارواڑ مین مشہور
اور بہت معتمد علیہ مہاراجہ مان سنگہ کے تہے اونکے پوتے نواب نجف خان شیر گڑہی بہی معززملازمان راج جودہپور سے ہین۔

[۱] صحیح نام رائےپور کیونکہ روپ سنگہ اوسوقت رائےپور کا ٹہاکر تہا اور رائےسین مارواڑ مین کوئی گانو نہین ہے۔

[۳] صحیح سرپاری ہے۔ یہہ ٹہکانہ کرپاوت راٹہوڑون کا پرگنہ سوجت مین ہے اس معرکہ کا حال اوسکی تواریخ مین اسطور پر لکہا ہے
کہ اخون سرپاری پر آیا ایک مہینے تک گولے چلے ٹہاکر رامہ سنگہ نے حملہ کرکے اخون کو بہگا دیا اور فتح پائی اخون کی مدد پر امیر خان
فوج لیکر آئے اونسے جنگ ہوی اور رامہ سنگہ مگر سدی ۸ سمت ۱۸۷۳ کو کام آئے۔ اب رامہ سنگہ کا پڑپوتہ مکند سنگہ
سرپاری کا ٹہاکر ہے۔ مگر سدی ۸ سمت ۱۸۷۳ تاریخ ۲۷ نومبر سنہ ۱۸۱۶ع کو ہوئی تہی۔

دینے کا وعدہ کیا تھا۔ راج کا اختیار دیا اونہوں نے معاملہ کے ادا کرنے مین حیلہ حوالہ کرکے سنگی اندراج کے بیٹے فتح راج[۵] کو بلایا اور اس نیت سے کہ کچھ روپیہ اوس سے بطور ڈنڈ کے وصول کریں تسلی دیکر مختار بنایا نواب نے یہہ حالات معلوم کرکے کرنیل مہتاب خان کو تو نواب روشن الدولہ کا خطاب دیکر معہ کمپو کے ہنڈون اور محمد گڈہ کے بندوبست پر بہیجا اور راجہ بہادر لعل سنگہ کو چندلائی لال سوٹ لاین اندہی پہولالی کے انتظام پر اور نصیر الدولہ نواب جمشید خان کو چاکسو اور شیوداس پور وغیرہ کے نظم و نسق پر روانہ کیا اور آپ معہ فوج خاص اور کمپو میان اکبر محمد خان کے جودہپور کی طرف روانہ ہوئے اور سیہہ چورو پرانہ بچون اور کراج اور نوراج علاقہ جات جیپور مین کوچ و مقام کرتے اور معاملہ لیتے ہوئے کشنگڈہ کے ضلع میں پہونچے وہان سے مارو تہہ اور ڈیڈوانہ کی راہ سے موضع جایل[۶] دہہ جاگیر راو سندیہہ پر پہونچکر ڈیرہ کیا اور اوس مقام کی ضبطی کی بابت یہہ نے جو معہ پہ کمپو کے ناگور کے ضلع کی تحصیل کر رہا تہا یہہ حال معلوم کرکے موندوہ اور کوچیرہ دیہات جاگیر اخون زادہ محمد یار خان بہادر کے ضبط کر لئے جو کہ نواب اور اسعد ہید روشن کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

معاملہ ٹھہرانا کار پردازان جودہپور کا بشرط کوچ کرجانے نواب کے۔ اور
جانا نواب کا علاقہ کشنگڈہ مین اور معاملہ لینا وہان کے راجہ سے
وہرنہ اور قضایا آفریدی افغانون کا پکڑ لیجانا ٹہاکر بہارت سنگہ زمیندار
لدانہ کا قبائل اخون زادہ محمد ایاز خان کو قلعہ ٹوڈری سے مادہورا جپورہ
مین۔ اور چڑہائی نواب کی اوس پر معہ تمام کمپوون کے اور متواتر حملہ
کرنا اونکی فوج کا قلعہ مادہورا جپورہ پر۔ اور ہر دفعہ ناکام واپس آنا
بعد نقصان کثیر کے اور آخر مین مسمار کرنا نواب کا قلعہ والون کی۔

جوکہ بعد مارے جانے سنگی اندراج دیوان راج جودہپور اور آیس دیوناتہہ گرو
راجہ مان سنگہ کے کنور چہتر سنگہ خلف راجہ موصوف نے مسند نشین ہوکر سنگی اندراج
کے بہائی گلراج[۵۱] کو جان سے مارڈالا اور اسکے چند وغیرہ چند سرداران مارواڑ کو جو سنگی
اور آیس جی کے مارنے کے بانی مبانی تہے اور جنہون نے نواب سے ۴۰ لاکہہ روپیہ

---

[۵۱] دیکہو صفحہ ۴۴۵)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۳)

[۵۲] سنہ ۱۲۳۱ ہجری ۲ دسمبر سنہ ۱۸۱۵ کو شروع ہوکر ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۱۶ کو ختم ہوا تہا۔ صفحہ ۵۱۴ عہدنامہ انگریزی۔

دریا اوتر گیا اور وہ فوراً مورچوں کو برخاست کرکے اپنے لشکر مین آگئے اور اوسی عرصہ مین متواتر چند خطوط بائی صاحبہ یعنی مہاراجہ ہلکر متوفی کی رانی کے بہی اونکے پاس پہونچے جسمین لکہا تھا کہ جیپور کا تاراج ہے اسکو برباد نہ کرنا چاہیے نواب نے بلحاظ اونکے اور نیز اس خیال سے بہی کہ پٹہانوں کی یورش مین تمام شہر جیپور کا لٹ جاتا اور اونکے کچہ ہاتہہ نہ آتا معہ تمام فوج کے کوچ کرکے سانگا میر کے راستہ پر موضع واٹکا مین جا ڈیرہ کیا اور وہان سے ہنوان کہیڑہ پر جو مادہو راج پورہ کے قریب ہے ہوکر برسات کی وجہہ سے کچہ عرصہ تک قیام رکہا اور کمپو والوں کے واسطے جو تکلیف خرچ کی وجہہ سے دنگہ فساد کرنے پر آمادہ تہے پچیس ہزار روپیہ محمود خان سے ٹونک کے پرگنہ پر اور چالیس ہزار روپیہ فیض اللہ خان بنگش سے سانبہر اور مانوہ کے اوپر پیشگی لیکر یہہ تینوں پرگنہ اونکے سپرد کردئے یہہ واقعہ ۱۲۲۱ ہجری مین ہوا۔

باب چہلم

روانہ ہونا نواب کا جودہپور کیطرف اپنے کمپوؤن کو علاقجات جیپور مین چہوڑکر اور لینا زر معاملہ کا اکثر علاقہ جات مارواڑ سے یہ بیجنا راسے داتا رام کو کنور چہتر سنگہ خلف راجہ مان سنگہ کے پاس سرپاری کی فتح۔ تاڈول کی طرف کوچ اور تعرض کرنا باپو سندیہہ کا طرح دیجانا نواب کا اوسکے مقابلہ سے بخیال دوستی و قرابت کے۔ ڈیڑہ لاکہہ روپیہ

کرکے جابجا مورچے جمائے۔

نواب نے ایکدن صبح ہی توپون کو درابیون پر کہینچکر معہ جمعیت کمپو راجہ بہادر اور سواران فوج خاص کے نالے کے نشیب سے بہٹ کے باغ پر حملہ کیا اور کچہہ دیر تک گولے برسا کر پہر ایک ہی حملہ میں وہ باغ لیلیا اور ہٹا کر چاند سنگہ کے بہت سے آدمیون کو مار کر وہان اپنا مورچہ جما دیا ٹہاکر مذکور معہ اپنی بقیہ جمعیت کے بہاگ کر پروہت کے پاس گیا اور شہر پناہ کی فصیل کے نیچے پناہ پذیر ہوا اودہر کرنیل مہتاب خان نے معہ اپنے کمپو کے نسیان کے باغ پر پہونچکر ناگون کو وہان سے نکالا اور اوس جگہ اپنا قبضہ کیا ناگے وہان سے ہٹ کر ایک دوسرے باغیچہ میں جو شہر پناہ کے قریب تہا داخل ہوئے تو کرنیل مذکور پہر نواب کے اشارہ سے اونپر حملہ آور ہوا اور اونکی توپ اور بندوقوں کے چہرون اور گولوں کی کچہہ پروا نہ کرکے اوس مکان کو بہی اپنے قبضہ میں لے آیا مگر چونکہ موتی ڈونگری کی توپون کے گولے سیدہے پشت کیطرف سے وہان آکر گرتے تہے اور اکثر کمپو والے اونکے صدمے سے تلف ہوتے تہے اسلئے کرنیل نے ہرکارہ کو بہیجکر نواب سے مدد مانگی نواب یہہ سنتے ہی بہٹ کے باغ سے معہ سواران فوج خاص کے چڑہے اور موتی ڈونگری کے نیچے پہونچکر ہرکارہ کی زبانی باواز بلند قلعہ والوں سے کہلا بہیجا کہ اب جو قلعہ سے توپ چلی تو لشکر اسلام کو اپنے سر پر پہونچا ہوا سمجہ لینا قلعہ والے ڈر گئے اور توپ چلانے سے باز رہے جس سے نواب کرنیل کی تسلی کرکے لوٹ آئے۔

چونکہ بہٹ کا باغ درمیان قلعہ پتہروالی اور موتی ڈونگری کے تہا اور وہاں کے گولے سیدہے اوسپر آکر گرتے تہے اسلئے نواب نے راجہ بہادر لعل سنگہ کے کمپو کے مورچے باغون کی خندقون میں قایم کرکے چہپور پر بڑہا دینا شروع کیا تہا کہ یکایک یہہ خبر اونکو پہونچی کہ نصیر الدولہ نواب جمشید خان اور اونکے برادر زادہ محمد یار خان بہادر جو حاجی کے باغ کیطرف مورچہ مار رہے تہے

بہیجی نواب نے بہی خوش ہوکر تعریفون کی شلک کرائی اون دنون مین راؤ چترسنگہ[1] دیوان سعید دل جلپور نواب کے ہمرکاب تہا اور پروہت مانجید اس مختار کار کو نکلواکر اوسکی جگہ قایم ہونیکی استدعا رکہتا ہا جلپور کے بڑے بڑے سردار مثل راؤ لچھمن سنگہ سیکروالہ کشن سنگہ چاموں والہ بہیر سنگہ سال ساموروالہ اور بہادر سنگہ جہلائی والہ وغیرہ بہی پروہت کی مختاری سے تنگ آگئے تہے اور راؤ مذکور کی بحالی چاہتے تہے اونہون نے بہی متفق اللفظ ہوکر نواب سے اسبارہ مین مدد کی درخواست کی جس سے نواب جلپور پر زور دینا مناسب سمجہکر معہ تمام لشکر اور کمپوؤن اور جمعیت نواب جمشید خان وغیرہ کے روانہ ہوئے اور موضع بندر اور بہاگروٹہ باوڑی کے راستہ سے معاملہ لیتے ہوئے موضع جہالانہ اور جگت پورہ کے درمیان جو جے پور سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے پہونچکر ٹہر گئے پروہت بہہ خبر سنکر معہ اپنی جمعیت کے موتی ڈونگری کے نیچے جو جلپور سے ڈیڑہ کوس ہے پناہ لیکر شہر پناہ کے دروازون کا بندوبست کرنے لگا مگر دو تین روز بعد مقابلہ کی طاقت نہ دیکھکر شہر مین چلا گیا اور شہر دلی اور موتی ڈونگری کے قلعون کو سجکر مقابلہ ہوا اوسنے راجہ جلپور کے ٹہاکرون اور سردارون کے بلانے کے واسطے بہی بڑی منت اور خوشامد سے کاغذ بہیجے اور لسیان کے باغیچہ وغیرہ مین دہنی طرف ناگون کی جماعت اور راجی کے باغ مین بائین طرف خاص فوج اور اوسکے مقابل بہٹ کے باغ مین ٹہاکر چاند سنگہ کی جمعیت کو رکہا اور شہر کے دروازون کو بہیم

---

[1] ۵ دسمبر ۱۸۱۲ء مین لال سنگہ اور چتر سنگہ شیو نراین و موہن لال پر غالب ہوکر جملہ کاروبار ریاست جلپور کے اعلےٰ منتظم ہوگئے تھے کہتے ہین کہ امیر خان بھی ملا ہوا تھا انکی ترغیب سے شیخاوتون اور دوسرے سردارون پر بہیجے تہے مگر اونکا دور دورہ تہوڑے ہی دن رہا کیونکہ شروع ماہ جنوری ۱۸۱۳ء مین رزیڈنٹ دہلی نے رپوٹ کی کہ چتر سنگہ نکالا گیا اور نواب کے لشکر مین پہونچا اور مانجید اس اوسکی جگہ راؤ چاند سنگہ کی حمایت سے مقرر ہوا صفحہ ۲۷۲ امیر نامہ انگریزی۔

شیخاواتوں سے مقابلہ ہورہا تہا اور نواب کو جمشید خان کی مدد کیواسطے جانا ضرور تہا اسلئے انہوں نے ایک حیلہ سوچکر درپردہ فیض اللہ خان کے چیلہ رحمان خان سے کہا کہ کل چراگاہ میں بیلون کی حفاظت پر جاکر توپیں چلانا اور ایک ہرکارہ کو ہمارے پاس بہیجکر اوسکی زبانی یہہ عرض کرانا کہ رانگہڑہ سوار حملہ کرکے توپخانہ کے بیلوں کو گہیر لیگئے حسب دوسرے دن چیلہ مذکور نے اسطرح سے کیا اور توپوں کی آواز فوج والوں کے کان میں پہونچی تو وہ فکر کرنے لگے کہ یہہ توپیں کہان اور کیوں چل رہی ہیں کہ اوسی ضمن میں چراگاہ کے ہرکارے پہونچکر بر ملا یہہ خبر دی کہ رانگہڑوں[15] کے سوار توپوں کے بیلوں کو گہیرے لئے جاتے ہیں۔ نواب اسبات کے سنتے ہی عجلت سے اوٹہے اور گہوڑے پر جو تیار کسا ہوا کہڑا تہا سوار ہوکر بہانہ تدارک رانگہڑوں کے وہاں سے نکلے اور بشمول سواران پائگاہ کے جو لشکر کے قریب حسب الحکم کمر باندہے منتظر و مستعد کہڑے تہے روانہ ہوکر متصل موضع کرن دیہ جاگیر بہادر سنگہ چانداوت کے ٹہرے وہان فوج والوں کو بہی بلاکر ایکدو کوس کے فاصلہ سے ٹہرایا اور جہڑی سواری سے بہادر سنگہ کے بہتیجوں پورن سنگہ اور بہوت سنگہ پر جو معہ جمعیت کچہہ سواروں کے لشکر کی کمک یعنی رسد لانیوالوں سے مہمد [illegible]

حاشیہ صفحہ ۷۴۳ [15] شیام سنگہ جہلو اور لساڑ کا ٹہاکر شیخاوتوں میں نہایت طاقتور سردار ہے دریا [illegible] جیتا رام کی پارٹی کا صاحب مدد سردار رہی ہے وہ ۲۰ برس سے ان ٹہکانوں کی حکومت کر رہا ہے اور مسٹر السکون کو مدد [illegible] او بہوانی کا [illegible] مارے وقت بیکانیر کے جنگل سے گذر گیا تہا اوسکا بیٹا رتن سنگہ اس کوشش میں اوسکا شریک تہا لیکن [illegible] ۳۳ کو بہت جلد بعد چلے جانے مسٹر موصوف کے انہے رتن سنگہ کو مار ڈالا [illegible] کے سرداروں نے [illegible] کے بیٹے شیو جی کو پکڑا اور چند سال بعد ساڑہے سینتیس گانوں کی جاگیر اوسکو دلوائی۔ ابہے سنگہ کہیتری کا راجہ [illegible] ملک کا رئیس تہا اوسکو کوٹ پوتلی [illegible] اوس لڑائی میں کہ [illegible] مارا گیا تہا [illegible] کے انعام میں ملا تہا وہ اوسکا بیٹا [illegible] اب [illegible] کا شہر [illegible] حکمران ہے [illegible] شیخاوت [illegible] اور کوٹ پوتلی کے سوا [illegible] تمام علاقہ [illegible]

لشکر میں داخل ہوئے۔

راجہ مان سنگھ نے اوسیوقت سے راج کرنا چہوڑ کر اپنے کو دیوانہ بناکر بولنا چالنا نہانا دہونا کہانا پینا اور اپنی عادت معہودہ کے موافق دربار کے کام کرنا ترک کیا جس سے سردار اختیار کلی پاکر راج کے مختار ہوئے اور دس لاکہہ روپیہ منجملہ ۲۰ لاکہہ کے جو اس کام کیواسطے مقرر تہا نواب نے بہی یہہ ہی مصلحت وقت دیکہکر کوچ فوج کے انجام کرنے لگے نواب نے بہی یہہ ہی مصلحت وقت دیکہکر کوچ کیا اور معاملہ تحصیل کرتے ہوئے بیلیور پیپاڑ اور میرتہ کے راستے کشنگڑہ کے ضلع میں آئے اور وہاں کے گانون [illegible] معاملہ لیتے ہوئے موضع دودہی کوڑی علاقہ ٹونک پر پہونچے وہاں سے میاں سورخان [illegible] عالی پر بحال کر کے بہیجا اور محمد سعید خان و سردرخان کو معزول کیا صاحبزادہ [illegible] متعلقوں کے ماوہ سے بلایا اور کوٹہ کی راہ سے تیسر گڈہ کو روانہ فرمایا اس [illegible] رائے داتارام کے بیٹے لالہ گلاب رائے جو بعد روانگی منشی بہوانی پرشاد کے عہدہ [illegible] پر مامور تہے رخصت لیکر وطن کو روانہ ہو گئے اور منشی بساون لال معہ امیر نامہ جو [illegible] داتارام کیطرف سے جلیور میں سرکاری کاموں کے سوا لکہا کیواسطے کارپردازان بلوچ [illegible] کے پاس متعین تہے حسب الطلب ان کے ممدوح کے لشکر میں پہونچکر عہدہ [illegible] سے مشرف ہوئے یہہ واقعہ ۱۲۳۰ ہجری مین ہوا۔

۱۲۳۰ ہجری تاریخ ۲۳ دسمبر ۱۸۱۴ کو شروع ہوکر ۱۲ دسمبر ۱۸۱۵ کو ختم ہوا تہا واقعات دسمبر ۱۸۱۵ء میں [illegible] [illegible] مولوی سید محمد صاحب کا یہ تاریخ صحیح ہے صفحہ ۱۳۴ امیر نامہ انگریزی

غصہ سے کہا کہ اگر قلعہ مین کچہہ بہی صدمہ میرے پٹہانون کو پہونچا تو اسیوقت شہر کو لوٹ کر قلعہ پر حملہ کر دونگا یہہ سنکر راج کے سردار جو درپردہ بانی مبانی اس واردات کے تہے فوراً قلعہ پر مہاراج کے پاس گئے اور عرض کی کہ ہمکو اطاعت اور فرمانبرداری مین توکچہہ عذر نہین ہے لیکن اسوقت پٹہان قابو پاکر شہر مین گھس آئے ہین اگر یہان یہہ پرخاش رفع نہ ہوئی تو عجب نہین ہے کہ وہ شہر لوٹ کر قلعہ پر چڑہ آئین مہاراج نے کہ جو دانا اور عقلمند آدمی تہے ان باتون کے سننے سے کچہہ دیر تامل کر کے خیال کیا کہ جو پٹہانون سے لڑنے کا ارادہ کرتا ہون تو یہہ ہی میرے سردار کہ جو آگ لگاکر پانی کو دوڑے ہین نہ معلوم میرے ساتہہ کیا سلوک کرین اسواسطے بات کو ٹالکر یہہ ہی جواب دیا کہ اسوقت میرے ہوش ٹہکانے نہین ہین تم جیسا مناسب اور مصلحت سمجہو ویسا کرو سردار جواسی جواب کی تمنا رکہتے تہے اون پٹہانون کے پاس گئے اور تسلی دیکر سب کو باہر لائے تو بہی ہر ایک پٹہان نے ایک ایک سردار کی کمر پکڑ رکہی تہی اور اسطرح وہ نواب کے پاس پہونچے۔ اور پہر اون کے ساتہہ ہوکر بد جمعی تمام اپنے

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴۳ اور یہہ ہی باعث آبس جی کے مارے جانیکا سنگیر امیراج کے ساتہہ ہوا۔ آبس جیکو جب مہاراجہ نے گرو بنایا تہا اور اونکے واسطے حقوق اور آداب مرشدی کے مقرر کر کے مہا مندر مین اونکا ٹہکانہ باندہا تہا تو ایک بڑا پروانہ جسمین وہ تمام حقوق درج تہے لکہکر اوسکے اوپر اپنے تمام سردارون فوجی افسرون متصدیون مصاحبون اور شہر کے ساہوکارون وقوم قوم کے پنچون کے دستخط بطور شہادت کرادیے تہے اوسکی پیشانی پر حسب ذیل فارسی عبارت بحکم نوابصاحب جو اخیر مین باعث قتل آبس جی ہوئے درج تہے۔

محمد شاہ خان بہادر بہادر نواب مختار الدولہ	بہادر محمد امیر خان بہادر نواب امیر الدولہ

قرار داد نواب امیر الدولہ امیر خان بہادر نوشتہ داد آنچہ کہ در ہندوی نوشتہ است مارا و اولاد مارا قبول است ہیچ نوعے قصور نخواہد شد و کسے را ہیچ وجہہ قصور کردن نخواہیم داد خدا و رسول و قرآن شریف درمیان است دستخط منشی خوب چند بالمشافہہ نواب مختار الدولہ محمد شاہ خان بہادر نوشتہ شد قرار داد مختار الدولہ محمد شاہ خان بہادر بموجب مرقومہ صدر مارا و اولاد مارا قبول قسم خدا و رسول و قرآن شریف درمیان است صادر مدستخط نواب ممدوح اگرچہ اس عبارت کے نیچے تاریخ درج نہین ہے مگر اصل پروانہ منگسر سودی ۳ سمت ۱۸۶۶ کا لکہا ہے اور جو اوسکی نقل بعنی کتاب التسماد الغسرانی مین موجود ہوگی اوسکی مہر و دستخط سے درج ہیں وہ ۴ ذیقعدہ یوم دوشنبہ ۱۲۲۴ ہجری مطابق ہوتی ہے یعنی ۱۸۶۶ سمت اکرماجیت کا لکہی

اور مکان کو اندر سے بند کرکے تعب وہیں بیٹھ گئے راج کے نوکروں نے یہہ حال دیکھکر شور وغل کیا اور مہاراج کو خبر دی کچھہ دیر تیر اور بندوق ہی چلاتے رہے مگر مکان کے محفوظ ہونیکی وجہہ سے کچھہ صدمہ پٹھانوں کو نہ پہونچا اسی اثنا میں نواب صاحب جو کمر باندھے ہوئے منتظر اور مستعد کھڑے تھے معہ اپنی فوج سوار و پیدل کے شہر میں داخل ہوئے اور

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۳ نقل ان مہروں کی یہہ ہے ۔

حدا جود
سیت
میر جان سامان
۱۲۱۸
اسبا توکل را

ما داحب بابر راجہ بہادر لعل سنگہ افسر لن کمپو عنوانکہ

اچہ کہ از طلب نواب کمپو نواب مختار الدولہ مرحوم بطرف سرکار مہاراج دہراج مہاراجہ مان سنگہ بہادر بر آمد نشان آن بابر وعدہ آمدہ از سرکار موصوف شدہ رفتہ بشرط بیباقی از دو عہدہ سال کمپو بطرف سرکار موصوف خواہد شدہ ازان اچہ کلمہ دست آویز نوشتہ دادہ شد ۲۷ شعبان سنہ ۱۲۳۰

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۳ (۲) باسم شجاعت نشان محمد سعد خان آفریدی آنکہ باید کہ در قصبہ موندیہ عمل عملہ معمدان مہاراجہ مان سنگہ بہادر کیا مسند و بسعہ بہجے تکلف و تحاور دارا عہدہ بر ساب تاکید مزید دانستہ حسب الارقام عمل آرند تاکید مزید دانسد تحریر بتاریخ ۲۷ شوال سنہ ۱۲۳۰

(۳) باسم شجاعت نشان مہر دستگاہ راجہ بہادر لعل سنگہ آنکہ باید کہ در قصبہ شاہپور طرف راٹہوڑان عمل دخل معمدان مہاراجہ مان سنگہ بہادر کنا مسند و بسعہ بہجے تکلف و تحاور دارا عہدہ درینباب تاکید مزید دانستہ حسب الارشاد عمل آرند ۲۷ شوال سنہ ۱۲۳۰

لہ آیس دیوتا تھے جو مہاراج مان سنگہ کے گرو تھے جب مہاراج نے سنگی اندراج کو پانچ برس کے واسطے مختار کاری ریاست کی دی تھی تو اوس زمانے آیس جی کی چلتی تھی اندر آیس جی اور سنگی دونوں اوں کی رائے سے کام کرتے تھے ۔ (دیکھو صفحہ ۳۳۲)

آکر نواب سے کہا کہ آپ تو بہت حکمت عملی ہمارے قابو سے نکل جانیکی کرتے ہین مگر ہم کب آپکو چھوڑتے ہین نواب نے یہہ بات سنکر وکیل کے کان مین کہا کہ ابتو راز افشا ہوگیا ہمارا یہان سے نکلنا دشوار ہے تم ایسا کرو کہ ہمارے چند رسالدارون کو اپنے ساتھہ سنگی جی کے پاس لیجاکر روپیہ کی نشان دلادو کہ مین انہین کو یہان چھوڑکر چلا جاؤن -

وکیل نے بہی اس بات کو غنیمت سمجھا اور سنگی و آیس جی سے جاکر عرض کیا انہون نے کہا کہ جو یہہ بلا اس آسانی سے دفع ہوسکتی ہو تو مرت جو کو ضرور انکو بہیج دی سے اور روپیہ کی نشان دیدی جائیگی وکیل دوسرے دن صبح ہی رسالدارون کے لینے کو آیا اور نواب کے حکم سے محمد سعید خان و قطب الدین خان وغیرہ دس پندرہ افغانون کو اپنی ہمراہ قلعہ پر سنگی اور آیس جی کے پاس لیگیا وہ دونو خوابگاہ کے محل مین کچہری کر رہے تہے افغانون نے وہان پہونچکر روپیہ کا سوال جواب کرتے کرتے دونو کا کام تمام کرڈالا یعنی قطب الدین خان نے تو سنگی کو باتون مین لگایا اور محمد سعید خان نے تلوار نکالکر پہلے تو بخشی سنگی اندراج کو اور پہر آیس دیوناتہہ جی کو مارا اور[۵۱]

[۵۱] یہہ قتل ۱۰ اکتوبر ۱۸۱۵ء مین ہوا صحیح تاریخ کہین چہپی نہین ملتی دیکہو صفحہ ۲۹۱ امیرنامہ انگریزی -
تصحیح تاریخ آسوج سُدی ۸ سمت ۱۸۷۲ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۸۱۵ء ہے جو سنگی اندراج کی چہتری مین قلعہ جودہپور کے پاس اسکی تعمیر کے نیچے کہدی ہوئی ہے اور نقل اوس عبارت کی یہہ ہے - "دیوان سنگی جی سری اندراج جی لکہی چندجی سمت ۱۸۷۲ متی آسوج سدی ۸ سنگی وار سوا پہر دن چڑہے نواب امیرخان کی دغا سے قلعہ پر خوابگاہ کے محل مین آیس جی سری دیوناتہہ جی کے شامل کام آئے اور سرور دوازہ ہوکر راسولائی کہاٹ پر داگ ہوا - اونکے اوپر یہہ چہتری کرائی ہے جسکی پرتشٹہا سمت ۱۸۷۶ ساکے ۱۷۴۱ آسوج سدی ۸ سنیچروار کو ہوئی" اور یہہ ہی تاریخ تواریخ مارواڑ مین بہی درج ہے - بموجب تقویم موید المورخین کے اسدن ۶ ماہ ذی قعدہ ۱۲۳۰ھ تہی اس تاریخ سے دس روز قبل ۲۶ رشوال ۱۲۳۰ھ کے لکہے ہوئے تین اصل کاغذ سنگی اندراج کے پوتے سنگی ہکمراج کے پاس ہین انمین ایک یادداشت باقرار راجہ بہادر لال سنگہ ہے اور دو پروانہ نوابصاحب کے اسمی راجہ بہادر مذکور و محمد سعید خان آفریدی کے ہین جن سے پایا جاتا ہے کہ نواب صاحب کے زر معاملہ کی سبیل قرار پاگئی تہی اور نوابصاحب نے یہہ پروانے واسطے واگذاشت قصبہ مونڈوہ اور سانبہر کے لکہدئے تہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اونپر عملدرآمد نہوا

سردار مارواڑ کے سنگ آگئے تہے اور اونکو دفع کیا چاہتے تہے اسلئے کیسری سنگہ آسوپ والہ
ٹہاکور سنگہ آہوہ والا سلطان سنگہ سماج والہ اور پرتاب سنگہ نوڑسو والہ وغیرہ نے نواب سے
ملکر درپردہ ظاہر کیا کہ کسی تدبیر سے ان دونو نابکارون کا کام تمام کرڈالو تو ہم ۳ لاکہہ روپیہ
آپکو واسطے خرچ خرچ کے دینگے نواب نے کہا جب تک کہ راجہ کی رانی اور کنور چتر سنگہ
کا اس معاملہ میں کچھہ ایماء نہو ہم صرف تمہارے کہنے سے اس امر کی مبادرت نہیں کرسکتے
رانی اور کنور بہی اسی آتش غم کے جلے ہوئے تہے اور سنگی اور ایس جی کے ہاتہون سے
بطور نظربند قیدی کے رہتے تہے اسواسطے اونہون نے[سلا] بہی بڑی منت کے ساتہہ نواب کے
پاس اس کام کے انجام دینے کا پیغام بہیجا بلکہ کنور مذکور نے خود بطور خفیہ نواب کے پاس آکر
التجا کی تب نواب نے ناچار ہوکر یہہ بات قراردی کہ جو سنگی اور ایس جی مثل سابق کے پہسے راہ ورسم

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۲۸ نواب کے آدمیوں نے مارڈالا ہے مہاراجہ نے حکم دیا کہ جہٹ نوکران قاتل ترکوں کو مارڈالو
سرداروں کے وکیلوں اور دوسرے آدمیوں نے جو نواب سے ملے ہوئے ہے کہا کہ انکے مارنے سے شہر لٹ جانیکا خوف
شہر میں چڑہ کر آگیا ہے مہاراجہ نے کہا کہ اچہا ہے انکو مار لینگے اوسوقت قلعہ اور شہر میں بڑی کہل بلی مچی بازار اور
شہر اور قلعہ کے دروازہ بند ہوگئے لوگ ادہر اودہر بہاگنے لگے نواب نے آسوپ سماج کے ٹہاکروں اور موہا کے چند
وغیرہ کو کہلایا کہ جو ہمارا ایک بہی پٹہان مارا گیا تو ہم تمسے سمجہہ لینگے سردار قلعہ پر گئے اور ایس دیو ناتہہ جی کے بہائی بہیم ناتہہ جی
سے کہا کہ ترک تمکو بہی مارڈالینگے اور جو ربندھ رہو گے تو دونو ناتہہ جی کی جا مختارکاری ریاست کی کم ہی کردوگے پس حضور
سے عرض کرکے پٹہانوں کے مارنیکا حکم ملتوی رکہاؤ بہیم ناتہہ جی نے یہی مصلحت دیکہکر مہاراجہ صاحب سے پٹہانوں کے
نہ مارنے کی سفارش کی مہاراجہ نے ناچار منظور فرمایا اور سرداران پٹہانوں کو اپنے ساتہہ لیکر نواب کے پاس پہونچا آئے تیسرے دن
صبح سے پہر رات گئے تک بازار اور شہر کے دروازہ اور بازار تین روز تک نہیں کہلے ڈہنڈورا بہی شہر کے اندر پیٹا گیا
سرداران اور موہا کے چند سے ساٹہہ ہزار روپیہ نواب کو دئے اور ڈہونڈار کی طرف روانہ ہوئے اوسوقت
سرداروں نے مہاراجہ سے عرض کی کہ نواب سے ملاقات کرنا چاہئے مہاراجہ نے فرمایا کہ ہم اب اس کتے نمک حرام کا مونہہ
نہیں دیکہیں گے

(سلا دیکھو صفحہ ۴۳۰)

اور علاقجات سانبہر و نانوہ کو بطور اجارہ کے فیض اللہ خان بنگش اور میان اکبر محمد خان کے سپرد کرکے صاحبزادہ بہادر کو معہ متعلقان کے نانوہ کے علاقہ مین چہوڑا اور آپ معہ فوج جودہپور کو تشریف فرما ہوئے جب وہان پہونچے تو راجہ مان سنگہ نے حسب دستور پیشوائی کرکے ملاقات کی اور شیخاوت جی کے تالاب پر جو شہر کے پاس ہے ڈیرہ کرایا۔[۵۱]
جو کہ سنگی اندراج بخشی اور آیس دیونا تہہ مرشد مہاراجہ مان سنگہ کی مختاری سے تمام

---

[۵۱] تواریخ جودہپور مین لکہا ہے کہ سمت ۱۸۷۲ کے شروع مین خود نواب امیر خان پندرہ ہزار فوج کے ساتہہ . . . . گانوٴن مین تہانہ بیٹہاتے ہوئے اور روپیہ ٹہراتے ہوئے جودہپور آئے موتہہ اکیے چند و موہنوت گیان مل نے کہا کہ محمد شاہ خان کو نو ہوڑے روپیے دیکر سنگی اندراج نے ٹالدیا مگر نواب تو بہت سے روپیے مانگیگا وہ کہان سے لائیگا اب اپنا داوٴن لگ جائیگا اور سردارون کو جو سنگی اور آیس دیونا تہہ جی کی مختاری سے ناراض تہے نواب کے پاس بہیجکر کہلوایا کہ سنگی اور آیس جی نے مہاراجہ کو بہت دبا رکہا ہے آپ مہاراجہ کے بہائی اور دوست ہو مہاراجہ آپکو بہت چاہتے ہین مگر یہہ لوگ نہین چاہتے کہ آپ مارواڑ مین آئین جو آپ دونون کو مارڈالو تو جسقدر روپیہ چاہو گے ہم اسیکے حصہ جو مختار ہو جائیگا دلادینگے نواب نے منظور کیا اور سردارون سے ضمانت روپیہ کی لیکر سنگی سے روپیہ کا تقاضا کیا سنگی کو بہید حال معلوم ہوگیا تہا۔ اسلئے وہ قلعہ سے نیچے نہین اوترتا تہا اور اسقدر روپیہ خزانہ مین نہین تہا کہ دیکر نواب کا کوچ کرا دے مہاراجہ نواب کے پچہلے سلوکون کا بہت خیال کرتے تہے مگر ہر دفعہ لاکہون روپیہ دینے کو کہان سے لاسکتے تہے ملک تمام نواب اور اوسکے افسرون کی لوٹ مار اور جور و ظلم سے ویران ہوگیا تہا چند سال سے یہہ معمول ہو رہا تہا کہ جب فصل خریف تیار ہوتی تہی تو نواب خود آتے تہے اور لوٹ مار کرتے تہے اور جب فصل ربیع تیار ہوتی تہی تو محمد شاہ خان آتا تہا اور لوٹتا تہا مگر سنگی اندراج اپنی عقلمندی سے دونو کو روپیہ کے نشان دیکر کوچ کرا دیتا تہا لیکن اب اوسکے دشمنون کا پیچ پڑگیا اور سردار سب اوس سے بدل گئے تہے اس سبب سے کچہہ صورت روپیہ کی نہو سکی اور موہنوت گیان مل وغیرہ ہر روز اوسکی طرف سے نواب کو بہکاتے تہے آخر نواب نے قطب الدین خان وغیرہ ۲۷ پٹہانون کو جو اوسکی فوج مین بڑے دنگئی اور چہٹے ہوئے مرنے مارنے والے تہے سرداران مارواڑ سے اونکی جان بچانیکا قول لیکر قلعہ مین بہیجا اونہون نے آسوج سدی ۸ سمت ۱۸۷۲ کو خوابگاہ کے محل مین تنخواہ مانگنے کے بہانہ سے سنگی اور آیس دیونا تہہ جی کو گہیر کر قرابینون سے مارڈالا دو تین آدمی اور بہی مارے گئے مہاراج مان سنگہ قریب ہی موتی محل مین تہے شور و غل سنکر باہر آنے لگے بہاری چتربہج نے محل کا دروازہ بند کر دیا اور عرض کی کہ آیس جی مہاراج اور سنگی اندراج کو مع ۲۵ ستمبر ۱۸۱۵ء

لالہ گلاب رائے راۓ داتارام کے بیٹے کو اور پھر خود رائے داتارام کو جلیپور میں بھیجا آخر بعد بہت سی رد و بدل کے پورے دو لاکھ روپیہ بابت لقایا معاملہ اور نذرانہ کے منصر شیو رایں سے لیا ٹھہرے اور رائے موصوف چند روز جے پور میں رہکر وہ روپیہ نواب کے پاس لے آئے یہہ واقعہ سنہ ۱۲۲۹ ہجری[۵۱] مطابق سنہ ۱۸۱۴ء میں ہوا۔

باب سی و ششم

مختار الدولہ کا میرٹھ پہونچکر سانبھر و مانوہ مین عمل کرنا نواب کا حملہ بیکانیر کے علاقہ مین جانا جمشید خان کا ٹیجا واٹی اور رائے داتارام کا جودھپور مین اور تین لاکھ روپیہ پر فیصلہ ہونا معاملہ جودھپور کا بشرط نکل جانے کمپو ہائے مختار الدولہ کے بیمار ہونا مختار الدولہ کا آنا نواب کا اوسکے پاس اور مرجانا مختار الدولہ کا حاضری اور نظر ثانی اوسکی سپاہ کی اور ضبطی مال و اسباب کی بھیجنا نواب کا اوسکے کمپوؤن کو جیپور کیطرف خود جانا جودھپور مین اور مارنا سنگی اندراج اور آپس دیونا کو سرداران و اہلکاران مارواڑ کی سازش سے قلعہ پر دیوانگی راجہ مان سنگھ کی اور جانا نواب کا بعد وصول زر معاملہ کے ملک جیپور کی طرف اور نایب منشی ہونا رائے بساون لال منصف امیر نامہ کا۔

۵۱ سنہ ۱۲۲۹ ہجری ۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۱۳ء سے شروع ہوکر ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۱۴ء کو ختم ہوا تھا صفحہ ۴۹۱ امیر نامہ انگریزی

شاہ پور مین آئے اوس مقام پر راسئے داتارام جیپور سے آکر شرفیاب ملازمت ہوئے بعد نواب صاحب ناصری وہ علاقہ جیپور کے راستہ سے اجمیر پہونچے اور خواجہ صاحب کی زیارت کرکے موضع بچہار[1] کے پاس جو کہ جیپور اور کشنگڈہ کی سرحد پر واقع ہے معہ صاحبزادہ کے جا ٹھہرے اور وہان جیپور کے مدار المہام مصر شیو نراین کو بلایا جسنے بعرض حصول مدار المہامی کے کچہہ علیحدہ نذرانہ دینے کا اقرار کیا تہا وہ کچہہ روز تک حیلہ حوالہ کرکے آخر کو بہت بڑی تاکید کے بعد آیا اور دس بارہ ہزار سوار اور پیدل کی جمعیت ساتھ لاکر نواب لشکر کے پاس ٹھہرا اوسکا ارادہ کچہہ اور ہی تھا اور اسیوجہہ سے وہ نواب سے آکر نہ ملا اور دو چار روز تک لیت ولعل مین ٹالتا رہا۔ گو کہ ایک دن نواب سانڈنی پر سوار ہو کر گشت کرتے ہوئے اوسکے ڈیرہ پر گئے اور اوسکا شک رفع کر آئے پھر دوسرے دن اوسکو بھی اپنے ڈیرہ پر بلا کر اچھی طرح سے اوسکی تسلی کردی لیکن وہ بھی بڑا فیلسوف تھا بہت کچہہ زبانی خرچ اور زمانہ سازی کی باتون مین ایام گذاری کرکے صحیح وسالم جیپور کو چلا گیا اور رہ براہ تہدا سے نواب نے پھر بھی چند روز تک قصبہ کالک کے پاس ڈیرہ کرکے اس مقدمہ کا سوال جواب کیا مگر جب دیکہا کہ اوسکے خیال مین کوئی بھی بات نہین آتی ہے تو کرنیل مہتاب خان اور مختار الدولہ کے کمپو دلن کی تنخواہ کو علاقہ بوندی سے بلا کر جیپور کی طرف کوچ کیا اور جیپور سے پانچ کوس پر ٹھہر کر مصر مذکور پر اسقدر زور دیا کہ وہ سیدہا ہو گیا اور اوسنے نواب کے متعدان کو واسطے درستی سوال و جواب کے بلایا نواب نے پہلے منشی بھوانی پرشاد رائے ہمت رائے کے بھتیجے اور

[1] راج جے پور مین بچہار دو ہین ایک بچہار شیخاوالان اور دوسرا بچہار ناہادتان۔ دونوں سرحد کشنگڈہ سے دور دور سرحد جودہپور سے قریب ہین نواب غالباً بچہار ناتہاوالان مین ٹہرے ہونگے جو قصبہ کالک وجوبنیر کے پاس ہے اور جہان سے جیپور صرف دس کوس کے قریب پورب مین رہجاتا ہے نقشہ راج جے پور۔

خالی کرنے میں سستی کرتا تہا اسلیئے رائے داتا رام نے ہنڈون میں محمد شاہ خان کے پاس پہونچکر اوس نمک حرام کو اون قلعون سے نکالا اور جے پور والوں کا قبضہ کروایا پھر جیپور مین آکر روپیہ وصول کیا اور نواب کے پاس بھیجا نواب نے سپاہ کے لئے بھیجکر شیر گڈہ سے کوچ کیا اور اپنی فوج خاص مین حوالہ مین متصل مواضعات دیرہ پور اور مانچپور کے پڑی ہوئی تھی داخل ہوئے وہاں سے الوٹ وغیرہ کی راہ سے یلغار کرکے قصبہ بھیورہ علاقہ مہاراجہ سدھیا کو لوٹتے ہوئے یہاں پورہ مین پہونچے اور مہاراج سوائی ملہار راؤ کے شامل ہوئے پھر بیکون جاکر معاملہ لیا وہاں صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر بھی حسب الحکم شیر گڈہ سے آکر حاضر ہوگئے دونوں صاحب

کاغذ سادہ نمبر ۳ ملا لفافہ و مہر و نام مگر کاتب وہی ہے

راجہ صاحب مشفق مہربان مظہر اشفاق فراواں راجہ فتح سنگہ بہادر سلمہ اللہ تعالے

بعد از ادراک مواصلت سراپا افادت کہ مزیدے بر آں متصور نیست مشہود ضمیر تودد تخمیر گردانیدہ می آید الحمد للہ والست کہ بنا میں غنچہ خیریت از دنیا شگفتگی دارد مشتقا خوبی اوصاف آں مہربان بسیار استماع یافتہ کہ بیان نمودن آن نمی توانست ازیں موجب دل این مخلص برائے ملاقات سامی بلیغ میخواہد و اشتیاق ملاقات آنمہربان در دل نہایت پیدا شدہ است اگر خدا تعالیٰ کسے سبب خواہد ساخت حصول ملاقات آن شفیق بدل رفیق خواہد گشت اشتیاق کہ بدیدار تو دارد دل من اللہ داند و دوام دل من است حق تعالیٰ تشفقط فرمائے را دیر گاہ سلامت دارا دو در امن و امان خود دارد و مشفقا در ینولا خانصاحب نتھے خاں را بخدمت شریف مرسول داشتہ است ہر چہ مشارالیہ سمت ایں مخلص اظہار سازد پذیرا باید فرمود و ہموارہ سلسلہ رسل و رسایل معہ خیر و عافیت مزاج سراپا ابتہاج مسرور دستاد کام میسر مودہ باشد زیادہ جمعیت و کامرانی باد فقط۔

قلعے ونڈ سے خان افغان کمونہ والیکو سونپے ہوئے تھے اور وہ نمک حرامی سی اوٹھ نکلے

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۲۱ را بخدمت شریف مرسول داشتہ است ہر چہ کہ خانصاحب معزز اللہ بسمت این مخلص و نواب صاحب امیر الدولہ محمد امیر خان بہادر اظہار سازد بیقین تصور فرمایند چراکہ رابطہ یگانگت و یکجہتی از نواب صاحب مشفق امیر الدولہ بہادر و ازین مخلص بدرجہ اتم است۔ و خانصاحب معزز الہ مختار کار سرکار نوابصاحب بہادر ست گفتہ خان معزز الیہ را بیقین تصور باید فرمود الطلبی منصدعہ داده شد مدام از اشفاق نامہ شفقت آمود معہ خیریت مزاج سراپا ابتہاج سرور و شادکام میفرموده باشند زیادہ جمعیت و کامرانی باد

نمبر ۲ بلا لفافہ و مہر و نام کاتب مگر نمبر ایک کا اور اسکا خط ایک ہے

کاغذ افشان بوٹہ دار

راجہ صاحب مشفق مہربان مجموعہ الطاف بیکران راجہ الہے سنگہ بہادر سلمہ اللہ تعالی

بعد اشتیاق مسرت آیات بہجت سمات واضح رائے سامی باد مشہود ضمیر تو و تخمیر گردانیدہ می آید در ینجا بہمہ وجوہ غنچہ خیریت رو بشگفتگی دارد و خبر خیر عافیت آنمہربان از درگاہ ایزد کارساز مسبب الاسباب شب و روز لیل و نہار نیکو مستدعی میباشد مشفق من خوبی اوصاف سامی بسیار و افزود استماع یافتہ کہ بیان نمودن آن نمیگردد ازین جہت اشتیاق ملاقات سامی این مخلص را بلیغ پیدا شدہ است اگر خدا تعالی افضل خود خواہد ساخت و کسے سبب خواہد شد شوقیت بصد زبان بیان نتوان کرد کلک دو زبان چہ گونہ تحریر کند حق تعالی آن مہربان را مدام در بارگاہ سلامت باکرامت دارد مسرور شادکام گرداناد در ینولا خانصاحب نتھے خان را بخدمت شریف مرسول داشتہ است ہر چہ کہ مشار الیہ در خدمت شریف اظہار سازد بیقین تصور باید فرمود و خانصاحب معزز الہ مختار سرکار نوابصاحب امیر الدولہ امیر خان بہادر ست ہر چہ کہ سمت نوابصاحب بہادر مہ مشار الیہ اظہار نماید پذیرا باید کرد و گفتہ خان معزز الہ دروغ نباید دانست مدام از شفقت نامہ اشفاق آمود معہ خیریت مزاج مسرور میفرمودہ باشند زیادہ بجز عیش و عشرت دیگر امر مبادا فقط مکرر آنکہ خان صاحب نتھے خان را در حیدرآباد رسانیدہ و بندہ عین ممنونی خواہد شد

پر مقرر کر کے جیپور کے راستہ سے روانہ فرمایا اور فقیر محمد خان[1] رسالدار کو بیس ہزار روپیہ کی ہنڈی معاملہ جیپور کی جائداد پر رائے داتا رام کے نام لکھکر لکھنؤ والوں سے سازش کرنیکے واسطے رخصت دی اور جب اوس روپیہ کے وصول ہونے مین دیر ہوئی تو رائے مذکور کے نام ماکیدی رقعہ لکھا جو کہ جیپور والوں نے معاملہ کی ہنڈی اس شرط پر لکھدی تھی کہ جب ہنڈون اور محمد گڈہ کے قلعے وگذاشت کر دیے جاوینگے تو روپیہ ادا کیا جاویگا اور دونو
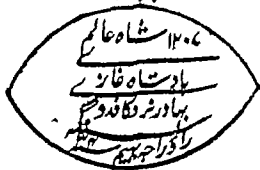
بقیہ نوٹ صفحہ ۴۲۰ مہر کاتب

۱۲۰۷ شاہ عالم بادشاہ غازی بہادر شہ دکا فدوی راجہ ہمت بہادر

خط مرزا کا غذ افشاں بوٹہ دار

نوالصاحت مشفق مہربان مظہر الطاف بیکراں عنایت فرما میر مراد علی میر کرم علی صاحبان بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد از ادراک مواصلت سامی سراپا افادت کہ مزید سرآں متصور نیست ایضاح ضمیر منیر تودد تخمیر گردانیدہ می آید درینجا بہمہ وجوہ خیریت طرفین بدوستگی دارد و خیر دعا یک آں مہربان از دربار ایزد کارساز مسبب الاسباب بیکو خواہان وجویاں مے باشد متعلق بن اوصاف حمیدہ آں مہرباں در ہمہ السیار استماع یافتہ کہ بیان آں نمودن میگردد ازیں جہت اشتیاق ملاقات سامی ایں مخلص را بلیغ پیدا شدہ است اگر خدا تعالیٰ سے خواہد ساعت حصول ملاقات آں تحقیق مدل بدیع خواہد شد۔ شوقیت بصد زباں بیان نتواں کرد کلک دوزباں چگونہ تحریر گرند حق تعالیٰ آں مہربان مدام دیر گاہ بسلامت باکرامت دارا دسر سرشاداب گرداناد مستعفاد نیاز خانصاحب ستہے خان۔

(دیکھو صفحہ ۴۲۲)

[1] فقیر محمد خاں لکھنؤ کے رہنے والے تھے دہلی میں آیا دہلی نوکر ہو کر رہ گیا تھے شیخ ناسخ کی شاگردی کر کے اردو شاعری سیکھی اور گویا تخلص اختیار کیا چنانچہ اوسکا

سونارہ وغیرہ کے راستہ سے آگے کو روانہ ہوئے اور بھانپورہ کے پاس پہنچکر ملہار راؤ ہلکر کے لشکر
سے شامل ہو گئے مہاراجہ نے معہ نواب افتخار الدولہ محمد غفور خان کے جو نواب کی طرف سے
ادیکا مدار المہام تھا پیشوائی کر کے اپنے لشکر میں ڈیرہ کرایا اور نواب سے ہائی صاحبہ سے ملکر
امور ریاست کا انتظام کیا اور صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کو بھی شیر گڈھ سے بلایا کچھ عرصہ بعد
وہ پھر وہان سے ناگپور پر چڑہائی کرنیکی فکر مین کوچ کر کے شیر گڈھ تک پہونچے تھے کہ سندھ کے
نواب کرم علیخان[1] کے وکیل ایک حافظ و منشی کشن داس معہ ایک معقول تحفہ کے پاسند عا کے
لئے حاضر خدمت ہوئے جسپر نواب نے ناگپور کے ارادہ کو فسخ کر کے سندھ کو وکیل بھیجنے
اور وہان جانیکے بندوبست کرنیکی تجویز پیش نہاد ہمت کی اور لالہ جمنا پرشاد[2] کو وہان کی وکالت

[1] میر فتح علی ٹالپوریہ نے ۱۷۸۳ء مین انقلاب سلطنت سندہ کر دیا تھا اور سنہ ۱۸۰۱ء تک معہ اپنے تین بھائیون کے حکومت
کی اوسکے بعد دوسرا بھائی جسکا نام میر غلام علی تھا جانشین ہو کر ۱۸۱۱ء تک راج کرتا رہا پھر میر کرم علی و مراد علی باقی ماندہ دو بھائی
مسند نشین ہوئے اونسے میر صوبہ دار علی ولد فتح علی و میر محمد علی ولد غلام علی نے بغاوت کی غالبًا اسی وجہ سے میر کرم علی
نے نواب سے خط و کتابت کی ہوگی بعدہ دونون بھتیجون کو جاگیرین دیدینے سے فساد رفع ہو گیا جو اسکا انکے قبضہ مین ہین کرم علی
۱۸۲۸ء مین مرگیا لیکن مراد علی تا حال زندہ ہی اور ٹالپوریہ امیران سندہ پر حکمران ہو کرم علیخان کا پیام آنیکے زمانہ مندرجہ اصل سی قریبًا ایکسال
پیشتر ماہ مارچ ۱۸۱۳ء مین امیران سندہ نے قلعہ امرکوٹ کا محاصرہ کر کے راجہ جودھپور سے لیلیا تھا صفحہ ۲۲۷ میر نامہ انگریزی۔

[2] ہمکو تین خطون کی نقلین ملی ہین ایک نورائی راجہ بھیم سنگھ بہادر کی طرف سے میر مراد علی اور میر کرم علی کے نام کا ہے دوسرا راجہ
ابھے سنگھ کا اور تیسرا فتح سنگھ کے نام ہے جو انہون مین نواب کے مختار کار تھے خان کے بھیجنے کا ذکر ہے مگر پچھلے دونون مین کاتب کا
نام معلوم نہین انکی نقلین بھی شامل کیجاتی ہین انمین جمنا پرشاد کا نام نہیں ہے۔

نقول کاغذات

لفافہ بنظر شفقت اثر نواب صاحب مشفق مہربان مجموعہ الطاف بیکران میر مراد علی صاحب بہادر و میر کرم علی خان

حکہ نواب جیپور اور جودہپور کے کاموں سے فرصت پاکر بوندی کے علاقہ میں اپنے لشکر کے
شامل ہوئے تو یہاں شجاع الملک[1] بادشاہ کابل کا فرمان اونکے پاس پہونچا جس میں اوسنے
اپنے بہائی محمود شاہ کے مقابلہ کے لیے جو واسطے تقسیم ملک اور مال کے امادہ جدال و قتال
تہا مدد کی درخواست کی تہی اور اوسیکے ساتھ نصیر خاں شاہ بلوچ والئی سیستان[2] کی بیگم
زیب بانی کا خط بھی صادر ہوا جو نواب کی سخاوت اور شجاعت کا شہرہ سنکر اونکو بوجہہ
اپنی لاولدی کے اپنا جانشین کیا چاہتی تہی نواب نے ان باتوں کو تائیدات غیبی اور یاوری
قسمت سے سمجھکر اوسطرف جانیکا عزم مصمم کیا اور نواب مختار الدولہ سنگی امداد راج دیوان
جودہپور اور مصر شیوبراہن مختار جیپور کو یہہ حال لکھا اور اونکا ارادہ تہا کہ مختار الدولہ محمد شاہ
خاں کو کسی قدر جمعیت کے ساتھ راجپوتانہ میں چھوڑکر اور پرگنہ ٹونک وسرونج وغیرہ خرچ کیواسطے
اوسکے حوالہ کرکے معہ فوج خاص اور کمپوؤں اور توپوں اور دو چار ہزار سوار جیپور و جودہپور کے
کابل کیطرف ہمت فرما ہوں لیکن مختار الدولہ کی کج فہمی اور سنگی امداد راج کی سازش سے خیر خواہی
کو چھوڑکر اس مقدمہ کا خواہاں ہوا اور مصر شیوبراہن نے بھی حاضر ہونے میں لیت و لعل کیا
اس سبب سے اسکی تعمیل کھٹائی میں پڑ گئی اور آخر نواب اون خطوں کا ایک ملایم اور مناسب جواب
لکھکر ضلع بوندی میں تحصیل کرتے ہوئے مانکپور پر جو اسکی دمنی میں لاکھیری کے گھاٹ سے
اوترے اور لشکر کو محمد عمر خاں کی افسری میں ملک مالوہ کی تحصیل پر تعینات کرکے آپ معہ جمعیت
سواران جریدہ کے مکندرہ کے گھاٹہ میں پہونچے وہاں راجرانا ظالم سنگہ سے ملے اور چند روز کیمپ

[1] شجاع الملک تیمور شاہ کا بیٹا اور احمد شاہ کا پوتہ تہا اور اوسوقت محمود شاہ کے قابض سلطنت کابل ہوجانے سے پنجاب میں مہاراجہ رنجیت سنگہ سے طالب امداد تہا تاریخ پنجاب ۔

[2] سیستان اب بلوچستان اور ایران میں منقسم ہے ... بلوچستان کا بھی نام تہا ...

اور نواب اجمیر ہو کر اپنے کمپو کو روانہ ہوئے یہہ واقعہ سنہ ۱۲۲۸ ہجری مین واقع ہوا ۔

باب سی و ہفتم

اپنے لشکر کے شامل ہونا نواب کا علاقہ بوندی مین آنا فرمان شاہ شجاع الملک بادشاہ کابل کا باستدعائے کمک اور نیز پہونچنا خط زوجہ نصیر خان شاہ بلوچ والی سیستان کا نواب کو تبنی کرنے کے لئے ارادہ نواب کا اودہر جانیکو مگر ظہور مین نہ آنا اوسکا بہ سبب عدم تنخواہی مختار الدولہ و سنگی اندراج و مصر شیو نراین مصاحبان راج جودہپور اور جے پور کے پہونچنا نواب کا ملندرہ کے گھاٹ سے مہاراجہ ہلکر کے لشکر مین اور چڑہائی کرنا ناگپور پر آنا وکیلان نواب سندہ کا بطلب امداد و فسخ کرنا نواب کا عزم ناگپور کا اور بہیجنا فقیر محمد خان رسالدار کو لکہنو والون کے ملانیکو وصول ہونا زر معاملہ جیپور کا ہنڈون و محمد گڈہ کے قلعے چہوڑ دینے پر بوساطت رائے داتا رام کے واپس آنا نواب کا مالوہ مین ہو کر مہاراجہ ملہار راؤ ہلکر کے پاس اور بلانا صاحبزادہ کو پہان پورہ مین پہر جانا نواب کا علاقہ جیپور مین اور زور دینا مصر شیو نراین مختار جیپور پر واسطے وصول نذرانہ و زر معاملہ کے اور تصفیہ اوسکا بذریعہ داتا رام کے

۱۴ جنوری سنہ ۱۸۱۳ سے ۲۳ دسمبر سنہ مذکور تک سنہ ۱۲۲۸ ہجری تہا۔ ترجمہ امیر نامہ انگریزی صفحہ ۲۴۸ م

بڑی تعظیم و تکریم سے ملاقات کی اور اپنے لشکر کے قریب چنبل ندی[1] کے کنارہ پر ٹھہرایا اور راجہ حگت سنگھ سے ملاقات کرنے اور ایک مسند پر بیٹھانے کیواسطے کہا اونہوں نے نواب کا استقبال وغیرہ تو قبول کر لیا مگر اونکو مسند پر ساتھہ بیٹھانا منظور نہ کیا آخر راجہ مان سنگھ نے بہت سی چالاکیاں کی تو راضی ہو کر نواب کو ملاقات کا پیغام بھیجا اور جب وہ گئے تو بخوبی پیشوائی اور تعظیم کی اور تینوں ایک مسند[2] پر بیٹھے دوسرے دن راجہ حگت سنگھ نواب کے ڈیرہ پر آئے اور کلمات چرب اور شیریں سے اونکو راضی کر کے کہا کہ ہماری اور راجہ مان سنگھ جی کی تو ملاقات مثل شیر و شکر کے تھی اور اب آپکے ملنے سے آپس میں شکر پڑ گئی نواب نے بھی اسکے جواب میں وہ کلمات کہ جو شایان سرداری کے تھے کہکر اونکو رخصت کیا پھر راجہ مان سنگھ نے اپنی لڑکی کی شادی راجہ حگت سنگھ سے کی اور اونکی بہن کو اپنے عقد ازدواج میں لا کر جیٹھ بدی دسمی[3] کی بعدہ راجہ حگت سنگھ تو جے پور کو اور مان سنگھ جودھپور کو گئے

حاشیہ صفحہ ۱۷۱ نوٹ[1] موضع مرد ضلع داری جی پور میں ہے درمیان مرد اور دیپ نگر کے ۴ کوس کا فاصلہ ہے۔

نوٹ[2] روپ نگر کے پاس چنبل ندی بہتی ہے روپا ندی سے جدا یعنی کنگشندہ۔

نوٹ[3] یہ مسند تین کونے کی شکل مثلث بنائی گئی تھی جسپر ہر ایک بیچ میں نظر آتا تھا۔

نوٹ[4] تواریخ مارواڑ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول شادی مہاراجہ مان سنگھ کی بہادون سدی ۹ سنہ ۱۸۶۰ کو ہوئی اور اسکے دو مہینے بعد مہاراجہ حگت سنگھ کا بیاہ ہوا اور یہ بھی لکھا ہے کہ میر خان جی مدد دیپ نگر میں آئے تھے اور حضور یعنی مہاراجہ مان سنگھ نے ان کو راجہ حگت سنگھ جی کی خاطر تسلی خوب کرا دی۔ کوچاس کی تواریخ میں اسکا سبب زیادہ لکھا ہے کہ نواب امیر خان کو گھر دار کا اطمینان کے واسطے حگت سنگھ جی نے مہاراجہ مان سنگھ جی سے کہا تھا کہ شمس الدولہ کہلاتے ہیں بیٹا پالکی مہاراجہ مان سنگھ اور نواب صاحب کے اس موضع پر کہ چھوٹی تھی قرار دیکر نواب کو دیا اور نواب نے منظور کیا اور کہا مان سنگھ جی کی بات جی کے جیسے میں دیتا ہوں یہ کہکر یہ گھر چھوڑ دیا اسپر میں ہی رکھ لیتا کر رکھا تھا سنگھ جی سے راضی ہے۔ نواب تو چلے گئے اور مہاراجہ مان سنگھ جی کا تک سدی ۲ تک روپ نگر میں رہے۔

۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۰۳   ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۸۰۳ع

ساہوکار سی لانیکے واسطے جیپور مین بہیجا اور وہ روپیہ فوج والون اور کمپو کے لوگون کو آدہا آدہا دلانا تجویز کر کے دونو کی تنخواہ کی چٹہیان اوس پر کر دین اور مختار الدولہ کو ہنڈون وغیرہ کے چہوڑ دینے کیواسطے بہیجا کیونکہ اوس روپیہ کا وصول ہونا کل علاقہ جات جیپور کے چہوڑنے پر مشروط تہا اور خود بدولت معہ فوج خاص اور کمپو کرنیل مہتاب خان کے علاقہ بوندی مین وارد ہوئے اور وہان کمپو کو نگر نینوان کے پاس چہوڑکر جمعیت جریدہ سے شیر گڈہ مین گئے اور چند روز وہان رہکر پہر اپنی فوج مین چلے آئے۔

منگنی اندراج شادی کا معاملہ درست کر کے جودہپور کو گیا اور راجہ مان سنگہ کو اسبات پر مستعد کیا کہ اپنی لڑکی تو راجہ جگت سنگہ کو دین اور خود راجہ مذکور کی بہن سے کتخدا ہون جب اس شادی کی دونو طرف سے پختگی ہو گئی تو ادہر سے راجہ جودہپور نے اور ادہر سے راجہ جے پور نے کوچ کیا اور موضع مروہ اور روپ نگر کے پاس (جو عملداری کشنگڈہ مین واقع ہے) ڈیرہ کر کے بڑی دہوم دہام کے ساتھ جیساکہ عالیشان راجون کا قاعدہ ہے جلسہ شادی قرار دیا[1] راجہ مان سنگہ نے جو نواب سے رابطہ دوستی اور برادری کا رکہتے تہے نواب کو تہنیت نامہ بہیجکر واسطے شریک محفل کے بلایا نواب دو ہزار سوار منتخب اور دو تین پلٹنین لیکر موضع مروہ مین گئے[2] راجہ مان سنگہ نے پیشوائی کر کے

حاشیہ صفحہ ۴۱۵ سے رزیڈنٹ دہلی کی رپوٹ پرسے معلوم ہوتا ہی کہ چاند سنگہ اور بوہرہ خوشحالی رام کے خلاف ایک جماعت ماہ مارچ ۱۸۱۳ء مین قایم ہوئی تہی جسکے سرگروہ ادتیارہ اور کہتری کے رئیس معہ لکہن سنگہ چتربہج کے تہی پہر ۱۹ اگست کو رزیڈنٹ نے لکہا کہ انہون نے چاند سنگہ کو نکلجانے پر مجبور کیا اور راجہ مان سنگہ و نواب میر خان سے صفائی کر لی رزیڈنٹ کی رپوٹ مین جو ذکر نواب سے تصفیہ کرنیکا لکہا ہی وہ اوس فیصلہ کے مطابق ہی جو اون

[1] چونکہ رزیڈنٹ دہلی نے ان واقعات کی رپوٹ ایک چٹہی مورخہ ۲۲ ماہ اکتوبر ۱۸۱۳ء مین کی ہے اسلئے ان کے وقوعہ کی تاریخ شروع ماہ مذکور مین قبول کیجا سکتی ہے ان دونو راجون کی ملنے کی جگہ اور تاریخ کہین بہی اوس خط و کتابت مین درستی کے ساتہہ نہین بیان کیگئی ہے کرنیل ٹاڈ تے بہی ان واقعات کی کچہہ خبر نہین دی ہی گو کہ وہ اون دونو کی تواریخ لکہتے ہین صفحہ ۴۲۳ امیرنامہ انگریزی۔

مان سنگہ کے بخشی امداد اج کو جو حسب الطلب راجہ بہادر کے مدد کیواسطے مارواڑ سے اون کے
پاس پہونچا تہا خود میپول کی طرف رخصت کرکے چند لالی میں پہونچے اور راجہ بہادر کے
کمپو میں داخل ہوئے کمپو والون کو بہت سا روپیہ انعام میں دیا اور انہوں نے اوسکی خوشی میں اسقدر
توپیں چلائیں اور شادیانہ بجائے کہ اوسکا غلغلہ آسمان تک پہونچا مختار الدولہ ہندون سے
آیا اور شرفیاب ملازمت ہوا۔ نواب نے پہر سنگا واٹی میں جاکر قلعہ بہرواس کو جو داتا رام گڈہ
کے علاقہ مین ہے گہیر لیا آخر نواب محمد یار خاں کی معرفت ایک لاکہہ روپیہ لیکر وہان سے
مع کمپو کرنیل محمد شاہ خان وغیرہ کے کوچ کیا اور جے پور سے پانچ کوس پر رخصت اقامت
ڈالا سنگی امداد اج بخشی خود بہی ان دنوں میں وہیں تہا اور واسطے شادی طرفین کے سوال جواب
کر رہا تہا آخر شیو نرائن مختار کا معزول جیپور بجائے ون سے آیا اور نواب کی مدد سے پہر مختار ریاست
ہوا اوسکی اور سنگی امداد اج کی معرفت جیپور سے نواب کو بارہ لاکہہ روپیہ دیا ٹہرا چاند سنگہ نکالا گیا
اور مداخلت کاروبار جیپور سے بیدخل کیا گیا اوسوقت رائے داتا رام ہی بعد انتقال اپنے باپ
رائے ہمت رائے کے وطن سے نواب کے پاس پہونچ گئے تہے نواب نے اونکو ریذکوری

سلہ سنگی امداد اج دونوں نسبساً تعلق ہوتے تہے بعلت سمرات کے راج حوہ جیپور کی فوج اور طولہ اور قلعہ کولیکر ملک
مارواڑ میں سرورہ کرتا پہرتا تہا کہ جاگیرداروں سے روپیہ تحصیل کرکے گذارہ کرے ۔ تواریخ مارواڑ۔

سلہ سنگی امداد اج کو مہاراجہ ملک سنگہ نے اس کے باحت وتاراج سے دن ہوکر بلا اپناوہ آبوتو آسوت اندہ صلاح
کے ٹہاکروں کو لیکر جیپور گیا اور راہ مساکہ سمت سے بہادر حمت ،کورٹ، وہان راجہ پیچ دیوان اور کاوں کے
ٹہاکر سونا ہہ سنگہ اور سنگی امداد اج وغیرہ سرداران مارواڑ کی صلاح سے دونوں راجوں کی شادی علاقہ کرکے دیں ہوا دار
بائی کو مہاراجہ ملک سنگہ نے کہا کہ جو ہم جیپور سے باہر جائینگے تو نواب ہمکو گرفتار کرلیگے سنگی امداد اج نے کہا کہ یہ مہاراجہ
نواب سے کچہ نہیں کہینگے آپ شادی کے اعلیٰ مشکل اپنی سرحد تک تشریف لے چلیں اودہر سے مہاراجہ مان سنگہ جی بہی آجائینگے

مگر کرنیل جہتاب خان نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین جو حضور سے روپیہ دینے کا اقرار بشرط عدم مداخلت
لشکر حضوری کے کرچکا ہون اوسکا ایفا اب بوجہہ تشریف آوری حضور کے کہان سے ہوگا
نواب نے فوج خاص کے آدمیون کی تنخواہ کی چہٹی کرنیل مذکور پر کرکے اون لوگون کو بخوبی
تاکید اسبات کی کردی کہ اوسکی تحصیل مین کسیطرح سے رخنہ نہ ڈالین اور اوس ضلع کی نارنگی
سے ہاتھہ کھینچے رہین۔ اس عرصہ مین راجہ بہادر نے جلپور کے پرگنون مین اپنے تھانہ بٹھائے
اور کچھہ کچھہ جمعیت بہی جابجا تعینات کردی بعد اسکے وہ معہ کسیقدر آدمیون کے مردم بنگاہ
وغیرہ سے تحصیل زر کیواسطے موضع پہاگی علاقہ جے پور کیطرف آیا تہا کہ لشکر جلپور کی جمع ہونیکی خبر
سُنی اور اپنے پاس بہت کم جمعیت دیکھکر علاقہ جات مفتوحہ پر پہونچنے کے ارادہ سے پیچھے
کو لوٹا ابہی چندلائی تک ہی پہونچا تہا کہ چاند سنگہ نے حملہ کرکے مقابلہ کیا اور چند روز تک طرفین
سے لڑائی ہوتی رہی اوسوقت مختار الدولہ کیطرف سے دوندے خان کی کمک تنہا ہی نہ کرنے
سے راجہ بہادر کو مدد نہ پہونچ سکی لیکن میان اکبر محمد خان تو لال سوٹ سے معہ اپنی جمعیت
موجودہ کے کوچ کرکے راجہ مذکور کے شامل ہوگیا اور دونو نے صلاح کرکے بنگاہ کو توقریب
کے ایک گانون مین چہوڑا اور جمعیت جریدہ اور توپون کے ساتھہ کوچ کرنیکا ارادہ کیا تہا
کہ چاند سنگہ راجہ بہادر کے بھاگنے کا گمان کرکے چڑہ آیا توپون اور بندوقون کی باڑین مارنے
لگا راجہ بہادر جو ایک مرد شجاع اور جنگ آزمودہ تہا ہرگز اوس سے نہ گہبرایا بلکہ اوس پر
توپون کے فیر شروع کرکے متعدد علی التواتر گولے مارے کہ تاب نہ لاکر پیچھے کو ہٹ گیا۔
نواب نے جبکہ یہہ خبر شہنشاہ وائی مین سنی تو فوراً کالک مین پہونچے اور محمد خان رسالدار کو جمعیت
جریدہ سے چاند سنگہ کے اوپر بہیجا رسالدار مذکور ابہی تک چندلائی مین ہی نہ پہونچا تہا کہ چاند سنگہ
خوف کہاکر بہجے پور کی طرف بہاگ گیا اور نواب کے افسرون کی فتح ہوئی جس سے نواب راجہ

اس عرصہ میں مختار الدولہ نوواڑہ کے اوپر پہونچا اوسکے کمپو سے اور قلعہ والون سے شہر پناہ
کے باہر مقابلہ ہوا۔ تاہم کمپو والون نے مورچہ قایم کرکے سرنگ اُڑائی اور قلعہ والون کا پیچھا
کرکے خندق سے اوتر گئے اور پھر اونکو گھیر کر اسقدر تنگ کیا کہ عاجز ہوکر باہر نکل گئے اور
بہت سا سامان اور ذخیرہ اونکا کمپو والون کے ہاتھ لگا نواب نے بعد فتح لیچ محل بناس
ندی پر ڈیرہ کیا تھا وہاں مختار الدولہ کے کمپو بھی اونکے حکم سے آکر شامل ہو گئے وہاں
سے کوچ کرکے چاندیاں اور اجمیری سے معاملہ تحصیل کرتے ہوئے قصبہ پچون علاقہ جیپور
پر پہونچے اور مورچہ لگا کر وہاں کے قلعہ کو داؤ سے فتح کیا اوس جگہ سے مختار الدولہ کو تو معہ
کمپوؤں کے جودھپور کی طرف بھیجا اور خود بدولت معہ تیسرے کمپو یعنی کمپو راجہ بہادر لعل سنگھ
کے قصبہ کالک علاقہ جے پور پر پہونچے اور وہاں سے معاملہ لیا چونکہ علاقہ جات جیپور سے روپیہ
کا تحصیل کرنا بغیر قائم کرنے تھانہ جات کے ممکن نہ تھا اسلئے نواب نے مختار الدولہ کو عملداری
جیپور کے بندوبست کرنے کا حکم دیکر ہنڈون کیطرف روانہ کیا اور دو مدے خان زمیندار کمونہ واقع
عملداری انگریزی کو جسے انگریزون نے جلاوطن کر دیا تھا ہنڈون اور محمد گڈھ کا قلعہ دار مقرر
فرمایا راجہ بہادر لعل سنگھ اور میان اکبر خان کو معہ اونکے کمپوؤن کے لال سوٹ[۵۵] لسی اور نوائی
کی تھانہ داری پر بھیجا کرنیل مہتاب خان اور اوسکے کمپو کو شیخاواٹی اور میان منور خان کو معہ
داؤد خان کے حسب الطلب[۵۶] اور راجہ لچھمن سنگھ سیکر والہ کے کھنڈیلہ کے بندوبست کو جانیکا حکم
بخشا اور میان سید علی شاہ و مختار کمپو راجہ موہن سنگھ کو نواب جمشید خان کے شامل میواڑ کے ضلع میں
روانگی کا حکم دیا اور آپ کچھ دنون بعد معہ اپنی خاص فوج کے شیخاواٹی کیطرف نہضت فرما ہوئے

۵۵ یہ گاؤں جاند سنگھ ٹھاکر دونی کی جاگیر کا ٹونک سے دس کوس کے قریب مغرب اور جنوب کے گوشہ میں بناس ہی کے کنارہ پر واقع ہے

۵۶ راجہ لچھمن سنگھ راجہ سیکر جیپور کے خلاف تھا اور قرب وجوار کے علاقوں پر قبضہ کرنے میں معروف تھا نواب نے شیخاواٹی

روپیہ تحصیل کرنے لگا اسپر چاند سنگھ پھر بہت سی فوج لیکر آیا اور دو کوس کے فاصلہ سے ڈیرہ کرکے کوچ کے وقت کمپو کا تعاقب اور رسالہ اور گہی وغیرہ سے تعرض کرنے لگا۔

نواب نے یہہ خبر سنکر رائے داتارام کو تو راستے ہمت رائے کے بیمار ہو جانیکی وجہہ سے جودہپور مین چہوڑا اور اوسکے بہتیجے بلشی بہوانی پرشاد کو ساتہہ لیکر بڑی تیزی سے جے پور کی طرف کوچ کیا موضع لگوانہ علاقہ اجمیر مین اونکا لشکر اور سرونج کا عامل محمد سعید خان بموجب حکم کے ٹہرا ہوا تہا نواب جلد وہان پہونچے اور وہان سے معہ اپنی فوج خاص کے روانہ ہوکر موضع سال اور ساکہون علاقہ جے پور مین مختار الدولہ کے شامل ہو گئے چاند سنگھ یہہ خبر سنتے ہی جلیپور کیطرف[۱] بہاگ گیا۔

نواب نے مختار الدولہ سے کہا کہ کشنگڈہ کے راجہ نے جے پور والون کی ہنگامہ آرائی دیکھکر اخون زادہ محمد ایاز خان بہادر سے بدسلوکی کی ہے اوسکا تدارک ہونا چاہیئے مختار الدولہ نے کہا کہ بیشک رعب اور عبرت کیواسطے چشم نمائی ضرور ہے کیونکہ ریاست بغیر سیاست کے قایم نہین رہتی غرض نواب نے کمپوؤن کو کشنگڈہ کی عملداری پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور موضع ارائین[۲] علاقہ راج مذکور کو جو ایک آباد اور مالامال شہر تہا خود حملہ کرکے لوٹا علاوہ اوسکے اسی ہزار زر و اور راجہ کشنگڈہ سے معاملہ کے لئے اور محمد سعید خان کو سرونج جانیکی رخصت دیکر مختار الدولہ کو معہ کمپو کے بوواڑہ کے اوپر جو ایک سرحدی شہر جے پور کا معہ قلعہ قلب اور باہر بہتیر کی خندق کے تہا بہیجا اور خود معہ اپنے خاص فوج اور جمعیت منور خان عامل معزول سرونج کے کوچ کرکے قصبہ راج محل[۳] علاقہ جلیپور پر بہ پہونچے اور اوسکو فتح کرکے لوٹ لیا۔

[۱] چاند سنگھ آخیر ماہ نومبر سنہ ۱۸۱۲ تک نواب کا مقابلہ کرتا رہا بعدہ خرچ کی ضرورت سے اوسکو جلیپور مین آنا پڑا صفحہ ۲۸۲ امیر نامہ انگریزی

[۲] موضع ارائین کشنگڈہ سے ۱۰ کوس گوشہ مشرق وجنوب مین واقع ہے یہان کی مہدی تمباکو از حس مشہور ہے جغرافیہ کشنگڈہ

اور راجہ بہادر کے پاس ہرکارے دوڑائے چاند سنگہ نے شہر ٹونک لوٹ کر امیر گڈہ کو گہیرا
اس واقعہ سے اوس ضلع کی ہوا گڑ گئی اور راجہ کشنگڈہ بہی کوتہ اندیشی سے گہمنڈ مین آگر رات
کے وقت احوں زادہ محمد ایاز خان پر حملہ آور ہوا جو بسبب مطالبہ تنخواہ اپنے سپاہیوں کے
اجمیر سے جریدہ معہ ایکسو سوار اور پیادوں کے کمپو کی تنخواہ لینے کیواسطے کشنگڈہ میں آیا ہوا تہا
مگر اخون زادہ نے بہادری سے ثابت قدم رہکر چہاپہ مارنے والوں کو بہگا دیا نواب نے یہہ خبر سنکر
مختار الدولہ کو مدد دینے کیواسطے اپنی فوج خاص کے افسروں اور محمد سعید خان عامل سرونج
کے نام شقے جاری کئے اور اواسطے سبیل روپیہ کی راجہ مان سنگہ سے سوال و جواب
کر کے درخواست رخصت کی کی۔

اس عرصہ میں راجہ بہادر لال سنگہ جو معہ اپنے کمپو کے بہوسا در علاقہ بھرت پور میں ٹہرا ہوا تہا یہہ
خبرین سنتے ہی کمپو والوں کو پھر سمجہا کر ٹونک کی طرف روانہ ہوا۔ وہ ابہی راستہ مین
ہی تہا کہ چاند سنگہ ڈر کر جیپور کو بہاگ گیا جب وہ کمپو ٹونک کے قریب پہونچا تو پھر جمعیت فراہم
کر کے جے پور سے[1] نکلا اور کمپو کے مقابل ہوا راجہ بہادر نے کہ مرد جنگ آزمودہ تہا فوراً توپون
کو درابیون پر کہینچا اور گولہ مارنا شروع کر کے دشمنوں کو بہگا دیا مختار الدولہ یہہ کارروائی
دیکہکر دلجمعی سے کمپو میں داخل ہوا اور افسران کمپو کو دلاسا دیکر موضع لانبا علاقہ جے پور کو
کہ جو ٹونک سے پانچ چہہ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے گیا اور اوسکو لوٹ کر جے پور کے ضلع مین

[1] ان واقعات کا بیان ریذیڈنٹ دہلی کی رپوٹ مورخہ ۱۰ ماہ ستمبر ۱۸۱۲ء میں ہے جس سے اوسکا اجراء اگست مین واقع
ہونا پایا جاتا ہے ان تمام واقعات کی درستی و صحت کو رد کرنیوالی کوئی چیز اوس رپوٹ مین نہیں ہے یہہ تمام حصہ نواب امیر خان کی سوانح
عمری کا حقیقت مین نہایت قیمتی ہے کیونکہ اسمیں اوسوقت کے کل حالات اوس دلچسپ حصہ ہندوستان کے
درج ہیں جہان کہ واقع ہوئے تہے صفحہ ۴۱۴ امیر نامہ انگریزی۔

جب نواب جودہپور کے متصل پہونچے راجہ مان سنگہہ نے بدستور پیشوائی اور ملاقات کرکے پاسبان کے باغ مین جو شہر کے قریب ہے ٹہرایا اور دو ایک دن بعد خلوت مین کہا کہ سنگی اندراج بخشی ہمارا حکم نہین مانتا ہے اور بہت سا روپیہ کہا گیا ہے ہم چاہتے ہین کہ اوسکو آپ کے ہاتہہ سے گرفتار کرا کر کچہہ روپیہ اوس سے وصول کرین اور شیو چند بہنڈاری کو اوسکا کام دین نواب نے کہا کہ یہہ آپ نے نہین سنا ہے کہ کہاتی کا کام بندر سے نہین ہوتا اگر اندراج حقیقت مین آپ کے حکم سے منحرف ہی تو بہی ایک مرد دانا ہے اور جو کام اوسکے ہاتہہ سے ہوگا وہ دوسرے سے ہونا مشکل ہے راجہ سمجہہ گئے اور اوسکو بحال رکہا۔

اس عرصہ مین راجہ بہادر کا کمیدان سے اوٹہکر واسطے تدارک جمعیت راج جے پور کے راجا واڑی تک پہونچا تہا کہ اوسکے کمیدانون نے تنخواہ وصول نہونے سے دنگہ کیا اور دہرنہ وغیرہ سے کام نکلتا ہوا نہ دیکہکر راجہ بہرت پور سے توپون کے خریدلینے کا پیغام ڈالا کہ جسمین اونکی تنخواہ چک جائے اور راجہ بہادر کو قید کرکے معہ توپون کے ہوسا در علاقہ بہرت پور کی طرف لیگئے مختار الدولہ محمد شاہ خان یہہ خبر سنکر تہوڑی سی جمعیت سے معہ کرنیل مہتاب خان وغیرہ اپنے سردارون کے ٹونک مین پہونچا تہا کہ ٹہاکر چاند سنگہ قابو دیکہکر مالپورہ کی مورچہ بندی کا بہانہ کرکے جیپور سے نکلا اور اپنی جمعیت لیکر مختار الدولہ کے سر پر جا پہنچا مختار الدولہ نے قلیل جمعیت سے شہر پناہ ٹونک کی آڑ لیکر اوسکا مقابلہ کیا اور آخر غنیم کے لشکر کی تعداد زیادہ ہونے سے عہدہ بر ہونا مشکل دیکہکر معہ محمود خان عامل ٹونک اور کرنیل مہتاب خان و میان اکبر محمد خان وغیرہ افسران کے قلعہ امیر گڈہ[۱] مین جو ٹونک کے قریب واقع ہے پناہ لی اور مدد کیواسطے نواب صاحب

---

[۱] یاد رہے کہ امیر گڈہ پرانے قلعہ بہوم گڈہ کی جگہ ٹونک کا قلعہ ہی چاند سنگہ کی فوج سے محمد شاہ خان نے بہاگ کر وہان ماہ جولائی و اگست ۱۸۱۲ء مین پناہ لی تہی صفحہ ۱۵ امیر نامہ انگریزی۔

موضع ارائین کی لوٹ اور راجہ کشنگڈہ سے معاملہ لینا پھر علاقہ
جے پور مین آنا اور راج محل کو لوٹ لینا فتح کرنا مختار الدولہ کا قلعہ
بوواڑہ علاقہ جے پور کو فتح اور لوٹ قلعہ نیچون وغیرہ کی اور تہانہ
بندی نواب کی علاقہ جات جے پور مین تحصیل زر کیواسطے
اور تعینات کرنا اپنی فوج کا شیخاواٹی میواڑ و علاقہ جات جے پور
مین اور پھر فوج لیکر آنا چاند سنگہ کا اور مقابلہ اوسکا راجہ بہادر سے
اور مغلوب ہونا آخر کو روانہ ہونا نواب کا شیخاواٹی سے اور آنا سنگی
اندراج کا مدد کیواسطے پہونچنا نواب کا راجہ بہادر کے کمپو مین اور
پھر جانا شیخاواٹی کو اور واپس آنا جے پور کو نکالا جانا چاند سنگہ کا جے پور
سے اور مختار ریاست ہونا شیو نرائن کا نواب کی مدد سے اور معاملہ ٹہرنا
جے پور کا بارہ لاکہہ روپیہ پر سنگی اندراج کی وساطت سے آنا راجہ
داتا رام کا بعد وفات اپنے والد کے ہمت ہارنے کی اور جانا جے پور
کو سبیل زر کے لئے پھر نواب کا اپنے کمپوون کو راج جے پور اور ٹہاکر
علاقہ بوندی مین بھیجنا اور شیرگڈہ جا کر اپنے لشکر مین واپس آنا
بعدہ جے پور اور جودہپور کے راجون کی شادی علاقہ
کشنگڈہ مین ہونا اور شریک جلسہ ہونا نواب کا حسب الطلب
راجہ جودہپور کے۔

اپنے کمیو والون کی فہمایش کر کے مختار الدولہ کی مدد کو جانا چاند سنگھ کا مقابلہ اور شکست حملہ مختار الدولہ کا جلیو کی عملداری میں

اسوقت مین ہمکو اوسکے پہنچنے سے امید بات ساری یاد سے دور کرکے بہت جلد اسطرف تشریف لاکر آپس کی ملاقات
سے دل خوش کیجئے کا۔ بتاریخ ۱۸ مہینہ ساون روز جمعہ پیشانی پر حاشیہ لکھے موافق سماچار جانے کا فارسی میں
لکھتے ہوئے دیر لگے اسواسطے ہندی لکھا ہے۔

پھر ایک خریطہ نواب صاحب کا یعنی ملا حسین علاوہ امراؤن کے اودے پور کا بھی کچھ ذکر ہے اور یہہ استدعا
کیا ہے کہ اودے پور ہوکر آلن یا پہلے آپ سے ملکر پھر اودے پور کو جائین چنانچہ نقل اوسکی بھی درج کیجاتی ہے

کا ملا قشان دستخط خاص موافق نوشتہ ہذا الفعل جوابہ آورد

مہاراجہ صاحب مشفق مہربان قیصر سان سلمہ اللہ تعالی

بعد از اشتیاق بہا میمون اصلف واو المساعت کہ خامہ مدعا اظہار اس سرمہ جاموشی نکلو میکشد ورود رائے لطف
اقتضائے گرداسدہ ے امد شکر بدرگاہ الٰہی کہ لہاس حصول حریب است چند قطعہ حوالہ یکتائی روابط مستمس
شکاس ملایم می محبت ناتجات مواترہ لقالب تحریر درآمدہ اظہر وجود مدا لمقمر حلت تحمر گردیدہ ماشد با امہہ
احدیت ویکتائی ووثوق مراتب اہلاف قلبی ظہور نقصان نامہ پیعام یادار وجا موشی نامی درہ شاید معتقلمانہ
ہر کرا ارادہ و دو را زدل دور یہ عمل نمودہ ماشند پسندیدہ عالم کجی مست دستار را ہر لحظہ بیار جونی ا لے
واتی وصفائی ولطب اللسان والسہ احیائے مراتب صوری راموجب ترقیہ دوستی دارتباط معنوی توان
پنداشت الرووسئے اخبار دریافت گردید کہ آن جمیع حونی ہائے پرگنہ بیلاڑہ وبھادی را بدستعار الدولہ
نمودہ بچہ نکرد و سہ دارنظر بر مناسب قوام ہر ماست آن مہربان داشتہ آنچہ مکانات بود ندار قبضہ اوشان
برآوردہ بدہ آن مہربان ساختم چرا کہ امی اسباب نوعے نقصان ریاست ممکن بہ پاس یکدلی کہ لہما بین کشے معائر
نیست آن ریاست را از خود میدانم طرف آن مہربان مے اطلاع لا پہلنے ایمانے مکانات لا جگویہ بعہدہ
مختار الدولہ نمودند عالم را ہم ایکاس صاف دلی بعد ربسا رند دیا گو یا گون اسپ دراز کلہیان ہل وغیرہ راکہ
بقا ہر از تملق وچاپلوسی پیش آن قیصر سان ا ملتماس بہم رسانندہ جو فکر بر ہمی ریاست امارس شکراماں خانہ
برانداز ہوشیار باشند وتصلاح آن بہا اگر کار رہا ہند تو منوا انجام بخیر سوا ہد شد۔ مختار الدولہ کہ تحواہ ہمگین
سپاہ بہ مہ خود تقبل کردہ بود تا ہنوز از انا بہرہ یاد خود معاملہ بیپور وکستگلڈہ وتحصیل لکہو کی ا ارنک
ہیچ ہمدولست نوع از نار بود ظہور یابد حالانکہ ملک دولت سرا جمیع اموالات مصالح سرکار بیحد مکرہ باہر دو سریست

مختار الدولہ کو قلعہ ٹونک مین اور کشنگڈہ والون کی حملہ آوری اخون زادہ محمد ایاز خان پہ نواب کا یہہ خبرین سنکر اپنے افسرون کے نام حکم واسطے مدد مختار الدولہ کے جاری کرانا راجہ بہادر کا علاقہ بھرت پور سے

چلا پر یقین ہے کہ در منزل واسطے ملاپ لیے اٹہی سنے پدہارن نے کوچ کیو ہوسی کداچ کچہہ دیر ایکدو دن ری ہوسے تہنا اودے پور کانی اول پدہارن ری ٹہرائی ہوئے تو آگے خطان مین قسم سمت تاکید لکہی ہتی سو ہی مستقیم جان پر ضرور اٹہی نے پدہارسی ان مقدمہ مین بھراسٹ ایمان ری قسم والا شاہزادہ ری قسم ہی بھروسو تو آپ ردیون ہی نہو کہ ایک وقت لیے لکہنا سون آپ رو قرار تہو ہزار کوس سے آون رو ہی نہ کرسان سو حیرت ری بات ہے کہ آپ را لکہان سون اودے پور ہوستے اٹہی پدہارن ری اٹہا سون لکہی ہتی جد تو اون مین اندیشو آپ کیو اور اب صرف اٹہی پدہارن ہی لکہی جد اودے پور پدہارن ری اول ٹہری سو آپ رو تو زور ساری طرح مہاری طرف سے پہونچے اور مہار و آپ ری طرف سے اب ارکچہہ نہین پرنت امید ہر ایک بات کی ہر ایک سے ہوسئے سو میتانی دوست را حق مین مناسب نہین آرزو ملاپ سوائے ان وقت مین مہاسلے اور کچہہ نہین سو اندبات ساری یا دسون دور کر جلد اٹہی سے پدہار ملاپ آپس را سون دلخوش کریسی سمت ۱۸۶۷ راجیٹہہ سد ۱۰ شکروار سرا لڑے اڑی اول لکہیا موافق مہاراجان سی فارسی مین دیر سے آگے لکہتا ان واسطے ہندی لکہو ہے۔

(ترجمہ)

نواب بہائی سری محمد امیر خان جی سے میرا جوہار پہنچے کا خط تو پہلے پہ درلی پہونچے مگر رکہتا تہہ کو روانہ کیا ہے معہ پہونچنے سے احوال دریافت ہوا ہوگا خوشخبری کے سماچار پہلے روانہ کر کے یقین ہے کہ درمنزل واسطے ملاقات کے اسطرف کو کوچ کیا ہوگا کاش کچہہ دیر ایکدو دن کی ہو تو پہلے خطون مین تاکید معہ قسم کے لکہی ہتی اوسی کو مستقیم جان کر ضرور ادہر تشریف لائینگا اس مقدمہ مین بھراسٹ ایمان کی قسم یا شاہزادہ کی قسم ہے بھروسا تو آپکا یون تہا کہ ایک وقت کے لکہنے سے آپ کا اقرار تہا کہ ہزار کوس سے آنے کی دیر نکرینگے سو حیرت کی بات ہے کہ آپ کے لکہنے سے اودے پور ہوکر اسطرف تشریف لانیکے لیے لکہا تہا جب تو اوسمین آپ نے اندیشہ کیا اور اب جو صرف ادہر تشریف لانیکا لکہا گیا تو اودے پور تشریف لیجانا اولی ٹہرا سو آپ کا تو زور ساری طرح سے میری طرف کو پہونچتا ہے اور میرا آپ کی طرف کو ابہی کچہہ نہین مگر امید ہر ایک بات کی ہر ایک کو ہوتی ہے۔ اوسکا مٹانا دوستی کے حق میں مناسب نہین آرزو ملاقات کے سواسنے (دیکہو صفحہ ۴۰۸)

ساتوان حصہ

حملات جودہپور وجے پور

باب سی وششم

پہونچنا نواب کا جودہپور مین استصواب مہاراجہ مان سنگہ کا واسطے گرفتاری سنگی اندراج کے اور رائے ندینا نواب کا راجہ بہادر کے کیپو کا ونگہ کرنا ایچاکا راجہ بہادر کو بھرتپور کیطرف مجبور کرنا جاند سنگہ کا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۳)

اور غالبا یہہ بہی امر جوڑ نواب کی رائے پر رکہا گیا ہوگا اور جب نواب نے نہ مانی - وہی تو اوسکا حال چہوڑ دیا گیا یہہ بہید ایسی بار کی بات ہی جو سوائے نواب اور مہاراجہ مان سنگہ کے اور کسکو معلوم نہین تہی اور اسی سبب سے اوسکا ذکر تواریخ ماروار مین نہیں ہے۔

اس خریطہ مین جو یہی پہٹہ سدی ۱ شکروار سمت ۱۸۶۶ لکہی ہے وہ بموجب ہماری تقویم موید المورخین کے ۹ جمادی الاول ۱۲۲۴ روز جمعہ سے مطابق ہے اور یہان سمت ۱۸۶۵ حاصل سمت ۱۸۶۹ ہے کیونکہ مارواڑ مین سمت ساون بدی کے ۱ سے بدلتا ہے وہان تک اگلے سمت کو ہی لکہتے جاتے ہین نقل اس پہندی خریطہ مہاراجہ مان سنگہ جی کی یہہ ہے سری ناتہہ جی سب سچ ہے۔

سوا سروپ سری نواب بہائی امیر الدولہ سری محمد امیر خان جی سنکن مہاراجہ مان سنگہ جی لکہی مارواڑ کی خط تو آپ کے پہلے دو پہلے پہونچا ہی رکہا تہا ہم نے روانہ کیو سو پہونچا ہوگا یہان سون احوال بہ ۔۔ہوا جو منشی جی حکمرای صاحب ۔۔۔

مرد پر بہیجا اور پہر وہان کا بندوبست کرکے شیرگڈہ مین واپس آگئے اور نواب جمشید خان
کو راے داتارام وغیرہ کی اول مین سے لیکے [illegible] تعمیل ہوا تہا اور [illegible] لئے اوسنے
نیسا ہیڑہ سے شیرگڈہ مین جاکر عرض کی کہ مجکو [illegible] اول والون کی [illegible] ضمانت ہونگا مین
نہی منظور کرکے اونکو چہوڑدونگا نواب نے اوسکو ایک لاکہہ روپیہ کو [illegible] والدیا اور
داتارام کو اپنے پاس بلالیا اور پہر کوٹہ مین جاکر راجہ ناظم سنگہہ سے ملاقات کی وہان
خبر پہونچی کہ داراشاہ خان جو فوج خاص کا مختار تہا میواڑ کی کسی گڈہی پر لڑائی مین مارا گیا
نواب بانڈلی مین پہونچکر اپنی فوج کے شامل ہوئے اور فوج کو وہان سے اپنے بہانجے احمد خان
کے ساتہہ ضلع شاہپور کی تحصیل پر بہیجکر جمعیت جریدہ اجمیر کو گئے اور خواجہ صاحب کی زیارت
کرکے اخون زادہ محمد یار خان سے ملے جو وہان ٹہیرا ہوا تہا نواب نے اوسکے کیمپ کی تنخواہ وغیرہ
پچیس ہزار روپیہ کا رقعہ راجہ کشنگڈہ کے نام پر لکہدیا اوسوقت باپو سندہیا جو راجہ
دولت راو کیطرف سے ضلع اجمیر کی مختار کاری پر مامور تہا وہ نواب سے ملاقی ہوا اوس عرصہ مین
پے در پے کئی خریطے راجہ مان سنگہہ کے نواب کو بلانے کیلیے پہونچے اور وہ اخون زادہ کے
رسالہ کو ساتہہ لیکر تین روز کے دہاوہ مین داخل جہاجپور ہوے یہہ واقعہ سنہ ۱۲۲۲ ہجری مین ہوا

حاشیہ صفحہ ۴۰۴ ۔ راجہ مان سنگہہ قوم کے برہمن ہین اونکے بیٹے راجہ کلیان سنگہہ تہے اونکو دو گانو پرگنہ سرونج مین
ملے ہوے تہے انکی یہان نقارہ نشان بہی ہے اونکی اولاد امہین گانون مین ہے ۔

حاشیہ صفحہ ۴۰۴ ۔ یہہ ذکر مارواڑ کی تواریخ مین تو نہین ہے لیکن تلاش کرنے سے ایک ہندی خریطہ کا مسودہ
ہاتہہ آیا جو نواب کے نام ہے اور جسمین نواب کو بلانے اور پے در پے خریطے بہیجنے کا ذکر ہے نقل اوسکی معہ ترجمہ
یہان لکہی جاتی ہے بلانے کا سبب خریطہ سے تو کوئی ظاہر نہین ہوتا مگر مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ کام کوئی
ضروری تہا چنانچہ اگلی باب مین لکہا ہے کہ نواب کو سنگی اندراج کی گرفتاری کیواسطے بلایا تہا جسکی راے نواب نے نہین دی

مواسعات گردیش کا تحصیل کرنا سروع کردیا جس سے اہلکاران جے پور نے ادائے باقیات معاملہ میں عذر کرکے مختار الدولہ کے وکیل کو جواب دیدیا کہ جب تک افواج جسی اور مختار الدولہ کے کمپو جے پور کے علاقہ سے نہ نکل جاینگے روپیہ کی سبیل ہوگی اسیر مختار الدولہ ساماہر میں پہونچکر جلسی اور کمپو کے نکالنے کا ارادہ کر رہا تہا کہ جے پور کی جمعیت نے ٹھاکر چاند سنگھ[۵۳] کی افسری میں آکر جسی اور کمپو سے مقابلہ کیا راجہ بہادر لعل سنگھ جو مختار الدولہ کے کمپووں کا مختار تہا ابہی تک قلعہ لادہ کو گہیرے ہوئے تہا اور شدت محاصرہ سے قلعہ مذکور عنقریب فتح ہونیوالا تھا کہ راجہ بہادر لعل سنگھ کو جلسی اور کمپو اخون زادہ محمد ایار خان بہادر کی مدد پر جانا ضرور ہوا ناچار اوسنے لادہ والوں سے اسی ہزار روپیہ معاملہ کے لیکر محصرہ اوٹھا لئے اور جلسی وغیرہ کی مدد پر پہونچکر جے پور کی فوج کو ہٹا دیا۔

اس عرصہ میں ناگپور کی فوج نے گڈہ کوٹہ کے علاقہ میں حملہ کیا اور وہاں کے راجہ مردان سنگھ نے بسبب تعارف سالقہ کے نواب سے مدد مانگی نواب شیر گڈہ سے کوچ کرکے مہاراجہ ہلکر کے لشکر میں بمقام شاہپورہ پہونچے اور وہاں سے ہرکاروں کے جمعدار مان سنگھ[۵۵] کو راجہ کا خطاب دیکر سردار خان کو معہ اسکے ہمراہیوں اور نو ملازم سواروں کے راجہ مدد کو کی

حاشیہ صفحہ ۴۰۴

[۵۳] راجاوت سردار جے پور کے قدیمی رشتہ دار ہیں اونکی جاگیرین جے پور کے شمالی اطراف میں زیادہ ہیں اور راجہ اوسارہ ان جاگیرداروں میں سب سے بڑا ہے صفحہ ۱۱۴ گزیٹیر میں یہہ غلطی ہے کہ راوارا اوسیارہ کو راجاوتوں میں شمار کیا ہے کیونکہ وہ شیخاوتی کا سردار ہے راجاوت نہیں ہے۔ مولف
اونکا شمار کرینگے

[۵۴] یہہ چاند سنگھ دونی کا ٹھاکر گوکاوت کچھواہوں میں سے ہا

[۵۵] رزیڈنٹ نے اپنی چٹھی مورخہ ۵ مئی ۱۸۱۵ع میں اسکی رپورٹ کی ہے یہہ مکارہ تہا پہلے جیسے میں ہوا ہوگا ادہر سامرہ کی صلح التنا (۵۵ دیکھو حاشیہ صفحہ ۴۰۴)

چھرپدہ اور کریم خان پنڈارہ کے ٹونک کے اندر گڈہ ہوتے ہوے کوٹہ مین پہونچے اور راجہ راجا
ظالم سنگہ سے ملے اور وہان دو چار مقام کرکے یہان اندور مین داخل ہوئے اور مہاراجہ
ہلکر کی ماتم پرسی کیواسطے بائی صاحبہ کے پاس گئے چند روز تک وہان ٹھہرے رہے[1]
اور کریم خان سے فرمایا کہ تم کچھہ روز یہان بائی صاحبہ کی خدمت مین حاضر رہو ہم نامدار خان
وغیرہ تمہارے رشتہ دار اون کو اپنے ساتھ لیجاکر راجہ درجن سال کہنچی کے پاس کہ جو
کچھہ بہی موافقت مہاراجہ دولت راؤ سندہیا سے نہین رکہتے ہین رکہا دینگے تاکہ وہ
اون کے اتفاق سے سندہیا کے ملک مین لوٹ مار کرکے تمہارا بدلا لین کریم خان یہہ سنکر
خوش ہوا اور وہان رہنے پر راضی ہوگیا نواب اوسکو افتخار الدولہ محمد غفور خان کے رسالہ
مین بطور نظر بند کے چہوڑکر مع اوسکے رشتہ دار اون نامدار خان و شہامت خان وغیرہ کے
بائی صاحبہ کے لشکر سے روانہ ہوئے اور شیر گڈہ مین پہونچے راجہ درجن سال کہنچی وہان
اونسے ملنے کو آئے اور اونہون نے نامدار خان وغیرہ پنڈارون کو اونکے سپرد کرکے فرمایا کہ مین انہین تمکو سونپتا ہون
یہ تمہارے شامل رہکر بڑے بڑے کام انجام دینگے اور پنڈارونسے کہا کہ راجہ کو تمہارے حوالہ کرتا ہون انکے ساتھ ملکر رہنا چاہئے
اور پھر ایک سفارشی خط وزیر محمد خان کے نام لکھکر اون پنڈارون کے ہمراہ بہوپال کیطرف روانہ کیا محمد سعید خان کو شمس الدولہ ظفر جنگ اور
سرور خان کو سرفراز الدولہ فتح جنگ کا خطاب دیکر سرونج کی عاملی پر بہیجا اور میان منور خان کو اپنے پاس بلا لیا۔
اودہر مختار الدولہ محمد شاہ خان نے دہرنہ کے خوف سے اپنے کمپوون کو قلعہ لاوہ کے محاصرہ
پر چہوڑکر خود ضلع کشنگڈہ کے علاقہ مین قیام کیا اور مہاراجہ ہلکر کی جنسی فوج اور موہن سنگہ
کے کمپو نے اخون زادہ محمد ایاز خان بہادر کے سرکردگی مین ضلع براجیا والی علاقہ جے پور کیطرف

[1] اس موقع پر نواب نے بڑا کام کیا یعنی بائی صاحبہ جیسے مہاراجہ سندہیا سے کسیقدر ملک اپنے قبضہ مین کر لینا چاہتا تہا اور اسکی تیاری بہی ہوچکی تہی مگر نواب نے اس معاملہ سے کنارہ کیا اور اسطرح سندہیا کی بات بچی رہی اور نواب کے مزاج میں سندہیا کی طرف سے ایک قسم کا اطمینان آگیا

کہ جب تک مختار الدولہ کی خلاصی نہوگی آپ کو اس ڈیرہ سے باہر نہین جانے دینگے
اور تمام رات بلکہ دوسرے دن تک برابر یہی قصیہ رہا آخر جمشید خاں اور محمد خاں
سواتی وغیرہ جو مختار الدولہ کے سینہ پر کٹاری رکھے ہوئے بیٹھے تھے اسبات پر
راضی ہوئے کہ رائے داتا رام اور مختار الدولہ کے بھانجے محمد یار خاں اور سیٹھ میر چند
کے گماشتہ جواہر سنگھ کو ہمیں اول یں دو تو ہم مختار الدولہ کو چھوڑ دیں نواب نے بدرجہ
لاچاری بغیر اسکے اور دوسری صورت نہ دیکھکر رائے جی کو بلایا اور فرمایا کہ اب تمہارے
بیٹھے بغیر ہماری اور مختار الدولہ کی خلاصی ممکن نہیں ہے تم جیسا مناسب مقتضائے خیر خواہی
کے دیکھو ویسا عمل کرو رائے جی اوسیوقت بدلسوزی اور نمک حلالی سے محمد یار خاں
اور جواہر سنگھ کے شامل جمشید خاں وغیرہ افغانون کے پہرہ مین بیٹھ گئے نواب نے مطمئن
ہوکر مختار الدولہ کو اوس مخمصہ سے چھوٹایا اس عرصہ مین تنخواہ وصول ہونے سے راجہ
موہن سنگھ کے کمپو والون نے ہنگامہ برپا کیا اور راجہ مذکور کو اخوند زادہ محمد یار خاں بہادر
کے اشارہ سے کہ باہم اونکے اور راجہ کے پہلے سے مخالفت چلی آتی تہی موقع لوڈی
علاقہ مینپوری مین قید کرکے سخت اذیت پہونچائی منشی بساون لال راجہ کے وکیل سے
جو کمپو کی وکالت پر اونکی طرف سے نواب کی خدمت مین رہا کرتے تھے نواب سے عرض
معروض کرکے راجہ کی خلاصی کی صورت نکالی مگر راجہ نے کمپو کی مختار کاری مین دعوا کے آئونسے
اپنی جان بچانی مشکل دیکھکر نوکری سے استعفا دیدیا اور مختار الدولہ کے کمپو میں جا بیٹھا
اور کمپو کا کام اخوند زادہ کے سپرد ہوا۔ اور نواب جمشید خاں و محمد سعید خاں سواتی
وغیرہ افغاں رائے داتا رام کو لیکر قصبہ بہاہیڑہ علاقہ میواڑ کی طرف کوچ کر گئے اور نواب
اپنی فوج خاص کو دلاشاہ خاں رسالدار کی افسری میں ملک میواڑ کی تحصیل پر چھوڑ کر معہ جمعیت

پاس ؁ بہاگ آیا۔ اور دولت راؤ سندہیا راجرانا ظالم سنگہ بائی صاحبہ ہلکر اور
صاحبان انگریز نے اُسکو گرفتار کرکے بہیجدینے کے واسطے نواب کو لکہا لیکن
نواب نے اُسکو پکڑ کر بہیجدینا زیبا نہ دیکہکر اپنے پاس رکہہ لیا اور سندہیا اور
راجرانا کو لکہہ بہیجا کہ اب کریم خان ہمارے پاس پہونچ گیا ہے کسی طرح کا فساد
نہین کریگا آپ اُسکی طرف سے دلجمعی رکہین ہرچند کہ اکثر آدمیون کی یہ صلاح
تہی کہ اُسکو پکڑ کر بہیجدین مگر نواب نے منظور نہ کیا اور اُسکی بخوبی تسلی و تشفی۔
کردی؛

جے پور سے جو معاملہ ٹہرا تہا۔ اُسکے وصول ہونے مین دیر ہوئی اور جمشید
خان وغیرہ کا روپیہ جسکا ذمہ دار مختار الدولہ ہوا تہا۔ اونکو نہ پہونچا تو انہون نے
صلاح کرکے مختار الدولہ کو پکڑا اور اُسکی چہاتی پر کٹار رکہکر کہا کہ اب تجکو بغیر لئے
باقی روپیہ کے نچہوڑینگے اتفاق سے اوسوقت نواب بہی مختار الدولہ کے
کمپو مین تہے اور پچہلے چار گہڑی دن سے سوار ہوکر اپنی فوج مین آتے تہے
کہ راستہ مین خیال گذرا کہ جو مین اسوقت یہان سے نکل جاونگا تو ہر ایک
آدمی کے دلمین یہ شبہہ ہوگا کہ یہ قضیہ اور قضایا صرف نواب کے اشارہ
سے ہوا ہے اس لئے راستہ سے کمپو کو لوٹ آئے اور فیض اللہ خان
بنگش کے ڈیرہ مین رونق افروز ہوئے اب کمپو والون کو وہی شبہہ پیدا
ہوا جو نواب کے دلمین گذرا تہا۔ اور انہون نے مختار الدولہ کا پکڑا جانا نواب
کے اشارہ سے سمجہہ کر اُس ڈیرہ کو آگہیرا اور توپین لاکر لگادین اور نواب سے کہا

؁ کریم خان پنڈارہ کی شکست اور اُسکا نواب کی لشکر مین پہونچنا آخر دسمبر ۱۸۱۱؁ کو ہوا اور رپوٹ اُسکی شروع ۱۸۱۲؁ مین ہوئی صفحہ ۳۰۷ امیر نامہ ؁

واسطے حضور مین حاضر رہے نواب مختار الدولہ نے لاوہ کو ہر طرف سے گہیر کر
دو تین حملے بھی کیئے لیکن کوٹ کی مضبوطی اور خندق کی گہرائی سے کچھہ پیش نہ چلی
اور بہت دن گذر گئے اس درمیان مین رائے داتارام جو معہ قبض الوصول مہری
نواب مختار الدولہ اور دہرنہ والے رسالدارون کے وکیلون کے واسطے لائے
نشان زر جائداد مختار الدولہ کے کمیون کے جو دہیور مین گئے تھے روپیہ کی
سبیل کرکر واپس آئے اور قریب ایسے حال کے مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کی وفات کی
خبر پہونچی اور اُس سے نواب کو کمال رنج والم لاحق حال ہوا۔ انہین دنون مین کریم
خان پنڈارہ دولت سندہیا کی فوج سے شکست کہاکر معہ دو سو سوارون کے نواب کے

سلہ یہ لاوہ کی مہم ایسی محسوس ہتی کہ لاوا کی ۲ ریاستون میں حسب دلخواہ سر ہوی بلکہ ۱۸۶۸ء میں نواب کے پوتے محمد علی خان اسی کی بدولت ریاست سے معزول ہوکر بنارس کو بہیجے گئے اور لاوہ ہمیشہ کے لئے ٹونک والون کی ماتحتی سے آزاد کر دیا گیا۔

سلہ نشان یعنی ساہوکاری یادداشت ہنڈی

سلہ منشی لساون لال مصنف امیر نامہ سے جو اُسوقت کارپرداز کیورام سوہن سنگہ کے تہے یہ بی البدیہہ تاریخ وفات مہاراجہ ہلکر کی کہی تہی۔ قطعہ راؤ جسونت بہادر ہلکر۔ کہ بیادش جہت او بشعر ÷ چون ز دنیا بمر افسوس سنید۔ جسم پوشیدہ ازین دار محن۔ مردم چشم جہانے پوشید۔ جامہ رنگ سیہ زین شیون بہر تاریخ وفاتش ہتادان۔ کردہ از چشم اشارت با من۔ گفت تاریخ بعیبہ فی الحال۔ بحیال ہست بیک چشم ز دن

اتہاس سار مین لکہا ہے کہ مہاراج کی وفات کاتک سدی ۱۱ سمت ۱۸۶۸ مطابق ۱۷ نومبر ۱۸۱۱ء کو واقع ہوئی اور مترجم امیر نامہ انگریزی نے اپنی نوٹ صفحہ ۴۲ میں بقول گرینٹ ڈف ۲۰ اکتوبر اور بقول سدرلینڈ ہلکر ۲۸ اکتوبر ۱۸۱۱ء تاریخ انکی وفات کی لکہی ہے۔ مہاراجہ ہلکر بہان پورہ میں جان بحق تسلیم کی تہی انکی عالیشان چہتری وہان بنی ہے جسمین ایک چشمی دو دو چشمی مورتین معہ لباس کی بنی ہوئی ہین جسکو وہ حمل کراکر ٹہر سے سے تین ہیں دربار لگتا ہے جو آگاہی وقت رخصت حضار مان وہار باہر کسی صاحب دولت کی سواری آتی ہے تو مہاراجہ حسب کیفیت دو منہ پہونچ کی سلامی ہوتی ہے سرتیہ پر ایک سے بہتر انکا مرتبہ ہو یک چشمی مورت مہاراجہ کی بہت رگبہ انار ہو اور ریکسند صورت کو پالکی مین سوار کرتے ہیں سو وقت بہادہ اردلی مین ہوتے ہین تو آگے کہ نقیب پکارتا جاتا ہے

صبح ہی اُنہون نے دہرنہ سے نواب کے نجات پانیکی خبر سنکر بوہرہ دیارام کو واسطے سوالجواب معاملہ کے بھیجا مگر نواب نے اُس بین باوصف قیام کچھہ عرصہ کے صورت درستی معاملہ کی نہ دیکھکر بعہ خاص فوج اور کمپوؤن کے جے پور پر لشکرکشی کی اور سانگانیری دروازہ کے باہر ڈیرہ کرکے شہر پر زور دیا اور وہان کی جمعیت کو ہٹاکر موضع ایمدر کے راستہ سے بوہرہ دیارام کے باغ مین پہونچ گئے تب تو کارپردازان راج جے پور نے ڈر کر معاملہ ٹھہرایا اور دیارام بوہرہ کی معرفت جو پچاس سے ساٹھہ تھا دس لاکھہ روپیہ دینا قبول کیا۔ نواب نے اُسمین سے چھہ لاکھہ روپیہ تو مختارالدولہ کے کمپو کو دلایا اور باقی جمشید خان و داراشاہ خان رسالداران وغیرہ محمد خان بکون کی تنخواہ مین جو دہرنہ والون کے شامل نہ تھے دلاکر مختارالدولہ کی ذمہ واری کرادی اور پہر وہان سے کوچ کرکے موضع لاوہ علاقہ جے پور پر پہونچے اگرچہ نواب کا ارادہ سرسواری ہی اُسپر یورش کرنیکا تھا لیکن مختارالدولہ کی استدعا سے کہ بصورت حملہ کے وہ قصبہ لٹ جائیگا۔ اور کچھہ ہاتھہ نہ آئیگا وہ کام راست نہ آیا اور نواب اپنی خاص فوج کو داراشاہ خان کی افسری مین ملک میواڑ کی تحصیل پر متعین کرکے خود بدولت معہ ایکہزار سوارون کے دوہزار سوارون کی جمعیت سے وہین ٹھہر گئے اور جمشید خان وغیرہ افسرون ہی تنخواہ سے

اسے : دہ ٹونک سے سات کوس پچھم سرداران قوم نروکہ کا ایک نامی ٹھکانہ ہی وہ اسبات کیلئے مشہور ہوگیا ہی کہ نواب امیر خان وزیرالدولہ اور محمد علیخان سے نوبت بنوبت اُس پر لشکرکشی کی مگر وہ فتح نہوا اور آخرمین اُنکی ماتحتی سے نکلکر ریذیڈنسی کے متعلق ہوگیا جہان سے ٹھاکر کو اب راجہ کا خطاب ملگیا ہ : :

شقہ روانہ کر کے اپنی خاص فوج اور موہن سنگہ کے کمپو کے ساتھہ مقام چاکسو پر پہونچے اور وہاں میگہ سنگہ وغیرہ کارپردازان جے پور سے جیپور کا معاملہ اٹھارہ لاکھہ روپیہ پر فیصل کر کے اور روپیہ کی نشان مختار الدولہ کے کمپو کے سپہہ ہیرا جینسے لیکر کشنگڈہ کی سرحد پر خیمہ افگن ہوئے *

مختار الدولہ محمد شاہ خان جو موجب حکم کے ارادہ حاضری کا رکہتا تھا اس عمل کی خبر سنکر معہ راؤ چترپہج دیوان معزول راج جے پور کے نولگڈہ اور کہیتڑی وغیرہ علاقہ جات شیخاوالی کی طرف کوچ کر گیا مگر اسی اثنا میں ایسا اتفاق ہوا کہ ٹھاکر میگہ سنگہ آپس کی نا اتفاقی سے جے پور کی مختار کاری چہوڑ کر اپنے علاقہ کو چلا گیا اور جے پور کا انتظام بگڑ گیا - نواب نے یہ حال سنکر صاحبزادہ بہادر کو تو معہ متعلقوں کے ٹونک سے شیرگڈہ کیطرف روانہ کر دیا اور آپ علاقہ کشنگڈہ سے روانہ ہو کر موضع بچار[1] علاقہ جے پور میں پہونچے اور بانڈی ندی کے اوپر ٹہرے وہاں حسب الطلب نواب مختار الدولہ بہی جو قلعہ نولگڈہ[2] کو فتح اور معاملہ کہیتڑی وغیرہ کو وصول کر کے فارغ ہو گیا تہا حاضر ہو گیا - اور اسی عرصہ میں دس لاکھہ روپیہ کی ہنڈیاں بہی راجہ مان سنگہ کی بہیجی ہوئی بابت تنخواہ کمپوؤں کے پہونچیں اور نواب نے دہرے والوں کو دیکر آٹھہ مہینے کے بعد انکے تقاضے سے پیچہا چہوڑایا اور مختار الدولہ کے کمپو میں داخل ہو کر توپخانہ کی سلامی لی زمین توپوں کی باڑ چلنے سے کانپ اوٹھی اور جے پور والے انکی آواز سکر رات بہر مارے ڈر کے فکر کرتے رہے اور

[1] یہ موضع بچارنا تفاوت کے نام سے مشہور ہے یہاں سے جے پور قریب بیس سولہ میل کے رہ جاتا ہے *
[2] نولگڈہ کو نول سنگہ شیخاوت نے سنہ ۱۸۰۲ مطابق سنہ ۱۱۵۰ء میں آباد کیا تھا - تواریخ شیخاواٹی *

کی پلٹن اور جمشید خان و محمد سعید خان و غلام حیدر خان وغیرہ یکہ و سرندوالون کے شامل نہ ہوئے تھے اور اُنکی رفاقت مین حاضر تھے و سرندوالون پر زور دینا اصلاح وقت نہ دیکھکر تن تنہا قلعہ سے نکلے اور اُن کوتہ اندیشون کے پاس گئے اور ہر ایک کو بلاکر کہا کہ اگر مین نے کوئی روپیہ ملک کی تحصیل یا معاملہ کا تم سے پوشیدہ رکھا ہو تو تم تحقیق کرکے لیلو مگر اُنھون نے کچھہ نہ سنا اور بلکہ نواب کو اپنے قابو مین لاکر دہرنہ کو اور سخت کردیا نواب نے لاچار ہوکر صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کو مع متعلقون کے ڈیوڑہی کی پلٹن کے ساتھ ٹونک کو روانہ کیا اور آپ اُسی دہرنہ کی حالت مین مع اپنی خاص فوج کے کوچ کرکے کشنگڑہ کے علاقہ مین پہونچے اور وہان کے مواضعات کو لوٹ کر ستر ہزار روپیہ معاملہ کا کشنگڈہ کے راجہ[1] سے لیا اور شاہپورہ ساہر اور کہاری کے راستہ سے معاملہ تحصیل کرتے ہوئے پرگنات سید ہی ونگری ونینوا علاقہ راج بوندی مین پہونچے وہان سے کرنیل موہن سنگہ کے بہو اور اخون زادہ محمد آیاز خان کے رسالہ کو جو راجہ بوندی کی نوکری سے برطرف ہوگیا تھا ساتھ لیکر اور کچھہ روپیہ معاملہ کا راجہ بوندی سے وصول کرکے ٹوڑی اور چاندسین علاقہ جات راج جےپور مین گئے اور اونیارہ والیرہ کے سردارون سے معاملہ لیکر قصبہ نوائی کے پاس ٹہرے اور جےپور پر زور دینے کے واسطے نواب مختار الدولہ کے بلانے کو جو مع اپنے کمپوئون کے منڈون وغیرہ محلات جےپور مین تہانہ ڈالے ہوئے پڑا ہوا تھا

[1] اُسوقت کشنگڈہ کے راجہ پرتاب سنگہ تھے

اُس کے ایک باغی سردار بلونت سنگہ نامی کے نکالنے کو جو حسرا[1] قلعہ نینوا پر قابض ہو گیا تھا گئے اور اُس کے محاصرہ میں مشغول ہوئے اور نواب جمشید خاں نے نواب کی طرف سے ملک میواڑ مین پرگنہ نمباہیڑہ کی عاملی پر مامور ہو کر وہاں کا بندوبست کیا۔

اس اثنا مین مہاراجہ ہلکر کی بائی صاحبہ معہ اپنی فوج کے بھامیورہ کی طرف کوچ کر گئیں اور نواب نے قلعہ ڈہکولہ[2] کا محاصرہ کر کے چار مہینے کے عرصہ مین فتح کیا۔ بعدہٗ خدا بخش خان محمد سعید خاں قطب الدین خان دیلدار خان فیض اللہ خان منیر خان نجیب خان۔ خان محمد خان۔ داراشاہ خاں اور قمرالدین خان وغیرہ رسالداران اور محمد خاں وغیرہ یکہ سواران نے اپنے تنخواہ کے واسطے دنگا کر کے قلعہ ڈہکولہ کے دروازہ پر کہ جہان نواب بعد فتح معہ اپنے قبائل کے رہتے تھے دہرنا دیا نواب نے انکو بہت سمجہایا مگر راضی ہوئے تو زور دینے کیواسطے راجہ بہادر کو معہ کیمپ کے اودیپور سے بلایا اور مکرر لکھا۔ مگر راجہ بہادر نے بہی گھنڈ مین آکر حاضر ہونے سے پہلو تہی کیا۔ اور جواب میں لکھہ بھیجا کہ مین اودیپور کے راجہ کا نوکر ہوں اور اُسکی نوکری پر مستعد ہون نواب نے یہ جواب سنکر رانا کو لکھا۔ اور راجہ بہادر کو وہاں سے موقوف کرا دیا تب وہ ناچار جیپور مین نواب مختار الدولہ کے پاس چلا گیا اور نواب بسبب ہمراہ ہونے متعلقون کے باوجودیکہ ڈیوڑہی

[1] یہ پرگنہ سابق ریاست ٹونک ہی مہاراناصاحب بہت برسوں تک اسکا دعوہ کرتے رہے تھے اور غدر ۱۸۵۷ء میں اودیپور کی فوج نے قبضہ بہی کر لیا تہا مگر گورنمنٹ سرکار سے معہ محصیل چند سال کے واپس نواب صاحب کو دلا دیا گیا۔

[2] قلعہ ڈہکولہ شاہپورہ کی ریاست مین شاہپورہ سے چار کوس ہے تاریخ شاہپورہ میں لکھا ہے کہ نواب نے بعد فتح ڈہکولہ کے شاہپورہ کا بہی محاصرہ کیا تہا لیکن راجہ امر سنگہ نے معاملہ کر کے انکو ناکام چلے جانے پر مجبور کیا۔ ۰۰

مین مقیم تھا ریاست جے پور کے بندوبست پر بھیجا اور کرنیل موہن سنگہ اور انعان زادہ محمد ایاز خان کو بھی جو نواب سے رخصت ہوکر صاحبزادہ کی جاگیر مین گئے تھے اُن مواضعات[1] کے خالی کردینیکا حکم لکہدیا اور وہ مواضعات مذکور کو کارپردازان راجہ مان سنگہ کے سپرد کر کے معہ کمپو اور رسالہ کے کشن گڑہ ہوکر بوندی مین پہونچے اور بوندی مین راجہ بشن سنگہ کے نوکر ہوکر

[1] یہ وہی مواضعات تھے جو نواب گہاسے راؤ والون کو دلانا چاہتے تھے پہلے نوٹ مین لکہا جا چکا ہے کہ گہاسے راؤ چانود اور نارلائی کا پٹہ جو ضبط تھا وہ مہاراجہ مان سنگہ نے نواب کو دیدیا تھا اور اس سے انکی یہ غرض تھی کہ ایک زبردست جاگیردار کے نیچے دب جانیسے اصلی جاگیردار جنکی بیدخلی مہاراجہ کو بدلی منظور تھی ہمیشہ کے لئے محروم رہ جاوینگے مگر اب جو نواب نے رانا کی بیٹی کو زہر دلایا تو اوسکے بدلہ مین رانا جی نے گہاسے راؤ کا پٹہ واپس دلانیکا نواب سے اقرار لیا اور نواب نے بچن مین آکر اپنا ہی نقصان کیا اور ادہر مہاراجہ مان سنگہ کا دوسرا مطلب یہ نکلا کہ نواب کی فوج اپنے ملک سے اٹھا دی گہاسے راؤ والے اسکے شکرگذار رہین اور انکی تاریخ مین یہ حال اسطرح سے لکہا ہی کہ سمت ۱۸۶۷ مین نواب امیر خان جی اودیپور کو گئے اور مہارانا بہیم سنگہ جی نے انکا ایک کہنا (یعنی کرشن کماری بائی کو زہر دینیکا) مان لیا اسوقت مہارانا نے نواب سے کہا کہ میرے کہنے سے مہاراجہ مان سنگہ جی کو کہکر ان سردارون کے ٹہکانہ لکہا دو نواب اودیپور سے آتے ہوئے گہاسے راؤ کے بہلے آدمیونکو ساتھ لائے اور انکی سفارش سے چیت بدی ۹ سمت ۱۸۶۸ کو مہاراجہ نے گہاسے راؤ چانود اور نارلائی کے پٹہ لکہدئے – اس سے پہلے سمت ۱۸۶۲ مین کو چاون کے ٹہاکر شیونا تہہ سنگہ جی کی عرض سے مہاراجہ صاحب نے گہاسے راؤ کے ٹہاکر اجیت سنگہ جی کو بلایا تھا مگر اوسوقت کسی سبب سے پٹہ نہین لکہا گیا اور اس بات کی تصدیق کچاون کی تاریخ سے بھی ہوتی ہے اور بلکہ ٹہاکر شیونا تہہ سنگہ گہاسے راؤ کا پٹہ نہ لکہے جانیکی ناراضی مین اپنی اتنی بڑی خدمت کا صلہ چہوڑکر بلا اجازت کچاون کو چلے گئے تھے جس سے ناخوش ہوکر مہاراجہ نے انکو یہ دوہا لکہا – (کرم ہین کو نا ملے بہلے بستو کو جوگ :: داکہہ پکے رت آویرے کاگ کہنان روگ) یعنی کم نصیب کو اچہی چیز کا موقعہ نہین ملتا جب انگور دنکے پکنے کا موسم آتا ہی تو کوے کے گلے مین روگ ہو جاتا ہی ٹہاکر نے بہی شوخی کرکے جواب مین یہ دوہا لکہا – ستیلنا روسوبا سبانا کہیٹہ نہ مہمان مور – سینس وارو جے تیہ شور

جب یہ حال نواب کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے قول کا پاس کرکے
راجہ مان سنگہ سے رانا بھیم سنگہ کو گھانے راؤ کا علاقہ دلانے کیواسطے
انوپ رام پنچولی وکیل مارواڑ کی معرفت گفتگو شروع کی اور راجہ مان سنگہ
کو مختار الدولہ محمد شاہ خان سے ناراض اور اُس کے کمپو کو جودہ پور کے
علاقہ میں رکھنے سے سرسر انکار دیکھکر اُس کام کے نکالنے کیلئے
راجہ مان سنگہ کا راضی رکھنا مقدم سمجھا اور اُن کی ریاست سے مختار الدولہ
وغیرہ کے کمپوؤں کو اس شرط پر نکالنا منظور کیا کہ چودہ لاکھ روپیہ سالیانہ
بابت جاگیرات صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کے ہمارے پاس پہونچتے
رہینگے تو ہم مارواڑ میں کمپوؤں کو تعینات کرکے مداخلت نکرینگے جب
پنچولی انوپ رام نے راجہ مان سنگہ کی طرف سے اس امر کو منظور
کرلیا تو نواب نے مختار الدولہ کو جو بیکا نیر سے آکر میرتہ کے ضلع

متعلقہ صفحہ ۳۹۲ - سلہ اس افسوسناک واقعہ کا بیان تو کرنیل ٹاڈ اور سرجان مالکم نے تفصیل سے کیا ہے لیکن
تاریخ یکسنہ میں نہیں لکھی ہے یہ واقعہ ماہ جون یا جولائی سنہ ۱۸۱۰ء میں ہوا کیونکہ اس صاحبزادی کے سرپیچ جے پور جودہپور میں
صلح ہو گئی سارے راجستان سے جھگڑا فساد جاتا رہا - اسیطرح جے پور اور صاحبزادی کا مسر کی شادی میں کچھ
دنوں پہلے شادیانہ برپا ہوتا شاہزادی کو ریح فساد کی غرض سے زہر پلوا دیا گیا تھا - صفحہ ۴۹ امیر نامہ انگریزی ۲۲
کہتے ہیں کہ زہر کا پیالہ ایک کشنا وت سیسودیہ کے ہاتھ سے دلوایا گیا تھا کرشن کماری بائی نے خوشی سے اسکو قبول
کیا اور کہا ہم راجپوتوں کی لڑکیاں تو مرنیکے واسطے ہی پیدا ہوتی ہیں ہماری ولادت و موت معلوم ہوتی ہے گو میں آج
والد کی مشکور ہوں کہ اتنے برسوں تک مدد رہے بابلی - میرا مرنا جینے سے اچھا ہے کہ ریاست کی سلامتی و بہتری
اسپر منحصر ہے اور مجھے مرنے میں یہ خوشی ہے کہ میرا نام بھی مہاراناؤں میواڑ کی فہرست میں اضافہ ہو کر ہمیشہ یادگار رہیگا - مولف

سے دلا دینے کا اقرار کرو تو بعد تمہارے چلے جانیکے مین کسی ایسی تدبیر سے کہ جسمین بدنامی نہو لڑکی کا کام تمام کردونگا نواب سے نے قبول کیا اور رانا سے بعد کوچ کر جانے نواب کے اپنی لڑکی کو کہا سے بہیج زہر دلوایا مگر اُس نے چندان اثر نہ کیا اور لڑکی سے نے اصل حقیقت سے واقف ہوکر اپنے باپ کو کہلا بہیجا کہ جو آپکی ریاست میری وجہہ سے خلل پذیر ہو رہی ہے تو کچہہ ضرورت اسقدر تردد اور تفکر کی نہین ہے مین خود اپنا کام اپنے ہاتہہ سے تمام کیئے لیتی ہون اور اُسی وقت اُس نے غسل کر کے نئے کپڑے پہنے اور زہر کا پیالہ پی کر اپنی جان دیدی[1]

---

[1] تواریخ میواڑ مین لکہا ہے کہ جب امیر خان نے مہاراجہ مان سنگہ کا کہٹکا مٹا دیا تو مہاراجہ نے ان سے کہا کہ ایک بات اور کرو وہ یہ ہے کہ اُدوےپور جاکر اُس راج کماری کو مروا ڈالو نواب نے اُدوےپور مین آکر مہارانا سے کہلایا کہ یا تو آپ کرشن کماری بائی کو مار ڈالو یا مہاراجہ مان سنگہ سے اُسکی شادی کرو ورنہ مین ریاست کو برباد کردونگا مہارانا مجبور ہوے انہون نے مہاراج دولت سنگہ بہرون سنگوت کو بلا کر کہا کہ زنانہ مین جاکر بائی کا کام تمام کرو مہاراج چپ ہو رہا پہر کہا تو جواب دیا کہ یہ کام جلاد کا ہے اگر حکم ہو تو امیر خان کو مار آؤن تب مہارانا اُرسی کے خواص دال بیٹے جوان داس کو حکم ہوا کہ وہ کٹار لیکر زنانہ مین گیا لیکن راجکماری کو دیکہتے ہی اُوسکا ہاتہہ کانپنے لگا اور کٹار گر پڑا یہ ماجرہ دیکہکر راجکماری کی مان نے جوان داس کو بہت سی گالیان دین اور وہ وہان سے چلا آیا - بعدہ شربت مین زہر ملا کر بائی کو دیا گیا اُوس نے بڑی خوشی سے پیالہ ہاتہہ مین لیکر کہا کہ "میرے مرنے سے اگر واجی راج (والد بزرگوار) کی تکلیف مٹ سکتی ہو تو میرے لئے یہ موقع غنیمت ہے" یہ کہکر اُسنے وہ پیالہ پی لیا اس طرح تین بار دیا گیا اور تینوں ہی دفعہ قے ہوکر باہر نکل گیا چوتھی دفعہ افیون ملائی گئی اسکو بہی وہ خوشی سے پی گئی اور ہمیشہ کے لئے اُسکی زندگی کا رشتہ توڑ دیا یہ واقعہ ساون بدی ۵ سمت ۱۸۶۷ کو ہوا اور اُسوقت اُسکی عمر سولہ برس کی تہی ساون بدی ۵ سمت ۱۸۶۸ تاریخ ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۱۱ کو تہی ؛؛

پر حملہ اور وہان کے راجہ مردن سنگہ کا نواب سے
مدد مانگنا اور بہیجنا نواب کا جمعدار مان سنگہ اور سرور خان
کو انکی مدد پر اور چہوڑا نا راے داتارام کا پٹھانون کی
آول مین سے کوٹہ سے ایک لاکہہ روپیہ دلاکر۔ مارا جانا
دارا شاہ خان افسر فوج خاص نواب کا میواڑ مین نواب
کا احمد خان کو بجاے اُس کے مقرر کر کے معہ فوج علاقہ
شاہپورہ کی تحصیل پر بہیجنا اور داخل ہونا خود بدولت
کا اجمیر مین اور بلانا راجہ مان سنگہ کا انکو جودہ پور مین

جب نواب نے اودیپور کے رانا بہیم سنگہ سے ملاقات کی تو فرمایا کہ ہر ایک فوج
کے آنے جانے سے میواڑ مین ہمیشہ خرابی رہا کرتی ہے ہمارے ایک
کمپو کی نوکری اور کچہہ حصہ ہمارا اِس ملک کی تحصیل مین مقرر ہو جاوے تو ہم
حفاظت اور فوج کا تدارک اپنے ذمہ کرتے ہین رانا نے اِس بات کو غنیمت
سمجہہ کر نواب سے پگڑی بدلی اور دوستی کر کے ملک میواڑ کی تحصیل سے
چہارم حصہ اور ایک کمپو کی نوکری دینا مقرر کیا پھر نواب نے اسطرف
سے اونکا اطمینان کر کے کہا کہ جب تک آپکی لڑکی زندہ رہیگی راجہ مان سنگہ
کی سگائی کا تنازعہ دفع نہوگا آپ یا تو اسکو مار ڈالو ورنہ میں جبراً پالکی مین بٹہا کر
لیجاؤنگا اور راجہ مان سنگہ کے ساتھہ شادی کرادونگا رانا نے کہا کہ مجھے اپنی
جان دینا منظور ہے مگر مان سنگہ کے ساتھہ شادی کرنا گوارا نہین اور اُس کے
نکال لیجانے سے ہماری بےعزتی ہے اسواسطے اگر تم ہمارا گھا نے راؤ راجہ مان سنگہ

لاوہ کا محاصرہ انتقال مہاراجہ ہلکر کا - اور بھاگ آنا کریم خان پنڈارہ کا نواب کے پاس مہاراجہ دولت راؤ سندھیا کے لشکر سے شکست کہا کر اور مانگنا انگریزوں اور سندھیا کا اسکو نواب سے اور نہ دینا نواب کا دہرنہ مختار الدولہ کے کمپوون کا اور شامل ہونا نواب کا بھی اس مین اور خلاصی پانا راے دیا رام وغیرہ کو اول بذریعہ دیگر راجہ موہن سنگہ کے کمپوداون کا دنگہ محمد ایاز خان کی سازش سے اور پہچپا چہوڑنا راجہ کا اس سے اور ہنوز دیکر جانا نواب کا کوٹہ ہو کر جہان پور مین مہاراجہ ہلکر کی ماتم پرسی کو اور وہان سے شیرگڑہ جاکر پنڈارون کو راجہ درجن سال کہیچی سے سپرد کرنا جو مہاراجہ سندھیا سے مخالف تھے اور سپہ ور خان کا عامل سرونج ہونا جانا مختار الدولہ کا اپنے کمپوون کو لاوہ کے محاصرہ پر چہوڑ کر ضلع کشنگڑہ مین - اور آخون زادہ محمد ایاز خان کا معہ فوج جنسی مہاراج ہلکر اور کمپو موہن سنگہ کے راجا وائی علاقہ جے پور مین تحصیل شروع کر دینا جن پر ٹہاکر چاند سنگ کا معہ فوج جے پور کے مقابلہ کو آنا اور راجہ بہادر کا لاوہ سے مورچہ اٹہا کر اس کے سامنے جانا اور شکست دینا ناگپور کی فوج کا گڈہ کوٹہ

واسطے خرچ سپاہ مہاراج ہلکر کے کرنا ضروری ہے اور بغیر روپیہ کے
اوسکی فہمائیش ممکن نہین سبھون نے عرض کیا کہ ہمارا جسم جان اور مال سب
سرکار پر تصدق ہے اور جو ہمارا حال ہے وہ بھی سرکار سے پوشیدہ نہین
ہے نواب نے کہا کچھ ہی ہو یہ تجویز تو کرنی ہی پڑیگی اور سہل ترکیب
اسکی یہ ہے کہ سوار دو روپیہ سراسری تجویز کردو انہون نے قبول کیا اور اسی
وقت ساٹھ ہزار روپیہ جمع کر دیئے اگر کسی کے پاس نقد روپیہ نہ تھا تو اس
نے سگ افغانی سے اپنا مال مثل چھلا انگوٹھی وغیرہ بیچکر ہی اس حکم کی تعمیل
کی نواب نے اس روپیہ مین سے کچھ اپنی فوج کے واسطے رکھکر باقی
کو بائی صاحبہ کی خدمت مین بھیجدیا بائی صاحبہ نے فوج کو دیکر نمک حرامون
کو اُن سے لیا اور نواب کے پاس بھیجا۔ نواب نے اُن کو انہین ملازمان
مہاراج کے ہاتھ سے جو لیکر آئے تھے مروا ڈالا[1] اور پھر دلجمعی سے
مہاراج کی ملاقات کی[2] جو دیوانگی کی حالت مین تھے گئے اور بائی صاحبہ[3]
کی دلجمعی کرکے ریاست کا انتظام کیا اور پرگنات جاورہ سمیت
تال منداور اور ملہار گڈھ وغیرہ بائی صاحبہ سے صاحبزادہ وزیر الدولہ
بہادر کی جاگیر مین لیکر نواب افتخار الدولہ محمد غفور خان کو سوپنے

[1] اتہاس سار مین لکھا ہے کہ دھرملن معہ اپنے رفیق سو ہارام کے توپ سے اُڑا دیا گیا
انگریزی امیر نامہ کے نوٹ صفحہ ۵۰۳ مین لکھا ہے کہ بموجب لسٹ ریذیڈنٹ دہلی کے یہ واقعہ ۲۱ مارچ ۱۸۰۸ء کو واقع ہوا تہا۔
[2] تاریخ مالوہ مین لکھا ہے کہ نواب امیر خان دو مہینے تک ملسا بائی کے ہمراہ رہے اکثر مہاراج کے روبرو جاتے
جب مہاراج کو دیوانہ دیکھتے تو پہلی باتین یاد کرکے روتے ملسا بائی کی تابعداری کرتے اونکی رضا جوئی کو مقدم جانتے تلسا بائی نے
جاورہ سمیت و تال منداول دغیرہ پرگنہ نواب امیر خان کو دیدئے۔ صفحہ ۲۹۲ و ۲۹۳ +

نہ کہکر ہم سے صاف صاف فرماوین کہ نواب کا یہان آنا کسی دوسرے ارادہ سے ہی یا وہ آپ کے حکم سے آئے ہین بائی صاحبہ اگرچہ نظربندی کی حالت مین تہین توبھی اس بات کے سننے سے اُنہون نے اپنے دلکو مضبوط کرکے فرمایا کہ خود ہم نے نواب کو جو میرے بیٹے کے برابر ہین دہرمان نمک حرام کے تدارک کیواسطے بلایا ہے اور جو کچھہ وہ نمک حرام کہتا ہے سب غلط ہے جون ہی یہ بات بائی صاحبہ کی زبان سے نکلی فوج والے دوڑے اور تلنگون نے یہہ حال معلوم کرکے اُسی وقت دہرمان نمک حرام اور توپخانہ کے داروغہ سبھارام کی مشکین باندہ لین اور دونون کو بائی صاحبہ کی خدمت مین حاضر کرکے عرض کیا کہ ہم ان نمک حرامون کو پکڑ لائے ہین اب ہمارے واسطے خرچ کی تجویز کرنا چاہیئے اور اُن کو سزا جو جی مین آئے دیجائے ہر چند کہ اوسوقت بسبب تسلط دہرمان چیلہ کے بائی صاحبہ کے پاس کچھہ روپیہ نہ تھا تاہم اُنہون نے دانا بائی سے اقرار کرکے فرمایا کہ کل تمہارے خرچ کی تجویز کردیجاویگی اور اُن نمک حرامون کو بھی تم ہی لیجاؤ اور اپنے پہرہ مین رکہو اور اُسی وقت کہ آدھی رات تھی اپنے معتمد کو نواب کے پاس بھیجکر اس خوشخبری کی اطلاع دی اور خرچ کی سبیل کے واسطے بھی کہلایا نواب اس لطیفۂ غیبی سے بہت خوش ہوئے اُسی وقت اُنہون نے اپنے سب افسرون کو بلاکر کہا کہ نمک حرام تو بغیر محنت اور مشقت جنگ کے پکڑے گئے مگر پچاس ہزار روپیہ کی تدبیر ابھی

وہان گذارہ اپنا نہ دیکھکر تیسکرے دن ہی تپہلی رات سے سہان پورہ جانیکی تیاری کی تاکہ اُس مکان محفوظ کی پناہ سبے اور سواروں اور سگاہ کو دو قلعہ بند کمپوؤن سکے درمیان ہیں لیکر کوچ کیا نواب نے یہ حال دیکھکر سوچا کہ جو یہ نمک حرام یہان سے بچ جاویگا۔ اور سہان پورہ مین جا بیٹھے گا تو پھر اُسکا تدارک مشکل سے ہوگا یہ سوچکر اُسی وقت معہ سواران فوج خاص اور پنڈارہ کے کوچ کردیا اور اُسکو ہر طرف سے گھیر کر قافیہ تنگ کیا کہ وہ دن بھر مین دو تین کوس بڑی مشکلون سے چل سکا اور مہاراج کا بخشی کسابا ہزار دو ہزار سواران کی جمعیت سے علیحدہ ہو کر نواب کے شامل ہو گیا چونکہ اُس نمک حرام نے فوج کے آدمیون سے یہ کہدیا تھا کہ نواب اِس ارادہ سے یہان آتا ہے کہ مہاراج کی بائیون یعنی رانیون کو محل مین داخل کرکے ریاست پر قبضہ کرلے اور اِسی سبب سے پلٹن کے تلنگے اور مہاراج کی فوج کے آدمی اِس نمک حرام کے شامل ہو کر مقابلہ کرتے تھے اور جو یہ شبہہ اُنکا دور ہو جاتا تو پھر کسیکا ارادہ اُس کے ساتھہ دینے کا نہین تھا مگر اب جو بخشی کسا با نواب کے شامل ہو گیا تو فوج کے افسرون نے آپسمین کہا کہ اگر نواب کے دلمین کوئی دوسرا ارادہ ہوتا تو بخشی کسابا جو خیر خواہ ریاست مہاراج کا ہے کبھی اُنکے شامل ہوتا۔ آخر سبھون نے صلاح کرکے مائی صاحبہ سے حال دریافت کرایا بلکہ رو برو حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ اپنے دل مین کسی قسم کا اندیشہ

لگا اور پنڈارہ جو محاصرے مین مصروف تھے ہر روز قرب و جوار کے موضعات کو لوٹتے تھے اور مہاراج کے لشکر کے اونٹون اور بیلو نکو چراگاہ سے گھیر لاتے تھے ایکدن نواب قریب لشکر مہاراج کے ایک جگہ پر بیٹھے تھے اور مہاراج کے لشکر کے اونٹ اور توپخانہ کے بیل چرنیکے واسطے جارہے تھے پنڈارون نے آکر عرض کی اگر حکم ہو تو ہم ان جانورونکو جو درمیان پلٹن اور توپخانہ کے جارہے ہین گھیر لائین اور آپکو اپنی ہمت اور بہادری کا تماشا دکھلائین نواب نے اونکو اجازت دی اور انکی جرأت اور جان نثاری دیکھنیکو ایک بڑی چھتری پر ہو بیٹھے پنڈارون نے باگ اوٹھائی اور فوراً پلٹن و جنسی متعینہ چراگاہ کے درمیان سے گذر کر چراگاہ مین جا پہونچے اسوقت طرفہ ماجرا ظہور مین آیا کہ جنسی کے توپخانہ والے تو یہ لحاظ کرکے کہ جو اونپر گولے مارینگے تو پلٹن پر لگین گے جو دوسری طرف جمی ہوئی کھڑی تھی - اور پلٹن والے جنسی والون کی ضرر کا اندیشہ کرکے توپ سر کرنے سے باز رہے اور پنڈارے قابو پاکر ایکدم مین تمام اونٹون اور بیلونکو گھیر لائے نواب اونکی اس بہادری اور چالاکی کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اسی عرصہ مین دھرمان نے نواب سے کہلایا کہ تم یہان کس ارادہ سے آئے ہوا ہون نے جواب دیا کہ صرف واسطے ملاقات مہاراج کے کہ اونکے دشمنون کی طبیعت علیل ہے آیا ہون اور چاہتا ہون کہ انسے ملکر اپنے دلکی تسلی کرون دھرمان نے جواب دیا کہ ابھی تو مہاراج بیمار ہین اونسے کسی کی ملاقات نہین ہوگی - نواب سمجھ گئے کہ اس نمک حرام کی فہمایش اسطور سے ہونے والی نہین ہے اور چپ ہو رہے مگر چار پانچ روز تک محاصرہ کو گردش سے اسقدر تنگ کیا کہ اس نمک حرام نے

اور کوچ کر جانا مہاراجہ دولت راؤ سندہیا کا اجمیر سے گوالیار کو اور روانہ ہونا نواب کا اودیپور کیطرف

نواب کے ہمیرپور مین پہونچتے ہی افتخار الدولہ نواب محمد غفور خان نے جسکو دہرمان[1] چیلہ نے نکال دیا تھا اور جو ابتک علاقجات قرب وجوار کی تحصیل سے اپنا گذارہ کرر ہا تھا نواب کی خدمت مین شرفیاب ملازمت ہو کر سارا حال نمکحرامی چیلہ مذکور کا عرض کیا نواب نے اپنی فوج کے تمام سرداروں کو بلا کر فرمایا کہ اسوقت خزانہ مین روپیہ نہین ہے اور معاملات ریاست کے دہرمان چیلہ کے ہاتھہ سے ابتر ہو رہے ہین پس جس کسی کو کہ ہمارے ساتھہ رہنا اور فقر و فاقہ کی محنت اٹھانا منظور ہو وہ تو رہے اور جسکو اپنے گہربار کی محبت اور عیش و آرام کی طلب ہو وہ خوشی سے چلا جاوے یہ سنکر سب سے پہلے محمد سعید خاں افضل گڈھیا جو ایک دانا اور خیرخواہ رفیق تہا بول اٹھا کہ اسوقت رفاقت سے پہلوتہی کرنا ننگ افغانی سے بہت بعید ہے اور رنج و راحت ہمارا سرکار کے رنج و راحت سے وابستہ ہے مگر محنت و جانفشانی کرنے مین کچھہ عذر نہین ہے ایسا ہی جواب دوسرے سرداروں نے بہی دیا اور ساتھہ دینے کا عہد کر کے فاتحہ خیر پڑہا آخر نواب نے اپنی بنگاہ کو وہین راجہ چندن سنگہ کے پاس چہوڑا اور محب اللہ خان لنگ کو واسطے لانے کمپو مختار الدولہ کے جو مارواڑ مین تھا روانہ کیا اور میر صدرالدین کو دہرمان چیلہ کی فہمائش کے لئے بہیجا اور پہر معہ جمعیت جریدہ اور سواران فوج خاص جنید گڈہ کے واسطے تدارک چیلہ مذکور کے مہاراج ہلکر کی فوج پر پہونچکر اسکا محاصرہ کر لیا اور رسد بند کر کے اسقدر رفاقیہ تنگ کیا کہ غلہ کی گرانی سے ہر ایک کہانیکو ترسنے

[1] اقتباس ساری میں لکھا ہے کہ نواب نے دہرمان کو ماہ جنوری سنہ ... مقام ... ساگری ... گرفتار کیا تھا ۔ ۔ ۔

ہلکر کا لشکر تین کوس کے فاصلہ پر پڑا تھا یہ واقعات سنہ ۱۲۲۴ ہجری مین ہوئے

باب سی و چہارم

ہمیرپور مین نواب غفور خان کا حاضر ہوکر دہربان چیلہ
کی شکایت کرنا۔ فہمائش نواب کی چیلہ مذکور کو۔ اور
پھر محاصرہ کرنا مہاراج کے لشکر کا اس کے تدارک کے
لیئے۔ اور تماشا دکھلانا پنڈارون کا نواب کو اپنی چستی اور
چالاکی کا مہاراج ہلکر کے اونٹون اور بیلون کو اونکی پلٹنون
اور سوارون کے بیچ مین سے گھیر لاکر۔ سوال جواب دہربان کا
نواب سے اور کوچ کرنا۔ اٹھاسا ڈری سے بہان پورہ
کو اور تعاقب کرنا نواب کا۔ بھاگنا دہربان کا مہاراج
کے افسرون کو نواب کی طرف سے مگر شامل ہوجانا
کسابا بخشی کا اور مطلع کردینا بائی صاحبہ کا افسران لشکر
کو نواب کیطرف سے اور پکڑ کر حاضر کردینا۔ اونکا دہربان
اور سوبہادار وغیرہ توپخانہ کو بائی صاحبہ کی خدمت مین
اور بھیجنا بائی صاحبہ کا انکو نواب کے پاس اور مروا ڈالنا
نواب کا انکو فوج کیواسطے تجویز خرچ کی کرکے کوچ
کرنا وہان سے میواڑ کی طرف نواب غفور خان کو مختار کرکے

سنہ ۱۲۲۵ ہجری ۱۶ فروری سنہ ۱۸۱۰ کو شروع اور ۵ فروری سنہ ۱۸۱۱ کو ختم ہوا۔ صفحہ امیر نامہ انگریزی

مگر چونکہ نواب پر جو اس ضلع سے نکل گئے تھے کچھ قابو نہین چل سکتا تھا اسلئے کلوز صاحب نے سبحان خان کی طرف سے جو نظام علیخان کی فوج کا سردار تھا اس مضمون کا خط لکھواکر نواب کو بھیجا کہ مقابلہ جنگ سے منہ موڑ جانا اپنی ہمت اور جوانمردی سے بہت بعید ہے مگر نواب نے جو بہت مدبر اور تجربہ کار تھے اس تحریر سے حریف کی فریب گستری کا مطلب معلوم کرکے بکمال دوراندیشی یہ جواب لکھا کہ ابھی کیا ہوا ہی ابھی تو تم اپنے ملک سے ہی باہر نکلے ہو اور زیادہ تک ودو کرنیکی محنت مین نہین پڑے ہو ذرا ٹہرو مین آتا ہون اور جنگ قزاولی سے تمہاری خبر لیتا ہون جسوقت تمکو دوادوش سے عاجز کرونگا اور لڑائی کا موقع دیکھونگا اُسوقت مقابلہ کرکے بھی تمکو اپنی شجاعت اور مردمی کے جوہر دکھلا دونگا اس جواب سے پہونچتے ہی کلوز صاحب کا ارادہ سست ہوگیا کیونکہ اُنہین اسقدر حوصلہ جنگ قزاولی کی برداشت کرنیکا نہ تھا اور ناچار وہ معہ اپنی تمام فوج کے کوچ کرکے واپس چلے گئے ؛؛

نواب سارنگپور سے روانہ ہوکر دو تین روز مین موضع ساٹڑی علاقہ میواڑ پر پہونچے باپوسہ بیا نے یہ خبر سنتے ہی جادوسے جہان وہ معہ اپنے کمپو کے ٹہرا ہوا تھا آکر ملاقات کی اور پوچھا کہ آپ کس ارادہ سے یہان آئے ہین نواب نے کہا کہ وہرمان چیلہ مہاراجہ ہلکر کے تدارک کے واسطے آیا ہون جو ریاست کو خراب کررہا ہے اب تم کہو کہ تمہارا کیا ارادہ ہے اُس نے جو ایک عقلمند آدمی تہا کہا کہ ہمکو آپ سے کچھ غرض اور مطلب نہین ہے آپ ہمارے علاقہ سے کوچ کر جاؤ نواب روانہ ہوکر موضع ہمیرپور[1] متعلقہ راجہ چیندن سنگہ مین پہونچے جو چیتوڑگڑھ سے سات کوس ہے اور جہان سے مہاراج

[1] ہمیرپور جہیں ہے ہمیر گڈھ سے یہان کا راجہ ادے پور کے ۳۲ سرداران مین اول نمبر کا سردار ہے ؛؛

سارنگپور اور شجاع البور کی طرف روانہ کرکے چھڑی سواری سے معہ وزیر محمد خان کے بھوپال مین گئے اور وہان انکی دعوت کہا کر بھیلسہ کے راستہ سے سرونج مین پہونچا چند روز وہان رہے اونکا مطلب بنگاہ کے علیحدہ کر دینے سے یہ تھا کہ فرنگی اور نظام علیخان اور پیشوا کی فوجین جو ناگپور والونکی مدد پر آرہی ہین اگر ہمارا تعاقب کرینگی تو بنگاہ بچ کر نکلجائیگی اور جو بنگاہ کو شامل رکہکر کوچ و مقام کرینگے تو یہان لڑائی مین پہنس جانے سے وہان مقدمہ ریاست کا و ہر مان چیلہ کے ہاتہون سے بگڑ جائیگا تاہم کلوس صاحب[1] تو معہ فوج ناگپور کے تعاقب کرتے ہوئے مقام بہنور اسہ تک جو سرونج سے یکمنزل کے فاصلہ پر ہے آپہونچے اور رات کے وقت چہاپہ مارنے کی فکر کرنے لگے۔

نواب یہ خبر پاکر راتون رات کوچ کرتے ہوئے سارنگپور اور شجاع البور کے پاس اپنی فوج سے جاملے اور ناگپور کی فوج نے معہ کپتہ کلوز صاحب کے سرونج مین پہونچکر اپنا بندوبست کیا اور میان منور خان عامل سرونج پر جو لیپٹری کے جنگل مین معہ اپنی جمعیت کے پناہ گزین ہوا تہا حملہ کرکے اُسکے بہت سے آدمیونکو مجروح اور مقتول کر ڈالا

[1] کرنیل کلوز جالنہ سے براہ ہوشنگ آباد ماہ جنوری ۱۸۱۰ء مین نربدا کو عبور کرکے آگے بڑہے اور ۱۰ فروری کو سرونج پہونچے جہان سے اُنکے بڑہنے کی حد پانچ میل آگے مقام ابوریہ تک شمال مین تہی اُدہر کرنیل مارشل بندیل کہنڈ سے اُسی سمت کو کرنیل کلوز کی اعانت کے لئے روانہ ہوئے اور کہلاسہ مین پہونچکر کرنیل کلوز کو سرونج پر قبضہ کرلینے کے واسطے مدد دی نواب یہ معلوم کرکے میواڑ کو چلدیئے ناگپور خطرہ سے بچ گیا اور دونون فوجین اپنے اپنے مقام کو لوٹ گئین۔ صفحہ ۲۸۷۔ امیر نامہ انگریزی ۔۔۔

کیا کہ زندگی تلخ ہوگئی اور ادہر پنڈاروں نے جو گروہ در گروہ تھے ناگپور کے کل علاقہ
مین پھیل کر لوٹ مار مچادی جس سے تمام شہر اور قصبے غارت ہوگئے اور خاص فوج
جو نواب کی رکاب مین تھی اُسمین سے آدہے آدمی تو محاصرہ پر موجود رہتے تھے اور آدھی گروہ
پیش کے سواضعات مین سے رسد اور چارہ وغیرہ لاتے تھے جب ایک ہفتہ اسطرح سے گذرا
اور دشمن کی فوج کو بھگانیکی بھی فرصت نہ ملی تو بابو سکھارام نے تنگ آکر راجہ رگھوجی سے
مدد مانگی اور جلد ایک جمعیت عظیم علاوہ کمپو کلوز صاحب کے پونا سے پیشوا کی حیدرآباد
سے نظام علیخان کی اور بندیل کھنڈ سے انگریزونکی فوج طلب کرکے فراہم کی اور قدم استقلال
جمایا اور نیز مہاراجہ سندھیا نے جو اسوقت اجمیر کی طرف تھے ایک کمپو اپنا ناگپور والونکو
قوت دینے کیلئے مقام جاوَد علاقہ سرحد و پر جو لڑائی کی جگہ سے قریب تھا بھیجدیا اور
اُسی حالت مین مہاراج ہلکر کی رانی نے جو بائی صاحبہ کہلاتی تھین دہرمان جیلہ کی شکایت
کے متواتر خطوط بھیجکر نواب کو لکھا کہ جو آپکو اس ریاست کا قایم رکہنا منظور ہے تو فوراً یہان
آؤ اور راج کا بندوبست کردو یہ دہرمان جیلہ مہاراج کے سودائی ہونیسے مختار کاری پاکر
بڑا زور پکڑ گیا تھا اور لشکر کے سرداروں سے سازش کرکے ارادہ نمکحرامی کا رکھتا تھا
اور بائی صاحبہ کو نظربند کرکے نگاہ بد سے دیکھتا تھا نواب نے خیال کیا کہ ادہر تو ناگپور
پونہ حیدرآباد اور سندھیا کی فوجین چڑھی چلی آتی ہین اور اُدہر اپنے گھر کا وہ حال
ہے کہ جس پر دار و مدار ریاست کا ہے اور خود دہرمان جیلہ کے ہاتھون سے تباہ
ہورہا ہے اگر یہان توقف کرینگے تو اُس کے بچانیکا موقع ہاتھ سے
نکل جائیگا اور بڑی خرابی پیدا ہوگی پس وہاں سے کوچ کرکے مہیشور مین آئے
اور بنگاہ کو مرزا امیر بیگ پیٹی والہ کے ہمراہ رائے سین وغیرہ کے راستہ

لہ نام تکسا بائی تھا اور یہ سب کاموں پر حاوی تھیں

علام قابوے جنگ پر تن تنہا متوجہ جنگ اور داد شجاعت دنیا عبث ہے نواب اُسی جگہ کھڑے ہو گئے اور سوچنے لگے کہ اب کیا کرین اتنے ہی مین ایک توپ کا گولہ وکیل مذکور کے آکر لگا اور وہ فوراً گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور دوسرا گولہ نواب کے گھوڑے پر گرا اور وہ معہ گھوڑے کے زمین پر آرہی مگر فضل الہی شامل حال تھا اُس صدمہ سے کچھ ضرر نہ پہونچا اس حالت مین سو دو سو سوار رامپور یہ پٹھان جو حملہ کا قابو نہ دیکھکر لوٹے جاتے تھے وہان آپہونچے اور نواب کو دیکھکر دوڑے آئے اور اُنکو گھوڑے پر سوار کر کے حریف کی سوارون اور پیدلون پر جو بالہ سے بڑھے ہوا آتے تھے پے در پے حملے کرنے لگے اس ہنگامہ مین نواب کو اسقدر جوش شجاعت چرہا ہوا تہا کہ جان کی کچھ پروا نہ تھی اور وہ بہادری کے ساتھ اِدھر اُدھر حملہ کرتے تھے اور پھر جاتے تھے صف کی صف دشمن کی اُولٹ دیتے تھے مگر اس جرأت اور دلاوری سے کچھ کام نہین نکلا کیونکہ لڑائی کا موقع بالکل نہین تھا آخر محمد سعید خان سواتی وغیرہ بڑی ہٹ اور ضد سے اُس مرد میدان جوانمردی کو باگ پکڑ کر میدان جنگ سے نکال لائے اور موضع ہیرالور مین جا کر بنگالہ کے شامل ہوئے جہان ایک ہفتہ تک رہے ؛

فقیر محمد خان رسالدار جو میدان جنگ مین زخمی ہو کر گرا تھا دشمن کے آدمی اُسکے بدن پر سرداری کا لباس دیکھکر اُسکو اپنے ڈیرہ مین اُٹھا لیگئے اور علاج کرنے لگے جب وہ اچھا ہوا تو نواب کی خدمت مین حاضر ہو گیا ؛

اب نواب نے دشمن کا محاصرہ کرنا مناسب سمجھا کیونکہ جنگل جہاڑی اور غارونالون کے حایل ہونے سے مقابلہ کرنا مصلحت نہ تھا اور پھر چیدہ سوارون اور پیدلون کی جمعیت سے اُس مقام پر کہ جہان پہلے مقابلہ کیا تھا جا کر حریف کو چارون طرف سے گھیر لیا اور اُسکا اسقدر تعاقب کیا

نار تک پہونچے تو کمپو حریف کے گولون کی مار سے آگے نہ بڑھ سکے اور زخمی ہو کر لوٹ آئے فقیر محمد خان قندہاری رسالدار کو ایک زخم کاری لگا اور وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑا اسی طرح محمد سعید خان وغیرہ رام پوریہ پٹھان صف میسرہ سے دھاوا کر کے نالہ تک دشمن کے اوپر چلے گئے مگر وہان سے وہ بھی نالہ کی گہرائی اور چھرون کی بارش سے آگے بڑھنے کا قابو نہ دیکھکر لوٹ آئے اور میان وزیر محمد خان[1] ویسے ہی اپنی جگہ پر کھڑے رہے یہ حال دیکھکر نواب ہاتھی سے اترے اور گھوڑے پر سوار ہو کر پچاس سوارون سے کہ اسوقت اسیقدر ساتھ ہو سکے تھے دشمن کے مقابلہ پر گئے اور جرات اور جانبازی کر کے نالہ تک جا پہونچے اور حریف کے سوارونکو جو اسطرف اوتر آئے تھے پسپا کرنے مین کامیاب ہوئے لیکن توپون کے چھرون اور گولون سے جو مثل بلائے آسمانی کے نازل تھے وہ سوار بھی رفاقت سے پہلوتہی کر گئے اور کوٹہ کے وکیل میر عبداللہ نے جو اسوقت تک ساتھ تھا ہاتھ جوڑ کر نواب کو پیش قدمی سے منع کیا اور کہا کہ اسوقت آپکے رفیقون مین سے کوئی ساتھ نہین ہے اور ایسے موقع

[1] تاریخ بھوپال مین لکھا ہے کہ جب امیر خان والئے ٹونک بعزم جنگ مالی ناگپور قریب بھوپال آئے اور وزیر محمد خان سے مدد چاہی یہ مدد بہرلو اونکے بھوے قریب سالہ ناگپور کی فوج سے مقابلہ ہوا اور وزیر محمد خان نے امیر خان سے کہا کو آج لڑنا مناسب نہین ہے فوج سفر ملی ہوئی تھکی ماندی ہے کل مقابلہ کرتا ہون نہ مانا مقابلہ کیا ناگپور کی فوج غالب آئی تب وزیر محمد خان سے کہا کہ لڑائی کا ڈھنگ بگڑ گیا اب جلد یا مصلحت ہے وزیر محمد خان نے کہا تم جاؤ مین جب تک زندہ ہون میدان سے منہ پھیرونگا نہین امیر خان ہٹ گئے اور وزیر محمد خان نے اپنی فوج کو دل دیکر باوجود قلت سپاہ حملہ کیا اور بڑی مردانگی وجرات کے ساتھ دشمن کو میدان سے ہٹا دیا سر بری کلوز جو سے ہوہرمائے نربدا کی قریب ما فوج انگریزی مقیم تھے ناگپور کی فوج مین شریک ہو کر نواب امیر خان کا مقابلہ کیا وزیر محمد خان سے یہ خبر پاکر بھوپال کیطرف کوچ کیا اور امیر خان کو کہلا بھیجا کہ جسے ہماری مدد گون سے کرنل کلوز صاحب بہادر کی مدد کی ہے سرکار کمپنی سے ہماری دوستی ہے ہم فوج انگریزی سے نہ لڑینگے۔ بسم ۱۲۲۰ھ ۱۸۰۵ء

توکل ہے وزیر محمد خان سے پھر بھی بہت مبالغہ کیا اور کہا کہ جو یہی منظور ہے تو دشمن کے سامنے کی راہ کو کہ جس مین جہاڑی - خار اور نالے بہت سے ہین چہوڑکر اوسکی فوج کے پیچہے سے کہ میدان وسیع ہی مقابلہ کرین لیکن نواب نے ہرکارون کے جمعدار بالن سنگہ کے کلام کی تصدیق پر کہ جس نے غلطی سے برعکس اوسکے ظاہر کیا تھا سامنے سے مقابلہ کیا اور جمشید خان فقیر محمد خان قطب الدین خان محمد اسعید خان و خدا بخش خان رنج بہیا - وغیرہ کو صف میمنہ مین کہڑا کیا - اور سواران رامپور یہ اور افغانان ہڑاپن مشتمل داراشاہ خان و عمر خان وغیرہ کو صف میسرہ مین جما یا اور وزیر محمد خان کو معہ اُن کی جمعیت اور شہامت خان وغیرہ رسالداران اور ایک ہزار پیدلون اور چہہ ضرب توپ کے صف ہراول مین رکہا اور آپ معہ اپنی فوج خاص کے ہاتی پر سوار ہو کر قلب گاہ مین رونق افروز ہوئے اور پنڈارہ سوارون کو بہاگنے کا راستہ بند کر لینیکے واسطے دشمن کی پشت پر بہیجدیا ٭٭٭

اودہر صدق علیخان وسکہارام باپو نا تہا کہا کیہ افسران فوج ناگپور نے بہی اسطور پر صف بندی کی کہ قلعہ چہتر اگڈہ کو تو پشت کی طرف اور ایک بڑے گہرے نالہ کو سامنے رکہکر پیدلون کے کمپوون کو معہ ۲۵ ضرب توپون کے سب سے آگے جمایا اور سکہون کی جمعیت اور خان وغیرہ رسالداران پنجابی اور گونڈرا جون کو اس نالہ کے دائین بائین گہاٹ مین بیٹہایا اور قلب فوج مین فوج خاص اور مرہٹون وغیرہ کو اپنے ساتہ رکہکر لڑائی شروع کی اودہر سکہہ وغیرہ بہی نالہ کی آڑ سے بندوقون کی باڑہ مارنے لگے اُسوقت نواب کی ایک توپ تو بہک نکلی اور دوسری توپ کی پیڑا دہیہ دشمن کی توپ کے صدمہ سے ٹوٹ گئے اور جمشید خان و فقیر محمد خان وغیرہ وغیرہ جو بہادری سے حملہ کرکے نالہ کی

کے افسر مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے دشمن کے مقتولوں اور زخمیوں کا
کچھ شمار نہ تھا
نواب پنڈارہ سواروں کی جمعیت اور بھوپال کے مختارکار میاں وزیر محمد خان کو شامل کرنے
کے واسطے تیغ گڑہ سے کوچ کرکے دیوری گورجہانو ہوتے ہوئے بھوپال کے
علاقہ میں ہیرا پور کے پاس نربدا کے کنارے پر پہونچے اور وہان میان وزیر محمد خان
کو جو بھوپال سے آگئے تھے ساتھہ لیکر مع سواران جریدہ اور دو ضرب توپ کے
پھر نربدا سے اُترے اور بنگاہ اور توپ خانہ کو قیام گاہ پر چھوڑ کر دوسرے راستہ
سے نربدا کے اس طرف ایک منزل جاکر ٹھیرے جب پنڈارہ سوار بھی وہان آکر
شامل ہوگئے اور خاص فوج اور وزیر محمد خاں اور پنڈارے سواروں کی جمعیت
سے ستراسی ہزار سوار اور پیدل کی بھیڑ بھاڑ جمع ہوگئی تو وہاں سے ایک
منزل آگے کو اور کوچ ہوا اور پنڈارہ سواروں نے نواب کے اشارہ سے آگے
جاکر ناگپور کی فوج کو قلعہ جونراگڈہ کے سیچے جا گھیرا جو جبل پور سے ایک منزل
کے فاصلہ پر ایک تنگ جنگل اور پہاڑ کے اندر ٹھیری ہوئی تھی دو ایک
دن کے بعد نواب بھی جونراگڈہ سے تین کوس پر جا ہونچے اور لڑنیکو تیار
ہوئے اس وقت میاں وزیر محمد خاں نے جو شگون کا علم خوب جانتے تھے
کہا کہ آج رجال الغیب کا دن ہے اور دشمن کی فوج گھبرائی ہوئی ہے اگر
آج مقابلہ موقوف رکھا جائے تو وہ کل خود بخود مارے ڈر کے نکل جائیگی اور جو
ٹھیری رہیگی تو پھر لڑائی کا آپ کو اختیار ہے نواب نے کہا کہ ہمکو تو ہر حال میں جانا

سلہ رجال الغیب کو بعد ولوگ جوگنی بولتے ہیں۔ اور آنکو سامنے نہیں لیتے منہ

سوار نے دشمن کے انبوہ مین سے جمشید خان وہ ہتڑ کے نیزہ مارا وہ اُس کے زرہ کو توڑ کر سینہ سے پشت کی طرف نکل گیا مگر اُسکی زندگی باقی تھی اُس نے فوراً اپنے ہاتھہ سے اُس کو کہینچ لیا۔ اور اُس سے کچھہ زیادہ صدمہ اُس کو نہ پہونچا اس حالت مین ایک زرہ پوش سوار نے نواب پر پہونچکر برچھہ مارا اور نواب نے اپنا برچھہ اُسکے رسید کیا جو اُسکی زرہ مین چبھہ کر نواب کے ہاتھہ سے نکلگیا اور اُسکا برچھہ نواب کے دگلہ کی آستین مین اولجھہ کر رہ گیا نواب نے اُسی نیزہ کو ہاتھہ مین لیکر بہت سے آدمیون کو مجروح اور مقتول کیا اُسوقت وہ پانچون سوار بہی اُن سے جدا ہوگئے اور وہ تن تنہا دشمن کی فوج مین رہ کر کچھہ دور تک اُن کے ساتھہ چلے گئے اور جنھون نے بہی اس سوار بیگانہ کو نہ پہچانا اور وہان سے لوٹ کر اپنے ڈیرون کو چلے گئے۔

نواب اپنی فوج مین پہونچے جو سراسیمہ بہاگی چلی جاتی تہی اور اپنے سوارون کو جمع کرکے پہر دشمن کے اوپر جا گرے اور اُس کو ہٹا کر اپنی توپین جو گہاٹ مین رہ گئی تہین چہین لائے اور گہاٹ سے اُتر کر اپنی بنگاہ سے شامل ہوئے اور چہائین ندی کے کنارے پر تیج گڑھ کے قریب پہونچکر ٹہر گئے۔

رامپوریہ اور آفریدی سوار جو فوج حریف کے اُس طرف سے لوٹ کر اپنے نشان کے ہاتھی کے پاس آئے اور وہان معاملہ جنگ کو دگرگون دیکہتا تو ناچار ڈیرون کو واپس آگئے اور نشان کا ہاتی جو اپنی جگہ سے نہین ہلا اور ایک عمارہ جو لوٹ کر گہاٹ پر رہ گیا تہا۔ نواب کی فوج سے۔ وہین رہا حافظ کریم اللہ خان عظیم خان کرم علیخان نواب سمند خان اور محمود خان نواب

گھوڑا دوڑا کر اُس صف کی طرف آئے اور مگلی خدمتگار کو حکم دیا کہ اُس صف کے سواروں
کو جو برابر اندر سے کھڑے تھے نالہ کی طرف لے آئے تاکہ دشمن کا راستہ بند ہو مدنگا
نے گھوڑا اُٹھایا اور پکار کر اُن سواروں کو کہا کہ اے مردو مرد ہو عورت نہ ہو یہ بات
سنتے ہی اُنکی شجاعت نے جوش مارا اور وہ اُسی دم نالہ کی طرف حملہ آور ہوئے
اور حریف کے سپاہیوں کو مار کر اور تہ تیغ کرتے ہوئے اُسکی فوج تک جا پہونچے
اور مارتے مارتے ادھر سے اُدھر جا نکلے اسی طرح نواب کے اشارہ سے
جو اپنی فوج کی جنگ گیری کے واسطے اُس کے گرد گھیر رہے تھے حمید خان
وغیرہ افریدیوں نے خود بھی طرف سے صف مقابل پر حملہ کیا اور اسکو چیر کر حریف کے قلب
تک پہونچکر اپنی شجاعت کا سکہ جمایا - اس اثناء میں دشمن کے سواروں نے جو دس
بارہ ہزار کے قریب میدان جنگ سے الگ ایک طرف کو کھڑے تھے نواب پر
گھوڑے اُٹھائے اسوقت نشان کا ہاتھی پھر بگڑا - اور پھر فوج کی طرف لوٹ کر لوگوں کو
مارنے لگا کہ جس سے نواب کے لشکر میں کھلبلی پڑ گئی اور دشمن کے سواروں
کو ایک اچھا موقع مل گیا جو اُسی دم غار نالہ کو عبور کر کے سر پر آ پہونچے نواب کے
سپاہی جو ہاتھی کے ہنگامہ سے خود بخود بکھر گئے تھے اُنکو دیکھتے ہی بغیر مقابلہ جنگ
کے بھاگ نکلے صرف پچاس سوار کہ سواروں سے اور اسی قدر پیادے العربیہ
کی جمعیت کے نواب کی رفاقت میں رہے اور جب مقابلہ کی نوبت پہونچی اور
تلوار و بھالے کے زخم لگنے لگے تو اُن میں سے کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوئے
باقی جو بچے وہ الگ ہٹ گئے صرف پانچ چھ سوار مثل حمید خان دو ہتر و
اللہ داد خان و علی محمد خان کے نواب کے پاس سے دور نہ ہوئے اس وقت ایک

سے چلائی جا رہی ہین لیکن جب حریف توپ اور بندوق مارتا ہوا اور بھی قریب ہو گیا اور صرف ایک نالہ بیچ مین باقی رہا تو نواب نے غصہ ہو کر کہا کہ تو یہ تمہارے دہرےپن اور کوتاہ فہمی کا ثمرہ تمہارے آگے آیا ہے اور کہو اب بھی تمکو معلوم ہوا یا نہین کہ ہمارے اور اُنکے درمیان جنگ ہے یا صلح یہ سُنکر سب شرمندہ ہو گئے اور جا بجا مقابلہ کے واسطے اُٹھے لیکن اُسیوقت اتفاق سے نواب کے نشان کا ہاتھی الیاسمت ہو گیا کہ فیلبان کے قابو مین نرہا اور اپنی فوج مین مثل شیر مست کے حملہ کرکے لوگون کو مارنے اور زخمی کرنے لگا فوج کے سوارون نے ہرچند کہ اُسکو بہالون سے مار مار کر زخمی کر دیا مگر وہ قابو مین نہین آیا اور دیوانون کے موافق سونڈ سے خاک اُڑا اُڑا کر صفون کو برہم کرنے لگا۔ نواب نے یہ ماجرہ دیکھکر خیال کیا کہ اسقدر جوش و خروش ہاتھی کی مستی کا اسوقت مین محض خدا کی مرضی اور حریف کی اقبالمندی سے ہے کہ جس سے خود بخود ہمارے لشکر مین حشر برپا ہو گیا اُس پر بھی اُنہون نے صف بندی کرکے جمشید خان محمد سعید خان قطب الدین خان اور مظفر خان وغیرہ رسالداران آفریدی کو دہنی طرف رکھا اور عمر خان۔ دلاور خان۔ محمد سعید خان اور سرور خان وغیرہ رامپوریونکو بائین طرف جمایا۔ اور کچہ سوارون کی جمعیت اور الف بیگ وغیرہ کے پیدلون کو اپنے ساتہہ مقدم الجیش کرکے حریف کا مقابلہ کیا مگر چونکہ ندی اور نالے سد راہ تھے اس سبب سے حملہ پیش نہ گیا اور جرات و بہادری سے کچھ کام نہ نکلا اسی اثناء مین پنجابی سوار جو حریف کی طرف سے تھے گھوڑون سے اُترے پہاڑ اور نالے کے غارون مین آکر بائین صف کے اوپر بندوقون کی باڑہ مارنے لگے نواب اُسی وقت

لہ یہ واقعہ ۱۷ نومبر ۱۸۵۸ء کو واقع ہوا۔ صفحہ ۲۷۶ امیرنامہ انگریزی

ایک منزل تک آپہونچی تو یہی دہرہ چہوڑا اور کہا تو یہ کہا کہ نواب نے دربردہ ناگپور والوں
سے صلح کرکے اُن کے لشکر کو ہمارے نکالنے کیواسطے ملایا ہے نواب نے بہت
ہی کچھہ جد وجہد کی تب کہیں تہوڑے سے افغان کوچ کرنے پر راضی ہوئے اور اکثر رہ رہ
کر چلے گئے پنڈارے گو کہ نواب کے حکم سے روانہ ہو گئے تہے لیکن مسافت دور و دراز
کی وجہہ سے شامل نہ ہو سکے نواب نے یہ حال دیکہہ کر دوراندیشی سے یہ تجویز سوچی کہ علاقہ
ہومال میں جاکر وزیر محمد خان اور پنڈارہ سواروں کی مدد سے ناگپور والوں کا مقابلہ کریں اور جبلپور
میں مقابلہ کریں جسطرح دیگر کوچ کردیا اور ہرن ندی سے اُتر کر پہاڑ کے گہاٹہ میں جو وہاں
سے دو تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ڈیرہ کیا ناگپور کی فوج بہی تین کوس پر آکر ٹھہری چونکہ
اس مقام پر غاروں گہاٹیوں اور جہاڑیوں کی کثرت سے لڑنیکے واسطے کافی جگہ نہ تہی اور دوسرے
نواب کے پاس اسوقت صرف سات آٹہہ ہزار سوار اور کل ایک پلٹن رہگئی تہی اسلئے اُنہوں
نے اپنی فوج والوں سے فرمایا کہ دشمن تو سر پر آپہونچا اور یہاں لڑنیکی جگہ نہیں ہے اس
واسطے راتوں رات بنگاہ کو گہاٹہ سے اُتار دیا اور صبح کو یہاں سے بعجلت تمام کوچ
کرکے تیج گڈہ میں کہ جہاں وسیع میدان قابل لڑائی کے ہے پہونچکر مقام کرنا مناسب ہے مگر کوتہ اندیشوں
نے کچھہ نہیں مانا اور نہ کوچ کرنے پر راضی ہوئے نواب نے بدرجہ مجبوری صبح ہی
بنگاہ کا کوچ کرایا کہ گہاٹہ سے اُتر جائے اور آپ چار ہزار سوار اور دو تین ہزار پیدلوں
سے افغانوں کے سمجہانے میں مصروف ہوئے بنگاہ ابہی گہاٹہ میں ہی تہی کہ دشمن
اپنی بنگاہ کو مقام پر ہی چہوڑ کر جمعیت جریدہ سے مقابلہ کیواسطے قریب آپہونچی
اور گولی مارنے لگی یہ حالت دیکہکر بہی نواب کی فوج والے یہی بولے کہ یہ تو ہمیں
صرف ہمکو دہمکانے اور اس ضلع سے نکالنے کیواسطے نواب کے استاد

کی فوج سے جنگ وجدل کریں لیکن پٹھان لوگ جو چندان اُنکے زیر حکم نہ تھے لڑنیکو تیار ہوگئے
جس سے نواب نے بچار ناچار اپنی بنگاہ کو مرزا امیر بیگ کے ساتھ گڑھہ کوٹہ کی طرف واپس روانہ
کیا۔ اور آپ جمعیت جریدہ سے آمادہ مقابلہ ہوکر سری نگر پر پہونچے اور پانچ روز تک اُسکو
گھیرے رکھا ہرچند وہان والونکو بہت کچھہ پناہ پہاڑون اور ندی نالہ وجھاڑی اور جنگلونکی
حاصل تھی تو بھی اُنہون نے سختی محاصرہ سے تنگ ہوکر معرفت نواب جمشید خان کے صلح چاہی
اور معاملہ کا پیغام ڈالا جمشید خان نے اپنے پٹھانون کی ناموافقت سے اپنا قابو نہ دیکھکر
نواب سے کہا کہ اگر ناگپور کا معاملہ ہماری معرفت منظور ہے تو کرو ورنہ ہمکو جواب دو اور خود لڑتے
رہو نواب نے ناچار اُسکی خاطر سے تیرہ لاکھہ روپیہ ٹھیراکر صادق علی خان کے چھوٹے بھائی ندیم خان
اور دو معتبر ساہوکار اور ایک متمول گشائین کو اولین لیا اور وہان سے لوٹکر جبل پور مین قریب
ایک ہفتہ کے قیام رکھا۔

اس اثنا مین صادق علیخان اور گہانٹگیہ نے ناگپور کے راجہ سے مدد مانگی اور ایک فوج
جو پچاس ہزار سوار وپیدل کے قریب تھی حیدر آباد کے نواب نظام علیخان اور سوران کرپا کانوٹر
وماں کری[1] وپنجابی وغیرہ سے اپنے پاس بلوائے نواب اُسکے فریب سے غافل تھے
اور اُول والون کے اعتبار پر معاملہ وصول ہو جانیکے بھروسہ سے لوٹ جانیکے ارادہ مین تھے
کہ اسوقت جمشید خان وغیرہ افریدیون نے یہ خیال کرکے کہ نواب نے ہم سے پوشیدہ روپیہ
معاملہ کا وصول کرلیا ہے اور فوج کی تنخواہ دینا منظور نہین ہے بلکہ کوچ کا ارادہ کر رکھا ہے تنخواہ
کیواسطے دھرنہ دیدیا اور نواب کو نہایت تنگ کیا یہانتک کہ ناگپور کی فوج کوچ کرتی ہوئی جبلپور سے

[1] ماں کری کے معنی معززکے ہین مگر مرہٹون کی اصطلاح مین یہ ہے لفظ اُس زمیندار کے لئے مستعمل کیا جاتا
ہے جو اپنے گھوڑے سے نوکری کرے گرینڈ ڈوف کی تاریخ مرہٹہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۳۔

میں مع چودہ توپوں کے تعینات تھے نواب اُسکے تدارک کیواسطے جمعیت جریدہ سے روانہ ہوئے[1]
تاہم اُنہے یہ خبر سنکر شہر چھوڑ دیا اور پہاڑ کے گھاٹ میں جاکر پناہ لی تو وہ وہاں سے سات کوس
پر تھا۔ نواب نے حملہ پہونچکر اپنا تہانہ بٹھایا اور وہاں سے تین کوس پر جاکر محمد سعید خان
عمر خان جمشید خان۔ دارا شاہ خان نواب شہامت خان اور مرزا امیر بیگ وغیرہ سرداران
کو تاہم گھاٹکیہ کے تعاقب میں اُس گھاٹ کے طرف روانہ کیا اور آپ مع کچھ سواروں کے
اُسی جگہ ایک گاؤں میں گھوڑے سے اُترکر شب باش ہوئے محمد سعید خان وغیرہ نے پہاڑ
کے نیچے پہونچکر ایک پہر تک گھاٹکیہ مذکور سے جنگ کی اور بہت سے آدمیوں کو مارا آخیر وہ
لوگ بھاگ گئے اور یہ کئی گھوڑے لوہا ہتی اور چودہ توپیں لیکر دوسرے دن نواب سے آملے
اور بنگاہ کے آدمی بھی جو پیچھے رہ گئے تھے آکر شامل ہو گئے لعدہ نواب ممدوح کے وہاں سے
لوٹکر جلپور میں داخل ہوئے وہاں بہت لوٹ ہاتھ آئی اور نواب نے ضبطی کرکے اپنے
تہانہ شہر اور اُسکے قرب و جوار میں بٹھا دئے افغانوں کے دہرہ دینے سے ڈیڑہ مہینے
کی قریب وہاں مقام رکھا۔ اس اثنا میں راجہ ناگپور کی فوج جو قریب پچیس ہزار سوار و پیدل سکھ
وغیرہ کے تھی مع ایک جنگی توپخانہ کے صدیق[2] علی خاں کی سرداری میں لڑائی کے ارادہ سے
سری نگر تک جو جلپور سے دس کوس پہاڑوں میں ہے آپہونچی اور نواب کا وکیل شاہ خان
جو پہلے سے ناگپور میں گیا ہوا تھا۔ رگھوجی گھونسلہ سے یہ شرط ٹھہرا کر آیا کہ جو نواب راجہ مذکور کی
مدد واسطے مقابلہ مہاراجہ سندھیا کے کرینگے تو رگھوجی انکو ایک حصہ ملک کا کچھ اپنے
علاقہ سے اور کچھ سندھیا کے علاقہ سے دینگے اسپر نواب کا ارادہ نہیں تھا کہ وہ ناگپور

[1] یہ واقعہ ماہ اکتوبر ۱۸۰۹ء میں واقع ہوا۔
[2] انگریزی سرکار کے مراسلوں اور دیگر افسروں کی خط و کتابت میں اسکا نام صدیق علی خان آیا ہے ۔۔۔

مین اُترے اور لکڑی سے پایاب ڈہونڈ کر ندی کو عبور کر گئے اور اُن آدمیون کو کہلا دیا کہ اِس راستہ سے اُتر جاؤ اور راجہ مردن سنگہ کے لشکر مین آئے اور اُسکی ڈیرہ پر کہڑے ہو کر ایک آدمی سے کہنے لگے کہ مین نواب کی طرف سے ایک ضروری کام کے واسطے آیا ہون وہ راجہ مردن سنگہ کا خدمتگار تہا نواب کی آواز کو پہچان گیا اور دوڑ کر راجہ کو خبر دی راجہ اُسوقت اپنی عادت کے موافق نہا کر کہانا کہانیکی فکر مین تھے کہ نواب کا آنا سنکر فوراً باہر نکل آئے اور نواب کو ڈیرہ مین لیجا کر مسند پر بیٹھایا اور عرض کی کہ جو مرضی ہو تو طوائفون کا ناچ شروع کرایا جائے مگر نواب نے منظور نہ کیا اور بعد ایک ساعت کے اُٹھہ کہڑے ہوئے راجہ نے پالکی کی سواری اور سوارون کو ساتھہ لیجانیکے واسطے بہت اصرار کیا مگر نواب نے نہ مانا اور جس طور سے گئے تہے اوسی طرح اپنے ڈیرہ مین آگئے اور راجہ کے سوار جو دور دور آتے تھے لشکر تک پہونچا کر چلے گئے چند روز بعد نواب نے راجہ مردن سنگہ وغیرہ زمیون کو اپنی اپنی ریاست مین جانیکی رخصت دی اور صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر اور متعلقون کو کچہہ روز گڈہ کوٹہ مین رکہکر میان سید علیشاہ کے ساتھہ شیر گڈہ کو روانہ کیا - اور خود بدولت معہ فوج وہان سے کوچ کرکے جہان ندی[1] سے اُترے اور اُسکے دوسرے کنارہ پر ٹہر کر بعد قتل جمعیت راجہ ناگپور کے جو گہاٹ سکے ضابطہ پر تعیناب تہی براہ تیج گڈہ پہاڑ کے گہاٹ سے گذرے اور ہرن ندی کے کنارہ پر جو اُسوقت چڑہی ہوئی تھی موضع کسکی[2] کے پاس ٹہرے اور پایاب تلاش کرکے دوسرے طرف جا اُترے شہر جبلپور وہان سے ایک منزل کے فاصلہ پر تھا اور وہان سات آٹھہ ہزار سوار اور پیدل گہوجی گہوسلہ کے نائب گہاٹگیہ کی

---

[1] اس ندی کے نام مین غلطی ہے ممالک وسط ہند مین کوئی ندی اس نام کی درج جغرافیہ نہین ہے ہم اُن تحقیق کی ضرور ہے -
[2] غالباً اس مقام کا نام کشتگی ہو نقطون کے رہ جانے سے کسکی رہگیا ہو صفحہ ۱۷۲ - امیر نامہ انگریزی -

پہلے کشنگی ضلع سیونی مین شامل تہا اب بالا گہاٹ کے ضلع مین ہے اور ایک کشنگی ضلع جبلپور مین ہی جبلپور سے ۲۲ میل ساگر کی سڑک پر ہرن ندی کے کنارہ مین آباد ہے جغرافیہ وسط ہند صفحہ ۵۲

سہیلہ کا معاملہ لیتے ہوئے ساگر کی راہ سے دیوری گوجہامر میں پہونچے اور وہاں سے چار پانسو سواروں کیساتھ دہاوہ کرکے مقام جہانول ماتحت علاقہ ناگپور مین جو لفاصلہ چالیس کوس دریائے نربدا کے کنارہ پہ واقع تہا جا گہرے اور وہ باقی جمعیت کو قریب تین سو بندوقچیوں کے تہی بعد مقابلہ جنگ ٹہارے شہر کو گہیر لیا چونکہ ابھی لشکر پیچھے تہا اور اُسکے پہونچنے تک شہر والونکو حیلہ و بعل سے قابو میں رکہنا منظور تہا۔ اسلیئے یہ ظاہر کیا کہ میں نواب کا فوج بخشی ہون اور انکی طرف سے معاملہ وصول کرنے کے لئے آیا ہون شہر والون نے بہی تہوڑی جمعیت دیکہکر زیادہ اندیشہ نہ کیا اور سمجھ لیا کہ دو چار ہزار روپیہ لیکر چلا جائیگا غرض نواب نے شام تک اُنکو مغالطہ میں رکہا اور جب کل سوار فوج خاص کے آکر شامل ہوگئے تو دو ہزار اشرفی ہر اور روپیہ اونسے لیا اور دو چار روز میں گرد و پیش کے مواضعات کی تحصیل کرکے آگے کو کوچ کیا جب مقام تیاپر جو گڈہ کوٹہ کے پاس ہے پہونچے۔ تو وہاں کا راجہ مردن سنگہ اور دوسرے سردار و رئیس اوس ضلع کے نواب سے آکر ملے اور فوج مین شامل ہوئے نواب نے برسات اسجگہ تیر کی اونکا قاعدہ تہا کہ وہ اکثر راتوں کو لشکر کا حال دریافت کرنیکے واسطے اکیلے معہ ایکدو خدمتگار کے پہرا کرتے تھے اُسی عادت کے موافق ایک رات کو جب آدمی کا گل تہا جوالگاہ سے نکلے اور اپنے لشکر میں پہر کر راجہ مردن سنگہ کے لشکر کا حال دریافت کرنیکے لئے جو وہان سے ایک کوس کے فاصلہ پر تہا گئے راستہ مین ایک ندی پڑتی تہی اُسکے کنارہ پر بہت سے آدمی دونون لشکرون کے بیٹھے ہوئے ملے جو پایاب نہ ملنے سے اُتر نہ سکتے تہے نواب نے خدمتگار کو بہیجکر اُنسے پوچہوایا کہ یہان کیون بیٹھے ہو اُنہوں نے کہا کہ ندی چڑہی ہوئی ہے اوتر نیکو راستہ نہیں ملتا نواب وہاں سے چند قدم چلکر دریا

لہ صحیح نام ٹیا معلوم ہوتا ہی جو ضلع دموہ میں ایک مالدار شہر ہے۔ جغرافیہ وسط ہند۔

لہ گڈہ کوٹہ ضلع ساگر کے مال ہے ساگر سے ۲۷ میل پورب ہے جغرافیہ وسط ہند۔

اور سب افسرونکو فرمادیا کہ ریاست کے ہر ایک معاملہ مین اُسکی صلاح پر عمل کرتے رہین اور محمد جمشید خان کو نصیر الدولہ استقامت جنگ اور راجن پنڈارہ کو نواب اختیار الدولہ مستقیم جنگ اور کریم خان کے بیٹے شہامت خان کو نواب سرفراز الدولہ کا خطاب عنایت کرکے اسی طرح دوسرے سردارون کے واسطے بھی علی قدر مراتب خطاب اور منصب عطا فرمائے -

اس عرصہ مین نواب کی فوج بھی حسب الطلب اُنکے علاقہ کشنگڈھ سے آکر شامل ہوگئی اور انھون نے معہ اپنے لشکر اور پنڈارونکی جمعیت کے وہان سے ناگپور کے اوپر لشکر کشی کی تیاری کی کریم خان میرد اور چیتو پنڈاران سندھیا شاہی جو اسوقت دولت راو سندھیا کی قید مین تھے نواب کے پاس نہ پہونچ سکے مگر انھون نے اپنی اپنی جمعیت شہامت خان و نادار خان وغیرہ اپنے بیٹون اور عزیزون کے ساتھ اُنکی خدمت مین بھیجدی جب اسطرح نواب کے پاس چالیس ہزار سوار اور پیدل فوج خاص اور پنڈارہ سوارون اور ڈیوڑہی کی پلٹنون وغیرہ سے جمع ہوگئے تو انھون نے سنہ ۱۲۲۳ہجری [1] مین بھان پورہ سے کوچ کردیا - اور سارنگپور و شجاع الپور وغیرہ علاقہ جات مالوہ کے راستہ سے بھوپال کی عملداری مین پہونچکر اسلام نگر اور رائے سین کے قریب ڈیرہ کیا بھوپال کا مختار کار وزیر محمد خان جو نواب کا ملاقاتی تھا وہان آکر ملا راستے مین برسات آگئی اور نواب نے اُس موسم مین ناگپور کے اوپر جانا صلاح دولت نہ دیکھکر راجن - قادر بخش - شہامت خان - دوست محمد خان اور امام بخش وغیرہ پنڈارونکو جو بھان پورہ سے ساتھ آئے تھے اپنے اپنے گھر جانیکی رخصت دیکر فرمایا کہ بعد برسات کے حاضر ہوجانا اور آپ معہ فوج خاص کے کوچ کرکے

[1] سنہ ۱۲۲۳ہجری ۲۸ فروری سنہ ۱۸۰۸ع کو شروع ہوکر ۱۴ فروری سنہ ۱۸۰۹ع کو ختم ہوا تھا - اور یہ مہم ماہ جون سنہ ۱۸۰۹ع مین شروع ہوئی تھی صفحہ ۲۶۷ و ۲۶۸ - امیرنامہ انگریزی -

نواب کو اس واقعہ کے معلوم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی اور انہون نے بہت جلد مہاراج کے پاس پہونچنا مناسب اور ضروری خیال کیا لشکر کو وہین چھوڑا کیونکہ اُسکے ساتھ لیجانے مین دیر ہو جانیکا اندیشہ تہا اور چہڑی سواری سے کوچ کرکے ٹونک اور اندرگڈہ ہوتے ہوے دو روز مین شیرگڈہ پہونچے دو چار روز وہان رہکر کہ اتنے مین سواران ہمراہی جو کوچ دور و دراز ہونیکی وجہہ سے ساتھ نہ پہونچ سکتے تہے آکر شامل ہوگئے)
معہ صاحبزادہ وزیرالدولہ بہادر کے روانہ ہوئے اور مہاراج کے لشکر مین جو بجان پورہ کے متصل پڑا تہا پہونچے مہاراج کے سرداروں نے عرض کی کہ مہاراج کی تو یہ حالت ہی اور ولیعہد ابھی بچہ ہے اب اس ریاست کا بندوبست کرنا آپکو واجب ہے جو آپکی جائی ہوئی ہے۔ نواب نے کہا کہ جو میں اس ریاست کا بندوبست کروں تو بدنامی کا اندیشہ ہے تم سب سردار متفق ہوکر ملک کا انتظام کرو۔ اور خانگی کام قدیم کارندونسے لو وہ اس بات پر راضی ہوگئے۔ نواب نے مہاراج کے چیلہ دہرا کو جو قید تہا خلاصی دیکر توپخانہ اور پلٹنوں کے بندوبست میں سوکھارام چودہری تو پخانہ کے شامل رکھا میاں مٹھو صمدالدین اور راگھو پٹیل کو مختار کار پائیگاہ کی دیگر انتظام کا کام بالارام سیٹھ اور چمنا بہاؤ کو سوبہا تانتیا جوگ کو کارکنی اور گنپت راؤ کو دیوانی اور کسابا کو عہدہ بخشی گری پر مقرر فرماکر تمام چہوٹے بڑے کام بھی درستی کردی اور محمد غفور خان کو اختیار کے خطاب سے سرفراز کرکے اپنی اور نیز مہاراج کیطرف مختار کار مدار المہام وہان کا مقرر کیا

سلہ تاریخ مالوہ مین لکہا ہے کہ نواب ایک حکیم کو لائے تہے اوسنے دوا سر و رح کی اُمید صحت ہوئی مگر بیماری سے پہر گیا تو بہت روئے زمین پر سر مارا آپکو ہلاک کرنے لگے ارکان ریاست نے سمجہایا کہ قضا و قدر سے کیا چارہ ہے مہاراج بیمار ہوئے جیسے کے لائے بیٹے تم مرتے ہو مہاراج کو کسپر چھوڑتے ہو وہ تدبیر کرو کہ ہلکروں کا نام ہمارے ریاست کا خود بندوبست کرو کہ کچہ بگاڑ نہ ہونے پائے۔ صفحہ ۸۹۵

ایسا ہی کیا۔ بہاو ندکور سینے اس طرح ایک حیلہ پیدا کر کے بیچارہ کاشی راؤ کو اپنے آدمیوں کے ہاتہہ سے قتل کرا کر یہ شور غل مچایا کہ بھیلون نے چہاپہ مار کر کاشی راؤ کو مار ڈالا[۱]۔ اور یون اپنا مطلب حاصل کر کے بھیلون کا بھی تدارک کیا۔ بعدہ جب وہ مہاراج کے پاس واپس آیا تو مہاراج بہت خوش ہوئے۔ لیکن اُنکو معلوم نتہا کہ اس دنیا دار المکافات مین کوئی فعل خالی از سزا و جزا نہین ہوتا ہے۔ ابہی چندروز بہی نہین گذرے تھے کہ خود بدولت دیوانہ ہو گئے اور جوش جنون مین رات دن کپڑے پہاڑنے اور در و دیوار سے سر مارنے لگے حکیمون اور بیدون نے ہر چند کہ علاج معالجہ کیا۔ سیانون اور عاملون نے جہومنتر اور جہاڑ پہونکی کی مگر کچہہ فایدہ نہ ہوا۔ اور کہان سے ہوتا کہ اول تو کہنڈے راؤ کا اور پہر کاشی راؤ کا خون ناحق کیا تھا۔ یہ سب اُسی کا ثمرہ تھا۔

جب مہاراج کے دیوانہ ہو جانے سے معاملات ریاست مین ابتری پڑی اور کوئی شخص اُنکے ارکان دولت مین ایسا نہ تھا کہ جو سرپرستی کرتا اور اونکا لڑکا ابہی سات آٹھ مہینے ہی کا تھا اس سبب سے وزیرون نے نواب کو اس تمام احوال سے اطلاع دی اور اونسے بندوبست کرنیکی درخواست

[۱] اتہاس سار مین لکہا ہے۔ کہ کاشی راؤ کہرگون مین معہ قبائل قید تھے اُنکی بہی وہی گت ہوئی جو کہنڈے راؤ کی ہوئی تہی ان باتون سے سب لوگ ناراض ہوئے مہاراج کا مزاج نہایت تیز و تند ہو گیا۔ اور اُن مین جنون کے سے آثار نظر آنے لگے فوج نے پہر دنگا کیا مہاراج نے اُسکے روکنے کو امیر خان سے کہلایا اُنہون نے اسوقت اپنا پہلا اقرار پورا کرنے کیواسطے مہاراج سے عرض کرائی مہاراج نے ادہا ملک تو نہین مگر بڑا اادا اور ٹونک دیدیا۔ اتہاس سار کیطرح سر جان مالکم بہی دونون واقعون یعنی کہنڈے راؤ اور کاشی راؤ کے قتل کو شامل کرتے مین حالانکہ ایک کا وقوع ۱۸۰۶ اور دوسرے کا ۱۸۰۸ مین ہوا ہے۔ انگریزی امیر نامہ کے مترجم نے بہی صفحہ ۳۴۲ کے نوٹ مین لکہا ہے کہ گو سر جان مالکم کو دربار ہلکر مین بہت عرصہ تک رہنے سے بو واقعات بیان کرنیکا اچہا موقعہ ملا تہا تاہم اس ایک سنہ مین اُنکی سند قابل اطمینان نہین ہے بقول اُنکے کاشی راؤ اور اُنکی رانی کے سر قلعہ بیجاگڈہ مین کاٹے گئے تہے جہان وہ قید تہے

کہ کاشی راؤ ہلکر کی عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے چونکہ ہلکرون کی گدی کا حق اُسکو پہونچتا ہے اسواسطے ہم اُسکو مسند نشین کرینگے۔۔

کاشی راؤ کی رانی جامدہ میں رہا کرتی تھی جہاں سے اُسکو یہ بھیل ہمراہ شرارت سےلیگئے تھے مہاراج نے یہ خبر سنتے ہی گھبراکر بعض اُونچی سمجھ کے آدمیون کی صلاح سے اپنے مقرب خاص جیساجی کو فرمایا کہ اب اس ضلع کے مفسد لوگ رو بہ راہ کاشی راؤ کو اپنے قابو میں لاکر ہماری ریاست تباہ کیا چاہتے ہیں میرے نزدیک یہ صلاح مناسب وقت معلوم ہوتی ہے کہ بہت سی فوج لیکر اُنکے تدارک کیواسطے جاؤ اور کاشی راؤ ہلکر کو قلعہ کالہ سے جہاں وہ نظربند ہے نکالکر اپنے ساتھ رکھو اور جب بھیلون کے مقابل پہونچو تو کسی ایسی تدبیر سے جس میں دنیا میں رسوائی نہ ہو اُس کا کام تمام کر ڈالو۔۔

جیساجی فوج لیکر روانہ ہوا اور قلعہ کالہ سے کاشی راؤ ہلکر کو بھی کہ حواصل میں تکوجی ہلکر کا تہا اور اصلی وارث ہونیکی وجہہ سے ہلکرونکی ریاست کا حق اُسکو پہونچتا تھا اپنے ساتھ لیتا گیا جب اُون پہاڑون میں پہونچا کہ جہاں بھیلوں کا فساد تھا تو اوسنے کچھ فوج کے آدمیوں کو بلاکر کہا کہ رات کے وقت پوشیدہ طور پر اپنی حلقہ سے نکلکر جالی بندوقون کے کچھ فیر کرین تاکہ اُس وقت جو کام کرنا ہے وہ کرلیا جاوے انہوں نے

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۳۶۲

سے مہاراجہ ہلکر کا ارادہ پہر ایک دفعہ انگریزوں سے لڑنے کا تھا اور دیکھ چکے تھے کہ انگریز زیادہ تر توپوں کے ذریعے سے فتح کرتے ہیں اور اس زمانہ میں جنگ کے لئے عمدہ توپخانہ کی زیادہ ضرورت ہے اسلئے بھانپورہ سے سات کوس پر قلعہ ہنگلاج گڑہ میں نمونہ سے ایک کارخانہ توپ ڈھالنے کا جاری کیا تھا جہاں وہ دن بھر بیٹھے ہوئے توپیں ڈھلوایا کرتے تھے اکثر اوقات مہاراجہ اپنے ہاتھ سے دھات گھلا کر توپوں میں بھرتے تھے چار مہینے میں دو سو سے زیادہ چھوٹی بڑی توپیں تیار کرلی تھیں دس ہزار سوار اور پیادہ ساتھ رکھے تھے جنکی مشق جنگ پیادون سے کرتے تھے وہ بعد ملاحظہ موقع سختی کے بات سپاہیوں سے سخت کوشش اُنکی کی تو وہ ایک گوشہ میں بیٹھ گئے۔ ایک روز

پھر جنگ شروع ہو جانا - دھرنا دینا پٹھانون کا تنخواہ کیواسطے اور قریب
آپہونچنا ایک بڑے لشکر ناگپور کا اور شکست لشکر نواب کی - اور وہ بدو
رٹنا نواب کا ایک سوار زرہ پوش سے - واپسی نواب کی بھوپال کو اور دوبارہ
حملہ ناگپور کے اوپر وزیر محمد خان کو ساتھ لیکر مقابلہ کے وقت بدشگونی
اور منع کرنا وزیر محمد خان کا اور خیال مین نہ لانا نواب کا اور حملہ کر دینا فوج
ناگپور پر اور پھر شکست کہانا انکے لشکر کا - پھر چڑھائی کرکے گھیرنا
نواب کا لشکر ناگپور کو اور بدو مانگنا - افسران فوج ناگپور کا رگھوجی
گھونسلہ نظام حیدرآباد و سندھیا اور سرکار انگریزی سے اور آنا ان کی
فوجون کا - اور بلانا بائی صاحبہ مہاراجہ ہلکر کا نواب کو - بسبب نمکحرامی
دھرما چیلہ کے مراجعت نواب کی اور فتح کر لینا لشکر ناگپور کا شہر سرونج
کو بعد شکست عامل نواب کے اور طعن و طنز کا خط لکھنا - افسر فوج
نظام کا نواب کو اور اسکا جواب نواب کیطرف سے اور پہونچنا نواب کا
ہمیر پور علاقہ میواڑ مین متصل لشکر مہاراجہ ہلکر کے

نواب ابھی کشنگڈھ مین پہونچے ہی تھے کہ مہاراجہ جسونت راؤ کے دیوانہ ہو جانے اور ان کے کاروبار ریاست مین خرابی پڑنیکی خبر انکو پہونچی مختصر ذکر اس ماجرے کا یہ ہے کہ مہاراجہ ہلکر جو سال گذشتہ مین ہر بارہ سے ایلور کیطرف روانہ ہوئے تھے کوٹہ کے راستہ سے بہانپورہ مین پہونچے اور توپون کی تیاری مین مصروف ہوئے - انہین دنون مین ان کے ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام مہار راؤ رکھا اور وہ ابھی اسکی خوشی سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ایک رنج کی خبر پہونچی اور وہ یہ تھی کہ بھیلون نے جو پہاڑونکی پشت گرمی سے ہمیشہ فساد کیا کرتے تھے یہ بات مشہور کی

چھٹا حصہ

جنگ ناگپور و انتظامات اندور و میواڑ وغیرہ علاقہ جات مالوہ و راجپوتانہ

باب سی و سویم

مہاراج ہلکر کا بہان پورہ مین پہونچکر توپون کے ڈہلوانے مین مشغول ہونا ملہار راؤ کی پیدایش بھیکون کا زوجہ کاشی راؤ ہلکر سے ایک لڑکا پیدا ہونیکی افواہ مشہور کر کے فساد کرنا اور مہاراجہ ہلکر کا کاشی راؤ کو بخوف زوال اپنی ریاست کے ایک بہانہ سے مروا ڈالنا۔ پھر دیوانہ ہو جانا مہاراجہ موصوف کا اور خرابی اونکی ریاست کی۔ اور بلاتا دریلی کا نواب کو۔ جانا نواب کا بہان پورہ مین تیرگڈہ سے صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کو ہمراہ لیکر۔ اور انتظام کرنا مہاراجہ کی ریاست کا اور پھر لشکرکشی کرنا ناگپور کے اوپر پنڈارون کیساتھ مالوہ کے راستہ سے۔ وزیر محمد خان مختار بھوپال کی ملاقات لوٹنا مقام جہانول ماڑکوا محاصرہ ہونا مدن سنگہ وغیرہ حکام گونڈوانہ کا۔ ایک رات کی سرگذشت پھر جبلپور کے اوپر حملہ اور اسکی فتح اور لوٹ۔ آثار گھوجی گھونسلہ کی فوج کا اور صلح ٹھہر کر

نواب کے ڈیرہ پر آئے اور بہت سے عذر کر کے کہا کہ اس علالت کی حالت میں شہر
سے باہر ڈیرہ کرنے کا کیا سبب ہے اگر کوئی بات خلاف مرضی آپکے ظہور مین آئی
ہو تو بے تکلف اس سے مجکو اطلاع فرماوین کہ مین آپکا شک دور کر کے آپکی رضامندی
حاصل کرون نواب نے اگرچہ پہلے عذر اور انکار کیا اور کہا کہ کوئی سبب ناراضی کا نہیں
ہے لیکن جب حد سے زیادہ مبالغہ ہوا تو انہون نے عہد چھٹی انکو دکھلائی راجہ نے
چھٹی دیکھکر کہا کہ ہمارا تمہارا معاملہ واحد ہے ممکن نہیں کہ اہل غرض کے لگانے بجھانے
سے اس مین کچھ فرق پڑ سکے نواب نے ۳۵ لاکھ روپیہ کی دستاویز کہ جس مین سے
قریب نصف کے باقی تھا راجہ کے روبرو چاک کر کے روانگی کا ارادہ ٹھان لیا۔ راجہ
نے ٹھیرانے کیواسطے بہت مبالغہ اور اصرار کیا لیکن نہ مانا اور کہا کہ جو آپکے مزاج
مین آسے تو یہ روپیہ ہی بھیجدینا ناچار راجہ مان سنگھ رخصت کر کے واپس گئے اور نواب
نے لعل[1] سنگھ سردار کمیدان کو راجہ بہادر کے خطاب سے سرفراز کر کے مختار الدولہ کو معہ
کمیدان کے تحصیل زر کے واسطے بیکانیر کی طرف بھیجا اور موہن[2] سنگھ کو کرنیل کا خطاب
دیکر واسطے بندوبست محالات جاگیر صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کے ضلع گوڈواڑہ علاقہ جودھپور
مین تعینات کیا اور آپ معہ فوج خاص کے جیپور کیطرف کوچ کر گئے نواب تمے سانبھر مین پہنچے
معاملہ کیواسطے جیپور کے اوپر بعد دیا راجہ جگت سنگھ نے اپنے معتمد بوہرہ دینا ناتھ کو۔

[1] واضح ہو کہ بہادر لعل سنگھ قوم کا کہتہ تھا اور بڑے بہادر تھے چنانچہ مشہور ہے کہ جب وہ میدان جنگ کو ایک تیر تھے تو نواب محمد شاہ خان جو اب صدر مال سے اونکی گرد حصار کر لیے تھے۔

[2] ۲۵ برس سے تھے

[3] [illegible] سے ... حیدر ... امور کا انتظام ... سکے ... صفحہ ۳۶۲ ... امیر ... ۱۸۰۸ ... [illegible]

ٹھیرایا اور جودہ ۲۳ لاکھ روپیہ دینے کا اقرار بشرط فتح قلعہ ناگور اور قتل سوائی سنگہ و
اخراج راجہ دہونکل سنگہ کے کیا تھا اسمین سے قریب نصف کے تو اوسیوقت نواب
کو واسطے خرچ فوج کے دیدیا اور باقی کے واسطے کچھ مدت کا اقرار کیا:
اس عرصہ مین راجہ مان سنگہ کے متوسلون مین سے کسی شخص نے راجہ موصوف کو ایک
سندہی چہٹی اس مضمون کی لکہی کہ اسوقت جودہ پور اور دوسرے مکانات متعلقہ
مارواڑ مین نواب کا عمل دخل ہو گیا ہے۔ تمہارا راج جانے والا ہے اب تمام ملک
مارواڑ مین مسلمان ہی مسلمان ہو جاوینگے یہ چہٹی کسی اتفاق سے نواب کے ہاتھہ آگئی
اور وہ اس کے مضمون سے آگاہ ہو کر سنگی اندراج سے رخصت ہو کے اور باوجود
ناودستی طبیعت کے شہر سے باہر آکر رائی کے باغ مین ٹھیرے اس بات کے
معلوم ہونے سے راجہ مان سنگہ بہت گہبرائے اور نواب کے بلا رخصت چلے جانے
کو ناراضی کے باعث سے سمجہکر معہ سنگی مذکور اور دوسرے مصاحبون کے

لہ تواریخ مارواڑ مین لکہا ہے کہ ناگور سے میر خان جی جودہ پور مین آئے حضور (مہاراجہ مان سنگہ)
نے بڑی خوشامد سے کہا کہ تم جیسے دوست ہووین اور نہ میری مرضی کے موافق سارے کام راست آوین اور
پرگنہ پربتسر مارورٹ ڈیڈوانہ سانبہر ناوہ اور کولیہ کی جمع میر خان جی کے خرچ مین لگادی
اور میر خان جی جودہ پور سے کوچ کر کے سبہے پورین سے گئے وہان کے گانون پر روپیہ ٹھیرایا۔ گڑہیان گرائین
اور ملک لوٹا سرکار جودہ پور کی طرف سے بخچولی اوبہارام وغیرہ وکیل و معتمد نواب کے ساتھ تھے یہ دوہا مہاراجہ
مان سنگہ جی کا جو مشہور ہے اوسیوقت کا کہا ہوا ہے۔

بیری ماران میر خان راج کرن اندراج
ہے تو سرنے ناتہہ کے ناتہہ سدہارے کاج

یعنی دشمنون کو مارنے والا تو میر خان ہے اور راج کرنے والا اندراج ہے ہم تو ناتہہ جی کی پناہ مین ہین اور ناتہہ جی ہی کام سدہارتے ہین

راجہ دھونکل سنگہ راجہ صورت سنگہ اور سوائی سنگہ کے بیٹے جو ناگور مین تھے مارے ڈر کے پوکرن اور بیکانیر کی طرف بھاگ گئے اور نواب بعد قیام چند روز کے۔

تواریخ مارواڑ مین لکہا ہی کہ جب سوائی سنگہ نے نواب کو بلایا تھا تو بڑی التجا سے کہلایا تہا کہ اب آپ ہمارے شامل ہو جاؤ ہم سے دہرم کرم کر لو اور ہماری مدد کرو ہم اپکا سارا روپیہ چکا دینگے۔ نواب جی نے منظور کر کے موضع مونڈوہ مین ڈیرہ کیا سوائی سنگہ نے کہلایا کہ نواب صاحب جودہ پور کیطرف ڈیرہ کرو نواب نے اوس کے وکیل سے کہا کہ ایک دفعہ ہم ٹہاکر صاحب سے مل لین اور فوج خرچ کے پکے اشتان سے لین پھر وہ جیسا کہینگے ہم ویسا ہی کرینگے ٹہاکرون نے یہ جواب سنکر نواب کو ناگور مین بلایا وہ پانسو سوارون سے گئے چیت بدی ۱۴ سمت ۱۸۶۴ کو تارکین جی کی درگاہ مین سوائی سنگہ وغیرہ سے ملے دو گہڑی رات تک تخلیہ رہا سوائی سنگہ ٹہاکر پوکرن بخشی رام ٹہاکر چنڈاول سگہان سنگہ ٹہاکر پالی اور کیسری سنگہ ٹہاکر بگڑی وغیرہ باغی سردارون نے شامل ہو کر نواب سے دہرم کرم لیا اور پہ اپنے مطلب کی باتین کر کے اونکو رخصت کیا نواب نے کہا کہ ہماری فوج مین خرچ کے واسطے سخت تقاضا کر رہے ہین اسوقت تو مین مونڈوہ جاتا ہون کل وہان ایکی دعوت کرونگا سب سردار کہانا کہانے کو وہان آنا اوسوقت سب باتونکی پختگی ہو جاویگی اس طرح نواب دہرم اور قرآن اور قسم دونو طرف سے دیکر مونڈوہ مین آگئے اور سوائی سنگہ وغیرہ سے کہ آئے کہ آپ خاطر جمع رکہو چند روز مین مان سنگہ سے جودہپور چہڑا لونگا۔ اور دہونکل سنگہ کو جودہ پور کے قلعہ پر چڑہا دونگا۔

چیت بدی ۲ کو سوائی سنگہ وغیرہ سب سردار ایک ہزار سوار اور پیدل سے مونڈوہ کو گئے نواب نے مہمانی دی اور بہت خوشی کی یہ سب رات بہر وہین رہے اور جانا کہ اب اپنا کام ہو جائیگا۔ نواب جی کے لشکر مین پردلیسیونکا پہلے سے تقاضا تھا اور اب محمود خان کے آدمیون نے بہی دنگا کیا نواب جی نے

پلٹن اور سواروں کے ساتھ جو لشکر کے آگے تیار کھڑے تھے اور بلکہ چند روز بیشتر سے سوائی سنگھ کے رفع اشتباہ کے واسطے اس مقام پر آ کر بھی قواعد ہوا کرتی تھی سوار ہو کر آئے اور سوائی سنگھ کی جمعیت کو تہ تیغ کر کے داخل ناگور ہوئے وہاں بہت لوٹ ہاتھ آئی نواب نے ناگور میں اپنا بندوبست کر کے فتح کا نقارہ بجایا

ل یہ ظالمانہ کاروائی ایسی بیرحمی اور حرام زدگی کی ۱۴ اپریل ۱۸۰۸ کو ہوئی جسے راٹھوروں کی حرام زدگی کو بھی حیرت میں ڈالدیا۔ اس بلا لحاظ قتل میں جو چتروں کی مار سے ہوا بروقت گرنے خیمہ کے چند آدمی نواب کے بھی مر گئے رسیاں ہونیکا لازم بھی جو خیمہ میں مع دوسرے آدمیوں کے تھے مارے گئے اور چند پٹھان سردار بھی راجپوتوں کے ساتھ قتل ہوئے جب پولیٹکل غرض ہو تو نواب کو دوست اور دشمن کا ملا کوئی بات نہیں صفحہ ۳۲۹ امیر نامہ انگریزی سوائی سنگھ وغیرہ ٹھکرایان مارواڑ کو اسطرح مارنے سے نواب پر بیرحمی اور حرام زدگی وغیرہ کا الزام لگانا بسبب جنبہ کی حرص خیالی ہے۔ ورنہ اگر انصاف سے نظر کیجائے اور سوائی سنگھ وغیرہ کی بد اعمالیاں۔ تواریخ مارواڑ میں دیکھی جائیں تو واقعی وہ اسی سزا کے مستوجب تھے جنہوں نے اپنے مالک مہاراجہ مان سنگھ کو بہو سادیکر دغا دیا اور غیروں کے ہاتھ سے اپنے ملک کو تباہ کرایا وہ ہرگز اس رحم اور افسوس کے لایق نہ تھے جو سب صاحب انکے واسطے کرتے ہیں۔ یہ کاروائی گو بظاہر سخت معلوم ہوتی ہے مگر اس سے اُن لوگوں کا قلع و قمع ہو گیا جو بانی فساد تھے یا اُن کے عمل میں پھنسے ہوئے تھے اور نواب کی طرف کے مقتولوں کا کچھ ذکر نواب کی تواریخ میں نہیں کیا گیا مگر غالب ہے کہ کچھ لوگ مارے گئے تھے جنکا چھپانا غیر ممکن تھا اور وہ ہر حال اوس تعداد سے تو بہت کم تھے کہ جو بصورت علانیہ مقابلہ کے اس مہم عظیم کے ہاتھ سے ہوتی۔

مرضی ہونیکو پہونچادون سوائی سنگہ نے ظاہر مین توخوشامد اور زمانہ سازی
کی باتین کین اور درپردہ اپنی بعلی مین آدمیون کو نواب کے ساتھ دغا کرنیکے
واسطے سمجھایا اُدہر نواب بھی بہت چالاک اور فطرتی تھے فوراً اُسکے اشارہ کو تاڑ
گئے اور اُسیوقت وہان سے سوار ہوکر اپنے ڈیرہ پر چلے آئے اب تو آپنے
سوائی سنگہ کے مارنے کا منصوبہ گانٹھہ کر نواب مختار الدولہ محمد شاہ خان
اور رائے ہمت رائے کو اُسکے پاس بھیجا اور اُسکو دعوت اور رخصت کرنے
کے بہانے سے اپنے لشکر مین بلایا ملاقات کیواسطے ایک ڈیرہ کھڑا کیا گیا تھا
جسکی رسیان ایک طرف تو میخون سے بندھی ہوئی تھین اور دوسری طرف
شہدون کے ہاتھہ مین تھین ہر طرف اُس ڈیرہ کے پھیرے لگا دیئے اور پہلن
مین بھری ہوئی توپین چھپاکر رکھوادین اور بانسری کی آواز کا اشارہ رکھا کہ جس
وقت بانسری بجائی جاوے شہدے تو ڈیرے کی رسیان چھوڑکر الگ ہو جائین
اور پہرہ والے توپون کو آگ دیکر دشمن کے دہوئین اڑادین۔

اتنے مین سوائی سنگہ آکر اوسی ڈیرے مین بیٹھا۔ اور جو سردار ساتھہ تھے وہ گرد و
پیش اُسکے بیٹھ گئے کچہہ دیر بعد مختار الدولہ ایک بہانہ کرکے اُٹھا اور باہر گیا
پھر رائے جی بھی خلعت لانیکا حیلہ کرکے نکل آئے اور دونون نے نواب
سے جو دوسرے ڈیرے مین تھے جاکر کہا کہ شکار جال مین آگیا ہے۔
نواب نے بانسری بجانیکا حکم دیا جون ہی بانسری کی آواز شہدون
کے کان مین پہونچی وہ رسیان چھوڑکے الگ ہوگئے اور وہ ڈیرہ دشمنون
کے اوپر گرکر کفن ہوگیا۔ پہرہ والون نے توپون کی باڑہ ماری نواب اپنی

کہا کہو تم نے کیا تدبیر دغا کرنیکی سوچی ہے ہر ایک نے اپنا اپنا ارادہ مختلف
طور پر ڈیرہ کی قنات پہاڑ کر یا نوکر ہو کر سر سواری دغا کرنا وغیرہ بیان کیا
جب ان باتون سے نواب کو ثبوت مل گیا تو اُنہون نے مشعل جلانیکا۔ اشارہ کیا
اور رومال منہ سے کہولکر مشعلچی اور خدمتگارون کو پاس بلایا اور ان دغا
بازون سے کہا کہ تم جسکے ساتھ دغا کرنیکو آئے ہو وہ یہ مین موجود ہون
اب تم کہو کس طرح دغا کروگے نواب کی صورت دیکہتے ہی اُنکو لرزہ چڑھ
گیا اور وہ سب سٹر پٹا کر آنکے قدمون مین گر پڑے نواب نے ان مین سے
ایک کو تو چہوڑ دیا اور کہا کہ جا سیواجی سنگہ کو اس ماجرہ سے واقف کر اور باقی
تین آدمیون کو پکڑ کر آخون زادہ سے حوالہ کیا اور کہا تم ہی غفلت اور بیخبری
رکہتے ہو اور ہمارے دشمنون کو اپنے ڈیرہ مین اُتارتے ہو یہ تو کوئی
دانائی کی بات نہیں ہے آخون زادہ نے اپنی لاعلمی کا عذر کیا اور نواب نے
ڈیرہ پر آکر سوچا کہ سواجی سنگہ نے باوجود اسقدر قول وقسم ہو جانے کے
بہی دغابازی سے کنارہ نہین کیا ہے اور نہ ابتک خرچ کے واسطے ایک
خرمہرہ بہیجا ہے حالانکہ اُسکی میعاد کبہی کی گذر چکی اب اس صورت مین عہد وپیمان
کی پابندی سے علحدہ ہو کر اُسکا کام تمام کرنا چاہیئے اور اس خیال سے ایک
دل وہ بجمیعت خریدہ اُسکے ڈیرہ پر گئے اور کہا کہ تم نے جو تیرہ لاکہہ روپیہ
تیرہ دن کی میعاد مین دینے کئے تہے اونکا وعدہ پورا نہوا اور دو چند
سے زیادہ دن گذر گئے اب ہمارا عہد تم سے نہین ہے اور مین اسی واسطے
تمہارے پاس آیا ہون اور تمکو مطلع کرتا ہون کہ تاکورین یا جس جگہ تمہاری

سے پوچھا کہ تم جسکام کے واسطے آئے تھے اُسکی کیا صلاح ہے اُنہون نے نواب کو ایک اجنبی اور ناواقف آدمی دیکھکر کہا کہ ہم تو روزگار کے واسطے آئے ہین اور کوی کام ہمکو نہین ہے نواب نے کہا کہ وہ کام روزگار تلاش کرنے کا نہین ہے بلکہ اصل مطلب تمہارا نواب سے دغا کرنے کا ہی اُنہون نے اِس بات سے تیوری بدلکر کہا کہ یہ کیا کہتے ہو کیا ہمکو یہان سے نکلوانا اور ہماری اُمیدواری کو برباد کرنا چاہتے ہو نواب نے کہا کہ تم مجھسے کیون چھپاتے ہو مجکو بھی سوائی سنگھ نے اسی کام کے واسطے بھیجا ہے اور تمہارا احوال مفصل مجھسے کہدیا ہے لہ ایک ایک کو سو سو اشرفیان دی ہین اور ایک ایک گانون بھی کام ہو جانے پر دینا کیا ہے اور تمہارا نام اور پتہ سب مجکو بتادیا ہے بلکہ ایکسو اشرفیان مجکو بھی دین ہین اور نام تمہارا فلان فلان ہے اور فلان فلان گانون مین رہتے ہو اور سوائی سنگھ نے مجھسے کہا ہے کہ ملکر یہ کام کرو اور اسی سبب سے مین اُسکی تدبیر کرنیکے واسطے تمہارے پاس آیا ہون یہ سنکر وہ چپ ہو رہے اور نواب نے اُنکی خاموشی سے جان لیا کہ اب اُنکا شبہ جاتا رہا۔ اور پھر چپکے سے کہا کہ یہان سے علحدہ چل کر اِس بات کی جو تدبیر سوچی ہو وہ مجھسے کہو اور جو مین نے سوچا ہی وہ تم سے کہون گا ؛؛

وہ اُٹھکر نواب کے ساتھ ہو لئے خدمتگار بھی جو معہ مشعلچی کے باہر کھڑے تھے ساتھ ہو گئے اُنہون نے اُنکو دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہین نواب نے کہا کہ یہ بھی اپنے مددگار ہین یہ کہکر لشکر سے باہر نکلے اور ایک گوشہ مین چھپکر بیٹھے نواب نے

لہ نواب کی حکمت عملی

راجہ مان سنگہ کے وکیل بنجولی انوپ رام نے جو نواب کے پاس تھا۔ نواب اور سواہی سنگہ کی ملاقات اور دونون کے ایک جگہ ڈیرے ہونیکا حال راجہ مال سنگہ کو لکہکر عرض کیا کہ اب ان دونون مین بخوبی رابطہ اتحاد اور یک جہتی کا قایم ہوگیا ہے اور دہونکل سنگہ کو جودہ پور مین مسند نشین کرنیکی فکر مین ہین راجہ تو ایک سیانے آدمی تھے اور انکو نواب کی طرف سے پوری تسلی تہی اسلئے انکو یہ ہی جواب لکہہ بہیجا کہ جو انکی مرضی ہوگی وہی کرینگے۔

سواہی سنگہ کا اطمیناں اتنے قول و قسم ہو جانے پر ابتک بالکل نہین ہوا تہا اور اسی طرح دل مین دغا اور فریب کے جوڑ توڑ کئے جاتا تھا یہان تک کہ آپ نے چار آدمیوں کو ایک ایک سو اشرفی دیکر اور ہر ایک ایک گاؤں دینا کرکے بہ نیت فاسد نواب کے لشکر میں بہیجا وہ چارون تلاش روزگار کے بہانہ سے لشکر میں جا ملے اور اپنے کو مسلمان ظاہر کرکے اخوں زادہ محمد ایار خان کے دوسرے ڈیرے میں جو آئے گئے آدمیوں کے واسطے تہا۔ رہنے لگے یہ بہید کسی وجہ سے راجہ مان سنگہ کے ایک رفیق کو جو اسوقت سواہی سنگہ کے شامل تھا معلوم ہوگیا اور اُسنے راجہ موصوف کو لکہہ بہیجا راجہ نے نظر صداقت محبت اور دوستی کے وہ تمام احوال معہ تشریح نام اور مقام آن چارون دغا پیشہ بد اندیشوں کے نواب کو لکہا۔ نواب رات کے وقت تنہا کناری لعل مین لیکر معہ دو تین خدمتگار اور ایک مشعلچی کے آخوں زادہ کے اُس ڈیرے مین گئے کہ جہاں وہ لوگ ٹھیرے تہے اور اسوقت سوئے ہوئے تہے نواب نے رومال منہ سے پٹ کرا کے جگایا اور اُنکے پاس بیٹھکر آہستہ

سے کے درمیان ہے دوطرفہ ملاقات کی تجویز واسطے قول اور قسم کے ٹھیری سوائی سنگہ مطمین ہوکر معہ ہزار دو ہزار سوارون کے ناگور سے وہان آیا اور لوہر سے مختارالدولہ نے وہان پہنچکر قسم کہائی مگر چونکہ بغیر دستگیری یعنی بچن دینے نواب کے سوائی سنگہ کی پوری تسلی اور دلجمعی نہین ہوئی اوجہ اُسنے مختارالدولہ سے نواب کو بلانے کے واسطے بہت سا اصرار کیا اسلیے مختارالدولہ نے نواب کو بلایا نواب بہی وہان گئے۔ اور اُنہون نے اِس اقرار سے سوائی سنگہ کا ہاتہہ پکڑا کہ اگر تم سچائی سے ہمارے ساتہہ پیش آؤگے اور روپیہ اقرار پر ادا کروگے تو ہمارا اقرار جو تمہارے ساتہہ ہوا ہے قائم رہیگا اور جو اسکے خلاف کروگے تو ادہر سے بہی ویساہی معکوس سلوک ہوگا۔ بقول ہندی ہر جیسے کو تیسا یعنی جو دل مین غبار رکہوگے تو ویساہی اسکا نتیجہ پاوگے سوائی سنگہ ظاہر مین تو لرگ آشتی سے معہ اپنی جمعیت کے آکر قریب لشکر نواب کے خیمہ افگن ہوا مگر دل سے کینہ کا غبار دور نکر کے دغا کہیلنے کا موقع دیکہتا رہا۔

[1] یہ ملاقات اور بات چیت نواب اور سوائی سنگہ کے چیت بدی ۱۲ سمت ۱۸۲۶ کو ہوئی تہی۔

[2] تواریخ ٹہیکانہ پوکرن مین لکہا ہے کہ جب اول دفعہ نواب کے اور سوائی سنگہ کے ملاقات ناگور مین ہوئی تو پالی کے ٹہاکر گیان سنگہ نے سوائی سنگہ سے کہا کہ مجکو نواب کے تیور سے دغابازی کے آثار نظر آتے ہین اور ابہی اسکا تدارک آسان ہے اگر کہو تو مین نواب کا کام تمام کرڈالون سوائی سنگہ بہی اگرچہ چالاک و فطرتی تہے لیکن گردش بخت سے نواب کے قول و اقرار پر اعتبار کرکے ٹہاکر گیان سنگہ کو اسکے ارادہ سے باز لائے پہر جب نواب نے دہوکا دیکر سوائی سنگہ کو مارا تو ایک چارن نے اسی مضمون کو لیکر سوائی سنگہ

मीरखांनमारियो सवाई सिंघ आपमते ॥ +
होनहारमारण रागो सवाई मीरखानहाथ

یعنی خود رائے سوائی سنگہ نے میر خان کو نہین مارا اور خود میر خان کے ہاتہہ سے مارا گیا شدنی ایسی ہی تہی ۞

مین مرزا حاجی بیگ نواب کا وکیل جو سوائی سنگہ کے پاس گیا تھا
اُس سے چالیس لاکھہ روپیہ کا معاملہ ٹھیرا کر واپس آیا اور عرض کیا کہ اتنا روپیہ سوائی
سنگہ دینا قبول کرتا ہے چونکہ نواب کو مد نظر مصلحت وقت اُس دغاباز کا ہر طرح
سے دام فریب مین پہنسانا منظور تھا۔ پہر وکیل کو اُسکے پاس بہیجکر کہلایا کہ جو
تمنے کہا وہ ہمکو قبول ہے لیکن قسطون کی تعداد اور میعاد بھی مقرر ہو جانا چاہیئے
سوائی سنگہ نے ۱۳ لاکہہ روپیہ تیرہ دن مین روز ملاقات سے اور ۲۷ لاکھہ
بروقت اخراج راجہ مان سنگہ اور مسند نشینی دہونکل سنگہ کے دینا کرکے
کہا کہ جو نواب مختار الدولہ محمد شاہ خان نواب صاحب کیطرف سے یہان آکر
قول و قسم سے میری دلجمعی کردے تو مین نواب صاحب سے ملنے کو آؤن
نواب نے یہ بھی منظور کرکے مختار الدولہ کو بہیجا اور وہ سوائی سنگہ سے ملکر
واپس آیا۔ اور نواب سے کہا کہ سوائی سنگہ مجھہ سے ایمان اور قرآن کے ساتھ
دلجمعی چاہتا ہے اسمین کیا مرضی ہے نواب نے کہا کہ مجھسے پوچھنے کی کچھ ضرورت
نہیں ہے تم جو بات نمک حلالی اور درستی اسلام کی ہو وہ کرو اگرچہ سوائی سنگہ
کی دغابازی اور مکاری دیکھتے ہوئے کہ جو نواب کی ریاست بگاڑنے کی کوشش
کرتا تھا۔ اوسکا دغا اور فریب سے مارنا میں ثواب تہا لیکن تو بہی واسطے رفع
شک اور شبہہ خاطر کے جو مختار الدولہ نے ازروئے مسئلہ کے دریافت
کیا تو سبھون نے کہا کہ آقا کی نمک حلالی اور لشکر اسلام کی درستی کے واسطے
ایک بدخواہ کو دغا سے مارنا روا ہے ؛
آخر وہ بات منظور کیگئی اور سلطان التارکین کی درگاہ مین جو ناگور[1] اور ...

[1] یہ درگاہ شہر ناگور کے باہر آدہ میل کے فاصلہ پاؤ کوس واقع ہے سلطان التارکین کا اصل نام شیخ حمید الدین ناگوری تہا

مین جا پڑی بھی گیا اور جان بتیس فرنگی اور سوائی سنگھ کو ناگور سے بلا کر
وہ سب حال کہا جان بتیس سے نے کہا جو نواب میرے روپیہ کی ادائگی خواہ وہ
ٹھکانہ آسوپ سے وصول ہو یا نہ ہوا سپنے ذمہ کرے اور یہان الر میری تسلی
کردے تو مجھے قبول ہے نواب اسبات مین اپنا مدعا حاصل سمجھکر جریدہ طور پر
جان بتیس کی فہمایش کے واسطے جانیکو تیار ہوے ۔ اسوقت اہل فوج نے
کہا کہ جھڑی سواری سے وہان جانا صلاح دولت نہین ہے کہ شاید سیندہیہ
وغیرہ کچھہ دغا کرگزرین مگر نواب نے اپنی جرات اور بہادری سے کچھہ خوف
نہین کیا ۔ اور مونڈوہ مین جاکر جان بتیس کی دلجمعی کردی اور باپو سیندہیہ کے
پٹھانون کے تنخواہ کی ذمہ واری بہی اپنی فوج کے افسران کی کرادی اور
بعدہ کہرنال مین اپنے مقام پر آگئے اور باپو سیندہیہ و جان بتیس فرنگی معہ
اپنی فوجون کے آسوپ سے جا چمٹے ساٹھہ ہزار روپیہ وہان سے اور چالیس
ہزار قرب و جوار کے گانون سے وصول کرکے اجمیر کو کوچ کر گئے سرجی راو
گھاٹگیہ بہی معہ کمپو ہیرا سنگہ کے کہ جو مقام جودہپور سے بموجب رخصت نواب
کے روانہ ہوا تہا سیندہیہ مذکور سے شامل ہوا ۔

نواب نے اب جو میدان حریفون سے خالی پایا تو معہ فوج خاص اور سوران ۔
ہمراہی باپو سیندہیہ کے کہ جو اپنی تنخواہ وصول کرنیکے واسطے اونکے لشکر
مین رہگئے تھے کہرنال سے روانہ ہوکر موضع مونڈوہ مین ڈیرہ کیا اور کمپو لال سنگہ
و مہتاب خان متعلقہ مختار الدولہ محمد شاہ خان اور کرنیل موہن سنگہ اور محمد غفور خان
کو جو جا بجا علاقہ جات مارواڑ مین تعینات تہے بلا کر اپنے شامل کرلیا اس عرصہ

کا آنا جانا اُس کے پاس بند کر کے اُسکو طرح طرح سے تنگ کرنے لگے یہ دیکھکر نواب جنگ
رزگری کو تیار ہوئے اور اُن پٹھانون کو چارون طرف اپنی فوج سے گھیر کر لکھنے لگے
کہ یہ باپو سیندیہ یہان مجھسے ملنے کے واسطے آئے تھے اُنکو گرفتار کرنا واجب نہین تھا
انہوں نے کہا کہ تنخواہ تو اپنی ہم اُس سے بہر طور لینگے اور بغیر سبیل روپیہ کے اُسکو
ہرگز نہ چھوڑینگے۔

نواب نے معہ دو تین خدمت گارون کے باپو سیندیہ کے پاس جاکر کہا کہ افغانون
کی فہمایش تو بغیر روپیہ کے ممکن نہین ہے اور ہماری اور تمہاری بے استطاعتی
کا حال ظاہر ہے اور تمہارے گرفتار ہو جانے سے ہماری سخت بدنامی ہے اب اس
صورت مین کیا کیا جاوے یہ سنکر باپو سیندیہ جو پٹھانوں کے ہاتھ سے نہایت
حیران و پریشان تھا کہنے لگا کہ جسطرح ہو سکے ان پٹھانوں سے میرا پیچھا چھوڑا دو
نواب نے پوچھا کہ کیا تمکو پٹھانون کا دینا ہے اور کیا سوا ہی سنگھ سے لینا ہے۔
اُس نے کہا کہ تین لاکھ اُنکی تنخواہ کا دینا ہے اور اسیقدر سوا ہی سنگھ سے لینا ہی
نواب نے کہا کہ میں پٹھانون کی تنخواہ کا ذمہ کرتا ہون بشرطیکہ تم مارواڑ سے کوچ
کر جاؤ سیندیہ نے قبول کیا اور کہا کہ جان بتیس جو میرے شامل ہے وہ بغیر روپیہ کے
کس طرح کوچ کریگا نواب نے پوچھا کہ اُس کا کیا چاہیے کہا کہ ایک لاکھ روپیہ نواب نے
کہا کہ مین ایک لاکھ روپیے کا رقعہ ٹھکانہ آسوپ پر لکھے دیتا ہوں وہان سے وصول
کر لو اور کسیکی منت سو اگر مین بھی کسیکی خاطر سے کچھ کہدون تو مت مانو اور اپنے کام
سے کام رکھو باپو سیندیہ ان باتوں سے مشکور احسان ہو کر جان بتیس کی
فہمایش کے واسطے اپنی فوج مین جو ناگور سے کوچ کر کے پانچ کوس پر بمقام موضع موندوہ

اس لئے باپو سیندہیا نے جواب دیا کہ ملاقات موضع گیہوان[1] مین ہونی چاہیئے جو درمیان ناگور اور کہرنال کے ہے جب آپ وہان تشریف لائینگے تو مین حاضر ہو کر آپکی ملاقات سے خوش ہونگا۔ نواب اس صلاح کو پسند کر کے ایک ہزار جریدہ سوارون سے موضع گیہوان مین گئے۔ باپو سیندہیا سے ملے اور کہا کہ سوای سنگہ نے راجہ جگت سنگہ وغیرہ سے جو کچہہ سلوک کیا ہے وہ تمسے پوشیدہ نہین ہے اور اب تم کو اوس سے کچہہ فایدہ کی ایک امید موہوم ہے۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ راجہ مان سنگہ سے موافقت کر لو اور جودہ پور کے علاقہ سے کوچ کر جاؤ۔ اگر تم کو کچہہ فوج خرچ کی ضرورت ہو تو مین اوسکی سبیل کر دونگا۔ باپو سیندہیا نے کہا کہ جودہ پور کی صوبہ داری میری ہے اگر تم اُس ملک اور مال کا آدہا حصہ جو تمہارے ہاتہ آوے مجکو لکہدو اور میری فوج کی تنخواہ چکا دو تو کچہہ مضائقہ نہین ہے نواب نے یہ سنکر اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ کوتاہ فہم چادر سے زیادہ پاؤن پہیلاتا ہے اور اس طور کی فہمایش سے راضی نہوگا۔ اسکے واسطے دوسری تجویز کرنا چاہیئے اور اوسی وقت اوسکی تدبیر سوچکر منیر خان۔ خدابخش خان دراز خان۔ دیندار خان اور فیض اللہ خان وغیرہ سے جو قریب ایک ہزار سوار کے تہے اور باپو سیندہیا سے تنخواہ کے واسطے ناگور مین لڑ چکے تہے سازش کر کے درپردہ اونکو اشارہ باپو سیندہیا سے تنخواہ مانگنے کا کر دیا۔ وہان کیا دیر تہی دیوانہ را ہوئے بس است کا معاملہ تہا فوراً تنخواہ کا تقاضہ کر کے باپو سیندہیا کو لے بیٹہے اور اوسکے گہر کے آدمیون اور خدمتگارون

[1] یہ موضع گیہوان ناگور سے دس کوس دکہن ہے ۱۲

شیوناال کے ضلع پٹیرہ مین رہ گئے تھے) جو دودپور کے سرکش زمینداروں
پر جو راجہ مان سنگہ سے باغی اور سوائی سنگہ سے ملے ہوئے تھے تعینات
کیا اور لریل موہن سنگہ کو جو اوہیں دنون مین اپنے گھر سے آکر
ٹہر گیا ... لار ست ہوا تھا ڈیوڑھی خاص کی پلٹنیں اور متفرق جوان
ساتھ دیکر باتفاق محمد غفور خان کے جو ایک رشتہ دار اخون زادہ
محمد امیر خان کا تہا ضلع گوڈوار کی تحصیل پر روانہ کیا پھر حکمت عملی کا جال
پھیلا کر مرزا حاجی بیگ کو جو ایک عقلمند آدمی یکہ سواروں مین سے تہا
سوائی سنگہ کے پاس بھیجا اور اوسکی زبانی سوائی سنگہ کو یہ پیغام کہلایا
کہ میں نے راجہ مان سنگہ کے ساتھ اسقدر سلوک کیا تو بھی اوس نے
بروقت دیہ نہ فوج والون کے کچھ حق دوستی کا ادا نکیا اور نہ کچھ خرچ دیا
اسواسطے اب مین یہ چاہتا ہوں کہ جو تمہاری صلاح ہو تو مان سنگہ کو نکالکر
دہونکل سنگہ کو جودھپور کی گدی پر بٹھا دون - اور اسی طرح جمعدار نامدار
خان کو باپو سیندھیا کے پاس ناگور میں بھیجکر اوسکے کان مین یہ منتر
پھونکوایا کہ آپ کی صلاح سے ایک تجویز کرلی ہے سو آپ ایکبار
تشریف لاکر مجھسے ملجاؤ - چونکہ اوسوقت اُس سے اور سوائی سنگہ
سے تنخواہ کی بابت نااتفاقی ہوگئی تھی اور اُس کو سوائی سنگہ کی بات کا
کچھ اعتبار نہین رہا تھا کیونکہ اوسے دغابازی اور خود مطلبی سے اکثر سرداروں
مثل لکھوا وغیرہ سے عہد پیمان کرکے اپنا کام نکال لیا تہا اور پھر سوکھا ٹرکا دیا

سلہ لالا کی اولاد میں جاورہ کے نواب ہیں - یہ بھی اخون زادہ کے والد امیر خان کے ہمرکاب تھے ؟

واسطے ناراض ہوکر جو دمہور مین ہی رہ گئے مگر دونہ سہرسے کے کچھ آدمی
سے بہت سے آدمی شامل ہو گئے اس طرح ہوتے ہوتے مقام کہوماں
تک کہ جہان سے ناگور ایک منزل رہ جاتا ہے کل فوج آ پہونچی
اسکے سوا سے سواران حیدرآبادی وغیرہ بھی جو مہاراج سے علیحدہ
ہوکر راجہ جگت سنگہ کے شامل ہو گئے تھے نواب سے آملے اسی طرح
بیس ہزار کے قریب بلکہ زیادہ جمعیت نواب کے پاس جمع ہو گئی۔
نواب نے ... سنگہ اور مہتاب خان وغیرہ کے کمیدون کو ... نواب
محمد شاہ خان کے ماتحتون مین سے تھے اور بعد فتح کرنے جنگ بخشی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۱) گھیر لیگا تو بھی آپ کسی طرح کا اندیشہ نکرنا سوائی سنگہ جب ان باتون سے
سمجھ لیگا کہ مہاراج کی اور نواب کی ٹوٹ گئی اوسوقت وہ مجھسے راضی ہوگا اور پھر سب کام مرضی کے موافق
ہو جاوے گا۔ اسطرح سے حضور کی اور نواب کی خلوت مین صلاح ہوی جسکی خبر کسی کو بھی نہ پڑی بعدہ
سنہ ۱۸۶۴ کی پوس یا ماہ مین میرخان جی نے خرچ کا سخت تقاضا کیا۔ اندراج نے کہا کہ خیر بندوبست
کرکے دونگا مگر نواب نے نہین مانا حضور بھی سوار ہو کر نواب کے ڈیرہ پر سمجھانے کیلئے گئے اور وہ سے زیادہ
کہا کیا کہ عنقریب خرچ کا بندوبست ہو جائیگا۔ مگر نواب نے ایک نہین سنی اور ناراض ہوکر جودہپور سے
کوچ کر دیا اور ملک لوٹنا شروع کر دیا۔ پنچولی ... ... ادیا ... راماں کو مہاراج نے
وکیل کرکے نواب کی فوج مین بھیجا اونہون نے بھی بہت منت و خوشامد کی مگر نواب راضی نہوے اور ...
الفاظ زبان سے نکال کر کہا کہ اب جو حال کرونگا وہ تم دیکھنا۔ سوائی سنگہ ... ... یہ باتین سنکر
تو بہت خوش ہوسے اور اپنے بہلے آدمی بھیجکر نواب کو اپنی مدد کے واسطے بلایا۔ ۱۲
لہ پرگنہ ناگور مین ہے ۱۲

چار لاکھ[1] روپیہ کی جمع کے صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کی جاگیر مین اور اٹھارہ لاکھ روپیہ سالانہ نواب مختار الدولہ کے ایک سیکیو کی تنخواہ مین اور ڈیڑہ لاکھ روپیہ کی جاگیر کا پٹہ نواب کے سرداروں اور اہلکاروں مثل اخون زادہ محمد ایاز خاں بہادر غلامی خاں وکیل رائے ہمت رائے اور مرزا حاجی بیگ کے واسطے لکھدیا اور نواب ہزار[2] پانسو سواروں سے کوچ کرکے ایک منزل کے فاصلہ سے ناگور کے راستہ پر قیام کیا اور فوج ولے تنخواہ کے

[1] بموجب تواریخ مارواڑ کے مالانی کہاپلے رائو اور جالور کے پٹے جو در بار میں ضبط تھے نواب کو لکھدیتے گئے انکی جمع ساڑھے چار لاکھ کی تو نہین ہی بہت کم تھی+

[2] تواریخ مارواڑ میں لکھاہے کہ ایک دن سرجھیور اور نواب امیر خاں جی کی خلوت میں صلاح ہوئی جسوقت جیسا فرمایا کہ نواب تمنے ہمارا راج قایم کیا اسکی تعریف ہم کہاں تک کریں مگر سوائی سنگہ نے اتنی تکلیف ہم کو دی اسکا بدلہ کس طرح لیا جائے نواب نے کہا کہ جو آپکی مرضی ہو اوسی طرح میں کروں فرمایا کہ ایک دفعہ اوسکو پکڑ کر منگواؤ اوسکے دادا دیپ سنگہ نے بھی مہاراجہ بجے سنگہ جی کو بہت ستایا تھا تب انہوں نے سمت ۱۸۱۶ میں اسکو قلعہ کے اوپر پکڑ کر قید کیا تھا اوسی طرح سے اسکا بھی حال ہو اور ہم اسی نظروں سے دیکہیں - نواب نے کہا - مہاراج صاحب یہ شخص پکڑا ہوا تو ہاتھ نہیں آئیگا مگر سر تو اسکا چند روز میں کاٹکر حاضر کردونگا یہ کام بھی فریب دہانے ہوگا کیونکہ وہ بغیر دہوکہ کے نہیں مارا جائے گا - فرمایا جو چاہو کرو مگر اس نمک حرام کو سزا دیے بغیر ہم سکھ چین سے راج نہیں کر سکینگے - اسنے جو تکلیف ہم کو دی ہے وہ تمسے پوشیدہ نہیں ہے نواب نے کہا اچھا اس میں خرچ کے واسطے آپ سے بہت سخت تقاضا کرونگا آپکے گاؤں لوٹونگا بہت نقصان کرونگا تب کہیں سوائی سنگہ مطمئن و رجوع ہوکر مجھسے میل کریگا بعد مین اوس کے کہنے سے آکر جو دہیور کو

اور مار ڈالنا اوسکو اور اوسکے ہمراہیون کو ایک ڈیوڑھی مین بند کرکے بھاگ جانا سوائی سنگھ کے بیٹے اور بہکل سنگھ اور راجہ صورت سنگھ کا ناگور سے اور داخل ہونا نواب کا ناگور مین ناگور کی لوٹ۔ پھر جانا جودھپور مین۔ مہاراجہ مان سنگھ سے ملاقات۔ اور فوج بھیج دینا اونکا۔ ایک گمنام چٹھی اور روانگی نواب کی جودھپور سے جے پور کی طرف۔ بھیجنا راجہ بہادر اور نواب مختار الدولہ کا بیٹا میر اور چھوڑنا کرنیل موہن سنگھ اور اتون زادہ محمد ایاز خان کا ضلع کوڈوار مین۔ واسطے تحصیل محصولات جاگیر صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کے۔ سانبھر مین پہونچنا نواب کا اور لوٹ مار کرنا علاقہ جے پور مین۔ بھیجنا راجہ جگت سنگھ کا پوہرہ دینا ... کو اور معاملہ ٹھیرانا اوسکا نواب کے ساتھ

ایک دن راجہ مان سنگھ نے نواب سے کہا کہ آپکا احسان تو عمر بھر بھولنے کے لائق نہین ہے لیکن جب تک کہ سوائی سنگھ کا تدارک نہو پوری تسلی نہین ہوگی کیونکہ وہ ناگور مین راجہ دہوکل سنگھ کو مسند نشین کرکے ارادہ فساد کا رکھتا ہے اور راج مین طرح طرح سے خلل ڈال رہا ہے۔ نواب نے کہا کہ خدا مین سب قدرت ہے جسنے اسقدر درستی تمہارے کامون کی کردی ہے تو یہ بھی کردیگا۔ اس بات کے سننے سے راجہ کو تسلی ہوئی اور اونھون نے ساڑھے چار لاکھ روپیہ ماہانہ فوج خاص نواب کا اور کئی پرگنے سارے

دو آدمی اونکے ستار خان اور حیات خان نامی رامپوریوں کے ہاتھ سے
مارے گئے تو بھی اونھوں نے دہرنہ نہ چھوڑا بلکہ دروازہ مکان کا بند کر کے
نواب کی جہاتی پر پیش قبض رکھدیا اور مار ڈالنے کا ارادہ کیا راجہ مان سنگھ
نے اُس مکان کی چھت توڑ کر اُن لوگوں کو دہمکایا اور ایک لاکھ روپیہ دیکر
دہرنہ اوٹھادیا جس سے نواب کی گلو خلاصی ہوئی اور جمشید خان و محمد سعید خان
قطب الدین خان اور منور خان وغیرہ آفریدی اپنی تنخواہ لیکر میرٹھ کو چلے گئے +

باب سی و دویم

بھیجنا راجہ مان سنگھ کا نواب کو سوائی سنگھ اور
راجہ بیکانیر کے تدارک پر تقرر فوج خرچ۔ پہونچنا نواب کا
ناگور کے قریب بیس ہزار فوج سے اور سازش کرنا سوائی
سنگھ سے واسطے مسند نشین کرنے راجہ دہونکل سنگھ
کے اور جدا کرنا ابو سعید میاں اور جان بتیس فرنگی کا
بلطائف الحیل اونکے پاس سے اور بلانا سوائی سنگھ کو
ملاقات کیواسطے نواب محمد شاہ خان سے سلطان التارکین
کی درگاہ میں قول قسم دلاکر۔ اور اسپر بھی اطمینان نہونا اونکا
اور بھیجنا چار آدمیوں کو نواب سے دغا کرنے کے واسطے۔ اور
واقف ہوجانا نواب کا اونکے حال سے اور گرفتار کرنا اونکو
ایک حیلہ سے۔ پھر بلانا سوائی سنگھ کو ملاقات کے بہانہ

عادت معہودہ کے موافق قلعہ پر گئے تھے کہ آفریدی پٹھانون نے قابو دیکھ کر اونکو مکان سفر خانہ مین گھیر لیا اور بدھڑنہ دیکر اسقدر تنگ کیا کہ دوا دارو بھی بند کر دی جس سے اور بھی اونکی زندگی تلخ ہو گئی۔ رامپور پٹھان یہ حال دیکھ کر قلعہ پر گئے اور اونھون نے آفریدیون کو بہت سمجھایا کہ اس طرح اپنے ولی نعمت کو ستانا اور دق کرنا نمک حلالی کے شایان نہین ہے مگر وہ کچھ خیال مین نہ لائے یہانتک کہ نوبت خانہ جنگی کی پہونچی۔ اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۳۷) نشان لوٹ لئے اونہین سے تمہارے نورنگ کے جھنڈے پھرک رہے ہین راجون کے راجہ مہاراجہ مان سنگہ سے جسنے مخالفت کی ہی اوسکو طرح طرح سے ڈنڈ دیا ہے کبند رکہتا ہے کہ اے امیر خان جے پور کے اوپر فتح پاکر آج تمہارے دل کے بادل اُمنڈے ہین ایسا ہی یہ ایک کبت اسی شاعر نے نواب کی تلوار کے اوصاف مین کہا ہے۔

[illegible] । [illegible] है॰
[illegible] है॥
भनत कविंद [illegible] की कंदरा रुधिर [illegible] पीवत अपार है॥
[illegible] है॥

یعنی گہومتی جھکتی ہے جھوم اوٹھتی ہی بہت ہی البیلی ہے شوخیون سے بھری ہونے پر بھی خوب آب دار ہے پھر جب تمہارے ہاتھ سے چلتی ہے تو دشمنون کی صف کو دیکھ کر اومنگ سے اچکتی ہے۔
کبند رکہتا ہے کہ راجہ مان سنگہ کے بدخواہون کے کندہون کے خون کی شراب بہت زیادہ پیتی ہے تیز ہے چالاک ہے غصہ والی ہے اچھی ہے امیر خان سنو ایسی متوالی تمہاری تلوار ہے + ۱۲

مراسم نہوگا۔ راجہ جگت سنگہ اوسی وقت کہ پچھلی رات تھی معہ دیوان
رائے حیدا نیاجی انگلیہ اور فوج ہمراہی کے کوچ کر گئے۔ یہ خبر سنکر
بخشی اندراج اور راٹھوروں نے بھی نقارہ بجایا اور نواب سے واسطے کوچ
کرنے کے کہلا بھیجا۔ مگر چونکہ نواب کو از روے مصلحت راجہ جگت سنگہ کی
ریاست کا برباد کرنا منظور نہ تہا اس لئے خواب کا بہانہ کرکے سو گئے اور
خدمتگار کی زبانی خواب کا عذر کہلا کر وہ باقی رات بہ لطائف الحیل تیرکی اور
ڈاک چوکی کے ہرکاروں سے کہدیا کہ جب سنگی اندراج وغیرہ ہمارے پاس
آئیں تو یہ عرض کرنا چاہیئے کہ جگت سنگہ راتوں رات کوچ کرکے دس کوس پر
پہونچ گئے ہیں۔ غرضکہ جب صبح ہوئی اور بخشی اندراج وغیرہ کوچ کی صلاح کرکے
نواب کے پاس آئے تو ہرکاروں نے اسی طرح پر راجہ جگت سنگہ کے دس کوس تک
پہونچ جانے کی خبر دی۔ نواب نے بخشی۔ نے کہا کہ اب تعاقب کرنے سے کچھ
فایدہ نہیں کیونکہ فاصلہ بہت ہو گیا ہے کیا کریں۔ بخشی نے جواب دیا کہ اپنے
سواروں کو تو راجہ کے پیچھے بھیجدو۔ نواب نے اوسکی خاطر سے ہزارہ سواروں
کو حکم دیا وہ گئے اور کچھ اسباب جو سواری سے پیچھے رہ گیا تھا لوٹ کر
لے گئے۔ نواب معہ بخشی کے کوچ کرکے پھر میرٹہ میں آگئے وہاں سے بخشی اندراج
کو تو راجہ مان سنگہ کے پاس جودہ پور کی طرف روانہ کیا اور آپ سپاہیوں کے
وہرنہ دینے سے میرٹہ میں ٹھیرے رہے۔
جب بخشی جودہ پور میں پہونچا تو راجہ مان سنگہ نے اوس کو خلعت فاخرہ دیکر
عہدۂ دیوانی پر سرفراز فرمایا اور نواب کو بھی بلایا[1]۔ جب وہ جودہ پور کے

[1] تواریخ کہیاتوں میں لکھا ہے کہ مہاراجہ شیو ناتھ سنگہ جی نے دولا کہ روپیہ جودہ پور سے لاکر نواب جی کو دیا

اوسی رات کو خفیہ طور پر اپنا ایک بہلا آدمی نواب کے ہرکارون کے
جمعدار مان سنگھ کے پاس بہیجا اور کہلایا کہ ایک لحظہ کے واسطے
اپنے آقا کی پروانگی لیکر میرے پاس آؤ کہ تمسے خلوت مین کچھ کہنا ہے
مان سنگہ نواب کی اجازت لیکر راجہ موصوف کے پاس گیا اور ماجرا پوچہا
راجہ نے کہا کہ مینے جو بدعہدی نواب کے ساتھ کی ہے اوسکا نتیجہ پالیا
اور نوابنے جو میرے ساتھ نیکی کی تو اونکو اوسکا ثمرہ اچہا ہی ملا مگر اب اونکو
زیبا ہے کہ میرا تعاقب چہوڑدین اور مقابلہ سے طرح دیجائین مین اسوقت کا
احسان عمر بھر نہ بہولونگا اور اسی مضمون کا ایک خاص رقعہ بھی نواب کے
نام لکھا کہ ہمارا بدلہ ہمکو اور آپ کا بدلہ آپکو ملگیا۔ اوسکے جواب مین نوابنے
اس خیال سے کہ راجہ آخر ایک بڑے سردار ہین اور اونکا ممنون رہنا بہتر ہی
ہوگا یہ لکھا کہ جو آجکی رات بہت جلد دور دراز کوچ کر جاؤگے تو تمسے کوئی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۳۲) بنظر مصلحت طمع زر یا کسی اور غرض و مطلب کے سنگی اندراج وغیرہ سرداران
اروا ڑبھی مہاراجہ جگت سنگہ سے سنگئے ہون اور ٹہاکر شیو ناتہہ سنگہ کو درپے آزار مہاراجہ موصوف کے
دیکھ کر پہلے سے ہی بحیلہ سبیل زر روانہ جودہ پور کردیا ہو اور اونکے ڈیرہ پر سپاہیون کا دہرنہ بہی اسی
غرض سے دلایا گیا ہو کہ وہ اپنا وعدہ وفا کرنے کے واسطے میدان خالی کرجائین جیسے پور والون کے پاس روپیہ
بہت تہا اونہونے ہر موقع پر روپیہ سے اپنا کام نکالا اور مہاراجہ مان سنگہ کی تواریخ مین بہی لکھا ہے کہ جیپور کے
دیوان رای چند نے ایک لاکہہ روپیہ اندراج کو دیا اور مہاراج جگت سنگہ کو بخیر و عافیت جیپور مین لیجا کر داخل
کیا سنگی اندراج نے وہ ایک لاکہہ روپیہ نواب امیر خان جی کو فوج خرچ کے حساب مین دیدیا۔ مہاراج
مان سنگہ نے جب یہ بات سنی تو سنگی اندراج کی تعریف کی + مؤلف

اوس ضلع مین بٹھاکر گردونیں کے زمیداروں سے کہلادیا کہ ہر جگہ سے راجہ جگت سنگہ کے تہانوں کو اوٹھادو اگر قابو چلے تو اُن لوگوں کے ناک اور کان بھی کاٹ لو۔ اسکی تعمیل ہر ایک زمیدار نے کرکے راجہ جگت سنگہ کے تہانوں کا انتظام ابتر کردیا۔ جب بخشی شیولال کی فوج کو شکست ہوئی اور اوسکی خبر انباجی انگلیہ اور سوای سنگہ کو پہونچی تو وہ مع بابو سیندہیا اور جان بتیس فرنگی کے میرتہ سے کوچ کرکے جودہ پور میں پہونچے اور اپنے کام کی فکر کرنے لگے اوسوقت راجہ جگت سنگہ اور اوسے دیوان نے آپس میں صلاح کرکے کہا کہ اب نواب کی فوج سے عہدہ برا ہونا ممکن نہیں ہی کیونکہ گھر کی فوج تو کہ جو منتخب اور مسلح تھی یوں برباد ہوگئی اور جو تہالنے اپنے ماروار میں تھے وہ بھی اوٹھ گئے اور بخشی شیولال کی شکست سے نواب کا زور بڑہ گیا راٹھور جو اپسے شامل ہیں اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۰) کے کاغذ صحیح۔ سمجھے جاسکیں اور وقت پڑنے کار جاسکو جگہ رہے اور دیکھی کی دم ہو کر منشو تہا کسی طرح ملاحظہ وہاں پہونچ گیا ہی یعنی میں فائدہ ہی کہ حطاوں کا فدین اوپر سری اور جو نہتی کی جگہ خالی چھوڑ دیجاتی ہی تاکہ مالک شروع سے اخیر تک پڑہکر اپنے قلم سے لکہے اور لکہنے والا بری الذمہ ہوجائے۔ چونکہ مہاراج جگت سنگہ بہادوں سودی ۱۳ کی پچھلی رات کو قلعہ جودہ پور سے مورچہ اوٹھا کر چلے گئے تھے اس لیئے جانا تہا یہ دونوں کاغذ بہادون سودی ایکم سے ۱۳ تک کے درمیان دنوں میں سے کسی ایک دن کے لکہے ہوئے ہیں +

اوٹھاکر اپنے تہانہ تجھارے دی طرح سنگی اندراج وغیرہ سے بھی جو میڑتہ سے سات کوس پر ناگور کی رخ ٹھیرے ہوئے تھے اپنے تہانے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۲۹) فرماتے تھے کہ نواب جی مجھہ سے جدا نہیں ہونگے میلر رقعہ ہوتے ہی میرے پاس آوینگے مجکو بہروسہ ہی اور کہنا کہ ڈیلان کو تو آپکا اعتبار ہی پہر میری طرف سے تو کہنا کہ مہاراج جگت میں تو یہ مشہور ہی کہ جودہرم کرم دیا اور دربار نے آپسے تفاوت نہیں کیا اور پہلے صوبہ دار جی (بہلکر) سے کہا تہا مگر نواب جی نے تو یہہ ہی کہا کہ مین نے تو دہرم کرم دیا ہے سو مہاراج کے پاس جاتا ہی اور آپ آئے ہی اور خرچ کی تکلیف ہوئی وہ تو لاچاری سے ہوئی اور کہنا کہ جب ڈیلان کے شامل ہوتے تو خرچ کا کیا ہوتا اب جو آپ کہوگے وہی بندوبست منظور کرینگے اور کہنا کہ مورچون کے واسطے آپنے کہا کہ اوٹہا لو سو آپکے لکہے بموجب اوٹہالین گے۔ ب آپکے کہنے سے دور نہیں ہین اور کہنا کہ جو دو دن شامل رہتا ہی اوس کا لحاظ ہو جاتا ہی اور آپ بھی ڈیلان کے شامل رہے ہین آپکو جگت بہلا کہے اور آپکو اچھی لگے وہ کروگے صاحب (خدا) اسنے وہ کروگے دنیا بہلا کہے وہ کروگے اور ڈیلان کو یقین ہے اور عرض کی جب بھی یہی فرمایا کہ نواب جی چاہین تو نہین بگاڑین اور نہین بگاڑینگے یہ تو یاد کہنا اور میرے کہنے سے کہنا کہ ڈیلان کو تو آپکا بہروسہ ہی مجکو سوگند ہی اسکا جواب بہیجنا جواب ضروری آوے جواب اور نواب جی کہین اوس کو بہیجین اسکا جواب ضرور آوے اور جنہون نے آپسے جواب کیا ہی اونکا دہرم تو دیکھ لیا ہے اونسے جدہ (جنگ) ہونے پر آپ جدا ہوسکتے تو سجات (راجپوت ذات یعنی راٹہور) کی نو پریت (یقین) نہین کروگے یہ خاص رقعہ اور کاغذ اکیلے مین پڑہانا اور کوئی نہین پڑہے میتی بہادون سودی سمت ۱۸۶۴ –

ان دونون کاغذون مین میتی کی جگہ خالی ہے یا تو جلدی مین نہین دی ہی یا جانکر جگہ خالی رکہی ہے کہ میتی

کہ اب میرا اقبال ترقی پر ہی اور ہر ایک کسی کی دلجمعی کر کے میرٹھ میں پہونچے اور راجہ جگت سنگہ کے تہانون کو جو چودہ پور کے آس پاس تھے [1]

[1] کوچادون کی تواریخ میں لکھا ہی کہ نواب دولت خان شمس الدولہ کو خاص رقعہ مہاراجہ پال سنگہ جی کا ٹہاکر کے نام آیا جسمیں گہیرے کی بہت تکلیف کہی تھی ٹہاکر نے پہر اسسے میرٹہ میں بھیج دینے کا قرار کر کے کوچ کرایا نواب نے جب پوچادون سے پہر حملہ کیا تب اس کی خبر ٹہاکر کو اوس وقت ہوئی کہ اونکے آدمی راستہ میں سے نواب کے نام کا آیا خاص رقعہ راجہ جگت سنگہ کا اور ایک خط توہود دیا رام کا پکڑ لاسکے یہ دونون خط اصل کا مدار کو چادون کے دفتر میں موجود ہیں اور نقل اونکی قلمی تواریخ ٹہکانہ مذکورہ صفحہ ۸۰ میں درج ہی جس سے یہان ترجمہ کیا جاتا ہی +

مضمون خاص رقعہ مہاراجہ جگت سنگہ

نواب میر خان جی سے میل جول رکھنا کافی آپ ساتھ پر جیسے یہان جو پہلے ہی کام کیا وہ تمہاری صلاح سے کیا اب بہی لکہنے کے موافق عمل میں آوے گا جسمیں تمہارا اچہاپن نظر آوے وہ کرنا ہی تمہاری صلاح تو ہمیں ہی اب ہی جگت تمہارا کہو وہ کرو یہان تو تمہارے کہنے کے سوا دوسری بات نہیں ہی اور سمیا چار توہود دیا رام جی کے لکہنے سے جانتا ہادون سودی سمت ۶۴ +

مضمون کاغذ توہود دیا رام آگی گذارش

گذارش اخبار وصول ہوئی نواب میر خان جی سے توہود دیا رام کی ملک کی جو سیر کی نسبت ٹہاکر کا خط آیا تہا پہلے نواب جی نے جو تیرے پاس سے لکہا یا تہا اونسے اور خاص رقعہ ٹہاکر امید مند اکیلے میں لکہا منشی جی کے پاس سے نہیں لکہا یا ہی تو نواب جی کو اکیلے مین پڑہ دیا امید انعام کا شدہ مستحکم اور یہ کہا کہ آپ تقصیر معاف کرینگے ٹہاکر کے ہمیں لکہا ہے اور یہ کہا کہ ڈیلان تعریف

بخشی اندراج کو جودھپور بھیجنا - اور مشہور کرنا راجہ مان سنگھ
کا اوسکو عہدہ دیوانی سے اور بلانا نواب کا جودھپور
مین - ملاقات کرنا بڑی تعظیم و تکریم اور شکرگذاری کے
ساتھ - قید کرلینا پٹھانون کا نواب کو قلعہ مین کہ ان موجود
تھا نہین - اور چھڑانا مہاراجہ مان سنگھ کا نواب کو
اونکے محاصرہ سے دہلی اور ایک لاکھ روپیہ دیکر

چونکہ اب نواب کو راجہ جگت سنگھ سے لڑنا منظور تھا اس لیے اونھون نے
بخشی اندراج وغیرہ سرداران راٹھور کو بلا کر فرمایا کہ اسوقت بہتر یہ ہے کہ
تم تو معہ جمعیت سرجی راؤ اور لکھوہ مختار الدولہ محمد شاہ خان وغیرہ کے
پربت سر کی راہ سے ناگور کی طرف جاؤ اور مین معہ اپنے خاص سوارونکے
سیدھا جودھپور کو جاتا ہون - بخشی یہ صلاح پسند کرکے معہ راٹھورون اور
سرجی راؤ گھاٹگیہ ولکھوہ ہیرا سنگھ ومختار الدولہ کے پربت سر کے راستہ
سے ناگور کی طرف روانہ ہوا اور نواب اپنی خاص فوج کے سوارون کو لیکر
پشکر جی مین پہونچے اور اجمیر مین خواجہ صاحب کی زیارت کرکے اپنی فوج
مین واپس آئے اور رات کو خواب مین دیکھا کہ لشکر کے آگے دوسرے ڈیرے
کھڑے ہوئے ہین - نواب اونکو دیکھکر پوچھتے ہین کہ یہ کسکی فوج کے ڈیرے ہین
تو جواب ملتا ہے کہ خواجہ صاحب کا لشکر ہے کہ جو تمہاری مدد کے واسطے
آیا ہے - اس خواب سے اونکو یقین ہوا کہ خواجہ صاحب کی مدد بھی اونکے
شامل حال ہے اور اوٹھکر یہ خوشخبری اپنی فوج کو بھی سنائی اور کہا

میرے شامل بھی رہو - ایسی حالت میں صبح ہی ڈاک کا ہرکارہ خبر لایا
کہ دشمن کی فوج جو بھاگ گئی ہے اس میں جو آدمی جے پور کے تھے
وہ تو جے پور میں چلے گئے اور جو باہر کے تھے وہ [1] سانگانیر میں ڈیرے
ہوئے ہیں - نواب نے یہ خیال کرکے کہ اسوقت جے پور میں چنداں
فوج نہیں ہے مقابلہ بروز دہی اور شہر کی لوٹ سے خاطر خواہ روپیہ
ہاتھ آئے گا - جے پور کی طرف کو چ کیا [2] جے پور سے پانچ اور سانگانیر
سے دو کوس پر پہونچکر ڈیرہ کر دیا - راجہ جگت سنگھ کی بہن نے جو یہ
سنا تو جواس باحتہ ہوکر اپنی اوڑھنی نواب کے پاس بھیجی اور بڑی
عاجزی سے کہلایا کہ یہاں مردوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو آپ سے
مقابلہ کرے اور میں عورت کی ذات جیسی راجہ جگت سنگھ کی بہن ہوں
ویسی ہی تمہاری بھی ہوں میری اوڑھنی کی شرم آپکو رکھنا اور یہاں سے
کچھ نذرانہ لیکر کوچ کر جانا چاہیے - یہ بات سنکر نواب کی ہمت سے جوش

---

[1] جے پور سے تین کوس ہے - ۱۲ [2] تواریخ کچھاوں میں لکھا ہے کہ بھاگنی سے دو کے
بڑے موضع لوٹے میں ہوئے گر گئیں گئے مرے پر حیدر آبادی لوگ نواب جی کے نوکر ہو گئے ۱۲
اب جے پور کی طرف کوچ ہوا راستہ کے گاؤں کو لوٹتے کھسوٹتے ہوئے موضع تھولوارہ
میں پہونچے وہاں سے موج جے پور کو گئی اور رب روٹی کی ڈونگری تک گولے چلا کر واپس آئی
[3] بموجب رپورٹ ریذیڈنٹ مرہٹہ کے نواب بیچ کچھ کے پاس سے ہٹ گئے کیونکہ پیسے غلہ و مقام میں
کچھ بھیجنا چاہتا تھا - (کارنامہ انگریزی)
بھاگنی سے پانچ میل [illegible] سے گزرتے دس میل [illegible] جے پور کے پاس ایک پہاڑی [illegible]

نواب نے اونکو للکار کر کہا کہ ہم تو تمہارے واسطے جان ادر رہا ہون
اور تم ایک طرف کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہو اس طعنہ سے
آکر وہ بھی دشمن سے لڑنے لگے آخر وہ پلٹن شکست فاش کہا کر بہاگ
گئی اور اوسکے بہاگنے سے تمام فوج جے پور کی تہ و بالا ہو کر بہاگ
نکلی مگر حیرات[1] مسیح نام ایک فرنگی کہ جس کے ہمراہ دو پلٹن اور چار توپیں
تھین اور نواب شہامت خان۔ واحد خان۔ گرگین بیگ اور سواران
سچوا[؟] جو میدان جنگ سے بہت قریب کھڑے تھے اور کچھ سوار اوسکے
ایک چہوٹے سے گاؤں مین جو درمیان دونوں لشکروں کے تہا ٹہیرے
ہوے تھے۔ نواب نے خیال کیا کہ جو کوئی اس گاؤں پر قبضہ کریگا
وہی فتحیاب ہوگا اور اب فتح اور شکست صرف اسی کے قبضہ پر منحصر ہے
اتنے ہی مین نواب کے کمپو کے سوار جو قریب کھڑے تھے حملہ کرکے
اوس گاؤں میں داخل ہوے اور اونہوں نے اُن سوارون کو نکالکر نواب
مقابلہ کے واسطے عرض کی لیکن نواب نے اپنا مدعا حاصل دیکھ کر فرمایا
کہ پیشقدمی اوسیقدر لازمی ہے جو لقدر اندازہ تدبیر کے ہو کیونکہ فتح کا
ایسا نازک معاملہ ہے کہ جو ایک قدم پیچھے رکھتے ہی شکست کے ساتھ بدل
جاتا ہے۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ پلٹن پھر مقابلہ کا ارادہ کرکے سامنے

---

[1] حیرات مسیح ایک ہندوستانی ماں اور ولایتی باپ کا بیٹا تہا اسیواسطے اوسکو فرنگی
اوسی سے پورپین پرورش پائی تھی یہ نام ہندوستانی ہے اصل نام اوسکا جیمز ہے یہ کہا ہو صفحہ ۲۳
امیر نامہ انگریزی

رسمجاب بھی جاتے گئین نواب نے بوجہ تنہائی کے سامنے سے حملہ کرنا
مناسب نہ دیکھکر پشت کی طرف باگ موڑی - مہتاب خان کے کمپو کے
کچھ سپاہی جو وہان غارون مین چھپے ہوئے تھے نواب کی یہ جرات
دیکھکر بہت شرمندہ ہوئے اور آپس مین کہنے لگے کہ افسوس ہمتو یہان
گوشہ مین چھپے ہوئے بیٹھے ہین اور ہمارا مالک اکیلا دشمنون
سے لڑ رہا ہے یہ کہکر وہ بھی باہر نکلے اور نواب کے پیچھے دوڑے
جو مرزا صابر بیگ کی پلٹنون کی پشت پر بہت قریب پہونچ گئے
تھے اوسوقت مرزا اپنی فوج کے پیچھے تہا اوسنے نواب کو دیکھتے ہی اپنے
گھوڑے کی باگ انکی طرف پھیری اور مقابلہ پر پہونچکر پستول جو اوسکے
ہاتھ مین تہا چھوڑا مگر اوسکی گولی نواب سے بچ کے نکلگئی اور نواب نے
مرزا کے روبرو پہونچکر اوسکو برچھی سے مار گرایا اور اوسکی فوج کو تلوار اور
نیزہ پر رکھ لیا اِس فوج کے ہوش حواس تو مرزا کے گرنے سے ہی جاتے
رہے تھے اور رہے سہے اوسان اوسکے نواب کو دیکھتے ہی خطا ہوگئے
اور وہ اونکے آگے سے باوجودیکہ نواب اکیلے تھے میدان چھوڑ بھاگی -
اور اونکی دہاک اوس کے دل پر ایسی بیٹھی کہ وہ جب ڈانٹ بتاکر کہتے تھے
ہتھیار ڈالدو تو ہتھیار تو کیا کمپنی کی کمپنی ڈھال بھی پھینک دیتی تھی - اور
اپنا راستہ لیتی تھی - اب نواب کی پلٹن اور مہتاب خان کے کمپو کے جوان
بھی نواب کے شامل ہوگئے اور اونھون نے بہت سے دشمنون کو مار کر
گرا دیا اوسوقت [illegible]

یہ حال دیکھ کر نواب کے دل میں بڑی تشویش ہوئی اور وہ فوراً
ہاتھی پر سے اوتر پڑے اور اپنے خاصہ گھوڑے پر کہ جسکا نام ٹھوا تھا
سوار ہو کر میدان جنگ میں آئے اور لعل سنگہ کے کمیدانوں کو للکار کر
کہا کہ جنسی کی بڑی توپوں سے دشمن پر گولے مارو اور وہاں سے
سرعت تمام صف میسرہ میں پہونچکر للکار ستیونا تھ سنگہ کچھاون والہ
اور ہیرجی راو کو کہا مکھیہ کو اشارہ کیا کہ میرے پیچھے چلے آو ہر چند کہ
اوسوقت کیچڑ کے مارے گھوڑون کے پاون زمین پر رہین سے خمتے
تھے اور کوشش مردانگی کچھ کام نہین دیتی تھی تو بھی نواب نے حملہ کر کے
گھوڑے کو کیچڑ میں ڈالدیا۔ اور اوسی وقت کمیدو لعل سنگہ کی جنسی
کی بڑی توپون سے گولے بھی دشمن کی بگاد پر جا کر گرے مفسدے اور اونکی
جمعیت میں تہلکہ پڑگیا۔ یہ حال دیکھکر نواب نے گھوڑے کو مہمیز کیا
وہ مثل مچھلی کے پانی پر روانہ ہوا اوسوقت سوائے فقیر محمد خان رسالدار
کے جو ایک بہادر اور شجاع آدمی تھا کوئی نواب کے ساتھ نہ تھا اوس نے
نواب کو تنہا دیکھ کر عرض کی کہ آپ ذرا آگے پیچھے تو نظر کیجئے کہ اسوقت
سوائے فضل خدا کے آپکے ساتھ کون ہے۔ نواب نے فرمایا کہ خدا کا فضل
ہی چاہیے۔ اب یہان سے قدم پیچھے رکھنا کہان ہے خان مذکور کی
تسلی ہوگئی اور نواب کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ نواب دشمن
کی پلٹون پر پہونچے اونھون نے یکبارگی بندوق کی باڑ ماری مگر محض
فضل سے نواب کو صدمہ نہ پہونچا اور بارش کے سبب اکثر بندوقیں ازگئی

اور جانکیہ کی فوج اور مہاراسنگ کے کمپو سے آراستہ کی لڑائی بڑی سختی کے ساتھ شروع ہوئی - توپون کی آواز سے زمین دہلنے لگی رامپورے اور آفریدی سوارون سے مہتاب خان کے کمپو کو ساتھ لیکر دشمن پر دہاوا کیا مگر ابھی وہ رستہ مین ہی تھے کہ مرزا عنابر بیگ افسر فوج جے پور کی پلٹن والون نے توپون کو داہنے پر چڑھاکر اس شدت سے چھرے مارنے شروع کئے کہ بہت سے آدمی ان حوالہ آدمیون مین کے مارے گئے اور باقی اپنی جرات اور بہادری کے اظہار کا قابو نہ دیکھکر پیچھے کو لوٹے مگر پانی اور کیچڑ کی شدت سے پاؤن زمین پر نہین ٹھہرتا تھا اونمین سے چالیس پچاس آدمی نالون اور غارون مین بہی چھپ گئے تھے -

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۰) جا کھڑے ہوئے مرشیولال دوسو گہوڑون سے بہاگ گیا اور گرگین بیگ مارا پڑا - ۱۴ توپ ۱۴ ہاتھی ڈیرے - گہوڑے اور سب مال اسباب نواب کے ہاتھ آیا دو توپین اور کچھہ اسباب ٹھاکر کے آدمی بھی لوٹ لائے تھے وہ ٹھاکر نے نواب کے ڈیرہ پر پہونچا دیا - شام کو فتح ہوئی - جب نواب اور سرجی راؤ فتح کرکے ڈیرون مین آئے تو ٹھاکر نے چارسو روپیہ نواب کے اور دوسو سرجی راؤ کے نچھاور کئے اور سو روپیہ نواب کے چاکرون کو انعام کے دئے لشکر کے ڈیرے دو دن تک بہاگی مین رہے بعد بہادون بدی ۱۳ کو اوانہ مین ہوئے مہاراجہ مان سنگہ نے فتح کی خبر سنکر قلعہ جودہ پور مین بہت سی توپین چلائین جے پور والون نے جانا کہ اب قلعہ چھوڑ دینگے اس سبب سے میگزین اوڑاتے ہین مگر پھر اونکے پاس بھی شیولال کی تباہی کی خبر پہونچی اور وہ بہت کھسیانے ہوئے ۱۲

نماز پڑہی اور ہاتھ اوٹھا کر فتح کی دعا مانگی - پھر میدان جنگ میں آکر لعل سنگہ کے کمپو کو معہ بڑی بڑی توپوں کے نشان کے ہاتھی کے آگے قایم کیا اور خود معہ سواران فوج خاص کے توپخانہ اور کمپو کی پشت پر کھڑے ہوئے صف میمنہ رسالداراں آفریدی ورامپوریہ اور کمپو مہتاب خان دصف میسرہ راٹھوران شیوناتھ سنگہ کچھاوہ وغیرہ کی جمعیت اور سرجی راؤ

سلہ یہ لڑائی ۱۰ اگست ۱۸۰۶ع کو ہوئی - ریذیڈنٹ دہلی نے رپورٹ کی ہے کہ اسمیں کامیابی نواب امیر خان کو اسوجہ سے ہوئی ہے کہ جے پور کے رسالہ میں جو افغان تھے وہ راجہ سے منحرف ہو کر نواب کے شامل ہو گئے تھے لڑائی قریب مادہوراجپورہ کے ہوئی تھی - امیرنامہ انگریزی صفحہ ۳۳۲ -

ملہ تواریخ کچھاوان میں لکھا ہے کہ ساون سودی ۱۴ کو علے الصباح نواب معہ ڈیرہ سو توپ کے تیولالا پر روانہ ہوئی تیولالا کی فوج بھی توپیں لگائے ہوئے تیار تھی - ایک طرف نواب ایک طرف کرنیل محمد شاہ خان ایک طرف راجہ بہادر اور ایک طرف سرجی راؤ گہاٹگیہ اور ٹھاکر شیوناتھ وغیرہ مارواڑی سردار تھے اس طرح فوج چار حصہ ہو کر توپیں آگے کر کے بڑہی دونوں طرف سے توپیں چلنی شروع ہوئیں مینہ برستا تھا کہار رونیس جس میں کیچڑ بہت تہی دوسرے پہر تک لڑائی ہوئی جے پور والوں نے سرجی راؤ کو دبا یا اوس نے نواب سے مدد مانگی نواب نے ٹھاکر سے کہا کہ ۹۲ گہوڑے سے اوسکی مدد کو گئے جے پور والوں کے پاؤں اوکھڑ گئے ادہر نواب کے پاس سامان بھی ہو چکا تہا - نواب یہ دیکھ کر گہوڑے پر سوار ہوئے اور ٹوپی ہاتھ میں لیکر ساری فوج کو دکھائی ٹھاکر سرجی راؤ اور محمد شاہ خاں وغیرہ سب سرداروں کو اشارہ کیا کہ گہوڑے اوٹھاؤ پہر نواب نے اپنا گہوڑا اوٹھایا اوسکے ساتھ ہی چاروں طرف سے گہوڑے اوٹھے اور توپوں پر

ہرگز دریغ نکرینگے یہ سُنکر نواب کی دلجمعی ہوگئی اور آنھون نے مختار الدولہ محمد شاہ خان سے فرمایا کہ تم کل صبح ہی یہان سے کوچ کرکے موضع رانولی علاقہ ٹونک مین آجاؤ۔ ہم بھی اپنی فوج کو لیکر تمہارے شامل ہوجاوینگے۔ مختار الدولہ نے جو ایک نمکحلال اور خیرخواہ نوکر تھا خوشی سے اس حکم کو قبول کرلیا اور نواب اوسی وقت واپس کوچ کرکے صبح ہونے سے پہلے پہلے اپنی فوج مین داخل ہوگئے۔ اور صبح ہوتے ہی وہان سے کوچ کرکے رانولی سے ڈیڑھ کوس ایک ندی[1] کے کنارہ پر کہ جہان مختار الدولہ مع کمپوؤن کے پہونچکر فروکش ہوگیا تھا شب باش ہوئے۔ دن نکلتے ہی کل لشکر کا کوچ ہوا اور مادہو راجپورہ[2] علاقہ جے پور کے پاس موضع ٹوڈری مین کہ وہان سے جے پور کی فوج دس کوس پر پڑی تھی پہونچکر ڈیرہ کیا۔ دوسرے دن صبح ہی نواب

---

[1] یہ ندی بانس سہودرا ہوگی جو ٹونک اور ٹوڈری کے درمیان بہتی ہے۔ نقشہ میں ہے
[2] مادہو راجپورہ پہاگی کے پاس ہی اور ٹوڈری سے قریب از روی نقشہ جے پور کے اور جہ سے پہاگی ۵ میل اور ٹوڈری سے ۱۰ میل ہے۔
[3] کمپاون کی تاریخ مین لکھا ہے کہ منشی شیولال اور تحصیلی بیگ کے ذریعہ سے موضع پہاگی مین جو شیولال نے پیلو دین صلح کے واسطے نواب کے پاس پہلے آدمی بھیجے اور تجویز ہی تنخواہ کے سوا دس لاکھ روپیہ اور دینے کئے۔ شمشیر نے کہا کہ اچھا آپ اپنے بات کیون کرتے ہو۔ نواب نے کہا کہ میں کسی کی بہتری ہونگا۔ لیکن نقد روپیہ دیتے ہیں اور بہت زیادہ دینگے

کشن گڑھ مین جا پہوںچی تھی مگر چونکہ کسی نے بھی اپنا ڈیرہ بسبب جنگ
نہونے کے کھڑا نہ کیا تھا اس لئے نواب نے وہ رات بہت تکلیف
اور رنج سے بسر کی صبح ہی کوچ کیا اور معہ بنجاہ و کمپو ہیرا سنگہ وغیرہ
کے موضع ٹوڈری[۱] علاقہ جے پور مین پہونچے اور جے پور کی فوج نے
موضع پھاگی[۲] مین ڈیرہ کیا۔ دوسرے دن نواب معہ کل فوج کے اپنی سرحد
علاقہ ٹونک مین پہونچ گئے اور وہان فوج کو چھوڑکر راتون رات ٹھیری
سواری سے مقام جھلائی علاقہ جے پور مین مختارالدولہ نواب محمد شاہ خان
کے کمپو[۳] کے شامل ہوگئے۔ جو حسب الطلب اونکے معہ دو کمپو لعل سنگہ اور

---

[۱] ٹوڈری ٹونک سے تخمیناً ۲۳ میل پچھم میں ہے ۱۲

[۲] ٹوڈری سے پھاگی اوتر میں ۱۲ میل کے قریب ہے ۱۲

[۳] اس فوج کو دیکھکر جو اثر ٹھاکر شیو ناتھ سنگہ کے دل پر ہوا اوسکا ذکر تواریخ ٹھکانہ کچاوان میں اسطور پر لکھا ہے کہ ساون سودی ۵ کو فوج کے ڈیرہ متصل نواحی موضع میلوہ مین ہوئے وہان ساری فوج شامل ہوئی نواب جی کا کمپو سرجی راؤ کا کمپو محمد شاہ خان کا کمپو اور رامپورہ وغیرہ افغان سب ملاکر چالیس ہزار کے قریب فوج ہوگئی اور ڈیڑہ سو کے قریب توپین تھین۔ توپین بھاری کڑا چہ اور بڑی بھاری۔ نواب جی اور سرجی راؤ دل وجان سے مستعد۔ بخشی شیولال اور گرگین تلنگ حیدرآبادی تیس چالیس ہزار فوج سے آئے تھے لیکن اودھر بھی فوج کا بڑا بھاری جکاو سنا تھا مگر جیح کی البتہ تکلیف تھی جسکے واسطے میلوہ سے ٹھاکر نے ساون سودی ۹ کو مہاراجہ مان سنگہ کے نام عرضی بھیجی حسبالا ... کیا

شدت سے وہان نہین پہونچ سکتے ہین دو کوس پر ہی ٹھہر گئے ہین اس
نواب کو اور بھی تشویش ہوئی اور اونھون نے ہرکارہ کو بنگاہ والون کے
پاس بھیجکر کشن گڈھ کے علاقہ مین پہونچنے کی تاکید کی گو اوسوقت ڈیرہ خیمے
سب بھاگ گئے تھے اور پانی کیچڑ سے راستہ خراب ہو گیا تھا تو بھی
ناچار اونھون نے بہ کمال خوف وہراس کوچ کر دیا اور ادہر نواب نے
دو برنجی توپون سے جو ساتھ تہین کئی گولے دشمن کی فوج پر مارے اور
پھر اُن توپون کو بھی بنگاہ کی طرف بھیجدیا اور خود تن تنہا گھوڑے پر سوار
ہو کر گرد و پیش لشکر حریف کے لڑائی کا قابو دیکھنے کے واسطے پھرے
لیکن پانی اور کیچڑ کی کثرت سے جو ہر طرف ہو رہی تھی کہین کوئی مقام
مناسب تدبیر جنگ کے نظر نہ آیا اس لئے مقابلہ سے طرح دی۔[۱]
دشمن بھی اُن توپون کے سر ہو نے مینہ اور کیچڑ کی شدت سے مشتعاجی
نہ کر سکا بلکہ اوسنے نواب کے خسر اخون زادہ محمد ایاز خان بہادر کو جو
اوسوقت راجہ جگت سنگہ کے نوکر اور اُس فوج کے شامل تھے نواب کے
پاس بھیجکر کہلایا کہ ہم کو تمسے کچھ غرض اور مطلب نہین ہے۔ بشرطیکہ تم جیپور
کے ملک سے ایک طرف کوچ کر جاؤ۔ نواب نے مصلحت وقت دیکھکر
دانائی سے بظاہر قبول کر لیا اور وہان سے کوچ کر کے عین جوش باران
مین بہزار خرابی اپنی بنگاہ کے شامل ہوئے جو چھ کوس کے فاصلہ پر علاقہ

---

[۱] یہ واقعہ ۳۰ اگست ۱۸۰۶ع کو ہوا۔ صفحہ ۳۲۳۔ امیر نامہ انگریزی۔

فوج وہاں سے دس کوس[1] پر گوبند گڈھ میں آکر ٹھہرے۔ دوسرے دن
نواب ہرادہ کے راستہ سے کوچ کرکے موضع ہرسولی[2] علاقہ کشن گڈھ میں پہنچے
اور پھر ہرسولی سے کوچ کرکے دو ہی کوس چلے تھے کہ جے پور کی فوج جو پیچھے پیچھے
چلی آتی تھی چار گھڑی پچھلی رات سے نواب کی فوج کے قریب آ پہونچی اور جنگ
قراول کرنے لگی یہ حال دیکھ کر نواب نے اپنی بنگاہ اور بھیل سنگھ کے کمو کو جو ساتھ تھا
تک دو کی ہیں رکھتا تھا کوچ کا حکم دیکر فرمایا کہ کشن گڈھ کے ضلع میں جاکر قیام
کریں اور آپ مع اپنے لشکر اور ٹھاکر شیو ناتھ سنگھ اور سواران مرہٹی راؤ گھاٹگے
کے جنگ قراول کرتے ہوئے چار کوس پر ایک گاؤں علاقہ راج جے پور میں ہوئے
وہاں جے پور کی فوج غالب آتی اور اودھ سے نواب کی فوج کو رکتی اور اس وقت
پانی برس رہا تھا اور گھوڑوں کے پاؤں گھٹنوں تک کیچڑ میں گھسے جاتے تھے
نواب کھڑے ہوئے اپنے کام کی تدبیر سوچ رہے تھے کہ ہرکاروں نے آکر
خبر دی کہ بنگاہ اور کمپو کو جو ضلع کشن گڈھ میں کوچ کر جانے کا حکم تھا وہ بیچ میں

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۱۱)
اور کوٹڑے کے پاس جہاں کمو تھا وہاں پہونچو۔ ٹھاکر نے مع دیگر کمپو کا کوچ کرایا اور پھر دونوں
سردار واپس اپنی فوج میں آگئے جب آگے کوچ ہوا تو راستہ میں بخشی شیو لال کی فوج مل گئی چار
گھڑی تک توپوں کی لڑائی ہوتی رہی نگر یاس کے پاس فوج تھوڑی تھی اس سبب سے ملکر دور چلے گئے
اس وقت ٹھاکر کے ہاں تین سو سوار اپنے اور دو سو دوسرے سرداروں کے تھے اور مارواڑ کی ساری
فوج سنگی اور راج کے پاس کشن گڈھ میں تھی۔

[1] گوبند گڈھ سے پشکرجی ۱ کوس ہے دس کوس ہیں [2] یہ گاؤں ہرسولی اجمیر تال رتائیے پر ہوا اور قصبہ
ثنا کشن گڈھ میں ہو ۱۲

کیا ہے کبھی نہیں چھوڑونگا۔ سنگی سے یہ بات سنکر کہا کہ مین نگرہ مین جاکر
فوج جمع کرلاتا ہون۔ نواب اوٹھکر کھڑے ہو گئے اور کہا مین جاتا
ہون جسکے سر مین مردمی کا نشہ ہو وہ اب میرے ساتھ آئے اسپر ٹھاکر
شیوناتھ سنگہ کچھاون والا جو اُس گروہ مین ایک بہادر اور عقلمند
آدمی تھا مع کئی دوسرے سرداروں اور جمعیت پانسو سواروں کے اوٹھکر
نواب کے شامل ہوا اور نیماج کے سلطان سنگہ آسوپ کے کیسری سنگہ
آہوہ کے نجتاور سنگہ آگا پیچھا سوچکر پہلو تہی کر گئے۔[1]
نواب نے صبح ہی وہان سے مع ٹھاکر شیوناتھ سنگہ کے کوچ کرکے پیپاڑ مین
ڈیرہ کیا وہان سرجی راؤ گہاٹگیہ نے جو چودہ پور سے نواب کے ساتھ آیا
تھا اپنے سوارون اور کچھ ہیرا سنگہ کو میواڑ سے بلوالیا اور جے پور کی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۱۱)
پگڑی اپنے سر پر رکھ لی تب ٹھاکر نے کہا کہ جے پور والون کے گھر مین تو روپیہ ہی اور ہمارے گنج
مین تنگی ہے اگر وہ آپکو زیادہ روپیہ دینا کرلین اور آپ بدل جاؤ تو اسکا کیا علاج۔ نواب نے کہا کہ
مین نے تو قرآن بیچ مین دیدیا ہے مگر آپکو جو شنکی ہو راجہ سے کرنا ہو وہ کرلینا ٹھاکر نے کہا
کہ مینے کرلی ہی اور پھر کرونگا آپ بھی غلام خان کو بھی بنا بین سردارون اور مصاحبون سے اونکو
ملادونگا۔ اسطرح ٹھاکر نواب۔ سرجی راؤ اور کرنیل مقتاب خان نے سازباز کرکے واپس موضع پار تپ آگئے
[1] تذکرہ کچھاون مین لکھا ہے کہ گوبندگڈھ سے ڈیرہ پیشکر جی بن ہوئے۔ جے پور کا بخشی شیولال
تیس چالیس ہزار فوج سے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔ نواب نے ٹھاکر سے صلاح کی کہ فوج تو ابھی تک آکر
شامل نہیں ہوئی ہے اور یہ لڑنے کو مستعد ہیں۔ اسپر نواب اور ٹھاکر جریدہ طور پر سوار ہو کے

اگر کوئی بھی تم میں سے میرے شامل ہوگا تو بھی میں اپنے اوس قرار سے کہ جو میں نے راجہ مال سنگہ جی کے ساتھ اونکو مدد دینے کے واسطے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۱)

میر خان جی کے پاس بھیجا شیو ناتہہ سنگہ نے پانچ لاکھ روپیہ کہرا کہر دینے کا رقعہ امیر خان جی کو لکھدیا اور اقرار کیا کہ جب شیو لال بھی جے پور کو شکست دوگے تو ایک لاکھہ روپیہ اوسی وقت دیا جائیگا اور باقی پہر دیں گے اگر اس اقرار کو پورا نکریں تو تمہارے ساتھ کھانا کھاکر مسلمان ہوجائینگے مگر کچھاوں کی تاریخ میں یہ حال اسطرح لکھاہے کہ ٹہاکر شیو ناتہہ سنگہ جی خود جے پور سے روانہ ہوکر موضع بارہ پرگنہ ہتیاری میں گئی اور لاچ سے ملے ادہرسے جے پور والوں کو ادہر سے نکالنے کی تدبیریں کرنے لگے ادہر سے جے پور والوں سے بگاڑ ہوکر نواب کے ڈیرہ موضع میں جو من ہوئے ٹہاکر یہ شکر چریدہ بطور پوشیدہ وہاں جاکر نواب سے ملے اور کہا کہ بات جیت جو پہلے آپ سے ٹہر چکی ہے وہ پختہ ہے۔ سوائی سنگہ نے جو سلوک آپکے ساتھ کیا وہ آپنے دیکھا اب آپکو مہاراجہ مان سنگہ جی کی طرفداری دل وجان سے کرنی چاہیئے دربار بھی آپ کو راضی کرینگے اور ہم لوگ بھی جو راٹہوڑ ہیں تو آپ سے دوستی ہوگئے نواب نے کہا کہ ہم کو یہ اندیشہ ہے کہ جس طرح سوائی سنگہ اور جے پور والے کہکر بدل گئے ایسے ہی آپ لوگ بھی بدل جاؤگے۔ ٹہاکر نے کہا کہ پھر آپ کو ہمارا یقین کس طرح آئے۔ نواب نے کہا کہ ہمارے ساتھہ کھانا کھالو۔ ٹہاکر نے کہا کہ اچھا کھانا منگواؤ نواب نے منگوایا ٹہاکر لقمہ لیکر کھانے لگے مگر نواب نے ہاتھہ پکڑلیا اور کہا کہ ٹہاکر صاحب آپ اپنے مالک کے واسطے ہندو سے مسلمان ہونے لگے اور آپکو اتنا خیال مہاراجہ صاحب کا ہے تو ضرور بعد آپکا کام کریگا۔ اب میرے اور آپکے درمیان قرآن ہے یہ کہکر نواب نے اپنی ٹوپی تو ٹہاکر کے سر پر رکھدی اور ٹہاکر کی

تم کو اس طور سے کرنا زیبا نہیں ہے۔ باپو سیندھیا مجبور ہو گیا اور اوسنے
اس خوف سے کہ مبادا اس کام کی مبادرت مین جو مہاراجہ سیندھیا
ناراض ہو جائین تو موجب قباحت کا ہے اونکا کہنا مان لیا اور نواب سے
جو عہد و پیمان کیا تھا اوس کو توڑ دیا۔
نواب یہ بھید معلوم کر کے مع سنگی اندراج و غیرہ راٹھوروں کے باپو
سیندھیا کے پاس گئے اور پوچھا کہ اب اُن اقراروں کا کیا حال ہے اوسنے
جواب دیا کہ موجب مجبوری کا ہے۔ اوسوقت انباجی اور سوائی سنگھ بھی باپو
سیندھیا کے ڈیرے مین بیٹھے تھے مگر نواب کو آتا ہوا دیکھ کر خوف
سے ایک طرف جا بیٹھے۔ سیندھیا نے اونکی تسلی کی اور کہا کہ نواب
کی طرف سے کسی طرح کا اندیشہ نکرو وہ ہرگز تمسے دغا نہین کرین گے
نواب نے بھی سنگی اندراج سے ایک مثال[1] جھوٹے آدمیوں کی بیان
کر کے باپو سیندھیا کو شرمایا اور وہان سے اوٹھکر سنگی مذکور کے ہمراہی
راٹھوروں سے کہا کہ تم مین سے جس کسی کی مرضی ہو وہ ہمارے شامل
ہو کر دشمن[2] کے مقابلہ کو تیار ہو جاوے اور جس کو منظور نہو وہ اپنے گھر کو چلا جاوے

---

[1] یہ مثال چونکہ فحش تھی اس لئے قلم انداز کی گئی۔

[2] تواریخ مارواڑ مین لکھا ہے کہ بعد گفتگو انباجی انگلیہ اور جان بتیس فرنگی کے سوائی سنگھ
ساون سود ۲ سمت ۱۸۶۴ کو جودھپور کو واپس آیا اور اب قلعہ کا محاصرہ بہت تنگ ہو گیا
اور اندراج سنگی اندراج نے گنگدہ جاکر بھنڈاری پرتھی راج اور ٹھاکر کچاون شیونا تھ سنگھ کو

نواب کے سکوت کر گیا - نواب نے فراست سے اوسکا منشا معلوم کر لیا اور اوسکا
تنگ رفع کرنے کے واسطے کہا کہ اسکی تدبیر دو طرح سے ہو سکتی ہے ایک تو
یہ کہ آپ سربراہ کار اس مہم کے ہو جاؤ اور مجکو صرف خرچ دیتے جاؤ یا مجکو
مختار کر کے اپنا خرچ مجھہ سے لئے جاؤ بلکہ مجکو تو ملک سے کچھہ سروکار نہین ہے
میں سپاہی آدمی ہون لقد روپیہ چاہتا ہون - سیندھیا نے اس بات کو
خوش نجواد اوسکے بھی شکر کہا اچھا تم سے اور راجہ مان سنگ سے
کیا ٹہیرا ہے نواب نے کہا کہ ساڑھے چار لاکھہ روپیہ ماہواری علاوہ لوٹ کی
ایک لکہو کے ٹہیرا ہے سیندھیا نے کہا کہ مین تو اڑہائی لاکھہ روپیہ
ماہواری دونگا - نواب کو تو بہر طور اوسکا شامل کرنا منظور تہا - جواب دیا کہ
مجکو اس سے بھی کم قبول ہے - غرض بالو سیندھیا راضی ہو گیا اور اوسکے
آپس مین قول قسم ہو کر یہ بات ٹہیری کہ صبح ہی یہان سے کوچ کر کے جسونتی
شیولال کا مقابلہ کریں گے -

یہ خبر ہرکاروں نے راجہ جگت سنگہ اور رائے جیسد دیوان کو دی اور
اُنھون نے انباجی انگلیہ اور سوائی سنگہ کو بلا کر مطلع کیا - وہ اوسی وقت
سانڈنی پر سوار ہو کر بہ کمال سرعت بالو سیندھیا کے پاس پہونچے انباجی
نے کہا کہ جو تم نواب کے شامل ہوتے ہو تو مین دنیا چہوڑ کر فقیر ہوتا ہون
اسپر جو کچھہ عتاب مہاراجہ سیندھیا کی طرف سے ہوگا اوسکی جوابدہی تم کو
کرنا ہوگی اور ایسا ہی کچھہ سوائی سنگہ نے بھی کہا سنا کیا اور کہا کہ تمکو
جسقدر روپیہ کی ضرورت فوج کے واسطے ہو وہ میں دینے کو تیار ہون

نواب سے کنارہ کش کرین مگر چونکہ نواب سے اور بالپسینہ میا سے موافقت ہوگئی تھی اور منشی بنگلی اندراج نے بھی نواب کے کہنے سے اوسکے ساتھ بات چیت کر کے اچھی طرح سے اوسکی تسلی کر دی تھی اس بنا لیے اوسنے رجوع ہوکر نواب کو لکھا کہ جو آپ جھٹری سواری سے یہان آجاوٗ تو جیسا مناسب ہوگا اوسپر عمل کیا جاوے گا۔

نواب نے پانسو سوارون سے اوس کے پاس جا کر کہا کہ اسوقت سہل مین جودھپور کی مالکیت ہاتھ آتی ہے پھر ایسا وقت ہاتھ نہین آوے گا۔ اس بات کے سننے سے سینہ میانے کچھہ رغبت تو ظاہر کی مگر پھر بخیال شراکت

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۸۴ ۔

گوٹھہ بگاڑ دو چار بڑے ٹوٹ کھسوٹ بغیر ہماری صلاح کے نہین کرنی ہوگی۔ بگاڑ کچھہ نہین کرنے پاوین گے کوچ مقام کبھی نہ اٹکے گا۔ دھرنے منتظے جھگڑا نہین کرنا ہوگا۔ اگرچہ بور والے یاد ہوکر سنگہ جی اور سوائی سنگہ جی للتیح دیگر علیحدہ کرنا چاہین تو علیحدہ نہین ہونا ہوگا۔ دنگا فساد نہین کرنا ہوگا نواب میر خان جی غلامی خان جی اور منشی ہمت رام جی سے دہرم کرم قرآن قسم اور دیوتے بیچ مین دیکر یہ معاملہ ٹھیرا ہے قول کے موافق چلین گے سوائے زور کسی بات کا نہین کرین گے لکھنے تا بستہ رہین گے ۔

چار لاکھہ روپیہ اسطرح دئے جاوین گے ایک لاکھہ پیشگی ایک لاکھہ آج سے کچھہ دنون بعد پچاس ہزار آن سے مہینا پورا ہوتے پیرا اور ڈیڑہ لاکھہ آج سے دو مہینے بعد دینگے اس طرح ساون بدی ۲ سے ۱ سمت ۱۸۶۰ تک ... مہینے مین دینے کا وعدہ ہے یہ دو طرفہ اقرار جو قول و قسم سے ہوا ہے پختہ رہے گا کوچ اور مقام ہماری صلاح کے موجب کرنا ہوگا آپس میں محبت اور تکرار کسی بات کی نہین کرنی ہوگی جہان ہین جو سوگند دہرم ... ہے وہ سب لیکر یہ پختہ اقرار کیا ہے اور عہدنامہ ٹھیرایا ہے اسکے موافق پابند رہین گے ۱۲

اور اپنی سواری کی پالکی کو راجہ جگت رام کے ڈیرہ کے آگے ٹھیرا کر
کہلا بھیجا کہ میں نے جو کچھ قول و قرار آپ سے کیا تھا اوس کو اپنی طرف
سے ادا کر دیا۔ اب میرے تمہارے درمیان میں کوئی عہد و پیمان
نہیں ہے اور یہ جو تمہاری مرضی میری بربادی کے واسطے ہے تو میں حاضر
ہوں۔ اسوقت میرے پاس تین سو سوار ہیں اور تمہارے پاس تیس لاکھ
کی جمعیت ہے آؤ مقابلہ کرو۔ نہیں تو میں جاتا ہوں۔
راجہ نے یہ سُنکر اگرچہ خوشحال سنگھ داروغہ کو واسطے فہمایش کے بھیجا
اور بہت سے اقرار مدارکئے لیکن چونکہ اونکے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہیں رہا
تھا۔ اِس لئے نواب معہ سرجی راؤ گھاٹکیہ کے وہاں سے کوچ کرکے اپنی
فوج میں شامل ہوئے۔
جبکہ نواب خودہ پور میں تھے تو فوج کا ڈیرہ میلیورین ندی کے کنارہ پر تھا
اتفاقات سے ایک رات اسقدر پانی ندی میں[1] آگیا کہ اوسکی طغیانی سے
بہت سا اسباب فوج والوں کا بہ گیا اور پانی لشکر میں کمر کمر تک چڑھ گیا
اور کچھ آدمی بھی ڈوب گئے لیکن خیر گذری کہ سب لوگ ہوشیار ہو کر وہاں سے

[1] یہاں سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ برسات شروع ہو گئی تھی جسکہ درمیاں درمارسے لو اور لوٹ لشکر میرٹاں کے تباہی ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر جون یا شروع جولائی میں یہ واقعہ ہوا۔ جو رزیڈنٹ کی اس رپورٹ سے مطابق ہے کہ امیر خاں ۱۰ جولائی سنہ کو دربار سے چلے گئے تھے۔ صفحہ ۳۲۵۔ امیر نامہ انگریزی ۱۲

غلامی خان کے ساتھ راجہ مان سنگہ کے پاس بہیجا اور اوسکی زبانی یہ کہلایا
کہ بصورت دوستی متفق کے ہمارے ساتھ کیا سلوک کروگے؟
راجہ موصوف نے جو نہایت حیران اور عاجز تھے اور سوا ے خدا کے اور کسی
کی پناہ نہین رکھتے تھے خاص رقعہ لکھ بہیجا کہ ساڑھے چار لاکھ روپیہ ماہواری کا
تانبا پتر[1] علاوہ نوکری ایک کمپو اور چار لاکھ کی جاگیر باورچی خانہ کے لکھدیا
جائیگا اور کارپردازون کو جاگیر علیحدہ دیجائیگی۔
نواب نے وہ خاص رقعہ رکھکر جواب دیا کہ مین یہان سے جاتا ہون
اب جو مجھے ہوگا وہ ظاہر ہوجائیگا۔ لیکن آپ سنگی اندراج کو جو کوٹہ اور
علاقہ اجمیر مین ٹھیرا ہوا ہے لکھ بہیجو کہ جب مین وہان پہونچون تو
میرے شامل ہوجائے۔ راجہ نے اس صلاح کو پسند کرکے سنگی مذکور
کے نام حکم لکھ بہیجا۔
نواب نے سرجی راو گہاٹکیہ خسر مہاراجہ دولت راو سیندہیا کو کہ وہ بھی
بسبب ناموافقت انباجی انگلیہ کے راجہ جگت سنگہ کی نوکری سے
برطرف ہوگیا تہا اور اپنے کمپو کو میواڑ مین چھوڑکر سوال جواب کے واسطے
جریدہ وہان آیا تہا اور انباجی سے نفرت تمام رکھتا تہا اپنی طرف کرلیا

[1] ہندوستان مین قاعدہ ہے کہ معافی علی الدوام کی سند کو تانبہ کی تختی پر کندہ کرا دیتے ہین
زمانہ قدیم کے عمدہ تانبہ پتر گورنمنٹ مین جمع کیے گئے ہین جنسے تاریخ ساوتھ اور راجپوتانہ
تہران ہندوستان کا بہت کچھہ پتہ اور نشان لگا ہے جن کو زمانہ بہول گیا تہا۔ مؤلف

یہ حال دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ اگرچہ یہ کوہ اندیتیں میری جان کے دشمن اور میری خرابی کے درپے ہیں اور انہاجی کو میرا یہاں رہنا ناگوار ہے لیکن کچھ غم نہین ہے خدا کا فضل چاہیئے مین نے تو اپنی طرف سے کوئی دقیقہ عہد و پیمان کی نگاہداشت میں فرو گذاشت نہین کیا ہے اور یہ جو اس طرح کی بدعہدی اور بیوفائی کرتے ہیں تو خدا اسکا پھل انکو دیگا۔

یہ احوال راجہ مان سنگہ بھی معلوم ہوگیا اور اونھون نے اوسی وقت ایک خاص رقعہ لکھا جو غلام خان کی معرفت خفیہ طور پر نواب کے پاس پہونچا اوس میں لکھا تہا کہ ہمارے ساتھ جو سلوک مہاراج ہلکر۔ سوائی سنگہ اور راجہ جگت سنگہ نے کیا ہے وہ تمسے کچھ پوشیدہ نہیں ہے کہ اُن لوگون نے ہمارے تمام ملک پر قبضہ کرکے قلعہ سے مورچے لگا رکھے ہیں اور اوسکے فتح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر ایسے وقت میں آپ سے کوئی سلوک نیک ہوسکے تو اوسکا احسان عمر بھر یاد رہے گا۔

یہ سوال اگرچہ پہلے بھی غلام خان کی معرفت پیش ہوا تھا اور اُسوقت نواب کو راجہ جگت سنگہ سے ارادہ دشمنی کا نہ تہا۔ مگر اب جے پور کے کاربردارون نے یہ بے مروتی اور بدذاتی ظاہر کی تو اوسکا تدارک مناسب معلوم ہوا۔ جس سے نواب نے اپنے ہرکارون کے جمعدار بان[1] سنگہ کو

---

[1] واہ - نواب نے ہیرا جوت بان سنگہ کو راجہ مان سنگہ کے پاس بھیجا ہے اُنکو راجہ کے خطاب سے ہی مشرف کردیا تہا۔ ۱۲

سوار ہوکر راجہ جگت سنگہ سے ملنے کو گئے راجہ نے خبر پاکر صرف ایک
چھوٹی سی راوٹی اپنے ڈیرے کے پاس اونکے واسطے کھڑے کرادی
اور جیسے کہ پہلے بڑا ڈیرہ ٹھہراکر سامان رقص وغیرہ کا مہیا کرتے تھے
اسدفعہ کچھہ نہین کیا اور ہر بات مین بڑی بے پروائی دکھلائی - نواب نے
اوسی راوٹی مین داخل ہوکر اپنے ساتھہ والون سے کہا کہ تمہارے طفیل سے
جو کچھہ کہ ہمارا اعزاز اور امتیاز زیادہ ہوا اوسکو دیکھ لو - اونہون نے کہا
کہ ہم سرکار کے حکم سے باہر نہین ہین اور بہر حال سرکار کے اچھے برے مین
شامل ہین اور یہ ہتک سرکار کی ہمکو بھی ناگوار ہے - نواب نے کہا کہ تم
لوگ تو اپنی تنخواہ کے واسطے تنگ کرتے ہو اور اوسکی تدبیر بغیر روپیہ کے کہان
سے ہوسکتی ہے اونھون نے عرض کی کہ جب تک کوئی آمدنی نہوگی ہم ہرگز تقاضا
نکرینگے اور سب نے ملکر فاتحہ خیر پڑہا - اور کہا کہ اب مرنا جینا ہر ایک کا شامل
حال سرکار کے ہے - نواب نے رائے ہمت رائے کو رائے چند دیوان وغیرہ
کے پاس بہیجکر کہلایا کہ اگر اسوقت زیادہ روپیہ کی تدبیر نہین ہوسکتی ہو تو جو
کچھہ تھوڑی بہت سبیل ہوسکے وہ ہی کرادو - اسپر بھی اونھون نے
کچھہ پروا نہ کی اور ایک کوڑی نہین بہیجی - ہرچند کہ نواب نے اخیر
مرتبہ یہانتک کہلایا کہ جو آج چار پانچسو روپیہ بھی دیدو تو میرے آدمیون
کا گذارہ ایک دن کا ہوجائے - لیکن کچھہ خیال نہ کیا بلکہ بنظر اسکے
کہ وہ نواب کے دشمنون کی بربادی کا ارادہ مرکوز خاطر رکھتے تھے صاف
مکر گئے اور نواب کے لشکر مین دن اور رات برابر فاقہ رہا - نواب نے

قیام کیا - راجہ جگت سنگھ نے لالہ مہتاب رائے کو فہمایش اور منانے
کے واسطے بھیجا اور اقرار کیا کہ یہاں آئے پر نذر وبست خرچ کا کر دیا جائیگا
نواب نے وکیل مذکور کی فہمایش سے اپنی فوج کو وہان چھوڑکر شقہ خاص
واسطے بلانے نواب مختار الدولہ محمد شاہ خان کے کہ جو مع اپنے دونوں
کمپوؤں کے مقامات قرب جوار علاقہ سرونج ضلع مالوہ کی تحصیل میں مصروف
تہا بہیجا اور پرگنہ ٹونک کو اوسکی فوج کی جاگیر میں لکھکر محل کلاں[1] کے چھوٹے
بہائی میاں[2] سور خان کو سرونج کی عاملی پر مقرر کیا - اور خود بسبب زخم
پاؤں کے پالکی میں سوار ہوکر جریدہ تین سو سوارون کی جمعیت سے جودہ پور کو
واپس آئے اور راجہ جگت سنگھ کی فوج سے دو کوس کے فاصلہ پر ڈیرہ کیا[3]
فوج والون کا دہرنہ ابتک قایم تہا اور انہوں نے پھر نواب کو تنگ کیا
اور آخر جب دیکھا کہ سختی اور زور دہی سے کچھ فایدہ نہیں ہے تو رامپوریہ اور
آفریدی پٹھانوں نے اپنے اپنے دو دو آدمی دہرنہ پر چھوڑکر یہ بات ٹہیرائی
کہ جو ہاتھ آئے گا وہ آدہوں آدہ بانٹ لیں گے - بعد اسکے نواب پالکی میں

[1] محل کلاں کا نام موتی بیگم تہا۔
[2] عرف سومیاں - بعد نواب صاحب کے نواب وزیرالدولہ بہادر سے مخالف ہوکر صاحبزادہ عبدالکریم خان
دعویدار ریاست کے شامل ہوگئے جس سے سرونج چھوٹ گیا پھر اونکو ریاست میں جگہ نہیں ملی اور وہ
صاحبزادہ موصوف کی سرکار میں اخیر عمر تک رہے جو انکے داماد تھے اونکے بیٹے پوتے اب بھی انہیں کی یعنی
صاحبزادہ ممدوح کے ورثاؤں کی ملازمت کرتے ہیں +
[3] موضع جین پورہ میں (تواریخ مالوہ)

مین سنے تو وہ ایک بات ہنسی ہنسی مین کہی تھی - راے موصوف نے جواب
دیا کہ نواب نے بھی ہنسی ہنسی ہی مین کہلایا ہے - دیوان یہ سنکر چپ ہو رہا
مگر اوسنے اوسی دن سے پانچ ہزار روپیہ روزینہ جو نواب کو دیا کرتا تھا بند
کر دیا - یہ حال دیکھ کر نواب کی فوج نے دہرنہ دیا اور تنخواہ کے واسطے
تقاضا کیا - نواب نے بھی تکلیف خرچ سے تنگ ہوکر بارہا درخواست
خرچ کی مگر جے پور والون نے کچھ خیال نہ کیا اور چند روز لیت و لعل مین
رکھکر بہزار رد و کد ایک مہینے کی تنخواہ کا رقعہ دو ایک آدمیون پر لکھا - مگر
در پردہ روپیہ دینے سے اونکو بھی منع کر دیا - تب تو نواب کی فوج نے بسبب
وصول نہونے روپیہ کے بلوہ کیا اور نواب کو چھت سے گرا کر اتنے پتھر مارے
کہ جنکی چوٹ سے اونکے پاؤن مین ایک سخت ضرب آئی اور تصدیعہ حد سے
زیادہ پہونچا -

نواب نے لاچار ہوکے جیت راے اور فتحا راے کو جیپور دیوان راجہ کے
پاس بھیجکر کہلایا کہ میری فوج مین خرچ کے واسطے بڑا تہلکہ پڑ رہا ہے جو کچھ
کم زیادہ تنخواہ خرچ کی ہو سکے وہ کر دو - اوسپر کسی نے کچھ نہ سنا اور چونکہ
اتفاقاً انہین دنون مین نواب کے دشمنون کو کمال خواری وہان سے نکال دے
اور شہر بدر ہونے کی فکر تھی سب دیوان بھی فکر کر کے دل مین ایک خیال اٹھاتا
رہتا تھا اس سبب سے اونسے پوری مخالفت تھی نہین اور والدہ اور بہنا نواب
زینت محل کو نواب نے ساتھ ہمراہ کر وہان سے کوچ کر دیا اور بسواری پالکی
بیٹھکر جو جیپور سے راستہ پر لواصیلا ایک منزل واقع ہے پہونچ کر

جگت سنگہ کے شامل ہونا معلوم کر کے انگلیہ مذکور سے کہا تہا کہ نواب
ایک عالی ارادہ شخص ہین اونکا راجستان مین دخل پانا بہتر نہیں ہے تم
کسی حکمت عملی سے اوسکو وہان سے الگ کرادینا اس سبب سے انباجی سے نے
بہو سمجہتے ہی رائے چند دیوان اور ٹہاکر سوائی سنگہ رئیس پوکرن سے جو
مشیر تدبیر راجہ جگت سنگہ کے تہے کہا کہ تمنے جو نواب کو اپنی رفاقت
مین رکہ چہوڑا ہے یہ کام بالکل دانائی کا نہین ہے کیونکہ وہ ایک صاحب ارادہ
آدمی ہے کہیں موقعہ پاکر تمہاری ریاست کو برباد نکردے اور دیکہو راجہ مانسنگہ
نے مہاراج ہلکر کے قبایل کو اپنی پناہ مین رکہ کر پریشانی کی حالت مین کتنا
بڑا سلوک کیا تہا مگر اوسنے اوس کا بدلہ کیا دیا بلکہ عین مقابلہ جنگ کے
وقت کوچ کر کے چلا گیا۔ اوسی طور سے یہ نواب بہی قابوچی اور مطلب کا
آشنا ہی اور اسکا اور مہاراج ہلکر کا ایک معاملہ ہی۔ مبادا وقت پر کوئی
رخنہ اندازی آپکی ریاست مین کرے اونہوں نے جواب دیا کہ یہ تو محض
ایک طفل شیرخوار ہے اور اسکی کیا اصل ہے کہ جو ہم سے
عہدہ برا ہو اور ہم وہ ہین کہ چاہین تو زمین آسمان کے قلابے ملا دین نواب
نے یہ بات سنکر رائے سمپت رائے و لالہ مہتاب رائے کو رائے چند
دیوان کے پاس بہیجکر کہلایا کہ تم انباجی اور سوائی سنگہ جو اسقدر شیخی اپنی
عقلمندی کی مارتے ہو سو درست ہی۔ اور سوائی سنگہ تو وہی شخص ہے جسنے
بہت سے آدمیون کو خراب کیا ہے اور عقل اور دانائی زور کے آگے
کچہہ کام نہین آتی ہے۔ دیوان نے اسبات سے شرمندہ ہوکر کہا کہ

تونک میں اور بلانا اپنے گھرپچھون کو اور جنگ کرنا جے پور کی فوج سے مقام بہاگی میں اور شکست دینا اونکو اور محاصرہ کرنا جے پور کا۔ راجہ جگت سنگہ کی بہن کی عاجزی اور واپسی نواب کی۔ آنا سانبھر میں اور خوشخبری پہونچنا صاحبزادہ وزیرالدولہ بہادر کے پیدا ہونے کی

جب قلعہ کے محاصرہ کو کچھ دن گذرے تو سنگی اندراج نے کوہستان نگرہ کی طرف جاکر دو ہزار آدمی جمع کئے اور اجمیر وپشکر کے پاس سے جے پور والو کی آمد ورفت کا راستہ بند کردیا۔ ادہر راجہ مان سنگہ نے غلامی خان افغان کو جو پہلے مہاراجہ ہلکر کے پاس نواب کی طرف سے وکیل تہا اور اب مہاراج کی طرف سے بعضے سوال جواب کے لئے راجہ موصوف کے دربار مین رہتا تھا خفیہ نواب کی خدمت مین بہیجا اور مدد کے واسطے کہلایا مگر نواب نے اس بات کو مناسب سمجہ کر صاف جواب دیدیا۔ اس اثنا مین باپو سیندہیا۔ انباجی انگلیہ اور جان بتیس فرنگی سرداران علاقہ مہاراج سیندہیا جو حسب الطلب راجہ جگت سنگہ کے مالوہ سے کوچ کرکے سیرتہ تک پہونچے تھے کہ وہین راجہ جگت سنگہ کا حکم اونکو اس ضلع کی تحصیل کرنے کا پہونچا اور وہ اس کام مین مصروف ہوگئے مگر انباجی انگلیہ جودہ پور مین راجہ جگت سنگہ کے پاس پہونچ کر صلاح مشورہ مین شریک[۱] ہوا۔ چونکہ مہاراجہ دولت راؤ سیندہیا نے نواب کا راجہ

[۱] انباجی جے پور کے لشکر مین قلعہ جودہ پور کے نیچے ۷۔ جون ۱۸۰۶ء کو پہونچا۔ امیر خان کا دربار جیپور سے بگاڑ ہوگیا تہا اور یہ رپورٹ ہوئی کہ اونہون نے ۲۔ جولائی سے ریاست جیپورہ کو لوٹنا شروع کیا ہے

باب سی و ام

سنگی اندرارج کا جودہ پور سے نکلکر فوج جمع کرنا۔ آنا انباجی انگلیہ کا اور موقوف کر دینا راے چند دیوان کا اوسکی صلاح سے نواب کو۔ اور فوج خرچ نہ دینا۔ نواب کی فوج کا بلوہ اور دہرنہ۔ ناکامیابی نواب کی جے پور والون سے خرچ وصول کرنے مین۔ اور علیحدہ ہو جانا اونکا جے پور کے لشکر سے۔ بلوانا راجہ جگت سنگہ کا نواب کو اور پھر خرچ نہ دینا۔ بھیجنا راجہ مان سنگہ کا اپنے معتمدون کو نواب کے پاس اور بدرجہ ناچاری موافقت کرنا نواب کا اونسے اور طلب دیدینا راجہ جے پور کو اور کوچ کرنا معہ سرجی راو سنگھیا انگلیہ کے میرٹہ کی طرف اور وہان آملنا سنگی اندرارج اور بابو سیندہیا کا جودہ پور سے بخشی شیولال کا مع فوج تعاقب کرنا۔ آنا سوائی اور انباجی انگلیہ کا جودہ پور سے بابو سیندہیا کے پاس اور علیحدہ کر دینا اوسکا نواب کی رفاقت سے۔ روانہ ہونا نواب کا مع ٹھاکر شیو ناتھ سنگہ رئیس کچاون کے لشکر کی طرف۔ تعاقب کرنا جے پور کی فوج کا اور زک دینا نواب کی فوج کو۔ پہونچنا نواب کا اپنی عملداری میں ساتھ

فوج کے پاس ڈیرہ کیاہ

سا جہ مان سنگہ شہر چھوڑ کر قلعہ پر چلے گئے اور راجہ جگت سنگہ نے شہر میں اپنا بند و بست کرکے قلعہ سے مورچے لگائے اور وہان کے اکثر مکانون کو گولون سے گرا کر قلعہ کے نیچے سُرنگ کھدائی لیکن پہاڑ کی مضبوطی سے کچہہ کام نہین نکلا۔

ے ٹھکانہ کوچاون کی تاریخ مین لکھا ہے کہ قلعہ جودہ پور سے اوترنے کے بعد ٹھاکر شیوناتھ سنگہ نے بطور خفیہ نواب سے ملاقات کرکے مہاراجہ مان سنگہ کی مدد کرنے کا سوال جواب کیا تھا اور ۹ لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ بشرط اوٹھ جانے گھیرے کے کرکے رقعہ لکھدیا تھا کیونکہ جے پور والون سے اور اون سے خرچ کی تکرار رہا کرتی تھی اور نواب نے کہا تھا کہ مین جے پور والون سے خرچ کے واسطے تقاضا کرکے علیحدہ ہو جاؤنگا اور اسکی بابت آپسمین قول قرار ہو گئے تھے۔ ۱۲

ے ۔ ۱۶ اپریل کو جے پور کی فوج کا شہر جودہ پور مین قبضہ ہوا تھا صفحہ ۳۱۸ امیر نامہ انگریزی

جالور اور قلعہ سیوانہ کے سواے اور کچھ نہ رہا اور جب آٹھ دن موجودہ سدی شہر پناہ کی لڑائی میں گذرے تو کمپنی اندراج سنگھی وشیوناتھ سنگھ بنیس کچاون مٹیڈ تیا ئسردار وسلطان سنگھ ٹھاکر سیاح کیسری سنگھ ٹھاکر آسوپ اور سخت اور سنگھ ٹھاکر آہوہ وغیرہ نے جو راجہ مان سنگھ کے رفیق خیر خواہ تھے راجہ سے عرض کی کہ حریف کی طاقت زیادہ ہے اور اوسنے شہر کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے۔ ایک دو روز میں جو شہر پر اوسکا قبضہ ہو جائے گا تو شہر لٹ جائے گا۔ اس صورت میں ہم سب کی یہ صلاح ہے کہ راہ فریب راجہ جگت سنگھ سے صلح کر کے باہر نکلیں اور پھر اوسکے مغلوب کرنے کی تدبیر کریں اور آپ قلعہ میں اپنے بھروسہ کے آدمیوں کے ساتھ قدم استقلال کو قایم رکھیں تاکہ پردہ غیب سے کوئی صورت دشمن کے دفع ہونے کی نکل آئے۔

راجہ مان سنگھ نے یہ خیال کر کے کہ انکا کہنا نہ ماننے سے شاید یہ بھی مثل دوسرے راٹھوروں کے مجھسے بدل جائیں اور اوس وقت اور زیادہ دقت ہو جواب دیا کہ جو مناسب ہو وہ کرو۔ تب اونھوں نے راجہ جگت سنگھ سے صلح کا سوال و جواب کر کے یہ درخواست کی کہ جو تم ہمسے کچھ تعرض نہ کرو تو ہم یہاں سے چلے جائیں۔ راجہ نے قبول کیا جوں ہی سنگھی اندراج وغیرہ حلے شہر سے نکلکر راجہ جگت سنگھ کی

ثلہ محاصرہ جے پور کی جودھپور آئی اور یکم اپریل ۱۸۰۷ء کو محاصرہ کیا صفحہ ۱۴۰۔ ہنیر نامہ ٹیگری

اور دوسری فوجوں کو جواب دیدیا مناسب ہے اور جو ایسا ہو تو میں معہ اپنی فوج کے اودے پور جاکر آپکی شادی کی تدبیر کرونگا اور جو یہ صلاح پسند ہو اور شادی کے واسطے آپ جو راہی اودیپور جانا بطرز رکھتے ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ خوشی سے شادی کر کے جے پور کو تشریف لیجائیں۔ اور کچھ ملٹن میرے ساتھ کر کے مجکو جودہ پور کی مہم پر چھوڑدیں۔ دونوں صورتوں میں لغش مدعا کرسی نشین ہو جائے گا۔ مگر یہ صلاح راجہ جگت سنگھ کو پسند نہ آئی۔ جواب میں لکھا کہ مینے جو اسقدر بہت روپیہ خرچ کرکے اسقدر فوج جمع کی ہے ایک دفعہ اسکا بھی تماشا دیکھنا ہے اور تم کو آگے جانا ضرور نہیں ہے پس آکر ہمارے شامل ہو جاؤ۔

امیر نواب ٹھکری سے لوٹ کر پربت سر میں آگئے اور جے پور کا بخشی شیو لال چالیس پچاس ہزار فوج سے راجہ مان سنگھ کے مقابلہ کو بطور مقدمۃ الجیش کے روانہ ہوا۔ مگر جب میسلپور[1] میں پہونچا اور سُنا کہ بہت سے راٹھور مرنے مارنے کے ارادہ سے زعفرانی لباس پہنکر جمع ہو گئے ہیں تو مارے ڈر کے راجہ جگت سنگھ سے اور مدد منگوائی اور نواب کے بھیجنے کے واسطے عرضی لکھی۔ راجہ جگت سنگھ نے نواب کو بلاکر سب حال کہا اور

---

[1] تواریخ مارواڑ میں یہ رائے صاحب دیوان رائے چند سے منسوب کی گئی ہے بہرحال کسی کی تھی یہ رائے واقعی مناسب اور موزوں تھی مگر مہاراجہ جگت سنگھ نے خود رائی سے مسترد کرکے الٹا پھل پایا (مؤلف)

[2] میسلپور جودھپور سے ۔ کوس پورب میں ہے ۱۲

روانہ کیا - جب راجہ موصوف پربت سر کے قریب پہونچے اور الٹی طرفین کا
مقابلہ ہوا تھا کہ نواب رسالداران آفریدی وغیرہ کو سمجھا کر معہ اون کے
راجہ موصوف سے جا ملے اور راجہ مان سنگھ کی فوج سے مقابلہ کیا اوسی بعد
میں سرجی راؤ گھاٹکیہ نے جو معہ اپنی جمعیت کے راجہ جگت سنگھ کی طرف سے
ملک اودیپور کی تحصیل کے واسطے بھیجا گیا تھا پالی وغیرہ علاقہ جات مارواڑ کے
کو لوٹا - راجہ مان سنگھ نے یہ خبر سنکر رسالہ سواران جالوری وغیرہ کو جو اون کے
رفیق دلسوز تھے گھاٹکیہ مذکور کے تدارک پر بھیجدیا اور جو راٹھور سردار ساتھ تھے
وہ سوائی سنگھ اور راجہ بیکانیر کی سازش سے مقابلہ جنگ کے عین وقت پر
راجہ مان سنگھ کا ساتھ چھوڑکر جگت سنگھ[1] سے جا ملے جس سے راجہ
مان سنگھ کو جنگ[2] کی تاب نہوئی - اور شکست کھاکر دو چار ہزار سوار کی جمعیت
سے جودھپور کو چلے گئے[3] - راجہ جگت سنگھ کی فتح ہوئی توپ خانہ اور ڈیرہ

---

[1] تواریخ مارواڑ سے معلوم ہوتا ہی کہ جگت سنگھ لڑائی میں شامل ہوئے تھے سوائی سنگھ اور نواب
امیرخاں مع اپنی اور سیندھیا کی فوج کے مہاراجہ مان سنگھ جی سے لڑنے کو آئے تھے اور راجہ جگت سنگھ دراجہ
سورت سنگھ تو ماروٹ میں ہی رہے تھے کیونکہ اونکو راٹھوروں کا ڈر بہت رہتا تھا - جب مہاراج مان سنگھ
اپنے سرداروں کے بیدل ہوجانے سے میدان جنگ چھوڑکر جودھپور کو پسپا ہوئے تو راجہ
جگت سنگھ اور سورت سنگھ ماروٹ سے پربت سر میں آگئے تھے - ۱۲

[2] یہ لڑائی پھاگن سدی ۲ سمت ۱۸۶۳ کو ہوئی تھی - تواریخ بیکانیر

[3] راجہ مان سنگھ ۱۴ مارچ سنہ ۱۸۰۷ء کو میرتہ کی طرف بھاگے تھے یہ رزیڈنٹ دہلی نے بنگال

سے ملاقات کا سوال و جواب ہوا- دونوں لشکروں میں تین چار کوس کا
فاصلہ تھا- ادہر سے راجہ جگت سنگھ اور ادہر سے نواب سوار ہو کر راستہ
مین بہت اچھی طرح سے ملے- راجہ موصوف نواب کو اپنے ہمراہ لیگئے
اور اپنے خیمے کے پاس ایک بڑے ڈیرے مین اتارا- اور بڑی تواضع
اور تکریم کر کے طوایفوں اور کلاونتوں کو واسطے ناچ اور گانے کے بہیجا-
پھر نواب کو اپنے ڈیرے پر بلا کر بہت سی تعظیم اور توقیر کے بعد مدد کی
درخواست کی-

نواب نے کہا کہ نوکری کے ارادے سے تو ہم کو آپکے پاس رہنا منظور
نہین ہے مگر جو یہ شرط کرو کہ راجہ مان سنگہ سے خواہ جنگ ہو یا صلح-
بغیر میری صلاح کے نہو تو کچھ مضائقہ نہین ہے- مین آپکی مدد کو
حاضر ہون- راجہ نے قبول کیا اور نواب رخصت ہو کر اپنے ڈیرے پر
آگئے- اس اثنا مین راجہ مان سنگہ بھی اپنے خاص نوکرون اور
ہمقوم سردارون کی جمعیت سے کہ کل پچاس ساٹھ ہزار سوار اور
پیدل ہونگے جودہ پور سے کوچ کر کے پربت سر مین جو اونکا سرحدی
علاقہ تہا آپہونچے جگت سنگہ نے یہ خبر سنتے ہی کوچ کا نقارہ بجا دیا
اور نواب سے بھی کہلا بھیجا- مگر اوسوقت جمشید خان- محمد خان اور
کرم علی خان وغیرہ رسالداران قوم آفریدی نے نواب پر دہرنہ دے بیٹھے
تھے- نواب نے اونکو بہت سمجھایا لیکن وہ کوچ کرنے پر بھی نہ چھوڑتے
نواب سے تاچار رسالداران ماسو دیہ وغیرہ کو راجہ جگت سنگہ کی رفاقت مین

چنانچہ اوسنے راجہ جگت سنگہ کو کچھہ ایسا الُسایا کہ اونکے دل مین بھی جودہ پور پر چڑہائی کرنے کا پکّا ارادہ ہوگیا اور بلکہ وہ ایک بڑی فوج کے ساتھ جے پور سے[1] جنید کوچ کرکے مقام کہٹو کھنڈیلہ علاقہ شیخاواٹی مین جا پہونچے اوسوقت تین لاکھہ سوار اور پیدل کی بھیڑ بھاڑ فوج خاص اور جے پور کے سرداروں اور دوسرے راجوں اور[2] سوائی سنگہ اور راجہ[3] صورت سنگہ اور مالا راؤ سردار علاقہ سیندہیا اور سواران حیدرآبادی وغیرہ ہمراہی مہاراجہ ہلکر اور نواب امیر خان اور دوسرے امیروں کے لشکروں سے ساتھ تھی۔

اب نواب بھی سانبھر سے روانہ ہوکر راستہ رام گڈہ مین کہ جس کے پاس راجہ جگت سنگہ کا لشکر پڑا تھا اپنی فوج کے شامل ہوئے اور راجہ

---

[1] جے پور کی فوج کا کوچ مان سنگہ اور راٹھوروں کے اوپر اخیر فروری یا شروع مارچ سنہ ۱۸۰۷ء میں ہوا تھا۔ صفحہ ۳۱۳ - امیرنامہ انگریزی۔

[2] تواریخ ٹھکانہ پوکرن سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل سرلشکر اس مہم کے ٹھاکر سوائی سنگہ تھے۔ اونہوں نے ہی کہ بیکانیر کے راجوں اور مارواڑ کے سرداروں کو مستعد کیا تھا جیسا کہ ایک چارن نے کہا ہے ۔ چاپیا ہاتھی موڈ بیکا و ماتھے دیے ہا رنگ سوائی راٹھوڑ جیود تو ہی جلیب مین ؛

یعنی جاپیا دس سب سرلشکران کا سرتاج ہے بیکانیر والے اوس کے پیچھے چلتے ہیں سوائی سنگہ راٹھور کو رنگ ہے کہ جیسے پیادہ سکی اردل میں چلتا ہے۔

[3] مہاراجہ صورت سنگہ نے مہاراجہ جگت سنگہ کے کوچ کی خبر سنکر وین مدی سمت ۱۸۶۳ مطابق ۱۸۰۷ء عیسوی بیکانیر سے کوچ کیا تھا۔ تواریخ بیکانیر ۱۲

اس عرصہ مین جےپور کا دیوان راے چند[1] ہوگیا تھا وہ بہت مطلب آدمی تھا اس نے جو اپنے راجہ جگت سنگہ کو کم عمر اور اودے پور کے راج کو ضعیف اور بیکانیر کے راجہ صورت سنگہ اور مارواڑ کے سرداران مثل سوائی سنگہ ٹہاکر پوکرن وغیرہ کو معہ راجہ دہونکل سنگہ چچازاد بہائی راجہ مان سنگہ[2] کے اپنے شامل دیکھا تو یہ ارادہ کیا کہ جگت سنگہ کو بہ ترغیب شادی اودے پور کا دکھلاکر جودہ پور پر لشکرکشی کرے اور راجہ مان سنگہ کو نکال کر دہونکل سنگہ کو جو ایک طفل مکتب تہا براے نام جودہ پور مین مسندنشین کرکے تینون ریاستون پر حکم چلاے

ملہ تواریخ مارواڑ مین راے رتن لال کی جگہ یہی راے چند کا ہی نام لکہا ہے۔

ملہ راجہ مان سنگہ ۱۸۶۰ء مین بجاے اپنے چچازادہ بہیم سنگہ کے مسندنشین ہوئے تہے بہیم سنگہ نے ظلم سے اپنے خاندان کو قتل کردیا تہا اور خود مان سنگہ کو قلعہ جالور مین گہیر رکھا تہا جب وہ غالباً زہرخورانی سے مرا تو مان سنگہ کو راٹہوروں نے گدی پر بٹہایا بہیم سنگہ کی ایک رانی حاملہ تہی اس سے دہونکل سنگہ پیدا ہوا جو اوسیوقت ایک ٹوکری مین ڈالکر سوائی سنگہ ٹہاکر پوکرن کے پاس بہیجدیا گیا تہا۔ ٹہاکر نے دو سال پوشیدہ رکھکر پہر مان سنگہ سے اوسکے واسطے ناگور کا راج مانگا۔ مان سنگہ نے اوس رانی کے اقرار فرزندی پر منحصر رکہا۔ مگر وہ انکار کرگئی کہ میرا بیٹا نہین ہے تب ٹہاکر نے اوسکو راجہ کی نظر سے دور رہنے کے واسطے کہیتڑی مین بہیجدیا۔ یہ اب جوان ہوگیا ہے دہلی مین جلاوطن ہے اور وہان کے سردارون کی سخاوت پر اپنی گذر کرتا ہے۔ جب راجہ جےپور نے اوسکی مدد پر فوجکشی کی تہی تو وہ تین برس کا ہوگا جیسا کہ اصل مین بیان کیا گیا ہے۔

(صفحہ ۳۱۲۔ امیرنامہ انگریزی)

مَیں اپنی فوج کے ہاتھوں سے نہایت تنگ ہوں اور ایک لحظہ بھی یہاں
نہیں رہ سکتا۔ میری فوج کے آدمی سب مجھکو چھوڑکر راجہ جگت سنگھ کے
شامل ہوگئے ہیں اور ممکن نہیں ہے کہ جو مَیں یہاں رہوں اور راجہ مان سنگھ
کی طرفداری کروں تو ان کے ہاتھوں سے میری جان بچے اور یہاں سے
بات کو کاٹ کر کہا کہ تمنے جو فوج کی بھرتی کا حکم جاری کر رکھا ہے اس سے
تمہارا کیا مطلب ہے؟ اور تمہارا کون ایسا دشمن ہے جسپر ارادہ لشکرکشی کا
رکھتے ہو۔ اور اونکی تنخواہ کے واسطے کونسی جاگیر ہے۔ ؟
نواب نے کہا کہ اہل حوصلہ کسی وقت اور کسی حال میں ہمت اور ارادے
سے خالی نہیں رہتے ہیں اور خدا مسبب الاسباب ہے اور کیا آپ نہیں جانتے ہیں
کہ جب میں آپ کے شامل ہوا تھا اوسوقت کتنا روپیہ اور لشکر میرے پاس تھا
لیکن بفضل الٰہی ہمت اور ارادہ سے تمام سامان خدم اور حشم کا مہیا ہو گیا
اسی طرح اب بھی خداوند حقیقی جو رازق مطلق ہے ہمارا گذارہ کرے گا۔
مہاراج ہلکر نے اس بات سے معقول ہوکر براہ مصلحت کہا کہ جو یہی ارادہ ہے
تو بہتر ہے ابھی مجھسے باتوں باتوں میں ناراض ہوکر چلے جاؤ تاکہ سب لوگ اور
خاصکر حریف کو معلوم ہو جاوے کہ نواب مہاراج سے آزردہ ہوکر فوج بھرتی کرتے
ہیں اور جب کام پڑیگا تو میں تمہارے شامل ہوں۔ نواب نے کہا کہ کچھ
مضائقہ نہیں ہے میں اسی طرح کرونگا لیکن میری صلاح میں تو یہ مناسب ہے کہ
آپ تو ایسے وقت میں راجہ مان سنگھ کی رفاقت سے پہلوتہی نہ کریں اور
اونکے شامل رہیں اور میں راجہ جگت سنگھ کی طرف ہو جاؤں اور اس طرح دونوں

نواب یہ سنکر اونکے پاس ماتم پرسی کے واسطے جانا ہی چاہتے تھے کہ انھون نے اونکے ساتھون مین آنے کی خبر سنکر لکھا کہ اپنی فوج کو وہین چھوڑکر جریدہ ہمسے فوراً ملجاؤ۔ اس بلانے سے اونکا یہ مطلب تہا کہ انگریزون سے جو صلح ہوگئی ہے وہ نواب کو منظور نہین ہے اور انھون نے فوج کی بھرتی جاری کررکھی ہے اور میری فوج کے آدمی مجھسے خلاف ہین۔ اور مجھسے اور نواب سے آدھون آدھ ملک تقسیم کرلینے کا اقرار ہوچکا ہے اگر وہ پورا نہوگا تو پھر میری جان بچنا مشکل ہے اور اب جو نواب جریدہ آگئے تو خوب موقع ہے مار ڈالنا چاہیئے۔ مگر نواب کو اپنے ظاہر و باطن کی یکرنگی سے مہاراج کے ارادے کی خبر نہین ہوئی اور انھون نے کوچ کی تیاری کی۔ مگر سپاہیون نے تنخواہ کا تقاضا کرکے اونکو نہین جانے دیا اور وہ تمام دن اونکے سمجہانے مین گذارا۔ آخر نواب نے ہر ایک کو فہمایش کرکے مع ایک ہزار آدمیون کے ساتھ سے کوچ کیا اور آدھی رات کے وقت ہرمارہ مین جو وہان سے آٹھ نو کوس ہے پہونچکر مہاراج کے لشکر مین اونکے ڈیرے کی قنات کے قریب مع اپنے کل آدمیون کے مقام کیا کیونکہ بیوقت ہو جانے سے دوسری جگہ ٹھیرنا مصلحت نہ تہا۔ مہاراج نے اونکے ساتھ جو ارادہ دغا کرنے کا کررکھا تھا اوسکا موقع اونکے اتنے قریب ٹھیرنے سے نہین ملا۔ نواب نے مہاراج سے ملاقات کرکے بعد ماتم پرسی کے کہا کہ آپ کو راجہ مان سنگہ کی اعانت سے پہلوتہی کرنا مناسب نہین ہی کہ اونھون نے بروقت مقابلہ انگریزون کے آپ کے قبیلون کو پناہ دیکر ایک بڑا سلوک کیا ہے۔ مہاراج نے کہا کہ

روانہ ہوکر گھاٹہ لاکھیری کے پاس پہونچ گیا تہا۔ نواب بھی کوچ کرکے اپنے لشکر کے شامل ہوگئے۔ اوسی مقام پر نامدار خاں امام بخش۔ اور شہامت خان ولد کریم خاں پنڈارہ مالوہ سے حسب الطلب آکر حاضر ہوگئے مگر نواب کریم خاں پنڈارہ حاضر نہوسکا کیونکہ وہ اوسوقت مہاراجہ دولت راؤ سیندھیا کی قید میں تہا۔

نواب معاش تمام لشکر کے لاکھیری سے کوچ کرکے ساتھ میں پہونچے مہاراج کے ڈیرے ابھی ہرماڑہ میں ہی تھے اور چونکہ اوکے سردار اکثر چلے گئے تھے اور اونکو یہ اندیشہ تہاکہ باقی کی فوج والے جو کہنڈے راؤ کو گدی پر بٹھاکر مجھسے منحرف ہوجائیں یا مجکو مارڈالیں تو بڑی مشکل ہو اس لئے اونھوں نے بیچارے کھنڈے راؤ کو زہر دیکر[1] ماردیا تہا اور قضا کا بہانہ کر رکھا تھا

ملہ اتہاس سار میں لکھا ہے کہ کھنڈے راؤ نے فوج والوں سے کہا تھا کہ تم تو تنخواہ کے عوض میں تنخواہ لیکر چلے جاؤگے اور میری جان پر آبنے گی آخر ایسا ہی ہوا کہ جیسے ہی روپیہ لے کر مہاراج نے تنخواہ بانٹ دی کھنڈے راؤ اکیلے رہ گئے دوسرے ہی دن اوسکی جان گئی کانتی راؤ گھرگوں میں معہ قبائل کے قید تھے اوکی بھی وہی گت ہوئی۔ ان باتوں سے ستو[2] مہاراج کا مزاج بہت شدید ہوگیا اور اوکیں جنوں کے آثار نظر آنے لگے۔ فوج نے پہرہ دگرگیا اوس کے بعد کے کو مہاراج نے نواب امیرخاں سے کہا اور انھوں نے اوسوقت اسا پہلا اقرار پورا کرنے کو کہا۔ مہاراج نے آدہا ملک تو نہیں مگر پرگنہ ٹونک کے پرگنہ اور لوٹہ کا ٹا سکا یعنی معاملہ امیرخاں کو دیدیا۔ امیرخاں اس طرح الگ ہوکر سے پنڈاروں کی مدد کو گئے اور راجہ مان سنگہ کو مہاراج نے کہلا دیا کہ امیرخاں اب میرے تابع نہیں ہے[3] یہ باتیں اتہاس سار میں امیرنامہ سے اُلٹ پلٹ کر لکھی ہیں یعنی دونوں میں اختلاف ہے۔ ۱۲

بھیجا اور آپ وہان سے کوچ کر کے معہ قبایل کے شیر گڈھ مین پہونچے اور راجہ ناظم سنگہ سے ملاقات کر کے ڈیڑھ مہینے کے قریب وہان رہے۔ راے ہمت راے کے بیٹے راے داتا رام نے حاضر ہو کے ملازمت کی۔ یہ اُس وقت سے کہ جب نواب کا ڈیرہ لاہور مین تھا وطن سے سرونج مین آکر تشریف آوری کا انتظار کر رہے تھے اور لالہ معتوالی پرشاد جو راے جی کے بھتیجے اور نواب کے میرمنشی تھے رخصت لے کر وطن کو گئے۔

بعدہ نواب نے قبایل کو شیر گڈھ مین چھوڑ کر مراجعت کی اور کوٹے سے تین کوس کے فاصلہ پر پہونچکر ڈیرہ کیا۔ وہان جیمنا بھاؤ نے جو ایک نامی سردار مہاراجہ ہلکر کا تھا آکر راجہ مان سنگہ کی مدد کرنے کے واسطے بہت کچھ کہا سُنا اور راجہ موصوف کے منشی جیتمل[1] نے بھی حاضر ہو کر بہت سا روپیہ اور کئی لاکھہ کا ملک اپنے موکل کی مدد کرنے اور راجہ جگت سنگہ کی رفاقت چھوڑ دینے پر دینا کیا۔

نواب نے جواب دیا کہ اب تو ہمنے راجہ جگت سنگہ سے مدد کرنے کا قول کر لیا ہے عہد شکنی نہین کر سکتے وہ لوگ اس جواب سے مایوس ہو کر الٹے چلے گئے۔

اس عرصہ مین احمد خان جو جب حکم کے ضلع اوریہ اور شاہ آباد سے

---

[1] منشی جیتمل قوم کایستھ ملازم مہاراجہ مان سنگہ تھے مگر اب جو وہ مر گئے ہیں اونکی اولاد نہین ہے ۱۲

لباس میں پاجامہ کی قنات چیر کر زنانہ ڈیرے میں آئے اور قبایوں کو پالکی میں بٹھا کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور لشکر کے ایک گوشہ سے نکلکر چنبل ندی کے پار ہوگئے جو لشکر کے پاس تھی اور پایاب تھی۔
اوس طرف کوٹہ کے راجہ کا وکیل محمد نور خاں اشارہ کے موافق ایک ہاتھی لئے ہوئے کھڑا تھا اوس کو گھاٹ کے ضابطہ رکھنے کا حکم دیکر گردھی بالوتہ میں جو ایک کوس کے فاصلہ پر تھی داخل ہوئے صبح ہوئی اور فوج والوں نے حیات خدمتگار کو پہچانا جو لحاف اوڑھے سو رہا تھا تو سخت افسوس کیا اور لشکر میں تراؤ مچایا۔
نواب نے یہ حال معلوم کر کے حکم بھیجا کہ جو کوئی سرکار کا خیرخواہ اور نمکحلال ہے وہ تو فوج سے علیحدہ ڈیرے کرے اور جو بدخواہ اور مفسد ہو وہ نمک حراموں کے شامل رہے اوس کو اپنے اعمال کی سزا ملجائے گی۔ یہ سُنکر داراب خاں عیشی رسالدار ان رامپوریہ نے جو در پردہ نواب سے ملے ہوئے تھے اپنے ڈیرے لشکر سے باہر کر دئے اور اکثر فوج اونکے شامل ہوگئی۔ تب تو محمد نعمان عمر خاں مسعود خاں وغیرہ آفریدیوں نے بھی لاچار ہوکر عذر اور انکسار پیش کیا اور کلام اللہ پر ہاتھ رکھکر قسم کھائی اور دستہ اوٹھا کر اطاعت پر راضی ہوگئے۔
نواب قبایل کو اُس گڑھی میں چھوڑکر دکھنی سے اپنے لشکر میں آئے اور سب کو تسلی دے کر اپنے بھائی احمد خاں کے ساتھ پوری شاہ آباد کی طرف روانہ کیا اور جے پور کے وکیلوں سے سوال جواب کر کے راجہ جگت سنگھ کو مدد دینے کا اقرار کرلیا۔ اور راجہ بہت راے کو اونکے ساتھ کر دیا۔

ملتا تواریخ حدیقہ میں لکھا ہے کہ بسہر خان جی قوت دیتے تھے باوجود تھی اسلئے ٹھاکر سوائی سنگھ کی کوشش سے جیپور والوں کے شامل ہوگئے

کہ طرفین کی شادی ٹھیرنے سے تو بات برابر ہوگئی لیکن اودیپور کی مانگ چھوڑکر جو تم راضی ہوگئے تو اسمین البتہ تمہاری ہتک اور بدنامی ہوئی کہ ڈرکر اپنی مانگ چھوڑدی اور راجہ جگت سنگہ سے سازش کرکے لکھا کہ مان سنگہ کا بھتیجا دہونکل سنگہ ہمارے شامل ہے اوس کو جودہ پور کی گدّی پر بٹھاکر مان سنگہ کو نکال دو۔

غرض ان باتون سے پھر فساد کی آگ بھڑکی اور صلح جو پہلے ہوگئی تھی قایم نہین رہی۔ راجہ جگت سنگہ نے جودہ پور پر لشکرکشی کا ارادہ مصمم کرکے لالہ مہتاب رائے اور محمد غفور خان کو نواب کے پاس مدد لانے کے واسطے بھیجا۔ یہ مقام شیوپورہ مین نواب سے ملے اور اپنے مقابلہ کے سوال و جواب کرنے لگے۔

اس عرصہ مین منور خان۔ عمر خان۔ اور جمشید خان وغیرہ افریدی کہ جےپور کی چوتھ کا روپیہ وصول نہونے سے رائے ہمت رائے کے ساتھ ناکام لوٹ آئے تھے لشکر مین پہونچے اور دہرنا دیکر نواب کو اپنے قابو مین لے آئے اور اونکا پلنگ گھیر کر اسقدر تنگ کیا کہ اونکو دم لینا مشکل ہوگیا۔ نواب نے ہرچند سمجھایا مگر کچھ اثر نہوا۔ آخر اوس حالت مین قبائل کو شیرگڈھ پہونچانا اور جےپور کے وکیلون سے سوال جواب کرنا ممکن نہ دیکھکر ایک فریب کا نسخہ یعنے بیماری کا بہانہ تو دو چار دن پہلے سے ہی کر رکھا تھا اور اب دستون کے بہانہ سے باہر جانا شروع کیا اور رات کے وقت پاخانہ کی قنات مین سے حیات خدمتگار کو اپنی پوشاک پہناکر اپنی جگہ بھیجدیا اور آپ اوسکے

مذلن ہوکر میر مخدوم حیدر آبادی و آحمد خان و خداجش میر صدر الدین سارنگپوریہ و قمردان علی۔ اور نواب جہان خان وغیرہ مہاراج کے سرداروں کو جو انگریزوں اور مہاراج کے باہم صلح ہوجانے سے بیدل اور ناراض ہورہے تھے بلکہ اپنی کل تنخواہ لیکر مہاراج سے الگ ہوگئے تھے اپنے پاس نوکر رکھ لیا۔ اِدہر نوکروں کے ٹہاکر سوائی سنگھ اور بیکانیر کے راجہ صورت سنگہ[1] نے جو راجہ مان سنگہ سے عداوت رکھتے تھے اور جنہوں نے [2]وقت جودہپور میں واپس پہونچنے راجہ موصوف کے استعمال کے دیکر کہا تھا

---

[1] تواریخ مارواڑ میں لکھا ہے کہ راجہ صورت سنگہ کو ٹہاکر سوائی سنگہ نے معرفت ساودل سنگہ ٹہاکر ٹرلو علاقہ مارواڑ کے اسکی موافقت راجہ موصوف سے تھی مہاراجہ جگت سنگہ کی موافقت پر آمادہ کیا تھا۔ اور تواریخ بیکانیر میں یوں لکھا ہے کہ سوائی سنگہ نے جے پور میں جاکر مہاراجہ جگت سنگہ جی سے دہونکل سنگہ جی کی طرف سے مدد کی درخواست کی اور ساتہہ ہرکا پرگنہ دینا کر کے فوج کے خرچ کا بھی وعدہ کیا مگر جودہپور کی کوئی اچھی بُری بات بغیر شاملات بیکانیر کے نہیں ہوسکتی تھی اس لئے مہاراجہ جگت سنگہ نے کہا کہ تم مہاراجہ صورت سنگہ کو بھی سامل کرو۔ یہ سنکر سوائی سنگہ جی اونکا عریضہ لیکر بیکانیر میں پہونچے اور پھلودی کے پرگنہ کی دوست لکھدی جو پہلے بیکانیر کا تھا اور مہاراجہ جسونت سنگہ نے جودہپور کے پیچھے ڈال لیا تھا۔ مہاراجہ مان سنگہ نے یہ سنکر مہاراجہ صورت سنگہ کو لکھا کہ پھلودی میں آپ کو دیدونگا۔ آپ انکے شامل نہوں۔ لیکن صورت نے نہیں مانا اور فوج بھیجکر بھاگی مدہ سمت ۱۸۶۳ کو پھلودی میں عمل کرلیا۔ مؤلف ۱۲

[2] مہاراجہ مان سنگہ نے موضع بادر پرگنہ میڑتہ سے آسوج سدی سمت ۱۸۶۳ میں واپس کوچ کیا تھا مگر جودہ پور نہیں گئے۔ مہاراجہ جے پور کی نقل و حرکت کی نگرانی کے لئے میڑتہ میں ٹھہرے رہے ۱۲

سب جے پور مین حاضر ہونے کا حکم لکھا اور جب وہ وہان آ کر جمع ہو گئے تو نواب معہ اپنے متعلقون کے اونکے شامل ہوئے اور فوج کی تنخواہ کی چٹھیان جے پور پر لکھدین۔

پھر وہان سے کوچ کر کے لاوہ - ساکھان اور بانسی کی راہ سے مادہوپور پہونچے اور وہان کے گھاٹے سے چنبل کو اتر کر راستہ مین بنجارون کو لوٹتے ہوئے شیوپورہ کے پاس ٹھیرے - اس اثنا مین راجہ مان سنگہ بھی اپنے پانسو سوار موجب درخواست مہاراج ہلکر کے کہ اوسوقت اونکی فوج والے بگڑ رہے تھے چھوڑ کر ٹپکر سے کوچ کر گئے - مہاراج ہلکر اُن سوارون کے ساتھ ہرمارہ مین آئے جہان اونکا لشکر پڑا تھا مہاراج نے جے پور کے معاملہ[1] کی ہنڈیان اہل فوج کو دیکر لکھمن رائو کو چھوڑ لیا اور اپنے سب کمپوڈن کو اندور کی طرف روانہ کر دیا۔

جے پور والون نے جو راجہ مان سنگہ کے سوارون کو مہاراج ہلکر کے پاس دیکھا تو غلط فہمی سے یہ خیال کیا کہ راجہ مان سنگہ نے اپنے سوار رانا کی بیٹی کو لانے کے واسطے مہاراج ہلکر کے ساتھ کئے ہین اور مہاراج اودیپور جاکر زبردستی اُس لڑکی کو ان سوارون کے ہمراہ جودہپور بھیجدین گے - اس خام خیالی سے

[1] اتہاس سار مین لکھا ہی کہ جودہپور کے راجہ مان سنگہ نے مہاراج سے مدد مانگی تھی اور جیپور والون نے ۱۸ لاکھ روپیہ دیکر کہا کہ آپ اس جھگڑے سے علیحدہ رہین - مہاراج نے قبول کیا اور راجہ مان سنگہ کو یہ کہکر ٹالدیا کہ ابھی تو فوج میرے قابو مین نہین ہی مگر کچھ دنون مین امیر خان کو مدد کے لئے بھیجون گا +

پہونچا آوین، اور کہا کہ اب میری یہ رائے ہے کہ جب جے پور کا روپیہ
وصول ہو جائے اور کھنڈے راؤ کو فوج والے چھوڑ دیں تو آپ راجہ
مان سنگہ کے شریک ہو جائیں کہ اونھوں نے کمال دوستی سے انگریزونکا
خوف نہ کر کے آپکے قبیلوں کو اپنی حفاظت مین رکھا ہے اور اس بات سے
دنیا مین آپکی بڑی ناموری ہوگی مگر مہاراج ہلکر تو جے پور والون سے
راے رتن لال کی معرفت پوشیدہ طور پر راجہ موصوف کی مدد کرنے کا
مخفیانہ ٹہیرا چکے تھے اس بات کو قبول کرنے سے پہلوتہی کر کے کہنے لگے کہ
مجکو یہاں ایک دن کی بھی رہنے کی فرصت نہین ہے اور میں فوج
کے ہاتھ سے اسقدر تنگ ہوں کہ جان سے عاجز آگیا ہوں - ہرچند
کہ نواب نے اس بات میں مبالغہ کیا اور یہاں تک بھی کہدیا کہ جو ایسا
نکروگے تو دنیا میں کمال بدنامی ہوگی مگر مہاراج کی خاطر میں کچھہ نہ آیا اور
وہ رتن لال سے معاملہ کی دس لاکھ روپیہ کی نشان لیکر دس لاکھ روپیہ
جرمانہ کا وصول کرنے کے واسطے کہ جسکی ادائگی کی شرط کدتہ میں ہو چکی
پر ٹہیری تھی کوچ کرنے کو تیار ہوئے اور کھنڈے راؤ کو چھڑا لے اور
فوج کا روپیہ چکانے کی تدبیر کر کے نواب کو ایک لاکھ روپیہ دیا اور
رخصت کیا۔

نواب نے ناچار اپنی فوج والون کے نام جو اکثر تو جے پور میں اور باقی
ڈگی وغیرہ علاقہ جات جے پور کے پاس پڑے ہوئے تھے موضع آباد[1] علاقہ

---

[1] صحیح نام سلیم آباد ہے ۱۲

بعبارہ مہاراج ہلکر نے راے رتن لال کی معرفت جے پور کا معاملہ دس لاکھ روپیہ مین فیصل کیا اور لسکے سوا نے کچھ نذرانہ اور بھی دیر دہ مہاراجہ مان سنگہ کو مدد نہ دینے کے اقرار پہ ٹھیرا یا جسکے واسطے یہ شرط تھی کہ جب جے پور کے ضلع سے گذر کر کوٹہ مین پہونچین گے تو اوسوقت ادا کیا جاے گا۔ اور نواب کو روپیہ کے نشان کے واسطے بہیجا چنانچہ اونھون نے جے پور کے پاس پہونچکر ڈیرہ کیا۔ راج کے مصاحب ملنے کے واسطے آے اور راجہ جگت سنگہ کی ملاقات کا سوال و جواب کرنے لگے۔ نواب نے کہا جو راجہ صاحب پیشوائی کو آئین اور اچھی طرح تعظیم تکریم کرین تو مین ضرور ملونگا۔

راجہ نے یہ بات سنکر اگرچہ پہلے کچھ عذر اور انکار کیا لیکن پھر نواب کے رعب سے منظور کر کے گھاٹ دروازہ تک پیشوائی کی اور بڑی تعظیم سے ملے۔

نواب نے ملاقات کے بعد چند روز اور ٹھیر کر روپیہ کی ساہوکاری لی اور ٹونک کا پرگنہ دو لاکھ روپیہ مین اہلکاران راج جے پور کو اجارہ دیکر راے ہمت راے کو روپیہ لانے کے واسطے وہان رکھا اور اخون زادہ مہاراباز خان سے جو جے پور مین نوکر تہا ملاقات کی اوسنے اپنی لڑکی کی شادی کا پیغام ڈالا۔ نواب نے بھی اوسکی شرافت خاندانی کی خاطر سے منظور کیا اور اوسکو ساتھ لیکر لشکر مین آے اور مہاراج سے جے پور کا سارا حال کہکر اجمیر مین گئے اور وہان اخون زادہ کی بیٹی سے شادی کی اور کچھ دنون وہان رہکر مہاراج سے رخصت ہوسنے کو لشکر مین گئے تاکہ اپنے قبایل کو شیر گڈھ مین

سے راجہ کو کہلا دیا کہ نواب کی فوج تنخواہ وصول ہونے سے جھگڑا فساد اکثر کرتا ہے اور اونکی قوم کے آدمی جو پٹھان ہین حکم میں نہین ہین اس سے یہ خدشہ ہی کہ مبادا ملاقات کے وقت کوئی مشکل پیش آے اور دفعیہ اوسکا آسان نہو لہذا ابھی کچھ ضرورت نہین ہی آیندہ دیکھا جائیگا اور جبکہ مین ملتا ہوں اور میرے اور نواب کے درمیان کسی طرح کی مغائرت نہین ہے تو اونکے نہیں ملنے سے کچھ قباحت بھی نہیں اور نواب سے اسطور پر بات سنائی کہ راجہ مان سنگہ کو تمہاری مرضی کے موافق ملنا منظور نہیں ہے۔[1]
نواب نے کہا کہ میرا ارادہ تو بادشاہی کرنے کا ہے اگر خدا نے بھی چاہا تو جیسے مین چاہتا ہون اوسی طرح تلوار کے زور سے ملونگا۔

---

[1] تواریخ مارواڑ سے معلوم ہوتا ہی کہ مہاراجہ مان سنگہ کے ڈیرے اوسوقت تاءدہ کے تالاب مین تھی جوینسنگہ کے پاس ہی وہان ہلکر اور امیرخان آکے مہاراجہ سے ہلکر کی پیشوائی کرنے اور اونکو برابر بٹھانے سے انکار کیا مگر جسونت راؤ نے کہا کہ مہاراج میرے تو مالک ہین اور چھڑی سوار ہوکے مہاراج کے ڈیرے پر آگئے مگر دل مین ناراض رہا اور امیرخان جی کو مہاراج نے ڈیرہ دینے سے انکار کیا اس سبب وہ بھی ناراض ہو گئے پھر مہاراجہ جلوسی سواری کرکے ٹھہرنی موقع جسونت راؤ کے ڈیرے پر گئے جسونت راؤ نے کہا کہ اگر اودیپور سے بیاہ کرنے کی مرضی ہو تو کچھ پیچھے مین بیاہ کرا دونگا۔ اور جو جیپور سے لینے کی خواہش ہو تو اوہی ملنے سے پورا مال کرا دونگا۔ حضور نے فرمایا کہ صوبہ دار تمہارا ایسا ہی ہمارا ہی ہر دم سے ہی مگر ابھی دیکھو دوستی ہو گئی ہی پھر جب کام پڑیگا تو تم کیا الگ ہو جسونت راؤ نے کہا ہان جب آپکا رقعہ آسیگا اوسیوقت حاضر ہو جاؤنگا۔ ۱۲

مان سنگہ کی بیٹی سے اور مان سنگہ کی شادی جگت سنگہ کی بہن سے کرلین

اتنے مین نواب بھی سامان کی درستی کرکے جے پور سے جریدہ طور پر ہزار
دو ہزار سوار کی جمعیت سے لشکر مین مہاراج ہلکر کے پاس پہونچے اور
اپنی فوج اور سامان کو وہین چھوڑ آئے۔ راجہ مان سنگہ نے انکی ملاقات کے
واسطے مہاراجہ ہلکر سے کہلایا۔ مہاراج نے نواب سے استمزاج کیا۔
نواب نے کہا کہ جو راجہ میری پیشوائی کرین اور تعظیم و تکریم کے ساتھ ملین تو مضائقہ
نہین اور جو شکل تمہارے کہ ملاقات کے وقت آدمیون کے ہجوم سے گڑبڑ
پڑی اور تعظیم و توقیر بھی اچھی طرح نہوئی ملنا[1] چاہین تو کچھ ضرور نہین ہے
اسپر مہاراج نے اپنے دلمین یہ خیال کرکے کہ جو انکی ملاقات مجھسے ٹہکر
ہوئی تو میری کیا بات رہے گی نواب کا اور راجہ کا ملنا گوارا نکیا اور حکمت عملی

[1] تمام ہندوستان مین ان تین ریاستون یعنی اودیپور جے پور اور جودہ پور سے زیادہ اور کوئی
دقت طلب دربار نہین مین نے ان تمام سے جو انکے پاس آئین غلامانہ ادب اور آداب کرانا چاہتے ہین
(صفحہ ۲۰۰ - امیر نامہ انگریزی) یہ اشارہ اُس پابندی قواعد دربار کا ہے جو شروع انگریزی عملداری
مین انگریزون کو جے پور جودہ پور اور اودیپور کے دربارون مین مجبوراً کرنی پڑتی تھی مگر ابتو
سب یہان بہت صاف ہوگیا ہے اگر پرنسپ صاحب اسوقت تک زندہ ہوتے تو دیکھکر بہت خوش
ہوتے کہ ہر ایک انگریز جوتہ پہنے ان رئیسون کے فرش پر جاکر بلا تکلف اونسے ہاتھ ملا سکتا ہے
اور جو چاہے وہی بات اپنے لئے منظور کرا سکتا ہے + مؤلف

کے پاس واقع ہی اور اپنے بخشی سنگی انا راج کو معہ کسیقدر جمعیت کے
سبجے پوروالون کی روک تھام کے لئے بہیجا جو ابھی شاہپورہ تک پہونچے
تھے اوس نے وہان پہونچکر اونسے کہا کہ یاتو جے پور کو لوٹ جاؤ یا
لڑنے کو آؤ اونمین رتن لال سیانہ آدمی تھا اوسنے وہان لڑائی جھگڑا
مناسب سمجھکر اپنی جمعیت کو واپس جے پور بہیجدیا اور آپ مہاراجہ
ہلکر کی واپسی کی خبر سنکر ملاقات کے ارادہ سے تہوڑے سے آدمیون
کے ساتھ ہلکر کی طرف روانہ ہوا۔

اس اثنا رمین مہاراجہ ہلکرنے نواب کو تو سوال جواب معاملہ کے
واسطے جے پور روانہ کیا اور آپ اپنی فوج کو ہرمارٹہ[1] مین جو مالپورہ سے ایک
منزل تھا چھوڑکر چھڑی سواری سے لشکر مین داخل ہوئے اور راجہ
مان سنگہ سے ملاقات کرکے اپنے قبائل کو جودہ پور سے بلوایا جنکو لاہور
جاتے ہوئے وہان چھوڑگئے تھے۔ رائے رتن لال بھی وہان پہونچکر
مہاراجہ ہلکر اور راجہ مان سنگہ سے ملا اور دانائی سے اُس تنازعہ کو رفع
کرادینے کے واسطے مہاراجہ ہلکر سے ملتجی ہوا۔ آخر یہ بات ٹہیری کہ
دونوں راجہ اودیپور کی مانگ کا دعوی چھوڑدین اور جگت سنگہ کی شادی

---

[1] تواریخ مارواڑمین لکھا ہی کہ جسونت راؤ ہلکر سے اور فوجیون سے ماہ جیٹ سمت ۱۸۶۲ مین لڑائی ہوئی اور
ہلکر شکست کھاکر مارواڑ مین آئے اور موضع ہرمارٹہ علاقہ اجمیر مین ٹہیرے مہاراج مان سنگہ نے لوڈہا
[illegible] سنگہ وکیل کرکے بہیجا اور بہائی چارہ کرکے ہلکر کا دکہن کو کوچ کرایا۔

بھی اُن لوگون کا ضابطہ[1] اوٹھوا دیا - مگر راجہ جگت سنگہ کے دل پر سے
عشق کا عمل نہ اوٹھا چنانچہ جب مہاراجہ سیندھیا اودیپور سے کوچ
کر گئے تو اونھون نے اپنے مصاحب راے رتن لال بھیر کچھ فوج دیکر
اودیپور کو روانہ کیا - راجہ مان سنگہ نے اوسکے واسطے پوکرن کے ٹھاکر
سوائی سنگہ سے صلاح پوچھی[2] وہ در پردہ اونکا دشمن تھا اور بہت سے
اونکی بربادی کی فکر مین رہتا تھا اب اپنے مدعا کے موافق موقع دیکر
بولا کہ یہ بات تو بڑے ہتک اور ننگ کی ہی کہ جو لڑکی اس راج مین
منسوب ہوئی ہو اوس کو دوسرا راجہ بیاہ کر لیجاے اور اسکی تائید مین
اوسنے یہانتک اشتعال کی دی کہ راجہ مان سنگہ لشکر لیکر جلدی سے
مقام پیپلا نگر[3] مین جا پہونچے جو جودہ پور سے پچاس کوس کے فاصلہ پر ہی

[1] جے پور کی فوج ماہ جون ۱۸۰۶ء مین اودیپور سے نکالی گئی تھی اور دولت راو ایک مہینے تک اپنا فالتو خراج لینے کے واسطے اودیپور کے گھاٹے مین رہا تھا اسوقت وہ بیشک راجہ مان سنگہ کے شریک تھے مگر عین بروقت لڑائی جے پور والون کے طرفدار ہو گئے اونکا وزیر انباجی راجہ جگت سنگہ کے ڈیرہ مین بطور مددگار کے موجود تھا - صفحہ ۲۹۰ - امیرنامہ انگریزی -

[2] صلاح نہین پوچھی تھی بلکہ سوائی سنگہ نے اپنی بیٹی کا ڈولہ پوکرن سے جے پور مین مہاراجہ جگت سنگہ کے واسطے بھیجنے کی تجویز کی تھی اسپر مہاراجہ مان سنگہ نے اوسکے وکیلون کو جو جودہپور مین حاضر تھے ڈولہ بھیجنے سے منع کیا تھا جسکے جواب مین ٹھاکر نے کہلایا کہ خانہ زاد کو تو خاوند نے ایسا حکم فرمایا مگر جو سگائی مہاراجہ بھیم سنگہ جی کی اودیپور مین ہوئی تھی وہ اب جے پور مین ہوتی ہی - اسپر کچھ نگاہ نہین فرمائی (تواریخ مارواڑ)

[3] علاقہ اجمیر ۱۲

بھیجوا کر اپنے راجہ کے پاس بھیجدی جس کو دیکھتے ہی وہ اَور بھی مشتاق ہوگئے ۔

راجہ مان سنگھ نے یہ حال معلوم کرکے مہاراجہ دولت راؤ سیندھیا کو جو جودھپور کے صوبہ دار تھے اور اُن دنوں اودیپور کے علاقہ میں ٹھہرے ہوئے تھے مفصل حال اس مقدمہ کا لکھکر مدد چاہی اور اُنہوں نے اودیپور میں جاکر جے پور کے داروغہ کو وہاں سے نکال باہر کیا اور لگا دیے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۸) ہے ایک رسید کرکے چند ستر الطویر رسموں سے لبایا اور اما مسند مقام بنایا + اسی طرح جاور اور مالانی کے پٹے بھی دربار اودیپور کے دیئے ہوئے ہیں یہ تینوں ٹھکانہ مرکہ گوڈواڑ میں واقع ہیں جو پہلے سال ریاست اودیپور تھا مہاراجہ سمت ۱۸۲۴ (۱۷۶۷ء) سے متعلق راج مارواڑ ہے ۔ مؤلف

ملہ تواریخ اودیپور میں لکھا ہے کہ مہارانا کی بیٹی کرشن کماری کی سگائی جودھپور کے مہاراجہ بھیم سنگھ کے ساتھ ٹھہر گئی تھی مگر سمت ۱۸۶۰ میں مہاراجہ کا انتقال ہو گیا ۔ مہاراجہ مان سنگھ خود جودھپور کی گدی پر بیٹھے پھر کرشن کماری کی سگائی جے پور کے مہاراجہ جگت سنگھ سے کی گئی ۔

(نوٹ صفحہ ۲۶۸) ملہ یہ بات تواریخ جودھپور میں نہیں لکھی ہے مگر اودیپور کی تواریخ سے اسکی تصدیق ہوتی ہے جسمیں لکھا ہے کہ دولت راؤ سیندھیا نے سمت ۱۸۶۲ میں اودیپور کی طرف کوچ کرکے مہارانا سے کہلایا کہ جے پور کے وکیل کو جو شادی کا پیام لیکر آیا ہے اودیپور سے نکال دو مہارانا کی حالت ایسی نہ تھی کہ سیندھیا کے مقابل رہیں اس لئے لاچار ہوکر جے پور کے وکیل کو رخصت کر دیا ++

علاقہ ضبط کرلیا تورانا سے ناراض ہوکر اپنی لڑکی کی شادی کا پیغام
جے پور کے راجہ جگت سنگہ سے ڈالا اور ظاہر کیا کہ ہم کو راجہ مان سنگہ
کے ساتھ شادی کرنا منظور نہین ہے۔ تم اپنے آدمیون کو اودے پور
مین بہیجکر چھگھاٹہ کا ضابطہ کرلین اور طرف ثانی کو نہ آنے دین۔
راجہ جگت سنگہ نے اس خوشخبری سے مثل گل کے شگفتہ ہوکر اپنے داروغہ
خوشحال سنگہ کو معہ کسی قدر فوج کے بہیجا اوسنے اودے پور پہونچکر گھاٹہ
کا ضابطہ کرلیا اور رانا کی بیٹی کی تصویر ایک نازکخیال مصور سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ٢٦٢) چہوڑکر اوسنے جاملے۔ ملکہ تواریخ جودہپور سے وجہ اس ناراضی کی
یہ معلوم ہوتی ہے کہ مہاراجہ مان سنگہ قبل از مسندنشینی جودہپور کے قلعہ جالور مین مہاراجہ بہیم سنگہ کی فوج
سے لڑتے تھے اوسوقت گہانے راؤ کے ٹھاکر درجن سنگہ نے اونکا حکم نہین مانا تھا۔ اس خفگی سے
اونھون نے بعد مسندنشینی گہانے راؤ کے اوپر فوج بہیجی تھی۔ ٹھاکر درجن سنگہ تو مرچکا تھا اجیت سنگہ اوسکا
بیٹا تھا اور کیسری سنگہ (کشور سنگہ) خوص وال کا کا اجیت سنگہ کا تھا جو راج کی فوج سے خوب لڑا تھا
جہیز مین نہین دیا تھا کیونکہ تواریخ گہانے راؤ مین لکھا ہے کہ ٹھکانہ گہانے راؤ کے مورث اعلی ٹھاکر پرتاب
سنگہ ولد راؤ بیرم دیو والی میرتہ میواڑ کے مشہور مہارانا سانگا جی کے نواسے تھے اور جیت
سدہی ۹ سمت ١٦٢٤ کو قلعہ چتوڑ پر منجانب اپنے ماموں مہارانا اودے سنگہ کے اکبر بادشاہ سے
جنگ کرکے کام آئے تھے جنکے صلہ مین اونکے فرزند گوپال داس کو مہارانا امر سنگہ خلف مہارانا
پرتاب سنگہ ولد مہارانا اودے سنگہ نے جیت سدہی ١٠ سمت ١٦٦٢ کو قصبہ ناڈول پرگنہ گوڈوار
جاگیر مین دیا تھا اوسکے پاس ہی موضع گہانے راؤ برہمنون کی قدیم معافی کا گاؤن تھا گوپال داس

مہاراجہ ہلکر اور نواب ابھی مالپورہ[1] مین تھے کہ اونکے پاس ایک بڑی مہم کی خبر پہونچی جسکا سامان راجپوتانہ کی دو بڑی ریاستون مین ہو رہا تھا مختصر ذکر اوسکا یہ ہے کہ جب مہاراج ہلکر اور نواب لاہور کو گئے تھے تو یہان جودھپور کے راجہ مان سنگہ اور اودے پور کے رانا بھیم سنگہ سے شادی کے سوال جواب ہو رہے تھے۔ یہ شادی پہلے رانا کی بیٹی کی سے مان سنگہ کے چچا زاد بھائی راجہ بھیم سنگہ کے ساتھ ٹھیری تھی اور رانا نے بھی مان سنگہ سے شادی کر دینا منظور کر لیا تھا لیکن اوسی عرصہ مین گھانے راؤ کے رئیس کشور سنگہ کے نکال دینے پر بگاڑ ہو گیا[2]۔ یہ رئیس رانا کا رشتہ دار تھا بلکہ علاقہ گھانے راؤ بھی اوس کے بزرگون کو جہیز مین رانا کے بزرگون کا دیا ہوا تھا۔ اب جو راجہ مان سنگہ نے اوس کو گھانے راؤ سے نکالدیا اور

---

[1] مالپورہ راج جیپور میں ایک نامی قصبہ ہے جسکو مالدیو ولد بیچاں ہوا سے سمت ۱۶۱۹ میں بعہد اکبر بادشاہ کے آباد کیا تھا [2] راجہ مان سنگہ منگسر بدی ۲ سمت ۱۸۶ کو بعد راجہ بھیم سنگہ کے مسند نشین ریاست جودھپور ہوئے تھے راجہ جگت سنگہ بھی اسی سال میں کچھ عرصہ پیشتر جے پور کی گدی پر بیٹھے تھے [3] تواریخ ٹھکانہ گھانے راؤ سے معلوم ہوتا ہے کہ کشور سنگہ گھانے راؤ کا ٹھاکر تھا اجیت سنگہ کی مالی مین ٹھکانہ کا کام کرتا تھا۔ مہاراجہ مان سنگہ نے اوس سے ناراض ہوکر گھانے راؤ پر فوج بھیجی کشور سنگہ اور اجیت سنگہ نے چھ مہینے تک مقابلہ کیا۔ پھر بے بس ہو چکے پر اودیپور کو چلے گئے گھانے راؤ میں جیٹھ بدی ۱ اوس سمت ۱۸۶۱ کو راج کا عمل ہو گیا یہ معاملہ دیکھ کر جاود اور مارلائی کے جاگیردار بھی جو اجیت سنگہ کے بھائی بند تھے اپنا اپنا ٹھکانہ

اور جانا نواب کا جے پور کو اس مقصد سے کہ نشان کچھ آسکے
اور ملاقات ہونا راجہ جگت سنگھ سے - اجارہ دینا نواب کا
پرگنہ ٹونک کو - اور شادی کرنا آخون زادہ محمد ایاز خان
کی بیٹی سے اجمیر مین آکر اور شیرگڈھ جانا اپنے قبائل کے
پہونچانے کو اور صلاح دینا مہاراجہ ہلکر کو واسطے مدد راجہ
مان سنگھ کے - اور قبول نکرنا مہاراجہ کا بوجہ رشوت لے لینے
کے جے پور والون سے - روانہ ہونا نواب کا - واپسی راجہ
مان سنگھ کی اور روانگی مہاراجہ ہلکر کی اندور کو اور نوکر رکھ
لینا راجہ جگت سنگھ کا اونکی موقوف شدہ فوج کو - دوبارہ
دربلانا سوائی سنکہ کا راجہ مان سنگھ کو اور مدد مانگنا راجہ
جگت سنگھ کا نواب سے فساد نواب کی سپاہ کا اور
نکلنا نواب کا بحکمت عملی اونکے گھیرے سے اور پہونچنا
شیرگڈھ مین - ملاقات آنا راجہ مان سنگھ کے وکیلون کا اور
جواب دینا نواب کا اونکو - فوج جمع کرنا نواب کا اور
پہونچنا سانبھر مین - بلانا مہاراجہ ہلکر کا اونکو ہر بارہ
مین گھیرنے کے ارادہ سے اور قابو نہ پانا اوس کا -
دوبارہ خواہش نواب کی مہاراجہ ہلکر کو واسطے مدد کرنے
راجہ مان سنگھ کے اور پھر انکار کرنا مہاراج کا - اور
جدا ہونا اون سے بقصد [illegible]

پانچواں حصہ

معاملات راجپوتانہ

باب بست و ہشتم

نواب اور ہلکر کے پاس آنا۔ جے پور اور جودھپور کے درمیان
بابت تنازعہ شادی دختر رانا اودیپور کے جنگ
درپیش ہونے کی خبر آنا۔ اور مختصر ذکر اس جھگڑے کا
یعنی پہلے باہم شادی ٹھہرنا اور پھر ٹھاکر گنگا بے راؤ
کے نکال دینے پر رانا کا راجہ مان سنگہ سے ناراض
ہو جانا اور جے پور سے پیغام۔ راجہ جے پور کے دیوان
کا اودیپور میں آنا اور نکلوا دینا سیندھیا کا اونکو راجہ
مان سنگہ کی درخواست پر۔ دوبارہ جانا جے پور والوں کا
اودیپور کو اور فوج لیکر روانہ ہونا راجہ مان سنگہ کا۔ پوکرن
کے ٹھاکر سوائی سنگہ کے بہکانے سے اور ملنا مہاراجہ
ہلکر سے لشکر جی میں۔ اور آنا رائے رتن لال صاحب
جے پور کا۔ اور قرار پانا صلح کا درمیان جے پور اور
جودھپور کے۔ پہونچنا نواب کا مہاراجہ ہلکر کے پاس اور
راجہ مان سنگہ سے ملاقات کی تحریک ہو کر رہ جانا
تصفیہ نزاعات کا فیمابین مہاراجہ ہلکر اور جے پور والوں کے

مہاراج نے کہا کہ بھلا اوس مین سے ہم کو بھی تو کچھ دو۔
نواب نے کہا ہان مگر اپنے روبرو کھلاؤنگا کیونکہ اُس حکیم نے جو ترکیب استعمال کی مجکو بتلائی ہے وہ بغیر سامنے کھلانے اسکے راست نہیں آئے گی۔
مہاراج جو ابتک اِن باتون کا مطلب نہین سمجھے تھے بُولے کہ ہان منظور ہے۔ تب تو نواب نے وہ ہی پڑیہ زہر کی نکالی اور مہاراج کو دِکھلاکر کہا کہ نوش جان فرمائیے۔
مہاراج اُس کو دیکھتے ہی سُن ہو گئے اور مارے شرمندگی کے کوئی بات اونسے کہی نہ پڑی۔
نواب نے لعنت ملامت کرکے کہا کہ اے ناحق شناس حق فراموش کیا میری ان تمام محنت اور جانفشانیون کا یہی انعام تھا ؟
مہاراج نے جو زمانہ سازی اور بات بنانے کے فن مین اوستاد زمانہ تھے اس بات سے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ خدا حاسدون کا بُرا کرے وہ تمہاری ہماری دوستی اور موافقت کو نہین دیکھ سکتے ہین اور چاہتے ہین کہ کسی طرح آپس مین نفاق ڈالدین حالانکہ مجکو آپ کی رضامندی کے سوائے اور کچھ بھی مطلوب نہیں ہے اور مین وہ آدمی نہین ہون کہ تمہارا احسان جیتے جی بھول جاؤن۔
نواب چپ ہو رہے اور اُنھون نے مہاراج کو زیادہ قائل معقول کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مہاراج دل مین تو بہت نادم اور خجل ہوئے لیکن ظاہر

اوس نے کہا کہ مین اپنی مان سے پوچھکر جواب لے آؤن۔
مہاراج نے کہا کہ بہتر ہے وہ فورًا نواب کے پاس گیا اور بولا
کہ مین کچھ نمک حلالی سے عرض کیا چاہتا ہون تاکہ حق نمک سے
ادا ہو جاؤن۔
نواب نے ملتفت ہوکر پوچھا کہ اچھا کیا کہتا ہے کہہ۔ اوس نے
عرض کی کہ اگر کوئی چیز مہاراج کے یہان سے آئے تو لازم ہے
کہ آپ اُس سے پرہیز رکھین اور سمجھ کر تناول فرمائین۔
نواب نے کہا کہ صاف کہہ ماجرا کیا ہے؟ اوس نے پہلے تو
عذر اور انکار کرکے کہا کہ کچھ نہین صرف اتنی ہی بات ہے لیکن
جب بہت سا کہا گیا تو اوسنے اصل حال عرض کر دیا۔
نواب نے اوسکی خیر خواہی سے راضی ہوکر کہا کہ اب تو جاکر مہاراج
سے کہہ کہ مین اپنی مان سے پوچھ آیا ہون اوسنے بھی مجھے اس
کام کے کرنے کی اجازت دیدی ہے۔
خوشحالا پھر مہاراج کے پاس گیا اور اُس کام کا ذمہ کرکے وہ
زہر ہلاہل لے آیا۔ نواب نے اوسکا امتحان کرکے اپنی رفاقت
اور جانفشانی اور مہاراج کی بے وفائی اور دغا بازی پر بہت
افسوس کیا اور غصہ سے مہاراج کے پاس جاکر خلوت مین کہا کہ
اندنون مین ایک حکیم نے ایسی دوا قوت باہ کی دی ہے کہ جسکے
فائدون کی تعریف کچھ بھی نہین ہوسکتی۔

اپنے خدمتگارون مین رکھ لیا۔
وہ چند روز رہا مگر پلنگ کی چوکی اور باورچی خانہ مین کچھ دخل نہو
اس سے نوکری چھوڑکر مہاراج کے پاس چلا گیا اور کہا کہ مین نے
اتنے دن نواب کی نوکری کی مگر ایسا موقع نہین ملا کہ حکم کی تعمیل
کردیتا۔ مہاراج چپ ہورہے اور دل مین خیال کیا کہ جب تک کوئی
آدمی نواب کے خدمتگارون مین سے اس تدبیر مین شامل نہوگا کچھ
کام نہ نکلے گا۔ اور اپنے مصاحبون سے کہا کہ نواب کے خدمتگارون
مین سے کسی کم عمر لڑکے کو مجھے بتلاؤ تو مین لالچ دیکر اوس کے ہاتھ
سے اپنا کام لے سکون۔
اونھون نے عرض کی کہ خوشحالا[1] نام ایک چھوکرہ قوم مرہٹہ
اونکے شاگرد پیشہ مین ہے شاید اس سے یہ عقدہ کھل جاے
مہاراج نے خوشحالا کو اپنے پاس بلاکر کہا کہ تو بھائی صاحب کے
پاس نوکر ہے اور لوگون کے کہنے سننے سے میرے اور اونکے
درمیان کچھ بگاڑ ہوگیا ہے۔ مین تجکو ایک چیز دیتا ہون تو اونکے
کھانے مین ڈالدینا کہ جس سے محبت اور دوستی طرفین کی زیادہ
ہوجائے گی۔ اور مین اس خدمت کے صلہ مین تجکو ایک
گاؤن پانچہزار روپیہ نقد اور سونے کے کڑے دونگا۔

---

[1] مرہٹہ کا خوشحالا نام شاذو نادر ہی ہوتا ہوگا۔ مؤلف

حقدار ہے ہلکرون کی گدی از روے وراثت اسکو پہونچتی ہے
اگر فوج کے افسر نواب کی سازش سے اوس کو گدی پر بٹھا دین
اور مجکو پکڑکر مار ڈالین تو کچھ عجب نہین ہے۔
پس ایسے حادثہ کی فکر جو کل پیش آنے والا ہی اگر آج ہی کرون تو
بہتر ہے۔ غرض وہ ایسے ایسے توہمات بیجا سے اس فکر مین پڑے
کہ کسی کے ہاتھ سے زہر دلاکر نواب کا کام تمام کر ڈالنا چاہیئے
ورنہ جو اپنے ڈیرے مین بلاکر کوی دوسری تجویز دغا کرنے کی
کی جاے گی اور وہ اس سے بچ جاوین گے تو پھر اونکی کینہ کشی سے
اپنی جان بچنا بہت مشکل ہے۔
غرض یہ سوچکر اونھون نے نواب کے سلوک اور احسان کو یکقلم
فراموش کردیا اور اپنے ایک خدمتگار کو زہر کی پڑیہ دیکر
کہا کہ کسی فریب سے نواب کے نوکرون مین کوئی جگہ پیدا
کرکے یہ زہر اونکے کھانے مین ڈالدے تاکہ وہ کھاتے ہی
جان سے سیر ہوجائین۔ مین اس خدمت کے عوض مین تجکو ایک
گاؤن پانچہزار روپیہ کا اور دیگر مال و اسباب بھی دونگا۔
وہ خدمتگار زہر لیکر نواب کے پاس آیا اور بولا کہ مجکو مہاراج نے
بے قصور نوکری سے دور کردیا ہے۔ اور آپ میرے مالک ہو
خانہ زادی کرکے اگر کوئی صورت پرورش کی کردوگے تو میرا بھی
گذارہ سرکار عالی مین ہو جاے گا۔ نواب نے ترس کھاکر اوس کو

بندوبست کرکے اس قضیہ اور قضایا کو دور کرو اور اس اپنی دہی ہوئی ریاست اور سرداری کی شرم رکھو۔

نواب نے مہاراج کی بخوبی تسلی وتشفی کی اور کہا کہ آپ کچھ اندیشہ نہ فرمائیں۔ مین فوج کو سمجھا دونگا اور اسی وقت افسرون کو کہلا بھیجا کہ مہاراج میرے ڈیرے مین تشریف لے آئے ہین تم کسی طرح سے نہ گھبرانا تمہاری تنخواہ کا فیصلہ کل کردیا جائے گا۔ اور صبح ہی مہاراج کے لشکر مین جاکر ہر ایک سے پوچھا کہ تمہاری کیا مرضی ہے ؟

سب نے یہ ہی جواب دیا کہ جو مہاراج ہلکر گنپت راؤ دیوان اور سوائی ملہار راؤ کے بیٹے کھنڈے راؤ کو اول مین ہماری سپرد کردین تو ہم دیوان سے اپنی تنخواہ کا حساب سمجھ لین اور کھنڈے راؤ کو روپیہ وصول ہونے تک اپنے ڈیرے مین رکھین۔

نواب نے مہاراج کی صلاح سے اس امر کو قبول کیا دیوان اور کھنڈے راؤ کو افسرون کے ڈیرے مین پہونچا دیا مگر چونکہ مہاراج نواب کی طرف سے تو پہلے ہی سے بدظن تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ جو اقرار آدھون آدھ ملک بانٹ دینے کا نواب سے ہوچکا ہے وہ پورا کرنا ہی پڑے گا اور اگر نہ کیا جائے گا تو وہ تلوار کے زور سے اپنا حصہ لے لین گے۔ اور اب جو کھنڈے راؤ کو سرداروں کے اول مین دیا تو یہ فکر ہوا کہ کھنڈے راؤ ریاست کا

چواب دے کر کہا کہ اب تک جو انگریزوں سے لڑائی تھی اور تحصیل معاملہ اور لوٹ مار وغیرہ سے روپیہ ہاتھ آنے کی امید تھی تو مین نے تم کو رکھا۔ اب جو صلح ہوگئی اور خرچ کی گنجایش نہین رہی تو لاچار ہوں۔ تم سب فارغخطی اپنی اپنی آجتک کی تنخواہ کی سرکار مین داخل کردو۔ پھر جس جس کو رکھنا منظور ہوگا رکھ لیا جاے گا ورنہ جواب دیا جاے گا۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲۵۶) معت ین دیدے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پرالزام کارروائی سرجارج بارلو سے اسواسطے کی کہ وہ علاقہ جات کسی ریاست یا رئیس کو بغیر سخت ناراض کرنے حسونت راؤ کے نہیں دئے جاسکتے تھے اور نہ وہ بغیر کمالت کے کسی کے پاس رہسکتے تھے۔ یہ تبدیلی گورنر جنرل کی ایک ترمیمی آرٹکل سے ہوئی جو ۵ فروری ۱۸۰۶ء کو دیا گیا تھا جبکہ سرجارج بارلو لارڈ کارنوالس کے قریب المرگ ہونے کی خبر سنکر غازیپور اور الہ آباد سے کلکتہ کو واپس جارہے تھے صفحہ ۲۸۶۔ امیرنامہ انگریزی۔

اس نوٹ سے یہ پایا جاتا ہی کہ مسٹر پرنسپ اس گفتگو کا یقین نہیں کرتے ہیں جو اثنا ناراضی نواب صاحب کے ہوئی تھی۔ مگر جسقدر جو کارروائی خلاف شرط عہدنامہ کے ہوئی تھی جبکو وہ بھی خود مطابق مضمون اصل امیرنامہ کے لکھتے ہیں تو اوس سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہی کہ ضرور بیشک گفتگو ہوئی۔ اور سرجارج بارلو کو ہندستان بو ہمی کے سال میں مہاراج سندہیا سے اختیارات قایم رکھنے پڑے جبکہ ٹونک اور رامپورہ کے پرگنے تھے جو نواب کو دئے گئے تھے اور نواب کی ناراضی اس عہدنامہ سے تعلق رکھتی اسی واسطے ہوگی کہ شرط دویم عہدنامہ کی رو سے اون کا استحقاق ان پرگنوں سے ساقط ہو جاتا تھا + مؤلف

بعدہ مہاراج مع نواب کے کوچ کرکے جالندہر کے راستہ سے ضلع
دوآبہ مین پہونچے اور وہان اپنی فوج کے آدمیون کو نوکری سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۵) ہم اس صلحنامہ پر ہلکر تین دن کے اندر دستخط کردین اور گورنر جنرل
ایک مہینے مین + یہ عہدنامہ جسونت راؤ نے ۵ - جنوری ۱۸۰۶ء کو منظور کیا اور ۸ کو
مسٹر مٹکاف جوکہ اب سرچارلس ہین اس سردار کے لشکر مین گئے اوںھون نے معلوم کیا کہ صلح
کی خبر تو مشتہر ہوچکی ہے لیکن اوسکا یقین لوگون کو نہوا جب تک کہ وہ جاکر نہ ملے پہر اونکی
بہت تعظیم و تکریم ہوئی - اوںھون نے لارڈ لیک کی ایک چٹھی دی اور دریافت کیا کہ جسونت
راؤ کا کوچ ہندوستان کی طرف کب ہوگا کیونکہ لارڈ لیک ایک دن پہلے اپنا کیمپ بیاس
ندی کے کنارہ سے اوٹھاکر کوچ کرجانے کو تیار ہین -
جسونت راؤ نے چند منٹ بھاو بھاشکر سے صلاح کرکے کہا کہ ۱۳ جنوری سے کوچ
شروع ہوگا اور مختلف سردارون کیواسطے انعام حاصل کرنے کی کوشش کی - پھر اوسی روز
مسٹر مٹکاف کو بڑی آمادگی سے عہدنامہ کی پابندی کا یقین دلاکر رخصت کیا -
بالارام مسٹر مٹکاف کا منتظر تھا اوسنے کہا کہ کوچ کرنے مین جو دیر ہوئی اوسکا سبب امیرخان
کی ناراضی بابت اوس حصہ ملک کے تھی جو اونکو دیا گیا تھا لیکن یہ جاتی رہے گی -
مسٹر مٹکاف کہتے ہین کہ اس صلح سے مرہٹون کی فوج مین تمام لوگ خوش نظر آئے اور جو
کچھ اصل کتاب مین مسٹر مٹکاف اور جسونت راؤ کے درمیان امیرخان کی بابت گفتگو ہونا لکھا ہے
وہ بالکل افسانہ ہے - بعد عہدنامہ ہوجانے کے جو اس طرح منظور ہوچکا تھا سرجارج بارلو نے
ٹونک - رامپورہ اور اوسکے قرب جوار کے علاقہ جات شرط ۲ عہدنامہ کو رد کرکے یون ہی

ٹونک اور رامپورہ وغیرہ علاقہ جات مہاراج ہلکر مین انگریزون نے عمل کرلیا تھا وہ بدستور اونکے واسطے چھوڑ دئے گئے۔

(بقیہ دوم صفحہ ۲۵۴) انگریزوں کے واسطے چھوڑ دیں۔

سوئم۔ سرکار انگریزی ممالک مقبوضہ قدیم ہلکر سے جو میواڑ مالوہ اور ہاڈوتی میں واقع ہیں اور سپرکسی راہ سے جو دریائے چمبل کے جنوب مین ہیں کسی قسم کا تعلق نہ رکھے اور بیرہ تمام علاقہ جات جو دریائے تاپتی کے جنوب میں قدیم مقبوضات خاندان ہلکر سے ہیں مہاراجہ جسونت راؤ کو دیدے۔ سوائے چیندوار۔ امیر۔ سی گام اور اُن مواضعات و پرگنات واقع جنوب دریائے گوداوری کے جو بعد ۱۸ ماہ کے واپس دیدئے جائینگے۔

چہارم جسونت راؤ کوچ پر کوئی دعوی نکریں لیکن دوسال بعد جب سرکار انگریزی کو اوکے چال چلن پر اطمینان ہوجائے گا توکوچ اوکے بہن بھائی کی جاگیر میں دیدیا جائے گا۔

پنجم ہلکر ہرقسم کا دعوی سرکار انگریزی سے اور اوس کے دوستوں سے چھوڑ دیں۔

ششم۔ جسونت راؤ کسی یورپین کو ملازم نہ رکھیں۔

ہفتم۔ سرجی راؤ گھاٹگیہ کو جو دشمن سرکار انگریزی ٹھیر چکا ہے نہ اپنی کونسل میں بھرتی کرین اور نہ ملازمت میں رکھیں۔

ہشتم جسونت راؤ بمدرجہ بالا شرائط پر ہندوستان کو لوٹ جائیں سرکار انگریزی اوکے معاملات میں دخل نہ دیگی لیکن بعد تصدیق اس صلح کے وہ ٹپیالہ۔ کیتھل اور مے پور کی عملداری کو جانب جنوب چھوڑتے ہوئے چلے جاوین راستہ میں اوکی فوج لوٹ مار اور لڑائی سے محترز رہے۔

بعدہ مہاراج ہلکر نے مٹکاف صاحب سے ظاہر کیا کہ میرے اور نواب کے درمیان کسی قسم کی مغائرت نہین ہے عہدنامہ پر صرف میری مُہر کافی ہے۔ آپ نواب کی طرف سے کسی طرح کا دہوکا دل مین نہ رکھیں جو مین نے منظور کیا ہے اوسمین اونکو بھی عذر نہین ہے اور وہ میرے ساتھ کوچ کر جاینگے۔ لیکن چاہیئے کہ آپ پہلے جرنیل لیک صاحب کا کوچ اس ملک سے کرا دین پیچھے سے مین بھی معہ نواب کے اپنے ملک کو لوٹ جاونگا۔

مٹکاف صاحب اس طرح اپنا مطلب حاصل کر کے بعد نوشت و خواند عہدنامہ[1] کے جو طرفین سے ہوا تھا رخصت ہوے اور انگریزی فوج کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔

---

[1] یہ عہدنامہ تاریخ ۲۴ ماہ دسمبر ۱۸۰۵ء مطابق ۲ شوال ۱۲۲۰ ہجری کو مقام ہیاوئی راجپور گھاٹ واقع ساحل دریاے راوی مین جان مالکم۔ شیخ حبیب اللہ اور سیٹھ بالا رام کے دستخطون سے ہوا تھا۔ صفحہ ۱۸۸ تاریخ مالوہ۔

امیرنامہ انگریزی کے حاشیہ صفحہ ۲۸۵ مین لکھا ہے کہ جسونت راؤ سے عہدنامہ ۲۴ دسمبر ۱۸۰۵ء کو ہوا اوس مین یہ ۹ شرطین تہین۔

اول۔ طرفین سے دشمنی موقوف ہو۔

دویم۔ جسونت راؤ ٹونک رامپورہ بوندی لاکھیری۔ سمیدی بامن گاؤن اور دائی وغیرہ مقامات سے جو کوہستان بوندی کے شمال مین ہین دست بردار ہو کر ان علاقون کو

سے کہا کہ اب اپنے حصّہ کے ملک کی نوشت مہاراج سے کرالینا مناسب ہے سو تم جاکر کرالاؤ۔ چنانچہ رائے موصوف مہاراج کے پاس جاکر پرگنہ ٹونک۔ پڑادہ[1] اور معاملہ جے پور[2] اور اودیپور کی نوشت نواب کے نام لکھا لائے۔

---

[1] پڑادہ جب نواب کو مہاراج ہلکر نے دیا تھا تو نواب نے محب اللہ خاں کو وہاں کا عامل کرکے بھیجا تھا۔ نواب کی بہن جو دوسری ماں سے تھی محب اللہ خاں کو دی ہوئی تھی۔ ان حضرت نے اول سال دو لاکھ روپیہ اُس پرگنہ میں تحصیل کیا اور اپنے خرچ میں اوٹھا دیا نواب کے پاس کچھ نہیں بھیجا تو نواب نے جواب پوچھا محب اللہ خاں نے کہا میں کیا کروں تمہاری ہمشیرہ نے زیور بنوالیا۔ اب تم اپنی بہن کا زیور لیلو۔ نواب نے ہنسکر فرمایا خیر آیندہ ایسا نہ کرنا محب اللہ خان کے بیٹے غلام محی الدین خان اونکے صاحبزادہ ربیع الدین خاں جنکے بھائی شمس الدین خاں اب جاگیردار سٹرا کھیڑی پرگنہ سرونج ہین۔ ۱۲

[2] معاملہ جے پور کی بات ایک عجیب لطیفہ ہو کہ جب سرکار انگریزی نے عہدنامہ مین تو ہلکر کا قبضہ جیسا مدی کے اوس طرف تک اوٹھا دینے کی شرط لکھی تھی اور پھر اسکو منسوخ کرکے مہاراجہ کا قبضہ بدستور چمبل کے اسطرف بھی قایم رکھا کہ جسمیں ٹونک۔ رامپورہ علاقہ جات نواب وجے پور و کوٹہ کے راج بھی شامل تھے اور جے پور و کوٹہ کے وکیلوں کو جواب دیدیا جو امید حفاظت اپنے اپنے ملک کے انگریزی لشکر میں تھے تو اُسوقت وکیل جے پور نے کہا تھا کہ "سرکار نے اپنا ایمان اپنی ضرورت کے تابع کر رکھا ہے"

دست بردار ہون۔
مہاراج نے نواب کے پاؤن پر سر رکھدیا اور حد سے زیادہ مبالغہ کرکے قسم کھائی اور کہا کہ مجکو عمر بھر تمہاری رفاقت سے عذر نہین ہے اور یہ احسان عمر تک نہ بھولونگا۔ آدمی تو چاہتے ہین کہ ہماری تمہاری دوستی مین رخنہ اندازی کرکے باہم نفاق ڈالدین مگر آپکو کسی کا کہنا خیال مین نہین لانا چاہیئے۔ ایک کروڑ بیس لاکھ کا ملک جو ہاتھ آیا ہے اوس کو ہم تم آدھا آدھا بانٹ لین ساٹھ لاکھ آپکے حصہ کا ہوا اوس مین سے تیس لاکھ کا علاقہ تو ابھی لے لو اور تیس لاکھ جو باقی رہا وہ بروقت ہاتھ آنے اضلاع دکن یا دوسرے ممالک کے دیا جاے گا۔
یہ سنکر راے ہمت راے نے جو حاضر تھے نواب سے عرض کی کہ اب جو مہاراج اسقدر عاجزی کرتے ہین اور آدھا ملک دیتے ہین تو انکی خاطرداری مناسب ہے۔ نواب نے بھی پہلوتہی کرنا مناسب نہ دیکھکر ناچار قبول کیا اور مہاراج کے ساتھ لشکر مین چلے آئے۔
چونکہ جرنیل کی طرف سے عہدنامہ پر نواب کی مہر ہونے کے واسطے تکرار تھی اس لئے مہاراج ہلکر نے نواب سے مہر کرنے کو کہا لیکن نواب نے منظور نہین کیا اور کہا کہ مینے تمہاری خاطر سے یہ خیال کرکے کہ جو اسوقت کنارہ کرونگا تو تمہارا کام بگڑ جاے گا بدرجہ لاچاری صلح قبول کی ہے مگر اپنا ارادہ نہین چھوڑا ہے بدستور امیدوار فضل الہی کا ہون۔
مہاراج چپکا ہو رہے اور نواب نے اپنے ڈیرے پر آکر راے ہمت راے

اس بات کے سننے سے اور بھی مہاراج کے ہوش اڑ گئے مگر انھون نے حکمت عملی سے اوسی وقت یہ بات بنائی کہ نواب کی ناراضی اور کسی بات سے نہین ہی صرف یہ سبب ہے کہ انگریز راجستان کے معاملہ اور ملک دکن کے دینے مین عذر کرتے ہین اور بغیر اسکے گذارہ اونکی فوج کا متصور نہین ہے۔ جب یہ تکرار دفع ہو جاوے گی تو فہمائش کرکے اونکی مہر بھی عہدنامہ پر کرا دیجاوے گی۔

صاحب موصوف نے یہ سنکر راجستان کا معاملہ دینے پر تو اوسی وقت رضا ہوئے اور دکن کا ملک دینے کے واسطے ایک برس کا اقرار کر گئے۔

تب تو مہاراج خوش خوش نواب کے پاس گئے اور عذر و معذرت کرنے لگے۔ نواب نے کہا کہ یہ جو آپ نے کیا آپکی ہمت اور جوانمردی سے بعید ہے یا تو اُس طرح آپنے اولوالعزمی اور علو ہمتی کے جھنڈے دنیا مین کھڑے کئے اور یا اب یون ہتھیار کھول دیتے یہ بات شجاعت اور ناموری کے عالم مین زیبا تو نہین ہے۔

مہاراج نے شرماکر سر جھکا لیا اور خلوت کرکے نواب کے ہاتھ جوڑکے اور کہا کہ مین صرف آپکے طفیل سے اس شان اور سرداری کو پہونچا ہون اور اب آپ ہی کے سبب سے میری ریاست کی درستی ہوتی ہی اور آپنے اول سے ہاتھ پکڑا ہے اس لئے اب بھی ایسا کریں کہ یہ کام ہاتھ سے نہ نکل جائے اور دشمن تالیاں نہ بجائیں۔

نواب نے کہا کہ میری غیرت تو تقاضا نہین کرتی ہی کہ مین اپنے ارادہ سے

سمجھا دو کہ بہتر یہی ہے۔
راے موصوف نے نواب کی خدمت مین حاضر ہوکر تمام حال عرض کیا نواب کے دل مین اوسکے سنتے ہی غصہ کی آگ بھڑک اوٹھی اور انھون نے بکمال قہر و غضب[1] جواب دیا کہ جو مہاراج کو اسی طرح منظور ہے تو کچھ فکر نہین اگر فضل الہی شامل ہے تو مین اکیلا ہی اپنی فوج کے ساتھ کابل جاونگا اور وہان کے ایک ایک کارپرداز کو جو سب مسلمان ہین اپنا حامی اور ساعی بناکر اس مقدمہ کی اسلوبی کے واسطے شاہ کابل کا احسان اوٹھاونگا۔ یہ کہکر نواب نے بڑی ناراضی کے ساتھ وہان سے کوچ کردیا اور پانچ کوس پر جاکر ڈیرہ کیا۔
یہ حال دیکھکر کئی رسالدار مہاراج کے بھی مثل واحد خان و میر صدر الدین و خدا بخش وغیرہ مہاراج کا ساتھ چھوڑکر نواب کے پاس چلے گئے۔ مہاراج اس وقوعہ سے بہت گھبراے اور اسوقت ایسا اتفاق ہوا کہ جرنیل کے لشکر سے مسٹر مٹکاف صاحب مہاراج کے لشکر مین آے اور نواب کے روٹھ جانیکا حال سنکر بولے کہ جب تک اونکی مہر عہدنامہ کے اوپر نہوگی اکیلے آپ سے ہی صلح کرلینا منظور نہین ہے[2]۔

---

[1] گویہ صلح نواب کے منشا اور ارادہ کے خلاف تھی اور اوسکے لقب حامی اسلام یا امیر المومنین کی تذلیل کرتی تھی مگر نواب کی حالت ایسی تھی کہ اونکو ماننا ہی پڑا (صفحہ ۲۴۳ - امیرنامہ انگریزی۔ مترجم نے یہاں یہ الفاظ لکھ کر کیا سچ جی کی ۔۔۔ ۱۲

[2] مسٹر مٹکاف نے جسونت راو ہلکر سے کسی طرح کی خط و کتابت نہین کی اور نواب کو ہلکر کے افسرون مین سے ایک افسر سمجھا صلح کی گفتگو براہ راست مہاراج ہلکر سے ہوئی تھی ۱۲
(صفحہ ۲۴۴ - امیرنامہ انگریزی)

اور کہا کہ بہتر ہی انھوں نے عرض کی کہ ابھی سے نواب آپکو کچھ خاطر
مین نہیں لاتے ہین اور جبکہ شاہ کابل اور اپنے ہمقوم پٹھانوں کو لا کر
انگریزوں کو نکال دینگے تو اُسوقت کیا حفظ مراتب آپکا کرینگے۔؟
مہاراج نے یہ سنکر بالارام سیٹھ کو بغیر اطلاع نواب کے دوسری جگہ
کے بہانہ سے ہرسکھ رائے خزانچی کے پاس جرنیل صاحب کے لشکر
مین بھیجا وہ خزانچی مذکور کی معرفت جرنیل صاحب سے ملا اور سوال
جواب کی درستی کرکے ایک اقرارنامہ مُہری اور دستخطی جرنیل صاحب کا
لکھا لایا جسمین لکھا تھا کہ مالوہ مین چنبل ندی کے پرے جسقدر مُلک پر
مہاراجہ کا قبضہ ہے وہ بحال رہے گا۔ دکن کا مُلک اور جے پور جودہ پور
وغیرہ راجستان کا معاملہ اور وہ علاقہ جو چنبل ندی کے اسطرف ہے
سرکار کمپنی کے متعلق ہوگا۔

مہاراج جو رات دن کی دوڑ دہوپ سے تنگ آگئے تھے اور صلح
ہوجانے کی آرزو رکھتے تھے اس اقرارنامہ کو پڑہکر بہت خوش ہوئے
اور یہ خیال کرکے کہ بدون ظاہر کرنے اُس بھید کے اور ثبت ہونے
مُہر نواب کے درستی عہدنامہ کی دشوار ہے۔ نواب کے مصاحب رائے
ہمت رائے کو بُلایا اور شاہد مطلب کو پردہ سے باہر لاکر کہا کہ تم
بھائیصاحب کو سمجھا دو کہ مینے رنجیت سنگھ اور شاہ کابل وغیرہ سے
عقدہ کشائی اپنے مطلب کی نہ دیکھ کر بغیر اطلاع بھائیصاحب کے انگریزوں
سے صلح کرلینی مصلحت سمجھی ہے سو تم یہ بات اونکو بھی اچھی طرح سے

کوئی ضرورت نہین ہے تو اپنا بستر یہان سے اوٹھا لیجا۔ تب اوسنے مہاراج کے لشکر مین جاکر سیٹھہ بالا رام کی معرفت جو مہاراج کا صلاح کار تھا اپنے مطلب کی ریت دوانی کی اور مہاراج کو ہر حال صلح پر راغب کر کے جرنیل صاحب کو اطلاع دی جرنیل صاحب نے خوش ہو کر ہر سکھہ رائے خزانچی سے جو بالا رام کا ہمقوم تھا چٹھی لکھوا کر بالا رام کو بلایا اور کہا کہ آپکے آنے پر تمام مقدمات صلح کے طرفین سے درست ہو جائینگے۔

بالا رام نے وہ چٹھی مہاراج کو دی اور زبانی بھی سب حال کہا۔ مہاراج نے اِس بات کو غنیمت سمجھ کر نواب کا منشا ر دریافت کرنے کے واسطے بات بنائی اور کہا کہ اب ہمسر اور ہمعصر سرداروں مین کوئی ایسا نہین رہا ہے کہ جسکے اتفاق سے انگریزون کا تدارک کرسکین اور راجہ رنجیت سنگہ مین اسقدر بھی طاقت نہین ہے کہ جو ہماری فوجوں کو حرج دے اور نہ ہم مین اتنی گنجائش ہے کہ کچھہ عرصہ کے لئے ہی سپاہ کی طرف سے دلجمعی ہو اور کابل کے بادشاہ شاہ شجاع الملک کو اپنی مدد پر لانے کے لئے بھی بہت سا روپیہ چاہئیے۔ پھر اس صورت مین کیونکر گذارہ ہو سکتا ہے۔ نواب نے کہا کہ کوئی بات اندیشہ کی نہین ہے اگر رنجیت سنگہ اپنی مدد کرنے سے پہلوتہی کریگا تو مین خود کابل جاکر بادشاہ کو جس طور سے کہ ممکن ہوگا اپنی کمک پر لے آونگا۔

مہاراج نے کہا کہ شاہ کابل کا آنا بغیر روپیہ کے نہوگا اور اپنے پاس روپیہ کہان ہے نواب نے کہا کہ آپکے پاس جواہرات تو ہے اوسمین سے دس پندرہ لاکھہ روپیہ کی رقمین مجکو دیدو لیکن یہ نقد جاندا د شاہ کابل کو دیکر

رنجیت سنگہ نے بھی مان لیا- اور مہاراج نواب کو سمجھا لاسکے اور بدستور
دونون شامل ہو گئے- اب جرنیل لیک صاحب کرنال سے کوچ کرکے پٹیالہ
مین آئے اور وہان سے ستلج کے کنارہ پر قلعہ کے نیچے ڈیرہ کرکے فوج جریدہ
سے شہر کے جالندھر کے پاس پہونچے چونکہ صدر سے اونکے نام لڑائی کی ممانعت
اور صلح کی ہدایت آگئی تھی اور انھون نے بھی خیال کیا کہ جو رنجیت سنگہ
و پٹیالہ والے اور دوسرے سردار اس ضلع کے مہاراج کے شامل ہو کر
فتنہ اور فساد کرینگے تو پھر اوسکا تدارک بہت مشکل ہو جاوے گا اس لئے اپنے
ہمسر افسرون سے کونسل کرکے یہ تجویز کی کہ کسی عقلمند آدمی کو واسطے تحریک اس
معاملہ کے مہاراج کے لشکر مین بھیجنا چاہیئے جو حکمت عملی سے مہاراج کو
صلح جوئی پر مستعد کرکے آشتی کا پیغام لائے کہ جس سے باہم دوستی ہو کر یہ
جھگڑا بکھیڑا سب ہٹ جاوے- اسپر ایک شخص قوم شیخ[ل] کو اس خدمت کے
انجام دینے پر مقرر کرکے روانہ کیا وہ پہلے تو نوکری کا بہانہ کرکے نواب سے
ملا اور اونکے لشکر مین نوکر ہو کر ایکدن اونسے کہنے لگا کہ میرا بھائی انگریزون کی
سرکار مین نوکر ہے اوسنے مجکو لکھا ہے کہ جو نواب اور مہاراج کی مرضی ہو تو سوال
جواب کرکے انگریزون سے دوستی کرادون- نواب نے جواب دیا کہ مجکو تیری
باتون سے معلوم ہوا کہ تو انگریزون کی طرف سے اس کام کا ذمہ کرکے آیا ہے
اور نوکری کا بہانہ کرکے ہمارے پاس حاضر رہتا ہے سو یہان تیرے رہنے کی

ل اردو تاریخ مالوہ مین اس شیخ کا نام حبیب اللہ لکھا ہے دیکھو صفحہ ۶۷۹ مگر ترجمہ امیرنامہ کے
حاشیہ مین لکھا ہے کہ یہان شیخ مقدم علی سے مراد ہے مگر ناممکن ہے کہ اس کو اس قسم کی ہدایت کی
گئی ہو- صفحہ ۲۷۹- امیرنامہ انگریزی +

اور گھوڑوں کا گذارہ کرتے تھے۔ مہاراج رنجیت سنگہ نے یہ حال معلوم کرکے
مہاراج ہلکر سے کہا کہ شہر قصور کے رہنے والے ہمیشہ سے ہم کو خراج دیتے
رہے ہیں مگر آجکل باغی ہوگئے ہین اگر آپ اُن سے ہمارا قصہ کرادو تو ہم آپ کو
خرچ کی بھی مدد دینگے اور آپکے شامل ہو جائینگے۔ مہاراج نے یہ بات قبول
کرلی یہ سنکر قصور والے جو سب مسلمان تھے لرز گئے اور اُنھون نے نواب سے
پناہ مانگی اور کہا کہ اب ہماری شرم آپکے ہاتھ ہے اگر ہم کو ان کافرون سے
بچادوگے تو خدا کی درگاہ سے بڑا اجر اور ثواب پاؤگے۔ نواب نے اس مسلمانی
سنانہ پر کہ کل مسلمان بھائی بھائی ہیں عمل کرکے اُن لوگوں کو پناہ دی اور
اونکے واسطے مہاراج سے معافی مانگی۔ مہاراج نے کہا کہ جبکہ ہم تم مہاراج
رنجیت سنگہ سے مدد مانگنے کو آئے ہیں اور اونکے ملک میں ہیں تو جو اونکی صلاح
اور مرضی ہو اوسمین عذر کرنا مناسب نہین ہے۔ نواب نے کہا کہ چاہے کچھ ہوئیں
تو اب قصور والوں کے شامل ہون اور آپ جو بہتر سمجھین وہ کریں۔ آخر بہت سے
رد و بدل کے بعد مہاراج نے امرتسر سے کوچ کردیا اور قصور کے پاس جو ایک
منزل کے فاصلہ پر تھا پہونچکر ڈیرہ کیا۔ مگر نواب کو آزردہ دیکھکر مہاراج ہلکر
رنجیت سنگہ کے پاس گئے اور اونسے کہا کہ اسوقت قصور والوں کے قصور سے
طرح دیجانا مناسب ہے کیونکہ نواب اونکے شامل ہوگیا ہے آیندہ سمجھ لینگے

(بقیہ نوٹ) جب لارڈ لیک مہاراجہ ہلکر کا تعاقب کر رہے تھے تو راجہ بھاگ سنگہ معہ اپنی فوج کے دریائے
بیاس پر اونسے ملے اور انھون نے لارڈ لیک کے مشورہ سے اپنا معتمد مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پاس بھیجکر
اونکو مہاراجہ ہلکر کی معاودت سے باز رکھا اور اس خیرخواہی کے صلہ میں پرگنہ لوانہ راجہ بھاگ سنگہ کو سرکار انگریزی سے ملا

پاس ڈیرہ ڈلوایا ڈیڑھ مہینے تک یہان رہے فوج[1] تنہا جتی کی کمال
تکلیف تھی جس سے دونون سردارون کو بڑی تشویش رہتی تھی اور کو
یعنی نیتکر سے جو اس ملک مین کثرت سے تھے دونون اپنے آدمیون

(بقیہ نوٹ) جمع کرکے تعاقب کیا وہ قطب الدین خان کے خوف سے دریائے بیاس کو
گذر گھاٹ شیرانوالہ سے عبور کرکے فرار ہوا۔ مرہٹہ کا وزیر مسمی میر خان ایسا بیدادگر
تھا ملک پنجاب مین کوئی جگہ نہ تھی کہ جو اوسکے ظلم سے بچی ہو۔ شہرون اور گاؤن کو بالکل ویران
کرتا تھا بزرگان بندہ مؤلف سے حکیم قادر بخش نے یہ قطعہ اوسکی تاریخ کا لکھا ہے۔

یکہزار و بست و دو صد ہجری بود ٭ رونق پنجاب را ہلکر ربود ٭ بود نام آن ناتوان چو ذات رای
با امیر خان وزیر بیحیا ٭ ٭ ہر کرا دید سے گرفتے از عدا ٭ میزدی تاوان گرفتے بیحساب
رونق پنجاب بے رونق شدہ ٭ رنگ سکنای ہمہ ہا فق شدہ ٭ یہ ہے ایک شمہ بیان ہمارے
بہادر نواب اور مہاراجہ ہلکر کے کارنامون کا بقول شاعر

سن تو سہی جہان مین ہے تیرا فسانہ کیا ٭ کہتی ہے تجکو خلق خدا غائبانہ کیا

[1] تواریخ ریاست کپورتھلہ مین لکھا ہے کہ ۱۸۰۵ء کے اخیر مین مہاراجہ ہلکر امرتسر مین آکر خیمہ زن ہوئے
تھے اور انھون نے سردار فتح سنگہ والی کپورتھلہ سے بھی یہ بات اس غرض سے کہی تھی کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ
کو امداد و اعانت پر مائل کرین لیکن راجہ بھاگ سنگہ والی جیند وغیرہ کے کہنے پر مہاراجہ رنجیت سنگہ
مہاراجہ ہلکر کی مدد سے باز رہے اور یکم جنوری ۱۸۰۶ء مطابق ۱۰ شوال ۱۲۲۰ھ کو مہاراجہ رنجیت سنگہ
اور سرکار انگریزی کے درمیان عہدنامہ ہوا اسمین سردار فتح سنگہ بھی شریک تھے خاص شرط اس
عہدنامہ کی یہ تھی کہ سرداران سکھ مہاراج ہلکر کو امرتسر سے ۳۰ کوس پر ہٹا دینگے اور سرکار انگریزی
اونکے ممالک مقبوضہ پر دست اندازی نکرے گی۔ ریاست جیند کی تواریخ مین لکھا ہے کہ ۱۸۰۵ء مین

لیا۔ جب اُس شہر کے قریب پہونچے تو مہاراج رنجیت سنگہ دو تین کوس
تک پیشوائی کو آکر مہاراج اور نواب کو شہر میں لے گئے اور شہر پناہ کے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۳) انگریزوں سے شکست کھاکر اس نواح مین آیا شیخ درویش کی بستی کو
توپوں سے گھیرا اس آفت جیبی سے اس دوآبہ کے رہنے والوں پر خوف غالب ہوا اور بھاگ گئے
کیونکہ جسونت راو سوائے غارتگری اور ظلم کے کوئی سلوک نہیں کرتا تہا چنانچہ کئی ہزار روپیہ مالکان
بستی مذکور سے معہ بستی عران کے تاوان میں لئے اوسکے متوجہ ہوا مدہ سے ایسا تہلکہ پڑا تھا کہ
چار روز تک بستیوں کے رہنے والے خاص عام آدمی گھروں سے باہر نہیں نکلے کیونکہ مرہٹہ مالکان
خانہ کو پکڑ کر ضرب و شلاق سے ستاتے تھے اور مشہور ہے کہ زیورات خانگی کو ترازو میں
تول تول کر تاوان میں لیا تہا۔ جب ظلم اوسکا حد سے گذر گیا اور لوگ جان سے عاجز آگئے
تو جانے ناک ہے اوسکو دفع کیا یعنی لاہور کو گیا اور راجہ رنجیت سنگہ سے بہت سا روپیہ مانگا
راجہ نے جواب دیا کہ میرے پاس تو سوکھی روٹی اور شکر ہے رلعد نہین ہوا اوسے مکر و حیلہ
دو تین کلمے نصیحت کے رنجیت سنگہ کو کہے اول یہ تمکو چاہیئے کہ انگریزوں سے لڑنے کا ارادہ
مت کرنا۔ دویم اپنے لشکر سے جاگیرداروں کو کہ جنہیں تو معتمد و کارگذار جانتا ہے موقوف
کرکے پیادہ اور جنگی لشکری نوکر رکھ اور ہرگز سواروں کے درپے مت رہ کیونکہ انگریزی
لشکر میں سوائے پیادوں کی پلٹنوں کے میں کوئی سوار نہیں دیکھتا ہوں پھر چاہا کہ وہان بھی
غارتگری کرے تو رنجیت سنگہ نے کہا کہ نابک ناہمہ اور میٹھی کو لوٹ کیلئے کہ وہ تلک ردیر ہے
وہ ظالم جب نادہی رنجیت سنگہ کے بیٹی کی طرف گیا یعنے قصور میں جو مضافات لاہور سے ہے
پہونچا اور لوٹنے لگا اوسوقت قطب الدین قصوری نے جو حاکم اور مالک وہاں کا تہا لشکر شائستہ

اپنے دل مین ٹھان لی کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ وغیرہ سکھون سے موافقت کر کے انگریزون کا مقابلہ کرین اور اگر سکھ ساتھ نہ دین تو کابل پہونچکر شاہ شجاع الملک کے پاس پہونچکر دشمن سے اپنا بدلہ لین۔ غرض یہ راستہ کے شہرون سے معاملہ لیتے ہوئے جناب ندی سے اوترے تو نواب شہامت خان نے جو پہلے سے بموجب حکم مہاراج ہلکر کے راجہ رنجیت سنگھ وغیرہ سرداران سکھ کے ملانے کے لئے امرتسر کے ضلع مین گیا ہوا تھا اکثر سکھ سردارون کو متفق کر کے مہاراج کو لکھا کہ خدا کے فضل سے بہت سردار یہان کے تیرے ہمراہ لگئے ہین صرف رنجیت سنگھ کی طرف سے کچھ عذر ہے سو وہ بھی رفع ہو جاویگا مہاراج نے اپنے نامی اور دانا مصاحب بھاو بھاسکر کو رنجیت سنگھ کے پاس بھیجا اور ساتھ ہی ستلج سے اوترکر کابل جانے کے ارادہ سے اٹک کی طرف کوچ کیا مگر دلمین بہت کچھ فکر و اندیشہ تھا کہ بھاو بھاسکر نے راجہ رنجیت سنگھ[1] کو راضی کر کے اونکا خط مہاراج کے نام بھیجا جسمین بہت کچھ تسلی اور تشفی کا مضمون تھا مہاراج اور نواب نے اوس سے مطمئن ہوکر امرتسر[2] کا راستہ

---

[1] مہاراجہ رنجیت سنگھ اوس وقت دسہرہ کے بعد سے مسلمانون کا ملک فتح کرنے مین مصروف تھے اور سردار جھنگ کو شرائط ادا سے خراج ہوچکا تھا کہ جسونت راؤ ہلکر اور امیر خان کے آنے کی خبر سنکر امرتسر کو لوٹ آئے تھے۔ تاریخ پنجاب مصنفہ پنڈت دیبی پرشاد صفحہ ۲۲۳۔

[2] معلوم ہوتا ہے کہ مہاراج ہلکر پٹیالہ سے جالندھر کے ضلع مین ہوکر امرتسر پہونچے تھے کیونکہ جالندھر کی تواریخ مولفہ حکیم غلام سلیم مین لکھا ہے کہ سمت ۱۸۶۲ مین جسونت راؤ مرہٹہ سکندہ پورہ

مہاراج ہلکر نے یہ کھیڑا دیکھ کر نواب سے کہا کہ یہ دو شکار خدا نے ہم کو ایسے دیے ہیں انہیں ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے تاکہ ہم اور تم ایک ایک طرف ہو جائیں اور دونوں طرف سے اپنا کام بنائیں چنانچہ ہلکر تو راجہ کی طرف ہوئے اور نواب رانی کی طرف اور دونوں نے دونوں سے مدد کے اقرار پر روپیہ ٹھیرا کر اپنا کام نکالا - اتنے ہی میں جرنیل لیک صاحب کی متھرا سے کوچ کرنے کی خبر پہونچی اور جب وہ ایک جرار فوج کے ساتھ کرنال میں پہونچے تو مہاراج اور نواب نے کسی کسی قدر روپیہ راجہ اور اوسکی رانی سے لیکر دونوں میں کچھ دار و مدار کرا دیا اور پٹیالہ سے کوچ کرکے یہ بات

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۰) اوسوقت مہاراج صاحب سنگھ پٹیالہ میں آ گئے تھے لاٹ صاحبوں سے اقرار لحاظ رکھے عہد و پیمان سابقہ کا کرکے راہ راست ماہیہچا ت کو روانہ ہو گئے مگر یہاں صفائی نہوئی اوس نے مہاراج پھر پٹیالہ سے سنام کو چلے گئے رانی صاحبہ و مہاراج کرم سنگھ ولیعہد پٹیالہ میں رہے بعدہ ۲۴ دسمبر ۱۸۰۵ء کو دریاے بیاس کے کنارہ پر مہاراجہ ہلکر کی عہدنامہ ہوا جسکی آٹھویں قسم میں یہ شرط تھی کہ مہاراجہ ہلکر پٹیالہ - کیتھل - جیند و علاقہ سرکار کمپنی و ملک مہاراجہ جے پور کو جانب جنوب سمت چھوڑتے ہوے واپس چلے جاوینگے اور کہیں لوٹ مار نہیں کرینگے - ۱ لارڈ لیک کی فوج ۲ نومبر کو کرنال میں اور ۲ دسمبر ۱۸۰۵ء کو لدھیانہ میں پہونچی تھی صفحہ ۲۴۲ - امیرنامہ انگریزی ۲ اردو تواریخ پٹیالہ تو کچھ علاقہ اوس کا نہیں ہوسکا ہی مہاراج صاحب سنگھ و ولیعہد کرم سنگھ کے درمیان صلح کرا یکا نہیں لگتا مگر قیاس چاہتا ہے کہ ضرور کچھ کارروائی ہوئی ہوگی جو اس روپیہ کے ہضم کرنے کے واسطے ضرور تھی جسکا حوالہ اصل کتاب میں ہے ۱۲

بیٹے کرم سنگھ کے اتفاق سے راجہ کو نکالا چاہتی تھی۔ [1]

[1] تواریخ پٹیالہ مین صفحہ ۱۸۵ سے ۱۹۰ تک جو احوال اس باہمی بگاڑ کا سو ءمزاجی کے نام سے لکھاہی اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ مہاراجہ صاحب سنگھ اپنی سوتیلی مان رانی کھیم کنور سے مشورہ لیتے تھے اور اوسکی بات کو مانتے تھے یہ امر رانی آس کنور کو بوجہ بلندنظری و منشاء مداخلت امور ملکی کے برا معلوم ہوا اور مہاراجہ کو اوسکی مداخلت منظور نہ تھی اس سبب سے باہم ناراضی ہوکر یہانتک نوبت پہونچی کہ مہاراجہ پٹیالہ چھوڑکر سنام مین چلے گئے اور رانی سے کہلا بھیجا کہ اپنی جاگیر امرگڈہ مین جا رہین رانی نے وہان جاکر فوج جمع کی اور حسن سلوک و چرب زبانی سے فوجی افسران کو اپنی طرف کرکے پٹیالہ مین اپنا قبضہ کرلیا۔ مہاراجہ سیف آباد مین جا رہے اور پٹیالہ کو رانی صاحبہ سے چھوڑا لینے کے واسطے راجہ بھاگ سنگھ والی جیند و لال سنگھ والی کیتھل و جودہ سنگھ کلسیہ و کرم سنگہ شاہ آبادی کو اپنی مدد پر بلایا اور رانی صاحبہ کے ملازم و سرداران جسونت سنگہ والی نابھ کو اپنی حمایت کے واسطے چڑھا لائے۔ چھ مہینے تک دو طرفہ فوج بندی رہی اور کچھ سردار بیچ بچاؤ بھی کرتے رہے لیکن صفائی نہوئی۔ مگر جب مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر انگریزون سے شکست کھاکر سیف آباد مین آئے اور تین دن یہان رہکر مہاراج صاحب سنگہ سے مدد کے خواہان ہوئے تو مہاراج نے بلحاظ اوس عہد پیمان کے جو ماہ ۔۔ سنہ ۔۔ مین بمقام ہنڈون و بیانہ لارڈ لیک صاحب سے ہوئے تھے ہلکر کو مدد دینے سے انکار کردیا۔ تب وہ تو مایوس ہوکر لاہور کو چلے گئے اور راجہ بھاگ سنگہ و بھائی لال سنگہ نے لارڈ لیک کے آنے سے پہلے جو ہلکر کے تعاقب مین آئے تھے راجہ رانی مین صلح کرادی۔ پھر لیک صاحب پٹیالہ مین پہونچے جبکہ مہاراجہ ہلکر کے چلے جانے کو ایک ہفتہ ہو گیا تھا

کرنا مہاراج کے افسروں کا اور فہمایش نواب کی اونکو
اوراول مین لینا مہاراج کے بھتیجے کھنڈے راؤ کو۔
مہاراج کا نواب کی طرف سے متوہم ہوکر اونکو زہردلانے
کی تجویز کرنا۔ واقف ہونا نواب کا اپنے ایک نمکحلال
خدمتگار کے اطلاع دینے سے۔ اور بھیجا نواب کا اوس
زہرکو مہاراج کے پاس اور قائل کرنا اونکو ایک حکمت عملی
سے اور راضی کرلینا مہاراج کا نواب کو اور پہونچنا دونوں کا
ٹیالہ ۔۔۔ علاقہ راجہ سے پورمین

الغرض مہاراج شاہ پورہ میں تھے کہ پنجاب سے سکھوں کے وکیل اونکے پاس
آئے اور مہاراجہ رنجیت سنگہ والی لاہور اور راجہ صاحب سنگہ والی ٹیالہ کی
طرف سے یہ پیغام لائے کہ آپ خوشی سے ہمارے ملک میں تشریف
لائین کہ بالاتفاق حریف کو جواب دینگے۔ اسپر مہاراجہ ہلکرنے نواب سے
صلاح کرکے مع فوج سوار اور پیادے کے اجمیر سے کوچ کیا نواب نے
بھی محمد شاہ خاں کے کمپو کو جو سیندھیا کی نوکری سے موقوف ہوکر سرونج
کی طرف علاقہ جات گردونواح کی تحصیل مین مصروف تھا وہیں چھوڑا اور جمعیت
ہمراہی کو لیکر مہاراج کی رفاقت اختیار کی۔ سانبہر۔ کھاٹو۔ کھنڈیلہ۔
نارنول۔ ہریانہ۔ ہانسی۔ حصار کے راستہ سے لوٹ مار کرتے ہوئے ٹیالہ
مین پہونچے اور راجہ صاحب سنگہ سے ملے۔
وہان راجہ اور رانی مین طمع نفسانی سے بگاڑ ہورہا تھا کیونکہ رانی اپنے

تعاقب کرنا - ارادہ کرنا نواب کا کابل سے شاہ
شجاع الملک کے لانے کا انگریزون کے مقابلہ پر
اور پہونچنا دونون کا امرتسر مین رنجیت سنگھ کے پاس
اور بھیجنا رنجیت سنگھ کا مہاراجہ ہلکر کو قصور کے مسلمانو پر
اور طرفداری کرنا نواب کا قصور والون کی اور بھاگ جانا
مہاراج ہلکر کا رنجیت سنگھ کو قصور والون کے تدارک سے
پہونچنا لیک صاحب کا جلندھر مین اور صدر سے حکم آنا
واسطے ممانعت جنگ کے لحاظ ایک ہو جانے سکھون
مرہٹون اور پٹھانون کے اور صلح کا پیغام ڈالنا جرنیل
صاحب کا مہاراج ہلکر سے اپنے خزانچی کی معرفت
اور منظور کرنا خلاف رائے نواب کے صلح کی شرطین
نواب کی ناراضی اور ارادہ کرنا کابل جانے کا شاہ شجاع
اور یوسف زئی پٹھانون کے لانے کو اور اس بہانہ سے
لکھ لینا مہاراج کا انگریزون سے راجپوتانہ کے معاملہ کو اور
منا لینا نواب کو - کوچ کر جانا جرنیل لیک صاحب کا اور روانہ
ہونا نواب اور مہاراج کا پنجاب سے - راستہ مین بغاوت

چھاونی ٹونک اور رامپورہ مین ڈلوائی تھی انگلیہ مذکور کی معرفت پھر عہد و پیمان صلح کی تحکیم کی اور باقی محمد خان و رحمت خان وغیرہ رسالداران نواب کو توڑ پھوڑ کر اپنے شامل کرلیا۔ اس اثنا مین نواب بھی کوٹہ سے بموجب اشارہ مہاراج ہلکر کے مانڈل گڑھ میں مہاراج سیندھیا کے پاس پہونچے چونکہ انگریزون سے صلح کر لینے کا بھید ابھی پردہ مین تھا اِس لئے مہاراج موصوف نے اونکو دو چار روز بیت العل مین رکھکر رخصت کیا مگر نواب اپنی دانائی سے معزز عا کو پہونچکر شاہپورہ مین مہاراج کے پاس آئے اور سیندھیا کی بدعہدی اور کوتہ اندیشی سے اونکو واقف کر کے کچھ عرصہ تک اونکے ساتھ وہان رہے۔

باب بست و ہفتم

بلانا مہاراجہ رنجیت سنگھ وغیرہ راجگان پنجاب کا ہلکر اور نواب کو لاہور مین۔ جانا اونکا پٹیالہ مین اور وہان دو نو بسبب تنازعہ باہمی راجہ اور رانی کے دونون طرف ہوکر اپنا کام نکالنا جرنیل لیک صاحب کا متھرا سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۳۶) ریواڑی مین اور کرنیل مارٹینڈل گوہد میں ٹھیرے۔ چھوٹی فوجیں آگرہ اور متھرا میں خیمہ افگن ہوئیں جسکی محافظ فوج رسالۂ حصّہ دوآبہ میں سہارنپور کے قریب تھی۔ ستمبر میں سیندھیا سے صلح کی گفتگو شروع ہوئی اور ۲۲ نومبر ۱۸۰۵ء کو عہدنامہ ہوا۔ امیر نامہ انگریزی صفحہ ۲۷۳ +

ہاتھ سے مجکو ذلیل کرانا شایان خاوندی نہ تھا اور مین کسی طرح آپکی اطاعت
اور بندگی سے دُور نہین ہون اور مین آپکی صلح انگریزون سے بہت اچھی طرح
کرادونگا اور جو کچھ میرے پاس ہی وہ سب آپکا ہے مہاراج ہلکر خود ایک مفلس
اور چھچھورا آدمی ہی اور انگریزون سے دشمنی رکھتا ہے اوسکے ساتھ موافقت اور
دوستی رکھنا آپکو زیبا نہین ہی کیونکہ آپ سردار رئیس اور صدر نشین ہو خدانخواستہ
اگر معاملہ دگرگون ہوا تو اُس سے بربادی ریاست کی متصور ہے اور مہاراج ہلکر رئیس
اور صدر نشین نہین ہی اُسکو کیا نقصان ہوگا۔ ان باتون کو سُنکر مہاراجہ دولت راو
کا دل مہاراج ہلکر سے پھر گیا اور اُنھون نے انگلیہ مذکور کے کہنے کا یقین کرکے
اپنی بہتری اوس کے قبول کرنے مین سمجھی اور جو عہد مہاراج ہلکر سے ایک دوسرے
کی معاونت کی بابت کیا تھا اُس سے منحرف ہوکر مہاراج ہلکر کو انگلیہ مذکور کے
چھوڑ دینے کے واسطے لکھا مہاراج ہلکر نے جو اُسوقت شاہ پور کے ضلع مین تھے
جواب دیا کہ ہمکو تو اپنے حصّہ کے روپیہ سے مطلب ہے اور بغیر اوسکے رہائی انگلیہ
کی ممکن نہین ہی مہاراج سیندھیا نے اونکے حصہ کا روپیہ بھیجکر انگلیہ مذکور کو
چھوڑ لیا اور مختار الدولہ محمد شاہ خان کے کمپو کو جسے کچھ عرصہ سے واسطے
تحصیل ملک مالوہ کے نوکر رکھ چھوڑا تھا جواب دیدیا۔ اور جرنیل لیک صاحب
سے جو اُس وقت متھرا مین تھے اور اُنھون نے جون صاحب کے کمپو کی

سلہ دہولپور باڑی کی طرف کوچ کرنے کے بعد جرنیل لیک نے بہ سبب موسم گرمی کے چھاونی کا بندوبست
کیا جرنیل جونس صاحب بہادر نے معہ فوج کمپنی کے ٹونک و رامپورہ مین ڈیراو ڈالا کرنیل بال

نے کوٹہ کے ضلع مین فساد کیا۔ راجرانا ظالم سنگہ نے نواب کو خرچ دیکر
اوسکے تعاقب پر بہیجا۔ نواب بہت بلا اونکو نکال کر کوٹہ مین واپس آگئے
اور مہاراجہ ہلکر نے جو سل گڈہ مین تھے اپنے حصہ کے روپیہ انباجی انگلیہ[1] کے
معاملہ میں سے لیکر مہاراجہ سیندھیا کے ساتھ انگریزون کے مقابلہ مین ایک
دوسرے کے ممد و معاون رہنے کا عہد پیمان کیا اور پہر اونکے ہمراہ وہان
سے کوچ[2] کردیا اور پہاڑ کے گہاٹہ سے اوترکر ماںڈل گڈہ علاقہ میواڑ میں رخت
اقامت ڈالا وہاں انگلیہ نے جو فیلسوف زمانہ تھا درپردہ مہاراج دولت
راؤ سیندھیا سے سوال جواب کرکے کہلا یا کہ مین تو آپکا نوکر تھا اگر آپ
میری بے عزتی اپنے ہاتھ سے کرتے تو کچھ برائی نہ تھی مگر دوسرون کے

---

[1] کرنیل ٹاڈ جو دولت راؤ سیندیا کے لشکر میں اُسوقت موجود تھے لکھتے ہیں کہ اناجی سے
۵۵ لاکھ روپیہ وصول کیا گیا اسکے واسطے اُسکو بہت طرح سے ستایا تھا اوسکی انگلیاں رسی سے
باندہ کر تیل مین ترکی گئی تہیں اور پھر آگ سے روشن کردی گئیں۔ ان تکلیفوں سے تنگ آکر اوسنے
خودکشی کرنے کو اپنے جسم میں ایک انگریزی قلمتراش کا زخم لگایا مگر ریڈیسی سرجن نے اُس زخم
کو سی کر اچھا کردیا۔ بعدہ اوسیر عنایت ہوگئی اور مدت تیس برس تک دولت راؤ سیندھیا کی
کونسل میں حکمران رہا۔ اور ۱۸۲۹ء میں مرگیا۔ صفحہ ۲۷۱۔ امیرنامہ انگریزی +

[2] ہلکر اور سیندھیا لارڈ لیک کے آتے ہی سل گڈہ سے کوٹہ کی طرف بھاگ گئے۔
لارڈ لیک دہولپور باڑی کے قریب کرنیل مارٹینڈل سے ملے جو بندیلکھنڈ سے سیندھیا کے
تعاقب میں آئے تھے۔ صفحہ ۲۷۲۔ امیرنامہ انگریزی ۱۲

جواہرات کی مہاراج ہلکر اور مہاراج سیندھیا کے پاس ہین وہی گرو رکھکر روپیہ کی سبیل کرو تو اوسنے یہ بھی قبول نہ کیا نواب نے یہ حال مہاراج سے کہا اور مہاراج نے اوسکے بھائی بالا راؤ کو اوس کے پاس بھیجکر بہت کچھ سمجھایا مگر کچھ کام نہ نکلا۔ آخر نواب نے مہاراج سے کہا کہ اگر کسی قدر دھمکی دیجاے تو یقین ہے کہ کچھ روپیہ ہاتھ آوے۔ مہاراج نے منظور کیا۔ نواب نے پھر سمجھا کر اوس کو بلایا اوس نے وہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا اسپر نواب نے اوسکا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اگر تمہارے پاس کچھ نہین ہے تو میرے ڈیرے مین چل کر بیٹھو۔ اس بات کے سننے سے اوس کے ہوش اوڑ گئے اور بیہوش ہو گیا نواب اوس کو اپنے ڈیرہ مین لے آئے اور دو چار روز تک دبایا دھمکایا جس سے اوسنے خوف کھا کر ہلکر سے کہلایا کہ مجھکو اپنے پاس بلا لو جو کچھ آپکی مرضی ہوگی مین حاضر ہون مہاراج نے اوسکو اپنے پاس بلا کر دس لاکھ روپیہ بابت معاملہ مہاراج سیندھیا کے اور پانچ لاکھ علیحدہ اپنے نذرانہ کے ٹھیرائے جسمین سے اوسنے دس بارہ لاکھ روپیہ کی تو وہین سبیل کر دی اور باقی کے واسطے عذر کیا مہاراج نے کہا کہ یہ تو کبھی نہو گا کہ مین ایک کوڑی بھی چھوڑون بلکہ کل پھر تم کو نواب کے پاس بھیجدونگا۔ نواب کے نام سے انگلیہ کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے اور بولا کہ کوٹہ مین جا کر تجویز کر دونگا مہاراج نے قبول کیا اور سیندھیا کی صلاح سے نواب اور باپو سیندھیا کو مع دو ایک پلٹن اور کچھ سواروں کے اوس کے ساتھ کوٹہ بھیجا وہان پہونچکر اوسنے اپنا دفینہ نکالا اور آدھے روپیہ کے قریب چکا دئے۔ اس عرصہ مین پنڈاری اور

مہاراج ہلکر اور نواب نے سبل گڈھ[1] میں صلاح کرکے مہاراج دولت راؤ سیندہیا سے کہا کہ اب بغیر روپیہ کے فوج کا گذارہ اور انگریزون کا مقابلہ ممکن نہین ہے اور اگر آپ کوئی سبیل خرچ کی کرین تو انگریزون کی مہم سے عہدہ برائی ہوسکتی ہی اور ہرچند کہ جواہرات ہمارے پاس موجود ہیں مگر یہاں کوئی اونکا خریدار نہین ہی - مہاراج سیندہیا نے کہا کہ اسی طرح جواہرات تو ہمارے پاس بھی ہین مگر اونکا ہونا نہونا برابر ہے اور انبائی انگلیہ ہمارا نوکر ہی اور لاکھوں روپیہ کا مالک ہے کچھ مدد خرچ کی نہیں کرتا اگر آپ کسی حکمت سے سمجھا کر اُسکو راستہ پر لاؤ تو جو روپیہ اُس سے ہاتھ آے گا وہ آدہون آدھ بانٹ لیا جاوے گا -

مہاراج ہلکر نے کہا کہ میری سمجھ مین یہ مناسب ہے کہ اُسکو نواب کے ذریعہ سے فہمایش کرائی جاوے کیونکہ اونکا رعب ہمسے اور تمسے زیادہ اوسپر غالب ہے سیندھیا نے مان لیا اور نواب کو اشارہ کیا - نواب نے انگلیہ کو خلوت میں لیجا کر کہا کہ اسوقت خرچ کی مدد کرنا تمپر لازم اور واجب ہے اور جہانتک سمجھانے کا حق تھا اوسکو سمجھا کر اول درجہ دس لاکھ روپیہ تک اوس سے مانگا مگر اوسنے بالکل نہین مانا اور صاف مُکر گیا آخر میں نواب نے کہا کہ جو تمیں

(نقدة (دٹ) نے حاشیہ صفحہ ۲۶۹ میں لکھا ہی کہ ۱۲۲۰ ہجری تاریخ ۱۲ ساج مطابق ۱۸۰۵ع سے شروع ہوکر ۱۸۰۶ع کو ختم ہوا یہاں بھی ایک سال غلطی ہی کیونکہ جو واقعات یہاں بیان کئے گئے ہیں اونمیں سے پہلی تاریخ اپریل ۱۸۰۵ع میں تھی ۱۲)

[1] سبل گڈھ ریاست گوالیار میں ہی ۱۲

گئے تھے نواب نے جو مہاراج سے پہلے سبل گڈھ مین جا پہونچے تھے اور سیندھیا سے ملاقات کر کے وہین ٹھیرے ہوئے تھے مہاراج ہلکر سے ملاقات کی یہ واقعہ سنہ ۱۲۲۰[1] ہجری کا ہے۔

باب بست وششم

صلاح مہاراج ہلکر اور سیندھیا کی سبل گڈھ مین تدبیر خرچ کے واسطے اور گرفتار کرانا اونکا انباجی انگلیہ کو نواب کے لشکر مین اور قبول کرنا اوسکا ۵۷ لاکھ روپیہ دینا دونون راجاؤن کو اور پانچ لاکھ علیحدہ مہاراج ہلکر کو اور آدھے روپیہ دینا نواب کو کوٹہ مین لیجاکر اور عہد پیمان کرنا مہاراج ہلکر اور سیندھیا کا انگریزون کے مقابلہ کے واسطے اور پہونچنا مانڈل گڈھ علاقہ میواڑ مین وہان منحرف کرا دینا انباجی انگلیہ کا دولت راو سیندھیا کو ہلکر کی موافقت سے اور سوال جواب کرنا جرنیل لیک صاحب سے واسطے صلح کر لینے کے بہیجنا مہاراج ہلکر کا نواب کو سیندھیا کا منشا دریافت کرنیکے لیئے اور واپس آنا نواب کا سیندھیا کی نیت معلوم کر کے مہاراج ہلکر کے پاس شاہ پور مین

[1] اصل امیر نامہ مین تو یہان سنہ ۱۲۲۱ھ لکھے ہین مگر واقع مین سنہ ۱۲۲۰ ہونا چاہیے کیونکہ اس واقعہ کے بعد جو عہد نامہ ہوا وہ تاریخ ۲ شوال سنہ ۱۲۲۰ھ کو ہوا ہے ماسوا اسکے باب ۱۹ اسکے اخیر مین بھی سنہ ۱۲۱۹ درج ہوے ہین اسواسطے ہمنے یہان صحیح سنہ ۱۲۲۰ بنا دیے ہین اور مولف انگریزی امیر نامہ

پوشیدہ رکھا تھا - مہاراج سیندھیا کے لاے کو سبل گڈھ کی طرف کوچ
کیا بعدہ مہاراج دولت راؤ کا خسر سرجی راؤ گھاٹکیہ بھرت پور کے
قریب آپہونچا تو راجہ رنجیت سنگہ نے بھید کا پوشیدہ رہنا ممکن نہ دیکھکر
مہاراج ہلکر سے صاف کہدیا کہ ابتک تو مین نے اپنا بھید تمسے چھپایا مگر
اب ظاہر کرکے کہتا ہوں کہ میرے اور انگریزون کے درمیان صلح ہوگئی ہے
اب آپ جو یہاں رہوگے تو دشمن کے ہاتھ سے تباہ ہوجاؤگے اور مجھہ مین اب
خرچ کی گنجایش نہین رہی ہے کہ تمکو دون اور اپنے پاس رکھون - اس بات
سے مہاراج کا شندق ہوگیا اور انھون نے وہان سے کوچ کرنے اور سبل گڈھ
پہونچنے کی تیاری کی - جرنیل لیک صاحب نے خبر پاکر سبل گڈھ کا رستہ
روکنے کے واسطے فوج بھیجی جسکا مقابلہ اتفاق سے سرجی راؤ گھاٹکیہ کے
پنڈارون کے ساتھ ہوگیا - اور وہ اونکا تعاقب کرتی ہوئی ایک منزل دور
نکلگئی جس سے مہاراج وصت پاکر مع فوج جریدہ کے سبل گڈھ میں جا پہونچے
اور پیچھے سے اونکا کمپو اور لشکر بھی بھرت پور سے کوچ کرکے اونکے پاس
آگیا مگر بخشی بھوانی شنکر مرتضیٰ خان بنگش اور بہادر خان وغیرہ سرداران
علاقہ مہاراج ہلکر مہاراج کی رفاقت چھوڑکر جرنیل لیک صاحب کے پاس چلے

(بقیہ حاشیہ) بہت سا سامان لے آئے جواس کی ہلٹن سے بھی تیدی حوالے کردئے ۱۳ مارچ کو بریگم
کیپٹن رائل [illegible] کے انگریزی فوج بھرت پور کی سیاست لڑی - ہمین کو کار کی آفیا ہ
بیج ایڈیو کارہ کا اور بیدیں متعلق پہلو مارٹی کے محاصرہ کیا گیا - صفحہ ۲۲۴ - امیر نامہ انگریزی

اسی اثنا مین نواب صاحب بھرت پور کو واپس آئے مہاراج کو انگریزون اور راجہ بھرت پور کی صلح کی خبر نہ تھی اور لیک صاحب نے قابو دیکھکر مہاراج کی فوج پر دھاوا کیا لیکن نواب[۱] نے فوراً مدد پر پہونچکر دشمن کو ہٹا دیا اور پھر راجہ رنجیت سنگہ کے کہنے سے کہ جسنے ابتک براہ فریب صلح کا احوال

(بقیہ نوٹ) ناکامی ہوئی تین ہزار انگریزی سپاہی مقتول و مجروح ہوے تب ۲۲ فروری ۱۸۰۵ء کو محاصرہ اوٹھا لیا گیا جس سے بھرت پور کے سپاہیون کی ناموری مشہور ہوی کہ اونھون نے کمپنی کے سپاہیون کو اپنے مقابلہ سے ہٹایا تھا کمپنی نے ہرچند کہ کلکتہ سے چنبل تک برابر فتح پائی تھی لیکن بھرت پور فتح نکر سکی بیس برس بعد انگریزون کو جاٹون سے لڑنے کا پھر موقع ملا لارڈ کیمبرمیر نے بیس ہزار سے زیادہ زبردست فوج کے ساتھ جسمین ایکسو قلعہ شکن توپین تھین ۱۰ دسمبر ۱۸۲۵ء کو بھرت پور کے اوپر حملہ کیا اور ۱۸ جنوری ۱۸۲۶ء کو سرنگ سے دیوار اوڑا کر قلعہ پر قبضہ کرلیا۔"

جرنیل لیک کی ناکامی فتح قلعہ بھرتپور سے ہندوستان مین بہت کچھ شہرت و ناموری بھرت پور کے جاٹون کی ہوگئی تھی اور اسکی یادگار مین کئی گیت بھی جوڑے گئے تھے ازانجملہ ایک یہ ہے۔

فرنگی رے ملگیا جاٹ جنگی رے۔ فوج لے آ تو گورون کی۔ مین گاڑی بھرلون روڑون کی۔

پھر جب بیس برس بعد فانگی نااتفاقی سے انگریزی فوج نے قلعہ بھرت پور کو فتح کیا تو یہ لاونی جڑی تھی:۔ جسونت راؤ ہلکر کے مرتے انگریزون کی بن آئی + قلعہ بھرتپور رہا اکیلا ساری لندن اوڑھ دہائی

[۱] نواب ۱۲ مارچ کو فتحپور سیکری مین پہونچے اور ۲۳ مارچ کو جرنیل سمتہ چھ ہفتہ بعد لارڈ لیک سے آملے ۲۹ مارچ کی شب کو ہلکر کے اوپر حملہ ہوا مگر اونکو خبر ہوگئی تھی اس سبب سے دور چلدیے ۲ اپریل کو لارڈ لیک معہ اپنے رسالہ کے روانہ ہوکر علی الصباح جسونت راؤ ہلکر کے کیمپ پر پہونچے اور راؤ کا

جو فوج اوس کے تعاقب مین گئی تھی اُس سے ابتک کوئی کام نہین نکلا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ راجہ بھرت پور سے صلح کرکے یہان سے کوچ کرنا اور اپنے ملک کی خبر لینا چاہیئے کہ مبادا کوئی بڑی آفت نہ واقع ہو جائے - چنانچہ برطبق اسکے راجہ بھرت پور سے صلح کی سلسلہ جنبانی کی اور راجہ نے بھی جو ہلکر کے بار مصارف اور اپنے ملک مین خرابی پڑجانے سے درجہ غایت تنگ آگئے تھے اور جب اتنا بہت روپیہ ہلکر اور نواب کو دینے سے کوئی کام نہین نکلا تھا تو سیندھیا سے سوائے زیر باری خرچ کے اور کیا امید تھی انگریزون سے صلح کرلینا ہی مصلحت سمجھا[1] اور ڈیگ کا قلعہ جرنیل لیک صاحب سے واپس لیکر اوسکی بابت جو روپیہ اونکا خرچ پڑا تھا وہ ادا کردیا اور آیندہ ہلکر اور سیندھیا کو مدد اور پناہ نہ دینے کی شرط کرکے انگریزون سے دوستی اور اخلاص کا عہدنامہ کرلیا - تب جرنیل لیک صاحب نے بھرتپور سے کوچ کرکے تین چار کوس پر متھرا کے رُخ ڈیرہ کیا -

[1] راجہ بھرت پور نے جرنیل لیک کو پیر کا عہدہ ملنے کی مبارکباد لکھکر صلح کی گفتگو شروع کی اور اسکے واسطے پیادکیل بھی بھیجا جو ۱۰ اپریل ۱۸۰۵ء کو دربار مین بلایا گیا اور گفتگو شروع ہوئی - ۱۷ اپریل کو صلح ہوگئی اور گورنر جنرل نے ۴ مئی کو اوسکی تصدیق کردی - صفحہ ۲۶۷ - امیرنامہ انگریزی ۱۲

[2] مترجم امیرنامہ نے محاصرہ بھرتپور کی کوئی تاریخ نہین لکھی ہے لیکن حال مین ہمارے دوست بابو بھولاناتھ صاحب ناظم ڈیگ نے تاریخی حالات بھرتپور کے لکھکر شائع کئے ہیں اونمین لکھا ہے کہ یکم دسمبر ۱۸۰۴ء کو انگریزی فوج نے بھرتپور کا محاصرہ کرکے چار حملے کئے لیکن چار دن تین

کہ چھروں اور زنجیری گولوں سے اونکی تُرکی تمام ہوگئی اور وہ اودھر اُدھر
بکھر کر اوسی جہاڑی کے راستے سے بھاگ گئے - مہاراج ہلکر نے جو اُسوقت راجہ
بھرت پور کی ملاقات کے واسطے جمعیت جریدہ سے پھولباڑی اور کدم کا ہنڈی
کے پاس تیار کھڑے تھے اس فرصت وقت کو غنیمت سمجھکر اونکا پیچھا
کیا چونکہ انگریز جہاڑی کے سبب سے نہ تو قطعہ باندھ سکتے تھے اور نہ لین بلکہ
متفرق طور پر ادھر اُدھر بھاگے جاتے تھے اسلئے بہت سے تلنگے اور
گورے مہاراج کی تلوار اور برچھی کی بھینٹ چڑھے مہاراج اونپر فتح پاکر واپس
آئے - اس عرصہ میں اونکے کمپو والے بھی اپنے مورچوں سے انگریزوں کے
مورچوں پر حملہ کرکے دو چار توپیں اونکے گولندازوں کی غفلت سے چھین لائے
تھے مگر بعد اس جرنیلی حملہ کے جبکہ مہاراج کے کمپو والے مورچوں میں کھانا
کھانے لگے تھے تو وہی گولنداز فرصت دیکھکر حملہ آور ہوے اور اپنی
توپوں کو معہ مہاراج کی توپوں کے کھینچ لے گئے -

چند روز بعد مہاراج ہلکر اور راجہ رنجیت سنگہ نے مہاراج دولت راؤ
سیندہیا سے سوال جواب کرکے رابطہ اتحاد و اتفاق قایم کیا اور جو خرچ
اونھوں نے مانگا وہی دینا قبول کرکے اونکو اپنی مدد پر بلوایا یہ خبر سنکر
انگریزوں کے دلوں میں بڑا خوف پیدا ہوا اور اُنھوں نے کونسل کرکے یہ صلاح
کی کہ اب جو نواب [illegible] کشمیر میں جا کر ایک بڑا فساد برپا کر رکھا ہے اور

[illegible] کونسل لڑائی یا صلح کے واسطے نہیں کی تھی اور نہ نواب اور اوسکے
ملازموں سے کچھ [illegible] متاثر ہوئے تھے - صفحہ ۲۲۴ - امیر نامہ انگریزی -

کمپو تو جو بھرت پور سے مغرب رویہ انار دروازہ کے باہر ہے علانیہ
شہر کی طرف بڑھے اور جون صاحب کا کمپو جھاڑی مین ہو کر
کدم کھنڈی کی طرف سے جو مشرق رویہ شہر سے ہے بطور خفیہ یورش
کرے اور اس صورت مین ممکن ہی کہ قلعہ فتح ہو جاے کیونکہ قلعہ والے
تو جرنیل لیک صاحب کے مقابلہ مین مصروف رہین گے اور جون صاحب کا
کمپو پیچھے سے آکر قلعہ مین داخل ہو جاے گا چنانچہ انگریزون نے ایسا ہی
کیا مگر راجہ رنجیت سنگہ کو اس مشورہ کی خبر ہو گئی تھی اور انھون نے ہر طرف
ہوشیاری اور خبرداری کر کے بالا قلعہ کی توپون مین زنجیری گولے
اور مہاراج ہلکر کی توپون مین جو شہر پناہ کے نیچے تھین چھرے بھر رکھے
تھے۔ جون ہی انگریزی فوج نمودار ہوئی اوپر گولے اور چھرے نیچے اور
اوپر سے اس بلا کے برسے کہ بہت سے گورے اور تلنگے جو فصیل کے اوپر
چڑھنے کا ارادہ رکھتے تھے ایک دم مین گولون سے اوڑ گئے اور بہت سے
صاحب لوگ جو دونون طرف سے فوج کو بڑھاے لئے آتے تھے چھرون سے
مجروح و مقتول ہو کر گرے لیک صاحب کے کمپو کے آدمی جرأت کر کے خندق
تک جا پہونچے تھے مگر جون ہی انھون نے خندق سے سر نکالا بندوقون کی
بارڑ کھا کر خندق مین گر پڑے اور جو بچے وہ پیچھے ہٹکر اس پیشقدمی سے
درگذرے جون صاحب کے کمپو والے خندق تک پہونچے بھی نہین تھے

۲ فروری کو تیسرے حملہ کی تیاری کی گئی خندق پر اقابل العبور پائی گئی اور پھر حملہ کر نیوالی فوج کو شکست ہوئی
جو تھا حملہ پھر ناکامیابی سے کیا گیا اور یہی بہت نقصان آدمیوں اور افسروں کا ہوا صفحہ ۲۶۴ - امپیریل گزٹیر

[illegible]

لڑائی میں - بلانا راجہ بھرتپور کا - مہاراجہ سیندھیا کو اور
صلح کرنا انگریزونکا راجہ بھرتپور سے بموجب قبول کرنیکے جنگ
اور تہلکہ ملک کا ٹھہر سکے جو نواب کی یورش سے واقع ہوا تھا
کوچ کرجانا لیک صاحب کا معہ لشکر کے اور آنا مہاراج
لشکر پر اور ہٹا دینا نواب کا اونکو اور بھیجنا راجہ بھرتپور کا نواب
کو بیل گڑھ کی طرف - مہاراجہ سیندھیا کے لشکر کے ہمراہ
سے آنا سرجی راؤ گھاٹکیہ مہاراجہ سیندھیا کے خسر کا
بھرتپور میں اور جدا ہو بیٹھنا راجہ بھرتپور کا مہاراج ہلکر کو -
بہ جواسی مہاراج ہلکر کی اور پہونچنا اونکا بیل گڑھ میں انگریزی
فوج کے حملہ سے بچکر اور شامل ہو جانا اونکے بعض سرداروں کا

جرنیل لیک صاحب

نواب کی اس غیر حاضری میں بہت دفعہ مہاراج ہلکر سے اور جرنیل لیک
صاحب سے جنگ قراولی ہوئی اور جرنیل جون صاحب جو مالوہ سے معہ کمپو
انشا گر ڈگمر کے لیک صاحب کی مدد کو آئے تھے انھون نے بھرتپور
کی کچی شہر پناہ کو دیکھکر لیک صاحب سے کہا کہ اتنے دن اس مہم میں ہو گئے
اور ابھی یہ قلعہ فتح نہوا - اسپر سب صاحب لوگون نے کونسل کرکے تمام
فوج سے حملہ کرنے کی تجویز کی[1] اور یہ بات ٹھیرائی کہ جرنیل لیک صاحب کی

---

[1] جرنیل جون ١٠ فروری کو آگرہ اور لیک سے ملے تھے اونکے پاس گورون کی دو رجمنٹ معہ چار ہندوستانی
پلٹنون اور چھ سو سوارون کے تھیں یہ واقعہ تین سو دن کے اندر ہوئے شکستیں جو ہمکو نقصان دہ تھیں

تھی مگر وہ سوار نواب کی سواری دیکھتے ہی بھاگ گئے اور پیادے جو روٹی پکا رہے تھے کچھ مارے گئے اور کچھ زخمی ہو کر پڑے باقی میدان چھوڑ بھاگے نواب جلدی سے دریا کو اتر گئے اور دیکھا کہ رسد چلی جاتی ہے اور انگریزی پلٹن اور سوار مسلح و مستعد اوسکے ساتھ ہین نواب کے ہمراہی اوسکو دیکھتے ہی گھبرا گئے اور مارے ڈر کے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے مگر نواب نے اونکو تسلی دیکر فرمایا کہ اب تو تم مین سے کوئی بھی بھاگ کر نہین بچے گا مگر جب تک کہ مین انسے جنگ قراولی کرون تم راہ نشیب سے فتحپور کی طرف کوچ کر جاؤ اُنھون نے ایسا ہی کیا۔ نواب نے کچھ سوارون سے دیر تک انگریزی فوج کا مقابلہ بطور جنگ قراولی کے جاری رکھا اور جب دیکھا کہ اب بھیر اور بنگاہ کے آدمی چار پانچ کوس نکلے ہو گئے تو مقابلہ سے طرح دیکر فتحپور مین اونکے شامل ہو گئے اور وہان دو چار دن رہے۔

مہاراج ہلکر یہ خبر سنکر فتحپور مین اوسے ملنے کو آئے اور دوسرے دن اونکے ساتھ بھرت پور میں داخل ہوئے۔

باب بست و پنجم

حملہ کرنا لیک صاحب اور جون صاحب کا نواب امیر خان جی مین بھرت پور کے قلعہ پر اور شکست کھا کر واپس آنا دونوں کا دونوں طرف سے۔ بہادری اور جفاکشی مہاراج ہلکر کی اوس

آپکی مراجعت کی خبر سنکر دو پلٹن اور چار تمپنٹ واسطے مقابلہ پایاب دریا کے اوس طرف تعینات کر رکھی ہین۔ نواب کو اس سے بڑا تردد ہوا کیونکہ وہ ایک بڑی لمبی منزل طے کرکے وہان پہونچے تھے اوراب اونکو دوسرے پایاب گھاٹ کی تلاش ضرور ہوئی[1]۔ چنانچہ وہ گاؤ گھاٹ کی طرف جمنا کے کنارہ کنارہ روانہ ہوئے اوسدن بھی ساٹھ کوس کی منزل طے کرنا پڑی جب گاؤ گھاٹ ایک کوس رہگیا تو دور سے گرد کی سیاہی نمایان ہوئی اور ڈاک کے ہرکارہ نے آکر کان مین کہا کہ انگریزون کی رسد آگرہ سے بھرت پور کو جاتی ہے چار پلٹنین اور دو ہزار سوار اوسکے ہمراہ ہین۔ مگر نواب نے دانائی اور دور اندیشی سے اس بات کو چھپاکر اپنے امیرون سے پوچھا کہ کچھ جانتے ہو کہ یہ گرد کہان اوٹھ رہی ہے اونھون نے جواب دیا کہ ہمکو کچھ معلوم نہین ہے۔ نواب نے کہا کہ متھرا کے لوگ انگریزون کے خوف سے بھاگے جاتے ہین اور بہت سا مال اسباب اونکے پاس ہے۔ اگر کچھ ہمت کرو تو جاکر ابھی اونکو لوٹ لین یہ سنکر سب خوش ہوگئے اور ایک دوسرے پر سبقت کرکے چلنے لگے۔ آگے کچھ فوج نظر آئی۔ یہ راجہ ہاتھرس کی جمعیت سے ایک پلٹن تھی جو معہ پانسو سوارونکے جمنا کے اسطرف پایاب گھاٹ کے مقابلہ پر ہامور

[1] ہمارے یہان کوئی ذکر نواب کے اور انگریزون کے مقابلہ کا گنگا سے اوتر آنیکے بعد نہین ہے نہ تو جنگی فوج کے ساتھ اور نہ فوج محافظ رسد کے ساتھ نہ انگریزی والے تھے اونکے خوف سے مسحور ہوگئے تھے۔ صفحہ ۲۶۲۔ امیر نامہ انگریزی۔ ۱۲

راتوں رات وہاں سے کوچ کر کے چاندپور پہونچے اور صبح کو وہاں عید کی نماز پڑھنے کے واسطے ٹھیرے۔ [1]

اب اسکاٹ [2] صاحب جو نواب کے تعاقب میں تھے امروہہ پہونچے وہاں دو چار سو آدمی نواب کے متفرق ہو کر چلے گئے تھے اونکو صاحب موصوف نے لوٹ لیا۔ وہیں مالی سین صاحب جو پنڈاروں کے تعاقب میں تھے آکر اسکاٹ صاحب کے شامل ہو گئے۔ نواب نے سہیر والوں کی لوٹے جانے کی خبر غصہ سے سنی اور فوج والوں سے کہا کہ اب تم سب لوگ معہ پنڈاروں کے حریف سے دو بدو جنگ کرو اور ہم دو چار کوس گھوم کر پشت کی طرف سے اوسپر حملہ کرینگے اوس وقت تم بھی ہلہ بول دینا تاکہ بالاتفاق دشمن کا کام تمام کر ڈالیں اور اس بات کا اونسے عہد و پیمان لیکر اوسی رات کو کوچ کر دیا نواب کو پالکی میں نیند آگئی [3] امروہہ سے تین کوس پہونچکر جو آنکھ کہولی تو سوائے ایک سو سواروں کے جو باقی محمد خان اور شہامت خان وغیرہ کے

---

[1] یہ عید الضحیٰ تھی جو ۱۰ ماہ ذی الحجہ [illegible]ھ مطابق ۱۲ [illegible] [illegible]ء کو ہوئی تھی ۱۲

[2] امیرنامہ کی بعض نقل میں اس جگہ بجائے اسکاٹ کے اسمتھ لکھا ہے جس سے مترجم امیرنامہ نے حاشیہ میں یہ نوٹ درج کیا ہے کہ یہ اول موقع ہے کہ جرنیل اسمتھ کا نام درستی سے لکھا گیا ورنہ وہ ہمیشہ سے اسکاٹ کہلایا جاتا تھا۔ کپتان اسکوے معہ اپنی فوج کے بھیجا گیا اور نواب کے بازار کو لوٹ لیا۔ صفحہ ۲۶ - امیرنامہ انگریزی۔

[3] یہ صرف وہ کہانی ہے۔ نواب کی فوج بالکل درہم برہم کر دی گئی تھی اور وہ خود لمروہہ کے قریب سے معہ چند ہمراہیوں کے رفو چکر ہو گئے تھے۔ صفحہ ۲۶۰ - امیرنامہ انگریزی ۱۲

منع کیا بلکہ اپنے پاس بلا کر خدا کا واسطہ دیا۔ نواب نے ناچار وہاں سے
کوچ کر کے امروہہ سے دو کوس پر ڈیرہ کیا وہاں اونکے ہمراہی پنڈارے
بھی کہ جو لوٹ مار کی ممانعت کرنے سے ناراض ہو کر چلے گئے تھے الیسن[1]
صاحب کے پیچھا کرنے سے عاجز ہو کر پھر شامل ہو گئے۔ اونکے ساتھ ہی
الیسن صاحب بھی دو ہزار سواروں سے وہاں آ پہونچے۔ نواب اونکے
مقابل ہوئے۔ صاحب کو مقابلہ کی ہمت نہوئی اور [illegible] میں احاطہ
کی پناہ لیکر بیٹھ گئے۔ نواب اپنے سواروں کے ساتھ پیش قدمی کرنا مناسب
نہ دیکھ کر اونکو اور بنگاہ فوج کو تو ایک طرف رکھا اور آپ چار پانسو پیادوں[2]
سے صاحب کے اوپر دھاوا آور ہوئے کہ اتنے ہی میں پنڈاروں نے سنبھل کی
طرف سے آ کر فوج والوں سے کہا کہ فرنگیوں کی ایک اور فوج چلی آتی ہے
وہ یہ خبر سنتے ہی بھاگ نکلے نواب یہ ماجرا دیکھ کر حسرت کرتے آئے اور

---

[1] صحیح نام کپتان مری تھا جیسا کہ انگریزی ترجمہ امیرنامہ میں لکھا ہے صفحہ ۲۵۹ ۔ امیرنامہ انگریزی
[2] یہ حملہ امروہہ کے قریب واقع ہوا کپتان مری Murray سے جو محافظ خزانہ تھے گھر گئے
اور وہاں پھر ایسا گاؤں میں ٹھہر کر اپنے کو بچاتے رہے۔ شام کو کرنیل برن Burn
پایاب مقام دریائے گنگ سے آگئے جنکی مدد سے نواب کو شکست دی گئی۔
دوسرے دن نواب کا گذر امروہہ کے قریب ہوا کپتان مری نے حملہ کیا اور نواب کا سامان
جاتا رہا۔ اونہوں نے ۱۴ مارچ ۱۸۰۵ء کو گنگا سے عبور کیا گھاٹ بلا مقابلہ چھوڑ دیا
گیا تھا۔ صفحہ ۲۶۰ امیرنامہ انگریزی ر ۱۲

بریلی میں ایک معتی اوکی جان پہچان کا تھا اوسکو لکھ بھیجا کہ تم ضیافت کا سامان تیار کر رکھنا ہم آتے ہین۔

یہ خبر جو جرنیل اسکاٹ صاحب نے سُنی تو مراد آباد سے کوچ کرکے بریلی اور چندوسی کے درمیان اپنا اسکر لا ڈالا اور اُسی ضمن مین ڈاک کے ہرکارہ نے خبر دی کہ سکندر[1] صاحب فرنگی دو ہزار سواروں سے سنبھل میں آپڑا ہے اسپر نواب نے بریلی کا ارادہ چھوڑ کر علی پور میں جو سنبھل سے تین کوس ہے ڈیرہ کیا۔ صاحب نے یہ سُنکر مارے ڈر کے سرائے کارواں اور تھے جان سکے باغ میں جسکے گرد دیوار تھی پناہ لی۔ نواب نے شہر کی گاڑیوں کو منگوا کر چاہا کہ اونکی آڑ سے دشمن پر حملہ کرکے اوسکا کام تمام کر ڈالیں۔ سکندر صاحب نے خوف کھا کر پیغام بھیجا کہ ہمارے مارے سے تمہاری فتح نہین ہوگی بلکہ تمہارے ہمقوم پٹھان جو ہمارے شامل ہیں تمہارے ہاتھ سے مارے جائیں گے اور مولوی علاؤالدین نے بھی جو نواب سے پہلے کی جان پہچان رکھتا تھا اونکو حملہ کرنے کی

[1] یہ لفٹنٹ رابرٹ اسکینر Robert Skinner، ولد جیمس اسکینر Skinner کے تھے۔ جو اب لفٹنٹ کرنیل ہوگئے ہیں اُنکے پاس صرف تین سو بے سروسامان گھوڑے تھے تاہم وہ دودن تک برابر نواب سے مقابلہ آور رہے اور گو کہ متواتر حملوں کو جھیلتے رہے بعدہ نواب نے اونکے سواروں کو ترغیب دی کہ اپنے افسر کو چھوڑ دیں اسکے چلے جانے کی تنخواہ کا لالچ دیا لیکن یہ سوار ایسا غدار نکلے اور راونکوں نے اس امر کو منظور نہ کیا۔ کپتان جیمس اسکنر نے جرنیل آسمہ کے کیمپ سے زیادہ مدد بھیجے کا وعدہ لکھا مگر یہ چٹھی پکڑی گئی اور اُس سے امیر کو فوراً کوچ کرجانے کا بہانہ ملگیا۔ یہ واقعہ ۸ مارچ ۱۸۵۸ء کو ہوا۔ صفحہ ۲۵۸۔ امیر نامہ انگریزی ۱۲

سواروں کے ساتھ کھڑا تھا اور اوس کو باہر میدان مین لائے - دشمنون نے
نشان کے ہاتھی کو دیکھکر کثرت فوج کے اندیشہ سے ارادہ پیشقدمی
کا نہ کیا اور نواب چار گھڑی تک وہان ٹھیر کر رہیٹر کی طرف کوچ کر گئے
اور وہان سے استپور پہونچکر اوس شہر کو لوٹا اور آدھی رات کو کوچ
کر کے ٹھاکردوارہ کاشی پور اور ٹانڈہ کی راہ سے پھر مرادآباد مین گئے -
اوس دن پہاڑون مین بھٹکنے سے ستر کوس کی منزل ہوئی - رات کو وہین
رہے - دوسرے دن تیورپور مین جو سنبھل سے تین کوس ہے فوج کا
ڈیرہ کراکر تین سو سوارون سے سنبھل مین آگئے - اور وہان سے ترین سرائی[1]
مین جو اونکا وطن مالوفہ تھا چار گھڑی پچھلے دن سے داخل ہوئے - وہان کے
بزرگون اور رئیسون سے ملے اور ہر ایک کو انعام اور بخشش موافق اوسکی
حالت کے دیکر اوس جگہ کی بخوبی حفاظت کی اور فوج والون سے کہلا بھیجا
کہ آدہی رات کو کوچ کر کے چندوسی مین چلے جائین اور آپ صبح کی نماز پڑھکر
سوار ہوئے - اور چندوسی مین پہونچے اور کچھ روپیہ بطور معاملہ کے ٹھیرا کر
دو تین روز تک اوسکے وصول کرنے کے واسطے ٹھیرے رہے -

---

[1] نواب کو وطن مین آنے کا یہ موقع تخمیناً بیس[20] برس کے بعد ملا تہا اور جس ملک کو اونہون نے
وقت روانگی کے نواب اودہ کی عملداری مین چھوڑا تھا وہ اب چار برس سے سرکار انگریزی کے قبضہ مین
تہا کیونکہ نواب سعادت علی خان نے تاریخ ۱۰ نومبر ۱۸۰۱ء کو بموجب جغرافیہ مرادآباد وسکے کل
اضلاع مع روہیلکھنڈ بعوض خراج اپنے ملک کے تفویض سرکار انگریزی کردی تھے - تاریخ مرادآباد وغیرہ ۱۲

محمد سعید خان داہنی طرف سے دشمن پر گئے۔ توپ کے گولے مینہ کی طرح برسنے لگے جنسے باقی محمد خان اور رسالہ سوار خون منہ پھیر کر ایک طرف کو ہو گئے۔ نواب انکے واپس لانے کے لئے گئے اور یکہ سواروں سے کہہ گئے کہ جب تک میں نہ آؤں ہرگز اس جگہ سے قدم پیچھے نہ رکھنا خواہ فتح ہو خواہ شکست نواب ابھی آفریدیوں تک پہونچے بھی نہیں تھے کہ یکہ سواروں نے شجاعت اور جوانمردی سے حمید خان کی دیکھا دیکھی دشمن کی فوج پر حملہ کر دیا۔ مگر انگریزی توپوں کے چھرّوں سے سب مارے گئے اور جمشید خان و محمد سعید خان بھی کہ جو پیشقدمی کر کے گئے تھے باقی محمد خان وغیرہ کے ہٹ جانے سے پسپا ہو کر چھرّوں کے صدمہ سے ادھر اودھر کھسک گئے اور سنڈارہ جو فوج حریف کی پشت پر تھے بہت سا مال لشکر انگریزی کا لوٹ کر مقابلہ سے طرح دے گئے۔

نواب لوٹ کر آئے اور چاہا کہ یکہ سواروں کے شامل ہو کر کچھ تدبیر جنگ کی کریں مگر اونکو وہاں نہ پایا تو کہا کہ موت اونکے سر پر آ پہونچی تھی کہ کہا نہ مانا اور جرأت کر کے چلے گئے۔ بعد اس افسوس کے نواب ناچار نشان کے ہاتھی[1] کی طرف گئے جو ایک جھاڑی میں چالیس پچاس

[1] امیر کی فوج میدان جنگ سے بالکل غائب ہو گئی تھی۔ مع پانیوالوں سے کوئی نشان کا ہاتھی نہیں دکھا تا انگلے دن کے طول تاقت اور زیادہ تعاقب ہو سکا اور جرنیل اسٹیورٹ کو میدان جنگ میں قیام کرنا پڑا صفحہ ۲۵۷۔ امیر نامہ انگریزی۔

بالی سلین صاحب معہ کئی پلٹنوں اور ہندوستانی سواروں کے نواب کی خبر سنکر مراد آباد مین پہونچے مگر مقابلہ نہوا کیونکہ نواب تو کاشی پور میں گئے ہوئے تھے۔ اس نواب کاشی پور سے بھی کوچ کرکے پہاڑ کے نیچے نیچے علاقہ کمایوں میں ہوتے ہوئے ناجپور پہونچے اور اسکو لوٹ کر قریب ایک حصہ وہاں ٹھیرے مگر انکے ساتھ جو پنڈارہ تھے وہ پیلی بھیت اور رودر پور وغیرہ علاقجات کوہستان مین گئے اور لوٹ مار کرنے لگے۔

جنرل اسکاٹ صاحب مراد آباد سے کوچ کرکے رامپور مین پہونچے اور نواب نصر اللہ خاں سے نواب کے لشکر کا پتہ پوچھنے لگے۔ اونھوں نے کہا کہ ناجپور تک تو اونکے پہونچنے کی خبر دریافت ہوئی ہے مگر پھر حال کوچ اور مقام کا معلوم نہیں اور نہ یہ خبر ہے کہ اب ڈیرہ کہاں ہے۔

اوہر نواب نے انگریزی فوج کے تعاقب کا حال معلوم کرکے ناجپور سے کوچ کیا کیونکہ وہاں رہنے مین راستوں کے مسدود ہوجانے کا اندیشہ تھا اور مقامات واقع راہ کو لوٹتے ہوئے کاشی پور اور شیر کوٹ کے رستہ سے دامپور نگینہ میں پہونچے۔ چونکہ اُس دن رات کے وقت کوچ ہونے سے فوج کے آدمی جابجا بکھر گئے تھے اس لئے جب نجیب آباد میں داخل ہوئے اوسوقت صرف دو چار ہزار سوار ساتھ تھے اور وہاں بہت سا سامان قسم کراہے لوٹ کر نگینہ پہونچے اُس جگہ فوج کے آدمی بھی جو دامپور نگینہ سے علیحدہ ہوگئے تھے آکر شامل ہوگئے اور اُنھوں نے بہت سے مسلمانوں کو کوٹ میں گھیر لیا مگر نواب نے اونکو لٹنے چھوڑ دیا اور مراد آباد جانے کا ارادہ کیا۔

زیادہ تقسیم کردیا اور نواب کے پاس صرف ۳۰ ہزار روپیہ بھیجا۔ اُس شخص
جاسوس نے بہت کہا کہ اسکے نیچے اشرفیوں کا دفینہ ہے لیکن شخص مذکور
بنگاش سے دن چھپ جانے سے زیادہ تلاش نہیں کی اور کہا کہ اب
ہے اور وہاں سے چلے آئے۔

نواب نے صبح ہی انگریزوں کے گڑھ[۱] سے کہ جسمیں کمپنی کی پلٹنیاں گوروں کی
تھیں مورچہ لگاکر حملہ کیا لیکن اوسکے گرد ایک گہری خندق کے حائل ہونے
سے حملہ پیش نہ گیا۔ یہ محاصرہ آدھی رات تک قائم تھا کہ اتنے میں نواب
کا ہرکارہ جرنیل اسکاٹ[۲] صاحب کے ہرکاروں کو جو انگریزی چٹھیاں اور دربار کے
خطوط وہاں والوں کے نام لاتے تھے اونکے پاس پکڑ لایا۔ اُن خطوں سے
معلوم ہوا کہ دوپہر تک جرنیل اسکاٹ صاحب معہ ایک ہزار فوج کے پہنچ جاوینگے
نواب نے وہاں کا رہنا صلاح نہ دیکھ کر اوسی وقت کوچ کر دیا۔ اور ٹانڈہ کے
راستہ سے کاشی پور میں پہنچکر اوس شہر کو لوٹا اور وہیں ڈیرا کیا۔ ابھی صبح
نہیں ہوئی تھی کہ جرنیل اسکاٹ صاحب میکاف صاحب سکندر صاحب اور

---

[۱] یہ مکان مسٹر لیسٹر [illegible] کا ہوگا جو مرادآباد کا جج اور مجسٹریٹ تھا۔ اسکا محاصرہ توڑہ دار بندوقچیوں نے نواب کے مرادآباد میں آتے ہی کیا تھا لیکن حملہ دوسرے دن ہوا صفحہ ۲۵۴۔ اڈیٹر انگریزی

[۲] یہ رفر اس باب کے شروع سے ہی جرنیل اسکاٹ کے نام سے بیان کیا گیا ہے لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ یہاں اس سے جرنیل [illegible] مراد ہے۔ مترجم نے صحیح نام دیا ہے۔ صفحہ ۲۵۴۔ اڈیٹر انگریزی ۱۲

مالی سین صاحب معہ کئی پلٹنون اور ہندوستانی سواروں کے نواب کی خبر سنکر مرادآباد مین پہونچے مگر مقابلہ نہوا کیونکہ نواب تو کاشی پور میں گئے ہوئے تھے۔ اس نواب کاشی پور سے ہی کوچ کرکے پہاڑ کے نیچے نیچے علاقہ کمایوں میں ہوتے ہوئے تاجپور پہونچے اور اسکو لوٹکر قریب ایک ہفتہ وہاں ٹھیرے مگر انکے ساتھ جو پنڈارہ تھے وہ پیلی بھیت اور رودرپور وغیرہ علاقجات کوہستان مین گئے اور لوٹ مار کرنے لگے۔

جنرل اسکاٹ صاحب مرادآباد سے کوچ کرکے رامپور مین پہونچے اور نواب [illegible] اللہ خان سے نواب کے لشکر کا پتہ پوچھنے لگے۔ اونھوں نے کہا کہ تاجپور تک تو اونکے پہونچنے کی خبر دریافت ہوئی ہے مگر پھر حال کوچ اور مقام کا معلوم نہین اور نہ یہ خبر ہے کہ اب ڈیرہ کہاں ہے۔

ادہر نواب نے انگریزی فوج کے تعاقب کا حال معلوم کرکے تاجپور سے کوچ کیا کیونکہ وہاں رہنے مین راستوں کے مسدود ہوجانے کا اندیشہ تھا اور مقامات واقع راہ کو لوٹتے ہوئے کاشی پور اور شیرکوٹ کے رستہ سے دھامپور نگینہ مین پہونچے۔ چونکہ اُس دن رات کے وقت کوچ ہونے سے فوج کے آدمی جا بجا بکھر گئے تھے اس لئے جب نجیب آباد میں داخل ہوئے اوسوقت صرف دو چار ہزار سوار ساتھ تھے اور وہاں بہت سا سامان قسم کرانے لوٹ کر کر تور پہونچے اُس جگہ فوج کے آدمی بھی جو دھامپور نگینہ سے علیحدہ ہوگئے تھے آکر شامل ہوگئے اور انھون نے بہت سے مسلمانوں کو کوٹ میں گھیر لیا مگر لوٹنے نہ دیا اور کوٹ چھوڑ دیا اور مرادآباد جانے کا ارادہ کیا۔

زیادہ تقسیم کردیا اور نواب کے پاس صرف ۳۰ ہزار روپیہ بھیجا۔ اس قیت جاسوس نے بہت کہا کہ اسکے نیچے اشرفیون کا دفینہ ہے لیکن فرض فوالان بنگش نے دن چھپ جانے سے زیادہ تلاش نہین کی اور کہا کہ اب کچھ نہین ہے اور وہان سے چلے آئے۔

نواب نے صبح ہی انگریزون کے گڑھ[1] سے کہ جسمین کئی کمپنیان گورون کی تھین مورچہ لگا کر حملہ کیا لیکن اوسکے گرد ایک گہری خندق کے حائل ہونے سے حملہ پیش نہ گیا۔ یہ محاصرہ آدھی رات تک قائم تھا کہ اتنے مین نواب کا ہرکارہ جرنیل اسکاٹ[2] صاحب کے ہرکارون کو جو انگریزی چٹھیان اور وہان کے خطوط وہان والون کے نام لاتے تھے اوسکے پاس پکڑ لایا۔ ان خطوط سے معلوم ہوا کہ دوپہر تک جرنیل اسکاٹ صاحب معہ ایک ہزار فوج کے پہونچ جاوینگے نواب نے وہان کا رہنا صلاح نہ دیکھ کر اوسی وقت کوچ کردیا۔ اور ٹانڈہ کے راستہ سے کاشی پور مین پہونچکر اوس شہر کو لوٹا اور وہین ڈیرا کیا۔ ابھی صبح نہین ہوئی تھی کہ جرنیل اسکاٹ صاحب میکاف صاحب سکندر صاحب اور

---

[1] یہ مکان مسٹر ولسن صاحب کا ہوگا جو مرادآباد کا جج اور مجسٹریٹ تھا۔ اسکا محاصرہ نواب نے مرادآباد مین آتے ہی کیا تھا لیکن حملہ دوسرے دن ہوا صفحہ ۲۵۲۔ انڈین ایمپائر انگریزی

[2] یہ افسر اس باب کے شروع سے ہی جرنیل اسکاٹ کے نام سے بیان کیا گیا ہے لیکن اس مین شک نہین ہے کہ یہان اس سے جرنیل جونس مراد ہے۔ مترجم نے صحیح نام دیا ہے۔ صفحہ ۲۵۴۔ امپائر انگریزی ۱۲

مار ڈالا اور باقی کو بھگا کر جیلخانہ توڑا اور ہزاروں قیدیوں کو جو اوسمیں قید
تھے راستہ کا خرچ دیکر چھوڑ دیا۔ مگر مراد آباد کو نہیں لوٹا۔ کیونکہ اونھوں نے یہ
خیال کیا تھا کہ جو اس شہر کو لوٹیں گے تو تمام رعیت اس ملک کی ہراسان ہو کر
بھاگ جائے گی۔ اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ وہان رام گنگا پایاب تھی نواب
اس سے اتر کر ایک گاؤں میں جو رامپور کے رخ دریا کے کنارہ پر تھا ٹھیرے
اس جگہ ایک جاسوس نے خبر دی کہ یہان لکھنؤ والے نواب کے دیوان رائے
رتن چند[2] کا بہت سا نقد و جنس گڑا ہوا ہے نواب نے اپنے بھانجے
احمد خان کو معہ فیض اللہ خان بنگش اور عبد اللہ خان قدیمی کے اوس کے لانے
کے لئے بھیجا۔ اس نے دفینہ کی جگہ پہونچ کر اسکو کھدایا۔ اول بہت سے
قیمتی کپڑے مثل کمخواب اور دو شالہ وغیرہ کے نکلے اور پھر بہت سا زر نقد
ہاتھ آیا جو احمد خان نے اپنی عالی ہمتی سے ہر ایک اپنے ہمراہی کو اوسکی تمنا سے

---

[1] رائے سہ شنبہ کی لیس جیلخانہ اور تمام انگریزوں کے بنگلے سوائے مسٹر لیسٹر کے لوٹ لئے
اور خراب کر دئے لیسٹر [illegible] کے بنگلے کے آگے اونکے آدمی دو دن تک کھڑکیون سے
گولیان چلاتے رہے اور زور کے ہوئے بھی حملہ کے واسطے جمع کئے لیکن پھر حریل اسمتھ کے آنے کی
خبر سکر چل کھڑے ہوئے۔ صفحہ ۵۳۔ امیر نامہ انگریزی۔

[2] رائے رتن چند نواب سعادت علی خان والی اودھ کے دیوان تھے۔ مؤلف

[3] یہ احمد خان حقیقی بھانجے نہیں تھے رشتہ میں بھانجے ہوتے تھے واسطے اُنکو گاؤں سیلیا پرگنہ جیرہ کا
جاگیر میں دیا تھا سواے حمیدہ کے بقول غلام رسول خان و عبد الرحمن خان کے قصبہ میں ہے۔ مؤلف ۱۲

نواب کو پایاب کا پتہ بتا کر دہانتک لیگیا اور کہا کہ یہاں سے بلا تامل اوتر جاؤ یہہ کہکر وہ تو غائب ہوگیا اور نواب نے سجدات شکر الہی بجالا کر دل مین کہا کہ اب یہہ معلوم نہین ہوتا کہ گھاٹ پایاب ہے یا نہین اور کیونکر یہان سے پار اوترینگے - مگر خدا پر توکل کرکے گنگا کے کنارہ کھڑے ہوئے اور کچھہ پھول پان اور کسی قدر زر نقد بھینٹ کرکے کہا کہ اے گنگا تجکو ہندو پوجتے ہین اور کہتے ہین کہ تجھہ مین خدا کی قدرت کا ظہور ہے اگر حقیقت مین تو ایک مظہر انوار الہی سے ہے تو مجھہ مین بھی خدا کی قدرت کا پرتو ہے تو مجکو راستہ دیدے - یہہ کہکر پاک نیت سے اپنی سواری کے ہاتھی کو پانی مین ڈالدیا اور صحیح و سلامت معہ تمام سوارون کے پار اوتر گئے - اسوقت گنگا اسقدر پایاب ہوگئی تھی کہ گھوڑون کے تنگ بھی پانی سے تر نہین ہوئے اور لشکر کی بکریان تک آرام سے اوتر گئین [1]

اُس دن تو نواب نے موضع دہوترہ مین جو کنارہ پر ہی تھا ڈیرہ کیا اور دوسرے دن صبح ہی ادہر وہ مین پہونچے اور رات کو وہان سے کوچ کرکے چار گہڑی دن چڑھے مرادآباد مین داخل ہوئے - انگریزی فوج جو وہان تھی اوس سے مقابلہ کرکے اوس کے بہت سے آدمیون کو تو تلوار اور برچھیون سے

---

[1] جرنیل اسمتھ نے بھی اسی گھاٹ سے نواب کے تعاقب مین ۱۵ فروری کو عبور کیا دریا قریب نصف میل کے چوڑا تھا اور پانی بڑہتا چلا جاتا تھا - کچھہ ٹٹو اور بیل بہہ گئے اور کئی آدمی بھی غرقاب ہوئے صفحہ ۲۵۱ - امیرنامہ انگریزی +

اُتر کر وہاں کا معاملہ لیا اور گوکل کو لوٹ کر جوار کے راستہ سے کونہ کو
گئے وہاں سے کے زمیندار دوندے خاں کو چار انگریزی پلٹنیں گھیرے ہوئے
تھیں جو یہ خوف کرکے کہ نواب دوندے خاں کے بلانے سے ہمارے
تدارک کو آئے ہیں قلعہ علی گڈھ[ل] کو چلی گئیں۔ نواب کمونہ سے کوچ کرکے
بسی نگر سری پور اور جلال پور وغیرہ مقامات کنارہ گنگ میں ہوتے ہوئے
گھاٹ پوٹ پر پہونچے اور وہاں ڈیرہ کرکے کنارہ کنارہ دریا کے پایاب
کی تلاش میں ستر کوس نکلگئے۔ مگر کہیں دریا پایاب نہ ملا۔ ناچار وہاں سے
لوٹے اور ترچھیت گڈھ کے راستہ سے تلاش کرتے ہوئے قمرالدین نگر
کے گھاٹ پر آئے اس دن تیس کوس کی منزل ہوئی اور امید کی کشتی ساحل
مراد کو نہ پہونچی تب ناامیدی کے ساتھ واپس روانہ ہوئے اور یہ ارادہ کیا
کہ گھاٹ سرفراز نگر اور ہردوار سے جو دور دراز فاصلہ پر تھا دریا کو عبور کریں
اس ارادہ سے تھوڑی دور گئے تھے کہ غیب سے ایک پیرمرد پیدا ہوا اور

ل نواب نے ۲ فروری ۱۸۰۵ء کو اس موقع پر حملہ عبور کیا تھا مسعود ۱- امیر نامہ انگریزی ۱۲
ک کرنل گرو بر [illegible] معہ دو پلٹن اور دو کمپنی قواعد دان و تھوڑی سی مدد اور سوار
غیر قواعد دان سوار اسکنر [illegible] Skinner صاحب کے کمونہ کے اوپر گئے ہوئے تھے وہ میاں
جہاں پاں گیا تھا ہی امیر کی آمد سنکر علی گڈھ کو لوٹ گئے کرنل [illegible] نے جو لارڈ لیک
کے حکم سے نواب کے تعاقب میں روانہ ہوئے تھے ۱۱ - فروری کو اس امید سے کوچ کیا کہ
نواب کو کمونہ میں جا پکڑیں لیکن بہت دیر سے پہونچے۔ مسعود ۱ ۲ - امیر نامہ انگریزی -
جار حاشیہ میں لکھا ہے کہ انگریزوں نے ۶ - فروری کو پہلی مگہ (رہرت پور) سے مورچ ہٹا کر دوسری
جگہ اور سو کوس تک کی تھی مگر امیر خان کا دوآبہ میں ہونا ہر بارش کے واسطے جانا سکرادو کا تعاقب
مقدم سمجھا ہوا - ۱۲

مہاراج نے کہا کہ ہمارے لشکر مین تو ابھی شکست ہاے متواترہ کی وجہ سے دوڑ دھوپ کی طاقت نہین ہے امیر نواب سے فرمایا کہ بھائی اب تمھاری باری ہے کمر باندھو اور دشمن کے ملک مین جاؤ۔ نواب نے خوشی سے جانا قبول کیا اور اس مہم کا تمام بوجھ بھاری اپنے دوش ہمت پر لیا۔ یہ واقعات ۱۲۲۱ھ[1] مین ہوے۔

باب بست و چہارم

حملہ نواب کا ملک کٹھیر پر دوآبہ مین ہوکر اور سرگردانی اونکی پایاب گھاٹ کی تلاش مین اور آخر اوترنا گنگا کا ایک پایاب گھاٹ سے کچھ چڑھاو چڑھا کر پہونچنا مرادآباد مین اور انگریزی فوج کو مار کر کاٹنا جیلخانہ کا۔ ایک دفینہ کا برآمد ہونا۔ انگریزون کا مقابلہ ایک نمرہ مین سے جرنیل اسکاٹ صاحب کے تعاقب مین آنے کی خبر پہونچنا۔ اور روانہ ہونا نواب کا مرادآباد سے اور لوٹنا کاشی پور کو اور پہونچنا اونکے پنڈارون کا ہلدی تک۔ اسکاٹ صاحب کا تعاقب کرنا۔ اور واپسی

[1] ۱۲۲۱ہجری تاریخ ۱۲- مارچ ۱۸۰۶ء کو شروع ہوکر ۱- مارچ ۱۸۰۷ء کو ختم ہوا ہے یہ سہو ہی پیشگی رکھدیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا واقعات ماہ فروری ۱۸۰۵ء میں ہوئے جو سنہ ۱۲۱۹ھ کے ختم ہونے سے پہلے شروع ہوا تھا)۔ امیر نامہ انگریزی صفحہ ۲۴۹ +

محاصرہ[1] کیا۔ جب دو گھڑی کا تڑ تڑ کار رہا تو جرنیل صاحب نے پلٹنون کا قلعہ باندھکر اور رسد کو درمیان مین لیکر کوچ کیا۔
نواب نے چاہا کہ گھوڑا دوڑاکر حملہ کرین مگر مہاراج ہلکر نے روک لیا اور کہا کہ دشمن فوج کا قلعہ باندھے ہوئے بڑی ہوشیاری سے جاتا ہے اس حالت مین اوسپر بیجا حملہ کرنا اور اپنی جرات کو کھونا مناسب نہین ہے بیری فوج کا تو اوسکی آنکھون مین کچھ رعب اعتبار نہین رہا ہے جو فرخ آباد اور ڈیگ مین اوس کے ہاتھون سے شکست کہا چکی ہے اور تمہاری فوج بندیلکھنڈ سے غالب ہوکر آئی ہے اوسکا خوف دشمن کو البتہ بہت کچھ ہے۔ اب خدانخواستہ اس حملہ مین وہ پسپا ہوئے تو ہم تم بہت حقیر اور ناچیز اوسکی نظر مین ہو جائین گے اور ابھی تو تم کو بڑے بڑے کام کرنے ہین۔
نواب نے خلاف مرضی مہاراج کے لڑائی مین مبادرت کرنا بہتر نہ دیکھکر مقابلہ سے طرح دی اور اپنے لشکر مین چلے آئے۔
دو تین روز بعد راجہ رنجیت سنگہ نے اونکو اور مہاراج کو بلاکر کہا چونکہ دونون سرداران کا یہان یکجا رہنا قرین مصلحت نہین ہی اس لئے چاہیئے کہ تم مین سے ایک یہان رہے اور ایک دشمن کے ملک مین جاکر لوٹ مار کرے۔

---

[1] نواب نے اس معاملہ کو اگلے دن پر رکھنے مین غلطی کی ہی لارڈ لیک صرف ایک رات باہر رہے تھے۔ فوج بشکل مربع کبھی نہین آراستہ کی گئی تھی۔ صرف دو کالم یعنی صف مین روانہ ہوئی تھی۔ رسد درمیان مین تھی ایک صف آگے تھی اور ایک پیچھے تھی کوچ نگاتار ہوتا رہا تھا۔ صفحہ ۲۴۸۔ امیرنامہ انگریزی۔ ۱۲

کے ساتھ تھی اونکو دیکھتے ہی ہر طرف سے قلعہ باندھکر لڑنے کو کھڑی ہوگئی اور
لڑنے لگی۔ گھڑی بھر کے بعد جرنیل لیک صاحب معہ چار پلٹن بارہ رجمنٹ
اور دو ہزار سوار ہندوستانی اور گھوڑچڑھی توپوں کے رسد لانے والوں
کی مدد پر آ پہونچے۔ یہ خبر نواب کے سواروں نے جو سواری سے پیچھے رہگئے
تھے دوڑ کر نواب کو دی۔ نواب اوسکے تدارک کی تدبیرین تھے کہ مہاراج ہلکر
خریدہ سواروں سے وہان آ گئے۔ چونکہ یہ بات خلاف تدبیر تھی۔ اِس لئے نواب نے
مہاراج کی بےعقلی پر بڑا افسوس کیا اور غصہ سے مہاراج کے پاس جاکر کہا
کہ میں نے جو تدبیر سوچی تھی اگر اوسکے مطابق آپ عمل کرتے تو لشکر دغا کری
نشین ہو جاتا۔ مہاراج نے عذر خواہی کرکے کہا کہ میری دانست میں یہی
درست معلوم ہوا آیندہ ایسا نہوگا۔ اس عرصہ میں شام ہوگئی۔ نواب نے معہ
مہاراج کے بفاصلہ قریب ڈیرہ کیا اور صبح ہی اپنی فوج کے تین غول کرکے
ایک غول کو دہنے ہاتھ کی طرف رکھا اوسمیں خود نواب بھی معہ اپنے سواروں کے
تھے۔ دوسرا غول بائین ہاتھ کو تھا جسمیں مہاراج ہلکر معہ اپنے خاص سواروں
کے تھے۔ تیسرے غول کو مقدمۃ الجیش کیا اسمیں جمنا بھاؤ جو ایک عمدہ سردار
مہاراج کا تھا معہ دکھنی اور پنڈارہ سواروں کے مقرر ہوا۔ لڑائی شام تک
ہوتی رہی۔ بعدہ جمنا بھاؤ انگریزی گولوں کی مار سے میدان چھوڑکر بھاگا۔
تب مہاراج ہلکر نے حملہ کیا لیکن وہ بھی تاب نہ لاکر لوٹ گئے۔ گو نواب نے دشمن کو
اپنی طرف نہ آنے دیا۔ اتنے میں رات ہوگئی اور دونوں فوجیں وہیں قریب
قریب اوتر پڑین۔ مہاراج اور نواب نے تمام رات انگریزی فوج کا

کوچ کرکے بھرت پور سے تین اور انگریزی لشکر سے دو کوس کے فاصلہ پر درمیان راستہ بھرت پور و متھرا کے قیام کیا۔ چونکہ انگریزی لشکر نہایت قریب تھا اس لئے رات دن بڑی ہوشیاری اور خبرداری کرنی پڑتی تھی اور اوسکے حملہ اور شبخون کی اطلاع کے واسطے آدھ آدھ کوس پر چوکیاں بٹھادی تھین اور گھوڑے ہروقت کسے رہتے تھے کہ جب نواب چاہتے تھے سوار ہوکر دشمن کے مقابلہ پر جا کھڑے ہوتے تھے اور جنگ قراولی کرنے لگتے تھے۔ آخرکار ڈاک کے ہرکارہ نے خبر دی کہ انگریزون کی بہت سی رسد متھرا سے آگئی ہے جس کے ساتھ چار پلٹنین اور دو ہزار سوار ضابطہ کے واسطے ہین۔ نواب نے فوراً اپنے سوارون کو متھرا کی جانب جانے کا حکم دیا اور خود چند سوارون سے مہاراجہ ہلکر کے پاس گئے اور کہا کہ جب میرا جانا جنرل لیک کو معلوم ہوگا تو وہ یہان سے مسلح اور منتخب فوج لیکر مدد کے واسطے جائینگے اوسوقت آپ بھی جنرل کے لشکر پر کہ جسمین برائے نام تھوڑے سے آدمی رہ جائینگے حملہ کردینا اور جو تم سے ہوسکے اوسکے کرگذرنے مین دریغ اور صرفہ نکرنا۔ اگر یہ امر منظور نہو اور یہان کا کام آپکو دشوار دکھائی دیتا ہو تو مجھکو اس مہم پر چھوڑ دو اور رسد کی مہم اپنے ذمہ لو۔ مہاراج نے کہا کہ تم تو رسد کے اوپر جاؤ اور یہان جو مجھ سے ہوسکیگا اوسمین کوتاہی نہ کرونگا یہ سنکر نواب فوراً روانہ ہوگئے اور سوارون کے شامل ہوکر رسد کے قریب جا پہونچے جو وہان سے پانچ کوس کے فاصلہ پر تھے۔ انگریزی فوج جو رسد

---

[1] اس [illegible] جنوری کی رسد مین اسقدر سامان تھا کہ غلہ ایک ہزار بار و سامان سنگزین کی ایک ہزار گاڑیان گولے [illegible] ہزار نقد ۱۶ لاکھ روپیہ۔ جام جہان نما ۱۲

ہوے اور اونکو ہٹا کر اپنے مقام پر آ گئے۔

راجہ رنجیت سنگھ نے جو قلعہ کے اوپر سے یہ تمام ماجرا دیکھ رہے تھے نواب کو بلا کر بہت تسلی اور دلجمعی کی اور کہا کہ آپکی دلیری اور مردانگی جو کچھ مینے کانون سے سنی تھی وہ آج آنکھوں سے دیکھ لی اور یہ کام جو بگڑا سو بالکل بسبب بیباکی لیک تدبیری سے بگڑا ہے۔ مگر کچھ اندیشہ کی جگہ نہین ہے یار زندگانی صحبت باقی پھر دیکھا جاوے گا۔ دو چار روز بعد راجہ رنجیت سنگھ اور مہاراج ہلکر نے نواب کو بلا کر کہا کہ اب پھر خبر انگریزون کی رسد پہونچنے کی سنی جاتی ہے اور دو چار دن مین بہت سی رسد متھرا سے جرنیل کے لشکر مین آویگی۔ اس دفعہ اگر جرأت اور جانبازی کرکے اوس کو لوٹ لاؤ گے تو اس پہلی فتح سے یہ لڑائی ختم ہو جاوے گی اور جو یہ کام ہوا تو پھر حریف کا تدارک بہت مشکل ہو جاوے گا۔ نواب نے پھر یہ کام اپنے ذمہ لیا اور

سلہ ۲۸ جنوری کو ایک سمٹ ڈرگون دو ہندوستانی رسالے اور تین پلٹنیں لارڈ لیک کے لشکر سے واسطے حفاظت اوس پچاس ہزار بیلوں کے رسد کے روانہ ہوئیں جو آگرہ سے آتی تھی۔ ۲۹ جنوری کی ٹھیک دوپہر کو ہلکر امیر خان اور راجہ بھرت پور کے سوارون نے اوس پر حملہ کیا۔ لارڈ لیک بھی مع باقی ماندہ فوج کے کیمپ سے روانہ ہو کر اگلی فوج سے آ ملے۔ رسد اوس رات تو چاروں طرف کی حفاظت میں رہی اور اگلی صبح کو صحیح و سلامت لشکر میں پہونچ گئی۔ سوا ایک خفیف تکرار اور چھوٹے سے حملہ آٹھوین لائٹ ڈرگون کے اور کوئی لڑائی نہیں ہوئی صفحہ ۲۲۶

(امیر نامہ انگریزی)

کہ یہ حماقت اور نادانی جو باپو سیندھیا نے کی ہے کوئی نادان بھی نہین
کرے گا کیونکہ انگریزی فوج یہان سے بہت قریب ہے، اور یہ تو ہین اوسنے
بھی سُن لی ہونگی پھر اگر وہ جوان تلنگون کی مدد پہ آجائے تو بڑی قباحت
کی بات ہے۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ فوج کی گرد نظر آئی اور نواب نے کہا
کہ باپو سیندھیا سے جاکر کہو کہ لو یہ اپنی کارگذاری کا خمیازہ اوٹھاو۔
اس اثنا مین انگریزی فوج معہ توپون کے اُس گاوُن کے پاس آ پہونچی اور اندر
سے وہ تلنگے بھی تازہ دل ہوکر باہر نکلے باپو سیندھیا پر دونون طرف سے
توپ اور بندوقین چلنے لگین جنکی مار سے باپو سیندھیا کی پلٹنین اپنی توپون
اور انگریزی توپون کو جو رسد کے ساتھ تہین اور نواب کے آدمی اونکو لیکر باپو
سیندھیا کے شامل ہوگئے تھے اوسی جگہ چھوڑکر بھاگ گئین اور جو سوار نواب
کے ساتھ تھے وہ بھی اونکو بھاگتے دیکھکر بغیر مقابلہ جنگ کے فرار ہوگئے۔
صرف دو تین سوار نواب کے پاس اُس معرکہ مین ثابت قدم رہے۔ نواب نے
چاہا کہ گھوڑا اوٹھائین اور جنبات کرین مگر ایک سوار نے کہا کہ آگے پیچھے دیکھی
تو سہی کہ اسوقت سرکار کے ساتھ کون ہے۔
نواب نے پھر کر دیکھا تو کسی کو نہ دیکھا۔ ناچار لڑائی سے طرح دی اور جس طرف
اونکے سوار اور باپو سیندھیا کی پلٹنین بھاگی جاتی تھین یہ بھی اودہر ہو لیے
اور پاس پہونچکر للکارتے ہوے اونکو میدان جنگ کی طرف گھیرنے لگے جب
کسی نے کچھ خیال نہ کیا تو لوٹکر اپنے نشان کے ہاتھی کے پاس آئے دو سو
سوار جو وہان کھڑے تھے نواب اونکے شامل ہوکر انگریزی پلٹنون پر حملہ آور

لہلا بھیجا کہ جوہر شجاعت کے امتحان کا وقت یہی ہے کہ رسد انگریزی
لشکر میں نہیں پہونچنا چاہیے۔ نواب نے اوسی وقت باوجودیکہ جمشید خان
محمد سعید خان اور سرور خان وغیرہ رسالدار معہ اپنے سواروں کے فوج
کی جرکیوں میں دو دو کوس کے فاصلہ سے تھے کوچ کر دیا اور جلدی سے رستہ میں
پہونچکر تلنگوں کو جو ساتھ تھے مار ڈالا اونکی توپیں چھین کر رسد تمام لوٹ لی۔
تلنگوں کی دو تین کمپنیاں کہ جو ایک طرف ہوگئی تھیں قلعہ باندھ کر لڑتی ہوئی
ایک گاؤں میں چلی گئیں جو انگریزی لشکر سے ایک کوس کے فاصلہ پر تھا۔
باو سینڈ میا یہ خبر سنکر معہ کئی توپوں اور اپنے سواروں و پلٹنوں کے اس گاؤں
کی طرف گیا اور گولے مارنے لگا۔ نواب نے توپ کی آواز سنکر اپنے ہمراہیوں
سے پوچھا کہ یہ توپ کی آواز کہاں سے آتی ہے اوتھوں نے کہا کہ باو سینڈ میا
معہ اپنی فوج کے آکر ان تلنگوں کو گاؤں میں گھیر لیا ہے۔ نواب نے غصہ ہوکر کہا

سلہ حالات نامہ میں لکھا ہے کہ ۲۲ جنوری ۱۸۰۳ء کو رسد پر لڑائی ہوئی انگریزوں کی توپ چلتے چلتے بند
ہوگئی امیر خاں نے جاکر کے توپ لے لی مگر جنرل لیک نے ڈیوریٹ کو مدد کے لئے بھیجا۔ امیر خاں جنگ کے بعد
اوپر مارے جانے ۲ آدمی کے چالیس توپیں چار صندوق بارود اور ۵۴ نشان چھوڑ کر بھاگ گئے
اور ایک الگ انگریزوں کے ہاتھ لگی حسین دو حانہ سکال [illegible] بہا تھے اکثر سپاہیوں کا دوسرا باو سینڈ میا
کا قصور کیا گیا۔ ۱۲

شلہ اس داستان کا یہ حصہ اصل واقعہ کے مطابق نہیں۔ محافظ فوج کے پاس توپیں تھیں
جسکو امیر نے لے لیا تھا اونکی آواز بھی ویسی ہی لارڈ لیک کے لشکر میں آئی تھی جیسے کہ باو
سینڈ میا کی توپوں کی۔ صفحہ ۲۲۴۔ امیر نامہ انگریزی ۱۲

پھرنا ناکام رہنا نواب کا مہاراج کی سپہ... سے اور گھیرنا
نواب اور مہاراج کا انگریزی فوج کو۔ باز رکھنا مہاراج کا
نواب کو انگریزوں پر حملہ کرنے سے۔ اور بھیجنا راجہ بھرت پور کا
نواب کو انگریزی ملک میں لوٹ مار کرنے کے واسطے

دو ایک روز بعد راجہ رنجیت سنگھ نے نواب کو بلا کر بڑی تپاک اور تعظیم سے ملاقات کی اور کہا کہ ہم کو آپکی شجاعت اور بہادری سے یہ امید ہے کہ اس معرکہ میں نشان نامواری کا بلند کرکے دشمن کو مغلوب کروگے۔ نواب نے کہا کہ ہمت مردان مدد خدا۔ جو خدا نے چاہا تو ایک تبہ رخش ہمت کو میدان شجاعت میں کاوہ دیکر اپنے نیزہ کی نوک سنگینوں سے پار کردونگا اور توپ بندوق سے گذر کر چھری اور تلوار کی لڑائی لڑونگا۔ آیندہ فتح و شکست خدا کے ہاتھ ہے لیکن خرچ کے واسطے ہم کو دس لاکھ روپیہ کی تجویز کردینا چاہیے راجہ نے قبول کرکے روپیہ کا بندوبست کردیا[1]۔ کچھ روز بعد خبر پہونچی کہ انگریزوں کی رسد جو متھرا سے آتی ہے بھرت پور سے پانچ چھ کوس پر آپہونچی ہے[2] اسپر راجہ رنجیت سنگھ نے نواب کے

[1] چہار چمن نامہ میں لکھا ہے کہ راجہ بھرت پور نے چھ لاکھ روپیہ دیکر امیر خان کو بندیلکھنڈ سے بلایا تھا ۱۲

[2] ایک رجمنٹ سواران ہندوستانی نمبر ایک اور ایک پلٹن نمبر ۱۵ ہندوستانی پیدلوں کی لارڈ لیک کے کیمپ سے زیر حکم کپتان والش [illegible] دوسرے حملہ سے ایک دن بعد اُن بارہ ہزار بیلوں کی حفاظت کیواسطے بھیجی گئی تھی جو رسد لیکر کیمپ میں آتے تھے ۲۳ جنوری کو نواب نے انکو گھیرا اور وہ دن نکلے ایک گاؤں کے پاس پہونچے۔ نواب نے دو توپیں لیلیں اور گاؤں کے کچھ حصہ پر بھی قبضہ کرلیا لیکن ۹ بجے کے وقت کرنیل رنگر ایک رجمنٹ ڈرگون یعنی اردلی کے سواروں اور ایک دوسرے ہندوستانی رسالہ کی لیکر وہاں پہونچے۔ انکے گرد پہونچتے ہی وہ فوج جو گاؤں میں تھی باہر نکلی اب اوس نے اپنی توپیں ہی واپس نہیں پائیں بلکہ چار توپیں نواب کی بھی لیلیں [illegible] کہتے ہیں کہ نواب پیدل بھاگے اور بھیس بدل کر بچے صفحہ ۲۰۴

آکر لڑائی مین شامل ہوگئے اوس وقت ہرطرف سے اسقدر حملہ پر حملہ ہوا کہ انگریزی فوج کے چھکے چھوٹ گئے اور قواعد اور قلعبندی کا اوسان جاتا رہا اوسی حالت مین مہاراج ہلکر بھی سوار ہوکر آ ئے۔ نواب اونکو دیکھکر خوش ہو گئے اور کہلا بھیجا کہ اگر آپ پشت کی طرف سے زور دیکر حریف کو کچھہ اپنی طرف متوجہ کرلو تو مین ادھر سے فوراً ادنکا کام تمام کرڈالون گا۔ مگر مہاراج جسنے اس خیال سے کہ جو مین مقابلہ کرون اور فتح نواب کے نام سے ہو تو یہ بہتر نہین ہی جنگ سے طرحدی اور ایک طرف ہوگئے اور نواب اوسی طرح لڑتے رہے۔ اتنے مین جرنیل لیک دوبارہ سہ بارہ یورش کرکے بھرتپور کی شہرپناہ سے پسپا ہوئے اور اپنے ڈیرے کو لوٹ آئے یہ خبر سنکر وہ رجمنٹ اور پلٹن بھی کہ جو نواب سے لڑتی تھین میدان چھوڑکر ڈیرہ کی طرف لوٹین نواب کے سوار ادنکے تعاقب پر گئے اور جب وہ اپنی فوج مین جا ملیں تو واپس چلے آئے۔

باب بست وسوم

بلانا راجہ بھرتپور کا نواب کو اور بھیجنا انگریزونکی رسد لوٹنے کیواسطے جانا نواب کا باوجود ناراضی اپنے سردارون کے اور کامیاب ہونا اور شکست کھانا بابوسیندھیا کی بدتدبیری سے مگر تسلی دیکر دوبارہ بھیجنا راجہ بھرتپور کا نواب کو انگریزونکی رسد پر۔ جانا نواب کا ادھر خود آنا لیک صاحب کا رسد کی حفاظت کے واسطے اور

ہونچکر خبر دی کہ بارہ رجمنٹ اور چار پلٹنین انگریزی سیدھی آپکے ڈیرے پر جاتی ہین اور باقی انگریزی فوج بھرت پور پر حملہ کرنے کو تیار ہو رہی ہے۔ نواب سوار ہوئے اور اوسی قدر جمعیت کے ساتھ جو اونکی رکاب مین تھی انگریزی فوج پر اپنے ڈیرے کی طرف گئے مگر چونکہ یہ پلٹنین قلعہ باندھے ہوئی تھین اور قواعد مین خوب مشاق تھین اس لئے اونہون نے ایکدم سے توپین اور بندوقین سر کرکے نواب کے حملہ کو لوٹا دیا۔ نواب نے خیال کیا کہ حملہ تو کچھ پیش نہین جاتا۔ اب دوسری تدبیر کرنا چاہیئے اور اپنے سوارونکو حکم دیا کہ ہر ایک طرف سے متفرق ہوکر حملہ کرین اور جس طرف سے قابو پائے غنیم کے اوپر جاکر اپنی بہادری کے جوہر دکھلائے۔ اس سے سوارون کے دل اور دماغ مین شجاعت کا شعلہ بھڑک اوٹھا اور وہ ہر طرف سے دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ اس اثنا مین کچھ سوار اور بھی جو سواری سے پیچھے رہگئے تھے

ملہ یہ بہت درست ہی جبکہ دوسرا حملہ خندق مین ختم ہوچکا تھا۔ امیر کی فوج اپنے لشکر مین آتی ہوئی دکھائی دی ایک مضبوط فوج سوارون اور گھوڑچڑہی توپون کی اوسکے مشغول رکھنے اور روکنے کے واسطے بھیجی گئی لارڈ لیک خود اس فوج کے ساتھ تھی لیکن دشمن مقابلہ پر نہ آیا دور سے گولہ اندازی کرتا رہا صفحہ ۲۴۱ امیرنامہ انگریزی

ملہ دوسرا حملہ ۲۱ جنوری ۱۸۰۵ء کو ۳ بجے شام کو کیا گیا تھا اس فوج کے ساتھ ہلکے اور جلد چلنے والے پل خندق سے گذرنے کے واسطے تھے لیکن پل چھوٹے نکلے آٹھ فٹ پانی اور باقی رہ گیا جہان پر پل کی ضرورت تھی اس سبب سے خندق عبور کرنا ممکن نہوا اور فوج بعد بہت تکلیف اوٹھانے کے واپس بلائی گئی صفحہ ۲۴۱ ۔ امیرنامہ انگریزی

[illegible] کی خندق اور [illegible] کا لشکر گھڑا ہوتا پیدل فوج کے پیچھے سے خاص غنیم نواب کی تھی جرنیل [illegible] لیک [illegible] فوج کے ساتھ بعد دوسرے حملون کے لشکر مین لوٹ آئے تھے صفحہ ۲۴۲ ۔ امیرنامہ انگریزی

واپس گئے۔ [1]
اب مہاراج ہلکر نے اپنی ندامت دور کرنے کے واسطے غلامی خان وکیل کو معہ ایک لاکھ روپیہ کے نواب کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ ہمارے قصوروں پہ لحاظ کر کے جلد ہمارے شامل ہو اور غلامی خان آپکا نوکر ہے اوسکے ساتھ جو مراج میں آئے وہ کرو۔ نواب غلامی خان کے پہونچنے پر اپنی فوج کو تنخواہ تقسیم کر کے فتح پور سیکری میں پہونچے۔ مہاراج ہلکر یہ سنکر جریدہ مع دو ہزار سواروں کے پیشوائی کے طور پر وہاں آئے اور نواب سے ملے اور عذر و معذرت کر کے اونکو اپنے ساتھ لائے۔ اس دن تو بھرت پور سے پانچ کوس پر دونوں سردار فروکش رہے دوسرے دن مہاراج ایسے مقام پر جو بھرت پور سے دو کوس پر سوا۔ ان جریدہ کے ڈیرے میں تھا واپس آگئے۔ نواب نے وہین قیام رکھا اور اگلے روز پھر دن چڑہے کے قریب بھرت پور کے پاس پہونچ کر اپنا ڈیرہ کھڑا کیا۔ چوبداروں اور نقیبوں کو کہدیا کہ جب فوج آئے تو اوسکے ڈیرے یہاں کرانا اور آپ اسی طرح گھوڑے پر چڑھے چڑھے معہ پندرہ بیس سواروں کے مہاراجہ ہلکر کی ملاقات کو جو وہاں سے دو کوس پر تھے گئے اور ملے۔ ملاقات کے بعد جب دونوں سردار کھانا کھا کر شوقیہ باتین کر رہے تھے کہ گرد کی سیاہی نواب کی قیامگاہ کی طرف سے نمود ہوئی اور ڈاک کے ہرکارہ نے

---

[1] جام جہان نما میں لکھا ہے ۳۴ انگریز ۲ کپتان ۳ لفٹنٹ اور ۴۲ ہندوستانی اس رات کو مارے گئے تھے ۲۶ انگریز ۱۶۵ ہندوستانی زخمی ہوکر قلعہ والوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے اور راجہ بھرت پور کے حکم سے مار ڈالے گئے۔ انگریز سے مراد یہاں گورہ ہے ۱۲

جب نواب دھولپور سے روانہ ہوے اور بھرت پور اونسے بیس کوس رہگیا تو جرنیل صاحب نے خیال کیا کہ اگر نواب مہاراج سے آملے گا تو بھرت پور کا فتح کرنا بہت مشکل ہو جاے گا۔ بہتر یہ ہے کہ اوسکے پہونچنے سے پہلے بھرتپور پر حملہ[1] کروں اور فتح کروں۔ چنانچہ اس ارادہ سے اونھون نے بڑی جرات کے ساتھ باوجودیکہ ابھی شہر کے دیوار بھی نہ ٹوٹی تھی حملہ کیا اور بڑا زور[2] شور دکھایا۔ لیکن راجہ بھرت پور نے جو بڑے بہادر اور مرد شجاع تھے اور حملہ کے وقت اپنے مورچوں میں خوب ہوشیار رہتے تھے جرنیل صاحب کی فوج کو پیچھے ہٹا دیا اور بہت سے گوروں اور تلنگوں کو خندق میں گرا کر مار ڈالا۔ جرنیل صاحب فتح سے ناامید ہو کر ناکام اپنے ڈیرون کو

[1] حملہ میں جلدی کرنے کا سبب بے بنیاد بیان کیا گیا ہے اور لارڈ لیک سے غالباً ایسا نہوا۔ صفحہ ۲۴ امیر نامہ انگریزی۔ [2] اول حملہ ۹ جنوری ۱۸۰۵ع کی رات کو کیا گیا تھا ارادہ تو یہ تھا کہ ایسی خفیہ کارروائی کیجاے جسمیں کسی کو خبر نہو لیکن زمین کی نادرستی اور شور و غل سے خبر ہو گئی۔ بائیسوین شاہی فلینک ... پلٹن کی ایک جماعت شگاف پر سے چڑھ گئی اور وہاں بہت دیر تک کھڑی بھی رہی لیکن مدد نہ پہونچی جس سے نکالدی گئی اور کرنیل میٹ لینڈ ... جو اس حملہ میں سپہ سالار تھے مارے گئے دو جماعت بعد ایک ثابت قدم حملہ کے واپس بلالیگئی واپسی کے وقت بہت نقصان اوٹھانا پڑا۔ صفحہ ۲۴۰۔ امیر نامہ انگریزی۔ [3] لڑائی کے وقت راجہ رنجیت سنگھ دو ہراوٹے اٹھ میں لیئے قلعہ کی دیوار پر گھومتے تھے۔ گولندازوں اور سپاہیوں سے یہی کہتے رہتے تھے کہ قلعہ تمہارا ہی ہے اور جب کہتے کہ آپ یہاں سے ہٹ جاوین کیونکہ گولے اولوں کی طرح برس رہے ہیں تو یہ جواب دیتے کہ بھائی جیسے ہم کی جٹی بھگوان کے گھر سے گولے میں بندہی آئی ہے اوسی کے گولے لگینگے۔ ۱۲
(آئینہ تاریخ نما حصہ دوم)

اور خود مختار الدولہ معہ اپنے کمپو کے اُس صلح کی تحصیل میں مصروف رہا اور جوانمردی سے کچھ عرصہ تک وہاں اپنا گذارہ کیا۔ پھر دولت راؤ سندھیا کی سرکار میں نوکر ہوگیا اور ایک دوسرا کمپو تیار کرنے لگا۔

نواب گوالیار سے کوچ کرکے چنبل ندی سے اوترے اور دہولپور میں پہونچے وہان محمد خان آفریدی وغیرہ نے جرنیل لیک صاحب کی طرف سے آکر اونکو کہا کہ جو سوال تواب مُلک اور مال کا پہلے سے معرفت واصلی صاحب کے ہوگیا ہے اگر اوسکے موافق صلح کرنا منظور ہو تو اٹھارہ لاکھ روپیہ کا ملک اور اس سے زیادہ لیلو۔

نواب نے جواب دیا کہ مجھسے ہرگز یہ توقع مت رکھو کیونکہ میرا ارادہ بہت بڑا ہے اور پورا ہونا اوسکا خدا کے ہاتھ مین ہے ۔ اس گفتگو کا حال بھرت پور کے راجہ رنجیت سنگ کو معلوم ہوگیا تھا اونھون نے مہاراج ہلکر سے کہا کہ جو انگریز نواب کو ہمسے علحدہ کرکے اپنی طرف کرلین گے تو پھر بہت سخت مشکل پیش آئے گی۔ مہاراج نے کہا کہ مجھکو میرے اُس بھائی کا بھروسہ ہے[۱] وہ کبھی اس بات کا میاں ہی کرے گا۔ بس یہ کہکر اودن نے راجہ مذکور کی خوب دلجمعی کردی۔

---

[۱] اس بات کی کوئی تحریری سند یا مدہ شہادت نہیں ہے کہ کوئی ایسا تذکرہ نواب سے صلح کرنے کے لئے آیا ہو صفحہ ۲۳۹۔ امیرنامہ انگریزی [۱] یہ بات خود واقعات کے بیان سے مشہور ہے کہ مہاراج جسونت راؤ نے نواب سے پگڑی بدل کر بھائی چارہ کرلیا تھا۔ ۱۲ مؤلف۔

کو جواب دیدیا - چونکہ اوسوقت نواب بھرتپور کی طرف کوچ کرکے چلے آئے تھے اس لئے مختارالدولہ بیت حیران ہوا اور اوسنے دل مین کہا کہ اب مین کیا کرون اور کہان جاؤن - راجہ درجن سال کھیچی جو انباجی کے پاس تھے یہ حال دیکھکر مختارالدولہ کی دلجمعی کی اور اوسکو معہ کمپو کے ساد ہورہ علاقہ مالوہ کی طرف لے گئے -

کوٹہ کے راجرانا ظالم سنگہ نے جو ایک دانا آدمی تھا یہ حال سنکر اپنے مصاحبون سے صلاح کی اور کہا کہ جو اسوقت نواب کے قبیلون کو اپنے علاقہ مین کسی جگہ حفاظت کے ساتھ رکھا جاوے تو نواب عمر بھر اپنا احسان مند رہیگا - مصاحبون نے بھی اس صلاح کو پسند کیا اور راجرانا نے اپنے معتمد گوجر پٹھان محمد نور خان کو[1] جو ایک سیانا آدمی تھا قبیلون کے لانے کے واسطے بھیجا وہ مختارالدولہ سے آکر ملا اور کوٹہ کی راجہ کی طرف سے ظاہر کیا کہ اگرچہ ہمارا اسقدر مقدور نہین ہی کہ آپکے کمپو کو اپنے پاس رکھکر بندوبست اوسکے گذارہ کا کرین لیکن نواب صاحب کے قبیلون کے رہنے کے لئے شیرگڈھ کا قلعہ خالی کرا دیا جائیگا - مختارالدولہ وغیرہ نواب کے معتمدون نے اس بات کو بہتر سمجھکر متعلقون کو شیرگڈہ[2] مین پہنچادیا

---

[1] محمد نور خان کے بیٹے محمد امین خان کو ہمنے بھی دیکھا تھا اسکا تعلق نہ کوٹہ سے تھا نہ ٹونک سے

[2] سُنا ہی کہ جب نواب کا عہدنامہ انگریزی سرکار سے ہوا اوسی وقت راجرانا ظالم سنگہ نے تدامنا کرکے شیرگڈہ نواب سے خالی کرالیا - ۱۲

پاس پہونچے وہاں چار انگریزی پلٹنیں ٹھیری ہوئی تھیں وہ نواب کا
نام سنتے ہی مارے خوف کے بہت جلد کوئنچ کی طرف کوچ کر گئیں
نواب دو چار روز وہاں ٹھیرے اور علاقہ جات گرد و پیش سے معاملہ تحصیل
کرتے رہے۔ اس عرصہ میں جرنیل جون صاحب نے معہ کمپو انٹا گرد کر[1]
کے بڑودہ علاقہ گجرات سے مالوہ کے صلع میں پہونچ کر انباجی انگلیہ
کو کہا کہ مہاراج دولت راؤ سیندھیا سے اور سرکار کمپنی سے تو بخوبی
صلح اور صفائی ہے اور تم مہاراج موصوف کے ایک واسطہ دار ہو
نواب امیر خاں کے کمپو کو اپنے شامل رکھتے ہو یہ مناسب نہیں ہے
چاہیئے کہ اوس کمپو کو جواب دیدو اور آیندہ ایسے ...ں مت رکھو نہیں تو
انگریزی فوج کو اپنے سرپر پہونچی ہوئی سمجھو اور یہ ہی بات اوس کو
جرنیل لیک صاحب نے بھی لکھی۔ انباجی ڈر گیا اور اوس نے مختار الدولہ

[1] انٹا گرد کلیاد کے رہنے والوں کا لقب ہندوستانیوں نے رکھ چھوڑا تھا جب جرنل
لوس کی فوج لارڈ لیک سے خالی تو لارڈ کی فوج کا بھی یہی نام رکھا گیا جو ملکی کے
سپاہیوں کو بہت برا لگا اور فساد کرنے پر آمادہ ہوے۔ لیکن لارڈ لیک نے ڈونڈی
پٹواکر منع کر دیا۔ بہر حال ہمیشہ ملکی کے سپاہیوں کو اسی نام سے موسوم کرتے تھے اس
کی اصل ان لوگوں کے تلفظ سے پائی جاتی ہے۔ اہل یورپ جانتے ہونگے کہ بہوں قالکو
کی فوجوں کے عوامی لقب انگریزی میں ہیں مثلاً کوئی ہیس [illegible]
ملس [illegible] یا مولی کی ٹینس [illegible] اور ڈکس [illegible]

اس اثنا مین مہاراج ہلکر کی متواتر تحریرین بڑی عجز اور عذر کے ساتھ
بلانے کی تاکید مین پہونچین - نواب نے ناچار معہ فوج کے دیوری کو رچھا مر
سے مراجعت کی اور کورداڈی بھنواسہ مین آکر اپنے متعلقون کو معہ کمپو محمد شاہ
خان کے ساتھ لیا - قادربخش اور رمضان خان کے دس بارہ ہزار پنڈارون اور
ناگوجی پنڈت و نواب شہامت خان کو بھی جو وہان علاقہ کی تحصیل مین مصروف
تھے اپنے شامل کر کے ملہار گڈھ - لوٹن - پچھاڑ اور ٹوڈہ علاقہ مالوہ مین
ہوکر سیپری کلارس مین ڈیرہ کیا - انباجی انگلیہ جو وہان ٹھیرا ہوا تھا
آکر بڑی محبت سے ملا - اور بولا کہ مہاراج دولت راؤ سندھیا اور
جسونت راؤ ہلکر دونون کم عمر سردار ہین اور اپنا اچھا برا نہین سمجھتے ہین میری
شرم تم کو ہے -
نواب نے اوس کو تسلی تشفی کر کے کہا کہ جو تم اپنا سوال و جواب کسی دوسرے
کی معرفت مہاراجہ دولت راؤ سندھیا سے نکروگے تو مین ہر صورت تمھارا
شریک ہون انباجی کو اس بات کے سننے سے بڑی تقویت ہوئی اور اوسنے رابطہ
اتحاد کو عہد و پیمان سے مضبوط اور مستحکم کر کے کہا کہ محمد شاہ خان کے کمپو کو معہ
بنگاہ اور خاندان محل کے یہان چھوڑ جاؤ - مین اپنے شامل رکھ کر ہر طور
اونکا گذارہ کرا دونگا اور بوقت ضرورت معہ دو چار ہزار سوارون کے آپکے
پاس پہونچا دونگا - نواب نے اس بات کو منظور کیا اور محمد شاہ خان کو نواب
فتح الدولہ کا خطاب دیکر مع اپنے متعلقون کے انباجی کے پاس چھوڑا
اور آپ سواران جریدہ کے ساتھ نرودے کے گھاٹ سے اوتر کر گوالیار کے

بہت سی لوٹ فوج کے ہاتھ آئی۔ اول رسالدار فیض اللہ[1] خان بنگش نے وہان کی ضبطی کا ٹھیکہ اٹھارہ لاکھ روپیہ مین کرکے چار پانچ لاکھ روپیہ کی توسیل کی مگر پھر ناممکن دیکھکر استعفا دیدیا تب سرونج کے عامل یوسف خان نے جو نواب کے ساتھ تھا اٹھارہ لاکھ روپیہ مین اجارہ لیا۔ نواب نے اس جائداد پر چالیس پچاس لاکھ روپیہ کی چھٹیان فوج والون کو کردین اور پھر وہان سے کوچ کرکے گنج باسودہ[2] مین ڈیرہ کیا چونکہ سپاہ کی بہت سی تنخواہ بسبب محاصرہ دوماہ کے چڑھ گئی تھی اور آیندہ بھرتپور تک پہونچنے کے واسطے راستہ کا خرچ نہ تھا اس لئے نواب نے روپیون کی سبیل کے واسطے اپنے لشکر کو وہین چھوڑا اور خود تین سو سوارون سے دیوری[3] کورجھامر کی طرف جو وہان سے چالیس کوس کے فاصلہ پر ساگر اور جبلپور کے درمیان واقع ہے کوچ کیا اور بیماری کی وجہ سے کہ ابھی بالکل آرام نہوا تھا بسواری پالکی دو روز مین وہان پہونچے اور ظاہر کیا کہ مین نواب کی طرف سے معاملہ وصول کرنے کے واسطے آیا ہون۔ وہان کا راجہ اوسدن تو تھوڑی سی جمعیت دیکھکر رجوع نہوا۔ لیکن دوسرے دن جبکہ تمام فوج پہونچگئی ملنے کو آیا اور عذرخواہی کرکے ڈیڑھ لاکھ روپیہ دینا قبول کیا اور ساگر کا

---

[1] رسالدار فیض اللہ خان بنگش کی اولاد ریاست ٹونک مین نہین ہے اوس نے کشنگڈھ وغیرہ کئی شہرون کے پاس سنگین اور شاندار سرائین بناکر اپنی یادگارین چھوڑی ہین۔ ۱۲

[2] سرونج کے پاس۔

[3] اب یہ مقام چیف کمشنری ممالک متوسط ہے۔ ۱۲

اوس کو نواب کیطرف سے - حملہ کرنا لیک صاحب کا قلعہ بھرتپور پر اور شکست کھاکر واپس آنا اپنے ڈیرون مین - بھیجنا مہاراج کا ایک لاکھ روپیہ نقد غلامی خان کے ہاتھ نواب کے پاس - اور ملنا خود مہاراج کا نواب سے فتحپور مین جاکر اور واپس آنا دونون سردارونکا بھرتپور مین اور حملہ انگریزی فوج کا نواب کے لشکر پر - مقابلہ کرنا نواب کا - اور ناکام واپس آنا جرنیل لیک صاحب کا قلعہ بھرتپور سے

اب مہاراج نے حالات شکست فرخ آباد اور ڈیگ سے نواب کو اطلاع دے کر لکھا کہ جو اسوقت تم ہماری مدد نہ کروگے تو بات ہاتھ سے جاتی رہیگی اگرچہ نواب کا دل مہاراج کی جدائی اور پریشانی سے بہت جلا لیکن چونکہ وہ اونکی بعض باتون اور خصوص غلامی خان کو بہکاکر اپنی طرف کرلینے سے کچھ کچھ جلی گئی ہیں اونھون نے نواب کی جمعیت کو برباد کردینے کا ارادہ کیا تھا دل میں بہت کچھ کھنچے ہوئے تھے اس لئے اونکے شامل ہونا نہیں چاہا اور صاف جواب لکھ بھیجا -

بھرتپور کے محاصرہ میں کہ جسکو دو مہینے ہوگئے تھے نواب اور اونکے لشکر پر بیماری وغیرہ سے بہت تکلیف گذری کہ جس سے نواب کو بہت کچھ فکر اور تشویش عائد ہوئی اور اونھوں نے اپنا کل ڈیرہ خیمہ اور توشک خانہ خدا کی راہ میں لٹا دیا - تب تو خدا نے بھی فضل کیا اور وہ قلعہ فتح ہوگیا اوس میں سے

سے مرزاپور اور بنارس کے اوپر حملہ کرنیکے واسطے۔ لکھنا
جرنیل لیک صاحب کا موتی صاحب ناظم بندیلکھنڈ کو
نواب سے صلح کر لینے کے لئے اقرارات سابقہ سے اٹھارہ لاکھ
کا ملک زیادہ دینے پر۔ اور منظور نکرنا نواب کا اپنی علو ہمتی سے
دوبارہ پہونچنا مہاراج کی تحریرات کا پھر تیور سے اور کوچ کرنا
نواب کا مہاراج کی مدد کو۔ ملنا انباجی انگلیہ سردار علاقہ
دولت راؤ سیندہیا کا سیپری کولارس میں۔ اور نوکر
رکھ لینا اوسکا محمد شاہ خان کے کمپو کو۔ اور چھوڑنا نواب کا محمد شاہ
خان کو مختار الدولہ کا خطاب دیکر معہ اپنے قبائل کے اوسکے پاس
پہونچنا نواب کا گوالیار کے قریب۔ اور کوچ کرجانا انگریزی پلٹنوں کا
شہر کوچ کیطرف۔ آنا جرنیل جون صاحب کا معہ کمپو اٹھا کر گرفتہ
گجرات سے مالوہ میں اور موقوف کرا دینا محمد شاہ خان کو انگلیہ
کی نوکری سے۔ اور لیجانا راجہ درجن سال کھیچی کا محمد شاہ خان کو
اپنے ساتھ ساوہورہ میں۔ اور بلا لینا راجرانا ظالم سنگھ کا اوسکو
وہاں سے کوٹہ میں اور رکھنا نواب کے قبائل کو قلعہ شیر گڈھ میں
اور نوکر ہوجانا محمد شاہ خان کا دولت راؤ سیندہیا کی سرکار میں
پہونچنا نواب کا دہولپور میں اور پھر پیغام آنا لیک صاحب کا
واسطے صلح کے اور پھر قبول نکرنا نواب کا۔ اور متوہم ہونا
راجہ بھرت پور کا اس بات کو سنکر اور مطمئن کر دینا مہاراج ہلکر کا

معہ چوبیس[۲۴] جرار پلٹنوں جنگی توپخانون اور پندرہ میں[۲۰] ہزار ترک سوارون اور ہندوستانی سوارون کے آئے اور شہر سے دو کوس پچھم انار[۳] دروازہ کی طرف ٹھہرے اوسکے ساتھ دو ہزار سوار محمد خان وغیرہ رسالداران مہاراج ہلکر کے بھی تھے کہ جو مہاراج کو چھوڑکر انگریزون سے جا ملے تھے۔
راجہ رنجیت سنگہ نے ہرچند عذر کیا اور جرنیل لیک صاحب نے کہلایا کہ آپ ہندوستان کے مالک ہو اور آپ کو ایک جگہ سے طرح دیجانا شایان سرداری ہے مگر اونھوں نے قبول نہ کیا اِدھر تو یہ ہوا اور اُدھر نواب اوسوقت تک بھیلسہ کو گھیرے ہوے تھے+

باب بست دوم

مہاراج کا نواب کو بُلانا۔ محاصرہ بھیلسہ کی طوالت لُٹادینا نواب کا اپنے توشہ خانہ کو۔ اور فتح ہوجانا قلعہ بھیلسہ کا اور اُسکی ضبطی۔ دھاوہ نواب کا ساگر اور جبلپور کی طرف۔ معاملہ وصول کرنا اور وہان کے رئیسون کو اشتعالک دینا۔ اور اُن رئیسون کا نواب کو گھاٹہ رلوان

---

[۱] اس تعداد سے بعض فوج لارڈ لیک کے پاس بھرتپور کی لڑائی میں بھی صفحہ ۲۳۳۔ امیر نامہ انگریزی جارحانہ میں جرنیل لیک کی ہمراہی فوج کا تذکرہ اسطرح لکھا ہے۔ گو تعداد سوار پیدل کل

تعداد	سوار	پیدل	کل
۲	۳۵	۷۱	۱۵

[۲] صحیح نام اناہ دروازہ ہے ۱۲ مؤلف

اپنا تھانہ بٹھا دیا[۱]۔ مہاراج دو چار روز تک اونسے جنگ کر کے کمھیر مین آئے
اور اشرف بیگ کپتان نمک حرامی کر کے لیک صاحب کے پاس چلا گیا
یہ واقعہ سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین واقع ہوا[۲]۔
مہاراج کمھیر سے بھرت پور گئے جہان کہ رنجیت سنگھ کو اونکے وکیل بھاؤ بھاشکر
نے اپنی لسانی اور چرب زبانی سے مہاراج کی مدد پر آمادہ کر رکھا تھا[۳] مہاراج
نے کمپو علی غول باپو سیندھیا اور تانتیا سیندھیا کو تو جو چار پلٹن اور
چار ہزار سوار سے مہاراج کے شامل تھے شہر پناہ کے نیچے پچھم کی طرف
انار دروازہ سے کمھیر دروازہ تک ٹھیرایا اور خود معہ جمعیت سوارون کے
جو چالیس پچاس ہزار کے قریب تھی کدم کھنڈی سے متھرا دروازہ اور اٹل بند
دروازہ تک کہ جو درمیان پورب اور اوتر کے واقع ہے ڈیرہ کیا جرنیل بھی

---

[۱] ڈیک کا اسطرح لینا صحیح نہین ہی کیونکہ اس قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور شاہ برج کو سرنگ سے
اوڑا کر قلعہ لیا گیا ۲۸ توپین ہلکر کی جو شاہ برج کے تلے خندق مین تھین انگریزون کے ہاتھ آئین قلعہ
مین بڑے دن یعنی ۲۵ دسمبر سنہ ۱۸۰۴ء کو قبضہ ہوا صفحہ ۳۳۰ - امیر نامہ انگریزی ۱۲

[۲] سنہ ۱۲۲۰ ہجری یکم اپریل سنہ ۱۸۰۵ء کو شروع ہو کر ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۰۶ء کو ختم ہوا یہان بھی مثل
سابق ایک برس آگے سے ہے جیسا کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہی صفحہ ۲۲۰ - امیر نامہ انگریزی۔

[۳] واقع مین یہ بھاؤ بھاشکر کا کار دست بستہ تھا کہ اوسنے راجہ رنجیت سنگھ کو
باوجودیکہ وہ سرکار انگریزی سے عہدنامہ کر چکے اور جرنیل لیک صاحب کو جنگ
لسواڑی مین بمقابلہ مہاراجہ دولت راؤ سندھیا کے فوجی مدد دے چکے تھے
انگریزون کی طرف سے منحرف کر کے مہاراجہ ہلکر کی رفاقت و اعانت پر مستعد کر دیا۔ ۱۲

قیام کیا۔ ہرناتھ چیلہ بعد شکست کے سوارون کی جمعیت لیکر اور باقی توپون کو لیکر ڈیک مین چلا گیا اور ہر روز شہر سے نکل نکل کر انگریزوں سے جنگ قزاولی کرنے لگا۔ آخر جرنیل فریزر صاحب نے کہ جو زخم کاری کھا کر مرنے کے قریب ہو گئے تھے ڈیک سے کوچ کر دیا اور متھرا کی طرف پانچ کوس پر جاکر اوسی زخم کے صدمہ[1] سے انتقال کیا۔

ہرناتھ چیلے نے ڈیک سے معہ پچیس[۲۵] ہزار سواروں کے جاکر انگریزی فوج کو گھیر لیا اور اوسکا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ کسی کو امید زندگی کی نہین رہی تھی بلکہ قریب تھا کہ وہ لوگ میدان چھوڑ کر بھاگ جائین کہ اسی ہی مین جرنیل لیک صاحب کی چٹھی فرخ آباد سے افسران فوج کے نام ڈاک میں پہونچی کہ ہماری فتح ہوئی اور مہاراج شکست کھا کر تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ نکل گئے اسیر فوج میں مبارکباد کی توپیں سر ہوئیں۔ اور رات کو ہرناتھ چیلہ کے پاس بھی وہی خبر پہونچی تو وہ انگریزی فوج کا محاصرہ چھوڑ کر آدھی رات کو ڈیک کی طرف کوچ کر گیا اور مہاراج ہلکر بھی اوس سے آملے۔

جرنیل لیک صاحب مہاراج کا تعاقب کرتے ہوے متھرا تک آئے اور وہاں جرنیل فریزر صاحب متوفی کی فوج کا بندوبست کر کے دو روز بعد بڑی دھوم دھام سے ڈیک کے قریب پہونچے اور شاہ برج پر حملہ کر کے وہاں جو بڑی توپیں مہاراج کے کیمو کی تھیں اونکو اوتار لے گئے۔ مہاراج ہلکر اوسوقت شہر میں تھے یہ حال دیکھ کر باہر نکل آئے اور جرنیل صاحب نے قلعہ کی توپوں سے شہر پناہ کو توڑ کر شہر میں

---

[1] اوسکی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی جسکے کاٹنے سے وہ مر گیا صفحہ ۲۳ - امیر نامہ انگریزی ۱۲

توپون کو تو قلعہ کے ایک برج پر جسکا نام شاہ برج[1] تھا لگا دیا تھا اور فوج کو ایک اونچے مکان سے نیچے کی طرف جمایا تھا اِس لئے دونون جگہ سے برابر گولے برسنے لگے۔ شاہ برج کے گولے سیدھے مثل تیر قضا کے جھیل سے گذر کر انگریزی بنگاہ مین گرتے تھے۔ اس سے بڑی افواتفری پڑی اور جرنیل فریزر صاحب حملہ مین مکر پسپا اور زخمی ہوئے[2] تاہم اونھون نے بنگاہ والون کی تسلی اور دلدہی کے لئے کہ گھبراہٹ اور پریشانی سے ہر شخص اپنا اپنا راستہ لینے[3] والا تھا یہ حکمت اور کاریستانی کی کہ ہرکارون کی زبانی بنگاہ والون سے کہلا دیا کہ تم کو خوش ہونا چاہیئے کہ جرنیل لیک صاحب بہادر تمھاری مدد کو آپہونچے ہین اور عنقریب دشمن کو شکست دینے والے ہین تم کسی بات کا اندیشہ نکرو اور مضبوط رہو۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ جو بھاگنے والے تھے ہمت کرکے ایک دم سے مہاراج کے کمپو پر جا گرے۔ چونکہ اُس کمپو کے توپخانہ کا افسر میرزا اشرف[3] بیگ انگریزون سے ملگیا تھا اور ادھر سے فوج کا پرا بے ترتیبی سے جمایا تھا اور اسی طرح باپو سیندھیا اور تانتیا سیندھیا نے بھی مقابلہ کے وقت تندھی نہ کی اسواسطے مہاراج کا کمپو لڑائی ہارگیا اور فرنگیون نے اونکا توپخانہ لے لیا اور اوسی جگہ

---

[1] وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہی کہ قلعہ کا نام ہی شاہ برج ہے جو ایک پہاڑی پر پچاس گز مربع زمین مین واقع ہے صفحہ ۱۸ باب ۶۔ جلد ۲۔

[2] ایسی کوئی بات نہین ہوئی صفحہ ۲۲۹۔ امیرنامہ انگریزی۔

[3] اس قسم کے دغابازی کے بہانہ کا کوئی ثبوت نہین ہی اور اوسکی تردید انگریزی فوج کے مجروحین و مقتولین سے ظاہر ہے۔ صفحہ ۲۲۹۔ امیرنامہ انگریزی۔ ۱۲

مہاراج کا چیانہ جو دہلی سے معہ تین کمپو اور علی غول اور ۲۵ ہزار سواروں کے روانہ ہوا تھا ڈیگ کے پاس جھیل کے کنارہ پر ٹھہر گیا تھا جرنیل فریزر صاحب اور برن صاحب وغیرہ چھ پلٹن تلنگون کی اور ایک رجمنٹ ہندوستانی سرداروں کی لیکر جلدی سے بموجب حکم لیک صاحب کے اوسپر گئے اور گوردہن میں جو ڈیگ سے پانچ کوس ہے ٹہرے۔ وہان سے رات کو کوچ کرکے آہستہ آہستہ ڈیگ کی طرف روانہ ہوئے اور جھیل کے کنارے پر پہونچے۔ اس کنارہ سے دوسرے کنارہ تک کہ جہاں مہاراج کا کمپو پڑا تھا دو کوس کا فاصلہ تھا جو کہ اب درمیان میں جھیل حائل تھی اور ڈیگ کا قلعہ دہنے ہاتھ پر تھا۔ اس لئے صاحبان انگریز بنگاہ کو وہیں چھوڑ کر بائیں ہاتھ کی طرف سے مہاراج کے کمپو پر حملہ آور ہوئے ہرناتھ سنگھ بڑی بڑی

سلہ ڈیگ کی لڑائی ۱۳۔ نومبر ۱۸۰۴ء کو ہوئی اسکا حال صحیح ہیں ہے لیکن یہ یاد رہے کہ امیر خاں موجود نہ تھے۔ انگریزونکا حملہ ایک جھیل یا دلدل کو گھوم کر ہوا۔ غنیم اس جھیل اور ایک بڑے تالاب کے درمیان پڑا تھا اوسکی پشت قلعہ ڈیگ کی طرف تھی جرنیل فریزر General Fraser ۷۶ ویں پیدل فوج لیکر آگے بڑھے اور غنیم کو ایک گاؤں کی طرف جو سامنے تھا ہٹا دیا پہلے اوسکی اول صف کی توپیں لیلیں اور پھر دوسری صف کی بھی لیکن اس حملہ میں جرنیل فریزر زخمی ہوئے اور کرنل مانسون Monson نے اس فتح کو ختم کیا۔ انگریزی فوج سے ۶۴۳۔ آدمی مقتول مجروح ہوئے جمیں ۲۲ افسر تھے۔ ۸۷ توپیں ہاتھ آئیں مہاراجہ کے ۲۲ مرہٹے بھی تھیں جو کہ لڑائی کو چھوڑتے وقت رہ گئی ہیں۔ صفحہ ۲۲۹۔ امیر نامہ انگریزی +

رات گذری تھی کہ جرنیل لیک صاحب دو ہزار تلنگون[۱] سوارون اور اسّی
تویون کی جمعیت سے لشکر کے پاس آپہونچے اور خدا کی قدرت ایسی ہوئی کہ ایک
بارود کی ہٹی مین کہین کسی طرح سے آگ لگ گئی وہ جو پھٹی تو اوسکی آواز سے
مہاراج جاگ اوٹھے اور فورًا اپنے خاصہ گھوڑے پر جو کسا ہوا کھڑا تھا سوار ہو
اُس ورطہ[۲] سے نکلگئے۔ اوس وقت اکثر سوار جو مسلح و مستعد تھے پھرتی کرکے
مہاراج کے ساتھ ہوگئے۔ اتنے مین جرنیل صاحب نے مہاراج کی فوج
پر پہونچ کر چھاپہ مارا اور جو گھوڑ چڑھی توپین ساتھ تھین اونسے مہاراج
پر گولے مارنے شروع کئے۔ جنسے وہ تمام سردار مہاراج کے جو
زین کرنے اور ہتھیار باندھنے مین دیر ہو جانے سے مہاراج کے
ساتھ نہ جاسکے تھے مارے گئے یا زخمی ہوئے[۳] اور باقی شکست کھاکر
بھاگ گئے۔

---

[۱] لارڈ لیک ہلکر کی فوج پر جا پہونچے جبکہ صبح کے وقت فتحگڈہ سے توپ چلی اوسوقت
ٹمبرل [illegible] یعنی نرسنگا پھونکا گیا تھا۔ صفحہ ۲۲۷۔
[۲] ایک سیلانی شاہ فقیر کی زبانی معلوم ہوا کہ نواب فرخ آباد نے مہاراج ہلکر کو باغ نینوہ
مین ٹھیرایاتھا۔ لیک صاحب نے کہلایا تھا کہ جانے نہ دینا۔ اس لئے راگ رنگ مین لگارکھا تھا
پھر لیک کے آنے پر مہاراج تو سوار ہوکر چلدیئے۔ اونکے لشکر کو پہلے لیک نے اور
پھر فرخ آباد والون نے لوٹا۔ مؤلف
[۳] تین سو مرہٹہ زخمی ہوئے تھے جن کا معالجہ سرکاری اسپتال مین ہوا +
(تواریخ فرخ آباد)

ساتھ ذیاب کی طرف واسطے تدارک مہاراج کے کیمو کے بھیجا تھا اور دوسرے غول میں ترک سواروں کی فوج ہندوستانی رسالہ اور تین چار جنگی پلٹنیں تعین جن کو خود وہ اپنے ہمراہ لیکر مہاراج کے تعاقب میں بڑی تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے اور جب دیکھا کہ ان تلنگوں میں زیادہ دوڑنے اور سواری کے ساتھ پہونچنے کی طاقت نہیں رہی تو اول فی آدمی پانچ پانچ روپیہ اور آخر میں پانچ پانچ اشرفی انعام دیکر ان کو فرخ آباد کے پاس[1] لے آئے۔ جبکہ وہ فرخ آباد سے سات آٹھ کوس پر تھے تو اکثر زمینداروں کے ہرکاروں نے خیرخواہی سے مہاراج[2] کو جنرل صاحب کے قریب آپہونچنے کی خبر دی لیکن فرخ آباد کا نواب انگریزوں کی سازش سے اپنے وکیل کی زبانی مہاراج سے یہی کہلاتا رہا کہ یہ خبر غلط ہے اور مہاراج کو بھی اس دن جنرل صاحب کا مقام چالیس کوس پر ہونے کی خبر لگی تھی۔ اس سبب سے وہ اور بھی غافل رہے اور ان خبروں کا یقین نہ کرکے سو گئے تب کچھ دیر بعد ڈاک کا ہرکارہ جنرل صاحب کے پانچ کوس پر ہونے کی خبر لایا مگر خدمتگار نے مہاراج کو نہیں جگایا اور کہا کہ یہ خبر غلط ہے۔ اب آدھی

---

[1] اس بات کی کچھ اصل نہیں ہے لارڈ لیک کے ساتھ ۱۲ ویں و ۲۱ ویں ہندوستانی پیدل مع اور بلیک ... کمپنیاں شاہی ۱۷ ویں پیدل وغیرہ تھیں یہ فوج ہمارے معمولا کے تھی لیکن فتحگڑھ میں لارڈ لیک سے ایک دن بعد پہونچی تھی صفحہ ۲۲۶ - امیر نامہ انگریزی۔

[2] کانپور میں جہاں سے فتحگڑھ تک لارڈ لیک نے ایک دن میں ۶۰ میل کا کوچ کیا صرف چھ گھنٹے وہ آرام لینے کو ٹھہرے تھے۔ فتحگڑھ کو مدد ۱۷ نومبر ۱۸۰۴ کو دی گئی تھی صفحہ ۲۲۶ - امیر نامہ انگریزی ۱۲

فرخ آباد[۱] مین پہونچے اور گنگا کے کنارے پر کیمپ فتحگڈھ کے پاس ٹہیرے یہ حال دیکھکر فرخ آباد کے انگریز جو کیمپ مین رہتے تھے کشتیون مین بیٹھکر دوسرے کنارہ[۲] پر چلے گئے۔ مہاراج ہلکر وہان ایک مقام کرکے دوسرے روز کانپور کی طرف کوچ کیا چاہتے تھے کہ فرخ آباد کے نواب ناصر جنگ نے کہ جو انگریزون سے ملا ہوا تھا اپنے چیلہ مشرف خان کو بھیجکر دعوت کے بہانہ سے مہاراج کو بلوایا۔

مہاراج بھی ایسے بیفکر تھے کہ صبح سے آدھی رات تک رنڈیون کے ناچ اور شراب کے نشہ مین محو ہوکر دنیا و مافیہا سے غافل ہوگئے۔ ادہر لیک صاحب نے دہلی سے اپنی فوج کے دو غول کرکے تھے ایک غول تو کہ جسمین تلنگون کی پلٹنین اور ہندوستانی سوار تھے فریزر صاحب کے

[۱] یہ چودہوین دیسی فوج کی اول اور لوکل پلٹن تھی۔ جو تمام زیر حکم کرنیل برن Burn کے تھی وہ دودن تک ٹھہرا رہا۔ پھر لارڈ لیک نے میان دوآب سے بمقام باگپت عبور جمنا کرکے اوسکو چھوڑا یا زمیندار شاملی کا ان پلٹنون کی آمد کو روکنا صحیح نہین ہو وہ بڑا شہر تہا اتنی چھوٹی فوج سے نہین بچایا جا سکتا تہا قلعہ کو تو کرنیل برن نے اپنی سکونت کے لیے پسند کرلیا تہا اوس لارڈ لیک نے ۱۳ مئی ۱۸۰۵ء کو مدد دی تھی صفحہ ۲۲۵ - امیرنامہ انگریزی [۲] یہ صحیح نہین ہو کوچ ہلکر نے بڑی تیزی سے کیا تہا وہ جرنیل لیک سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر اوتر نا چاہتے تھے صفحہ ۱۲۶ - امیرنامہ انگریزی

[۳] تواریخ ضلع فرخ آباد مین لکھا ہو کہ ہلکر شروع ماہ نومبر ۱۸۰۴ء مین یہا پہونچے تھے اور ۱۷ نومبر کو ایک خفیف لڑائی انگریزی فوج سے ہوئی جو تعاقب کرتی ہوئی آئی تھی۔

[۴] یہ بالکل صحیح نہین ہے تمام ہلکی افسر قلعہ مین ہی جس سے پرانی چھاونی کی سوارون کی لین اور نئی چھاونی جو نالہ سے بہت پرے تھے اور اس سبب سے محفوظ نہ تھی ہلکر نے فتحگڈہ کی فوج سے لیلی اور جلادی صفحہ ۲۲۶ - امیرنامہ انگریزی ۱۲

[۵] فرخ آباد مین انگریزونکا قبضہ تہا جو ۱۸۰۲ء مین نواب ناصر جنگ سے لیلیا گیا تہا اور نواب کو پنشن ملتی تھی۔ تواریخ فرخ آباد

۱۸۱ صفحہ ۵ فرخ آباد

زمیں لرزتی تھی مہاراجہ کے خیال میں کچھ بھی نہیں تھی اور نہ وہ اونکا کچھ خوف کرتے تھے۔ انگریزی فوج کو داہیں بائیں سے مثل مگس کے گھیرے رہتے تھے اور اپنی شہرت اور ناموری کا نام دنیا میں روشن کرتے تھے۔

غرض اس طرح دہلی کے پاس پہونچے اور وہان سُنا کہ ہرناتھ چیلہ معہ کمپو اور توپخانہ کے واپس کوچ کرکے الور تک پہونچ گیا ہے تو اوس کو ڈیگ علاقہ بھرتپور میں جانے کا حکم لکھا اور خود ممالک متعلقہ سرکار انگریزی مین ہنگامہ برپا کرنے کے ارادہ سے معہ جمعیت چالیس پچاس ہزار سوار کے جو اوس وقت ہمرکاب تھے باگپت اور سردھنہ کی راہ سے شاملی میں آئے۔ وہاں دو انگریزی پلٹنیں ٹھیری ہوئی تھیں وہ مہاراج کی آمد سنکر زمیندار شاملی سے اس بات کے خواستگار ہوئیں کہ اونکو اپنے قلعہ میں پناہ دے مگر چونکہ وہ دربردہ مہاراج سے ملا ہوا تھا اِس لئے اوسنے انکار کردیا تب وہ وہاں سے ایک گڑھی میں جو ڈھی ہوئی پڑی تھی پناہ لیلنے کو مجبور ہوئیں مگر مہاراج نے اونکی طرف خیال نہ کیا اور تین روز مین گھوڑے تارتے ہوئے

سلہ مترجم امیرنامہ انگریزی نے لکھا ہے کہ مذکورۂ بالا جمعیت جرنیل لیک کی فوج کی ایک شاعرانہ حالی پلاؤ ہے۔ ہلکر کی ہلکی فوج دن بھر گھومتی رہتی تھی اور رات کو دور ٹھیرتی تھی۔ جرنیل لیک بے قاعدہ کوچ کرتے تھے کیونکہ دہلی کا کھانا اونکو مدنظر تھا۔ سوائے اسکے کہ اونکا بازار درستی پر نہ تھا اور ہر ایک چیز گراں تھی اونکو کچھ اَور دقت نہ تھی صفحہ ۲۲۵۔ امیرنامہ انگریزی۔ ۱۲

اپنے مصاحب بھاؤ بھاسکر کو جو تدبیر اور کاردانی مین یگانہ اور لاثانی تھا بھرت پور[1] کے راجہ کے پاس بھیجا تاکہ اوس کو رفاقت اور پناہ دہی کے لئے راضی کرے اور بعد اسکے خود جرنیل صاحب کے تعاقب مین روانہ ہوے اور متھرا سے دہلی تک اونکے لشکر کو گھیرے ہوے چلے گئے اور اس محاصرہ مین اونھون نے ایسی بہادری دکھلائی اور وہ وہ بہادرانہ کام کئے کہ انگریز حیرت اور حسرت سے اونگلیان کاٹتے تھے باوجودیکہ تین مرتبہ اسپ خاص سواری مہاراج کا گولے سے اوڑ گیا لیکن مہاراج کو اپنی بلند اقبالی سے کچھ صدمہ نہ پہونچا اور ہرچند کہ جرنیل صاحب نے شبخون مارنے کا ارادہ کیا مگر کچھ نہ ہو سکا۔ مہاراج کا یہ حال تھا کہ ہر وقت کوچ جرنیل صاحب کے داہن باین اونکی فوج کو گھیرے ہوئے چلے جاتے تھے اور کبھی مثل شاہ باز جھپٹ کر گوروں کو چکوروں کی مانند تلوار سے شکار کرتے تھے اور کبھی شیر مست کی طرح حملہ کرکے کالوں کو مثل بھیڑ بکریون کے اودہر اودھر بھگا دیتے تھے۔ جرنیل صاحب کی ہر ایک رات شبخون کی فکر مین گذرتی تھی۔ مگر مہاراج کی ہوشیاری سے کہ کہین شب کو ایک جگہ نہین ٹھیرتے تھے اودہر اودہر پھرتے رہتے تھے کچھ پیش نہین چلتی تھی اور کوچ کے وقت اگرچہ انگریزی فوج قلعہ باندہ کر بہت ہوشیاری سے روانہ ہوتی تھی مگر مہاراج تو حملہ کرکے اونکی صفون کو توڑ ہی ڈالتے تھے اور کبھی کڑی کمان کے تیر کی طرح اونکی فوج مین سے پار ہو کر بہت سے آدمیون کو مار گراتے تھے۔ انگریزی توپون کے گولے جو مثل باران قیامت کے برستے تھے اور جنکی دہل سے

---

[1] راجہ بھرت پور کا نام رنجیت سنگہ تہا۔ تواریخ بھرت پور ۱۲

مہاراج نے نواب کے وکیل غلامی خان کو جسے اپنی طرف کرلیا تھا نواب کا خطاب دیا اور دس بارہ ہزار سوار سے کول کی طرف روانہ کیا اور آپ سپاہ کی سب سے متھرا میں ٹھہرے رہے وہاں ہرناتھ چیلہ بھی کمپو اور توپخانہ کو جو پیچھے رہ گئے تھے لیکر آگیا۔ مہاراج نے اوسکو دلّی جانے کا حکم دیا وہ انوپ کے راستہ سے دلّی پہونچا جرنیل آکٹر لونی صاحب دلی کے ناظم تھے مگر اونکے پاس زیادہ فوج نہ تھی۔ اِس لئے شہر کے دروازے بند کرکے اندر سے مستعد مقابلہ ہوئے ہرناتھ نے دلّی کو گھیر لیا اور صاحب مذکور کو بہت زیادہ تنگ کیا۔[1]

جب یہ خبریں جرنیل لیک صاحب نے کانپور میں سنیں تو بہت سی پلٹنیں اور توپخانہ ساتھ لے کر متھرا کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آگرہ میں پہونچے تو غلامی خان اُنکے رعب سے کول چھوڑکر متھرا میں مہاراج کے پاس لوٹ آیا۔ جرنیل صاحب آگرہ سے متھرا آئے اور شہر کے پاس اوترے۔ مہاراج وہاں اونسے لڑنے کا موقع نہ دیکھ کر دو تین کوس پیچھے ہٹ گئے۔ جرنیل صاحب نے بھی اوسوقت اونسے لڑنا مصلحت نہ دیکھ کر دہلی[2] کی طرف واسطے تدارک ہرناتھ چیلہ کے کوچ کیا۔ مہاراج نے ہرناتھ کو لکھا کہ دہلی سے محاصرہ اوٹھا کر انور کو چلا آوے اور

[1] مصنف امیرنامہ نے صدرجہ بالا واقعات کا سنہ ۱۲۲۰ ہجری میں وقوع ہونا لکھا ہے لیکن مترجم انگریزی کتاب مذکور نے ۱۲۲۰ ہجری یکم اپریل ۱۸۰۵ء سے شروع ہوکر ۲۰ مارچ ۱۸۰۶ء کو ختم ہوا اسمیں بھی مصنف ایک برس پیچھے ہے کیونکہ یہ سب واقعات سنہ ۱۲۱۹ھ میں واقع ہوئے جو ۱۲ اپریل ۱۸۰۴ء سے شروع ہوا تھا صفحہ ۲۲۱ - امیرنامہ انگریزی

[2] جب جرنیل دیکھا ہلکر کی طرف سے ہوا تھا اور لارڈ لیک کے خواہش تو سوای اسکے اور کچھ نہ تھی کہ مرہٹوں کی فوج کو غرق کریں لیکن ہلکر نے اپنی پیدل فوج اور توپخانہ کو دور بھیج دیا تھا کیونکہ اونکی منشا لڑنے کی نہ تھی صفحہ ۲۲۳ - امیرنامہ انگریزی ۱۲

تعمیل کرکے ان پلٹنون کے اُن آدمیون کو جو قریب نصف کے پار اُتر گئے تھے جا دبایا یہ ماجرا دیکھ کر مانسین صاحب اُن توپون کو جن کے جنسے مہاراج کا مقابلہ کررہے تھے اوسی جگہ چھوڑ کر بمشکل تمام بناس ندی سننے اوتر گئے مہاراج نے وہ توپین بھی لیلین اور پھر پیچھا کیا اور انگریزی فوج کو ہر طرف سے گھیر لیا مگر پلٹنین قواعد جنگ مین خوب مشاق تھین اور قلعہ باندھے ہوئے جاتی تھین جب مہاراج حملہ کرتے تھے تو بندوقون کی باڑھ مارتی تھین۔ اسطرح انگریز بڑے بڑے ڈونگر کے راستہ سے خوشحال گڈھ مین پہونچے اور شہر کے اندر جاکر قریب ایک پہر کے ٹھیرے مگر مہاراج ہلکر نے وہان بھی دم نہین لینے دیا اور محاصرہ سے قافیہ تنگ کرکے جو ایک توپ اونکے پاس رہ گئی تھی وہ بھی چھین لی۔ تب صاحب لوگ خوشحال گڈھ سے نکلکر ہنڈون[ملہ] پہونچے وہان مہاراج نے بڑے زور وشور سے اونکے اوپر حملہ کیا وہ بھی قلعہ باندھکر مقابلہ پر کھڑے ہوئے اور ایک دم سے بندوقون کی باڑھ ماری جس سے دوسو آدمی مہاراج کے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے اور لکھن سنگھ کرنیل علاقہ مہاراج کا کام آیا۔ مگر مہاراج نے کچھ پروا نہ کی پھرتی سے بہت سے آدمیون کو مار ڈالا اور پھر اونکا پیچھا چھوڑ دیا اور متھرا[ملہ] مین پہونچے۔ انگریزی فوج فتح پور سیکری کی راہ سے آگرہ کے قلعہ مین داخل ہوئی۔

ملہ بھگونت گڈھ سے ہنڈون تک جے پور کی عملداری ہے ۱۲ مؤلف

ملہ متھرا مین انگریزی عملداری تھی۔ ۱۲

اوسی اثنا میں مہاراج ہلکر مکندرہ[1] کے گھاٹے سے اوترے اور کیمپ کو پیچھے چھوڑ کر جنگی اور کار آزمودہ سواروں کے ساتھ انگریزوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے مالی سن صاحب اپنی پلٹنوں کا قلعہ باندھے ہوئے بھگونٹ گڈہ[2] تک پہونچے تھے اور وہاں بناس ندی سے اوتر رہے تھے کہ مہاراج جا پہونچے صاحب نے لاچار قدم جما کر مہاراج کے لشکر پر گولے مارنا شروع کئے مہاراج کے پاس توپخانہ نہ تھا اس سے اونھوں نے اپنے بخشی بھوانی شنکر کو مع اوس کے سواروں کے دوسرے گھاٹ سے جو بہت قریب تھا اوترنے کا حکم دیا اور اوس نے فوراً

[1] کہتے ہیں کہ مہاراج ہلکر نے راجا ظالم سنگھ ریجنٹ کوٹہ کو کہلا بھیجا تھا کہ جو سپاہ الگریز مکندرہ کے گھاٹ پر ہے اوس کا وصالطہ اوٹھوا دیا

[2] کرنیل مانسون نے مکندرہ کو لوٹتے راستے میں ہلکر سے کم ایذا پہونچی اوسکو ۱۷ سے ۲۴ جولائی تک چین کے ایک نالے کی چڑھ آنے سے ٹھہرا پڑا ۲۹ جولائی کو یہ فوج رامپورہ پہونچی یہاں ایک برگیڈ لارڈ لیک کا بھیجا ہوا آ ملا جس کے پاس چار پلٹنیں اور دو دوسری قسم کی توپیں مع سامان تھیں کرنیل نے دو صد سامان مع ملنے سے ایک حصۂ فوج کو رامپورہ میں چھوڑ کر اپنی جائے پناہ پر لوٹنے کا ارادہ کیا۔ ۲۲ اگست کی صبح کو وہ بناس ندی پر پہونچے مگر اوس کو قابل عبور نہ پایا۔ دوسرے دن ہلکر کی فوج اوس کے پاس آکر ٹھہر گئی۔ ۲۴ کو دریا مشکل قابل گذر ہوا تو کچھہ فوج انگریزی اوتر گئی میجر سنکلر [illegible] دوسری جمعیت کی دوسری پلٹن سے راستہ روکے ہوئے تھے کہ ہلکر کی کل سپاہ فوج اور توپخانے نے حملہ کرکے اس پلٹن کو کاٹ ڈالا۔ کرنیل مانسون ندی میں اپنا بہت سا سامان کھو کر ۲۵ اگست کو خوشحال گڈہ میں داخل ہوئے یہاں سیندھیا کا ایک برگیڈ عہد نامہ کی رو سے انگریزی فوج کی مدد پر تھا لیکن اوسے دشمنی ظاہر کی فوج کا عہر سنبھلنا مشکل ہو گیا۔ ہر ایک حصۂ فوج کے سپاہی کو فتح کرکے آگرہ میں آسانی پہونچ گئے۔ بھگونت گڈہ ۳۱ اگست کو پہونچا تھا۔ صفحہ ۲۱۹۔ امیر نامہ انگریزی۔

کی کہ شہر مین کوئی جگہ امن کی ہو تو بتاؤ راجرانا نے جو بظاہر انگریزون کی دوستی کا دم بھرتے تھے اس درخواست کے قبول کرنے سے پہلو تہی کر کے جواب دیا کہ اگر آپ شہر سے باہر فصیل کے نیچے ڈیرہ کرو تو مین آپکی مدد کرنیکو حاضر ہون۔ صاحب نے ناچار منظور کیا۔ پھر راجرانا نے جو ایک دانا آدمی تھے خیال کیا کہ اس بکھیڑے کو اپنے ملک سے باہر نکال دیا جاوے تو مناسب ہے اور نظر بران ایک دو روز گھاٹہ مکندرہ کا ضابطہ رکھکر مالسین صاحب کو چنبل سے اوتار دیا۔ تب تک مہاراج ہلکر گھاٹے کے اوس طرف رہے کیونکہ اونکا کیمپ اور توپخانہ پیچھے رہ گیا تھا جب مالسین صاحب کوچ کر کے چنبل ندی تک پہونچے اور گھاٹہ کا ضابطہ موقوف ہوا تو اوسوقت ایک عجیب ماجرا ظہور مین آیا کہ چالیس پچاس سوار نواب وکیل غلامی خان کے ساتھ جو مہاراج کی طرف سے معاملہ کا روپیہ وصول کرنے کے واسطے کوٹہ مین گیا ہوا تھا سیر کے واسطے ویسے ہی چنبل کی طرف جا نکلے تو کیا دیکھتے ہین کہ انگریزون کا توپخانہ ندی سے اوتر رہا ہے۔ مگر انگریز ایسے بدحواس ہو رہے تھے کہ انکو دیکھتے ہی مارے ڈر کے توپخانہ کو ندی کی کیچڑ مین سے سردست نکال لیجانا مشکل سمجھکر اپنی جان لیکے بھاگے اور توپخانہ کو کہ جسمین قریب ۵ [۱] کے توپین تھین ہین یا اوسی طرح چھوڑ گئے جن کو غلامی خان کے سوار کھینچ لائے۔

---

[۱] اصل بات یہ ہے کہ توپین گہرے راستون اور برساتی نالون مین نہ چلنے سے بیکار کر کے چھوڑ دی گئی تہین وہ ہلکر کے آوارہ گرد لشکر کو ملگئی ہونگی۔ یہ توپین یکم مارچ ۱۸۰۴ع سے ۱۵۔ جولائی تک چھوڑ دی گئی تہین۔ صفحہ ۲۱۸۔ امیر نامہ انگریزی ۱۲

سکے درمیان گرداوری کے واسطے کھڑے تھے جنگ قراولی مین مشغول ہوئے
یہ سنکر مہاراج ہلکر بھی موقع جنگ پر جا پہونچے انگریزی سوار اونکو
دیکھتے ہی اپنے لشکر کی طرف بھاگے اونکے ساتھ ہی مہاراج بھی اس
سرعت سے لوکین صاحب کے اوپر جا پڑے کہ سر اوٹھانے کی فرصت نہ دی
اور ایک دم میں اونکے سوارون کی صفون کو تتر بتر کرکے خود صاحب مذکور کو
مار ڈالا اور تمام سامان اور مال اسباب اونکے لشکر کا معہ توپخانہ اور میگزین
کے لوٹ لیا۔ اس لڑائی مین فضل خان[1] جو کوٹہ والون کی فوج کا سردار تھا
کام آیا اور شیخ طلب خان جو سواران ٹھڑیچ[2] کا افسر تھا زخمی ہوا اور پکڑا گیا۔
مہاراج ہلکر اپنی فوج کا بندوبست کرکے فتحیابی کی شان و شوکت سے آگے
بڑھے اور مکندرہ کے گھاٹہ پر اوترے۔ مانسن صاحب نے لوکین صاحب کے
مارے جانے اور لشکر کے تباہ ہونے کی خبر سنکر بیتاب تو بہت کھایا مگر وہان
ٹھہرنا مصلحت نہ دیکھکر کوٹہ کو کوچ کیا اور کوٹہ مین پہونچکر راج رانا ظالم سنگھ[3] سے درخواست

---

[1] کوٹہ کی تواریخ میں لکھا ہے کہ سمت ۱۸۶۱ میں انگریزی فوج جسونت راؤ ہلکر کے مقابلہ کے ارادہ سے ملک ہاڑوتی مین آئی اور مہاراؤ امید سنگھ نے دو بڑے امیر ایک آپجی امر سنگھ ملائیہ والہ اور دوم آپجی امر سنگھ کوئلہ والہ کو معہ ایک افسر فوج کے ہمراہ کیا وہ تینوں لڑائی میں کام آئے۔

[2] یہ سوار نواب نجابت خان ٹھڑیچ کے تھے جو مصطفے خان ٹھڑیچ ملازم نواب مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کی نسل میں تھا اور اس واقعہ اور واقعات کے حلہ میں انگریزی سرکار سے علاقہ جھجر وغیرہ دس بارہ لاکھ کی جمع کا موجب سند ۲۴ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۰۶ء مطابق ۱۹ ماہ رجب سنہ ۱۲۲۱ھ کے اوسکو عطا ہوا تھا جو غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں اوسکے پرپوتہ نواب عبد الرحمن خان کے باغی ہونے پر ضبط سرکار ہو گیا ۱۲

[3] راج رانا ظالم سنگھ مختار ریاست کوٹہ جنکی نسل میں جھالاواڑ کی ریاست ہے ۱۲

سوارون کی فوج کو یہان ہی رکھو تاکہ مقابلے کے وقت اگر حریف زیادہ زور دے تو سوار بھی واپس جاکر پلٹنون کے شامل ہوجائین۔
انگریزون پر اسقدر خوف غالب ہورہا تھا کہ وہ باپوسندھیا کی زرگری کی تہ کو نہ پہونچے اور اُس کی بات کو سچ مان کر اوسی دن مالیسن صاحب اور لوکین صاحب معہ پلٹنون اور باپوسندھیا کے درّہ کے اوسطرف چلے گئے اور لوکین[1] صاحب معہ سوارون کے اوسی جگہ رہے۔ اس عرصہ مین مہاراج ہلکر بھی معہ سواران نبرد آزمودہ اور بہادران کارکشودہ کے اپنے کمپو کے شامل ہوگئے اور پھر وہان سے مع کمپو کے کوچ کرکے کروٹ سے تین کوس ادھر پہونچے اور پنڈارہ سوارون کو حکم دیا کہ جاکر انگریزی فوج سے جنگ قرادلی شروع کرین یہ سوار گئے اور انگریزی سوارون سے جوکہ دونون لشکرون

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۳) ذخیرہ سونارہ کو بھیجدیا خود مع فوج اوسی جگہ حملہ کے منتظر رہے لیکن ۹بجے تک کوئی حملہ اونپر نہوا تب وہ غیر قواعددان رسالہ کو زیر حکم لوکن و باپوسندھیا کے چھوڑکر اوسیطرح سفر روانہ ہوے اور اونسے آدہ گہنٹہ بعد چلے آنے کو کہہ آئے جسونت راؤ نے ناگہان اونپر حملہ کیا یہ واقعہ ۹ جولائی ۱۸۰۴ع کو ہوا کرنیل سونارہ سے رات کو کوچ کرکے نویدہ کی صبح کو گھاٹہ مین اور ۱۲ جولائی کو کوٹہ مین پہونچے۔

[1] لوکن کو اونکے بہت سے غیر قواعددان سوار چھوڑ گئے باپوسیندھیا ہلکر کو دیکھتے ہی چلدیا اور حملہ کی خبر لیکر کرنیل مانسون کے پاس پہونچا اور بعدہ دشمن کے مقابلہ کو گیا جولوگ کپتان لوکن کے پاس کہڑے تھے وہ سب کے سب قتل ہوگئے یہ سب اوس کے لشکری کوٹہ بوندی کہیٹری بلم گڈھ کے سوار اور پانچسو سوار پھر تیغ معہ فیض طلب خان کے تھے باقی معہ اپنے سردارون کے بھاگ گئے۔ لوکن زخمی ہوکر اسیر ہوئے اور کوٹہ مین اوسی زخم کاری سے مرے۔ صفحہ ۲۱۶ و ۲۱۵ - امیرنامہ انگریزی۔

منزل سے ٹھہر کر رامپورہ بھانپورہ اور ہنگلاج گڈھ[1] وغیرہ مہاراج ہلکر کے
مقامات مین اپنے تھانہ بٹھانے لگے - مہاراج ہلکر نے جب مندسور مین یہ
خبر سنی تو فوراً مقابلہ کے واسطے سواری کی اور کمپو کو ایک دو منزل آگے کروٹ
کی طرف کر دیا جب وہ کروٹ سے ایک منزل ہونچا تو مالی سن صاحب لوکین
صاحب اور پولین[2] صاحب نے خوف کھا کر باپو سندھیا سے صلاح پوچھی کہ
اب کیا کرنا چاہیئے وہ دربردہ مہاراج سے ملا ہوا تھا - مکاری سے کہنے لگا
کہ اب تو دشمن بڑے زور و شور سے سر پر آ پہونچا ہے - میری دانست
میں اس سے ہمارا عہدہ برا ہونا اس تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ ناممکن ہے
اور اس مقدمہ میں مین تم کو صلاح دیتے ہوئے بھی ڈرتا ہوں کہ مبادا تم کو میری
اور مہاراج کی ہمقومی کا شبہ ہو - صاحب لوگوں نے کہا کہ نہین نہین ہم کو
تمھاری طرف سے کسی طرح کی بدگمانی نہین ہے جو نیک صلاح ہو وہ ہم کو
دو - تب تو باپو سندھیا نے فریب دے کر کہا کہ بہتر یہ ہے کہ پلٹنوں کا
یہاں سے کوچ کرا دو جو درہ مکندرہ[3] کے اوس طرف جا کر ڈیرہ کرین اور

---

[1] قلعہ اول ہفتہ ماہ جولائی ۱۸۰۴ء میں صبح نے دیوار پر چڑھ کر فتح کیا تھا (صفحہ ۲۱۳ - امیر نامہ انگریزی)
[2] کرنیل پولین Poleman کرنیل مانسوں کے لشکر کے ساتھ نہیں تھا جہاں موجد سے بیان کیا
گیا ہو وہ غالباً کرنیل گارڈنر Gardner ہو یا شاید کرنیل ڈان ہو Dean
کیونکہ میدل ٹن کے اسم سے مراد پائی جاتی ہے -
[3] میجر تھارن Thorn اپنے حملہ کے بیان میں کپتان لوکن Lucan کا قتل ہونا
اسطرح ظاہر کرتے ہیں کہ کرنیل مانسوں نے مکندرہ کے گھاٹ سے واپسی کا ارادہ کر کے صبح کو ہم سے اسباب اٹھانے

اور منوہر تھانہ ہوکر مالوہ مین پہونچے اور وہان سے مندسور پہونچکر اپنے کمپو کے شامل ہوگئے۔

جرنیل لیک صاحب تعاقب کے ارادے سے لال سوٹ اور ٹونک علاقہ جے پور تک پہونچے تھے کہ وہان اُنھون نے بندیلکھنڈ کے تہلکہ کا احوال سُنا جو نواب کے حملہ کے خوف سے پڑ رہا تھا۔ چونکہ اونکے مقابلہ کی تاب کسی دوسرے مین نہین تھی اسلیئے خود جرنیل صاحب معہ جنگ آزمودہ پلٹنون اور گورون کی رجمنٹون کے بندوبست اور مدافعہ کے واسطے کانپور کو لوٹ گئے اور مالی سین صاحب کو معہ چھ پلٹن انگریزی اور لوکین صاحب کو معہ دو ہزار سوار ہندوستانی نوملازم اور جمعیت باپو سیندھیا اور سواران بھرتپور حسب مذکورۂ بالا اور ایک ہزار سوار جے پور والون کے کہ سب ملاکر دس بارہ ہزار سوار اور اسی قدر پیادے ہونگے مہاراج ہلکر کے تعاقب مین چھوڑ گئے۔ جب یہ دونون صاحب معہ اپنی اپنی جمعیتون کے کوچ کرکے علاقہ کوٹہ مین پہونچے تو جے پور کے سوارون اور باپو سیندھیا کی پلٹنون کو رخصت کرکے اور سات آٹھ سو سوار کوٹہ والون کے ساتھ لیکر کنارہ کے گھاٹ سے اوترے اور مقام کروٹ مین جو گھاٹ مذکور سے ایک

ؔ۱ یہ ایک ارادہ کانپور کے واپس جانیکا ہی جو کبھی جرنیل کے خیال تک نہ گذرا تھا۔ امیر کا حملہ کالپی کے اوپر صرف نوٹیسرون کی دفع کا تھا کہ جسمین فتح تو ہوئی مگر کوئی نتیجہ نہین نکلا۔ صفحہ ۲۱۳۔ امیرنامۂ انگریزی۔

ولوکین[1] صاحب کو معہ چھہ پلٹن چار ہزار سوار ہندوستانی نو ملازم پانسو سوار
بھرتیع اور چار پلٹن اور چار ہزار سوار باپو سیندھیا[2] سردار علاقہ مہاراجہ دولت
راؤ سیندھیا کے مقدم الجیش کرکے مہاراج ہلکر پر بھیجا اور جب یہ لوگ ہرمارہ
کے قریب پہونچ گئے تو خود جرنیل صاحب نے بھی کوچ کیا۔ گر مہاراجہ ہلکر نے اوس قوت
پر سب شامل ہوئے نواب کے انگریزوں سے لڑنا صلاح دولت نہ دیکھ کر
جنگ سے طرح دی اور نربدی کے گھاٹ سے اوترکر مالوہ کو مراجعت کی
راستہ مین کوٹہ کے راجہ سے معاملہ لیتے ہوئے کیلواڑہ۔ چھبڑہ۔ گوگل۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷) تاک میں پڑے رہے جنھوں نے اس بہانہ سے کہ اونکے بعض افسروں کی حفاظت کرتا تھا حوالموں نے جرنیل لیک سے کی تھی گرفتار کی گئی ہے۔ کپتان وائیکرس Towers تادمس Vickers اور ریان Ryan کو مار ڈالا تھا اونکے خطوط اور کارروائی سے دشمنی کے آثار کرنیکا ارادہ مترشح ہوتا تھا اِس لئے جرنیل لیک نے اونپر ایک لشکر زیر حکم مون سون Monson ماہ اپریل میں روانہ کیا۔ کرنیل ڈان Don نے ٹونک اور رامپورہ ۱۵ مئی کو لیلیا۔ صفحہ ۲۱۲۔ امیرنامہ انگریزی ۱۲

[1] لوکین ایک مرہٹہ افسر تھا جو لارڈ ولزلی کا اشتہار جاری ہوتے ہی لڑائی کی شروعات پر جرنیل لیک کے پاس حاضر ہوگیا تھا وہ علیگڈھ کے حملہ میں پیش رو تھا لارڈ لیک نے اوس کو ہم، وین رجمنٹ پیدل کی کپتانی عطا کی تھی پھر وہ ملازم انگریزی باعداد رسالہ کی فراہمی کے واسطے متعین ہوا جسپر کہ اپنی وفات تک حکمران رہا جو احسان اس میں مان کی گئی ہو گرہوری صحیح کیفیت نہیں لکھی گئی صفحہ ۲۱۳۔ امیرنامہ انگریزی

[2] باپو سیندھیا کو مہاراجہ دولت راؤ نے انگریزوں کی مدد کے واسطے بھیجا تھا وہ دو طرف ملے ہوئے تھے ذریعہ وہ مہاراج ہلکر سے اور علانیہ انگریزوں سے ۔ ۱۲

اور اوسمین ہر موقعہ پر اعلیٰ درجہ کی شجاعت اور بہادری کا
دکھلانا - ہرناتھ کا دہلی چھوڑ کر الور کی طرف لوٹ آنا -
اور مہاراج کا پورب مین غدر پھیلانے کے واسطے فرخ
آباد تک جانا - جرنیل صاحب کا ڈبل کوچ نواب فرخ آباد
کی دغابازی اور مہاراج کی شکست - جرنیل فریزر صاحب کا حملہ
ہرناتھ پر اور اوسکا قلعہ ڈیگ[1] مین بیٹھکر مقابلہ کرنا - فریزر صاحب
کا زخمی ہونا - اور متھرا کی طرف واپس کوچ کرکے مرجانا - چیلہ
ہرناتھ کا تعاقب مین جاکر انگریزی فوج کا محاصرہ رکھنا - پھر
مہاراج کی شکست سنکر ڈیگ کو واپس آنا - وہان مہاراج
کا بھی آملنا - جرنیل لیک صاحب کا تعاقب اور ڈیگ پہنچ کر
مہاراج کا توپخانہ لیلینا - مہاراج کا بھرتپور مین جانا -
بھرتپور کے راجہ رنجیت سنگہ کی معذرت - جرنیل لیک صاحب سے
اور قبول نہ کرنا لیک صاحب کا اور طرح دے جانا بھرتپور
سے اور ڈیرہ کرنا شہر کے باہر مع فوج و توپخانہ کے

مہاراج ہلکر جب واسطے مقابلہ جرنیل لیک صاحب کے اجمیر سے کوچ کرکے موقع
ہرماڑہ مین پہونچے تو جرنیل لیک[2] نے الور سے نالی سیمن صاحب

[1] ڈیگ ریاست بھرتپور مین دوئم درجہ کا شہر ہے - یہان کے بھون مشہور ہین جنکے باغون نہرون و عمارتون کی صنعت و خوشنمائی بے نظیر و بے مثال ہے - روضہ تاجگنج کے بعد اس سے بہتر کوئی عمارت ہندوستان مین نہین ہے - وقایع راجپوتانہ جلد ۲ - باب ۶ - صفحہ ۲۰ +

[2] جرنیل لیک جنوری ۱۸۰۵ء مین پورے مہینے بھر تک جے پور کی سرحد پر بمقام بیانہ حسب مرضی راؤ کی

چوتھا حصّہ

جنگ بھرت پور و معاملات ہندوستان

مارسٹ ویکم

مہاراج ہلکر کا جرنیل لیک صاحب کے مقابلہ کو اسمیں آنا اور جرنیل کا علاقہ سے پورین مالی سین صاحب اور لوکین صاحب کو ہلکر کے مقابلہ پر چھوڑ کر بہ سبب استماع خبر تہلکہ بندیلکھنڈ کے جو نواب کے حملہ سے ہو رہا تھا کانپور کو لوٹ جانا ہلکر کی واپسی مالوہ کو اور مالی سین و لوکین صاحب کا رام پورہ و بھان پورہ تک تعاقب میں جانا۔ ہلکر مہاراج کا مندسور سے آنا اور مقابلہ کر کے لوکین صاحب کو مار ڈالنا۔ مالی سین صاحب کا پیچھے ہٹنا۔ کوٹہ کے راجرانا ظالم سنگہ کا گھاٹہ اور چنبل پار اوتار دینا۔ مہاراج کا بھی پیچھے پیچھے آنا اور محاصرہ کر کے توپیں چھین لینا۔ ہنڈوں تک تعاقب کر کے متھرا میں جانا۔ وہان سے غلامی خان کو معہ دس بارہ ہزار سوار کے کول اور ہرناتھ چیلہ کو معہ کمپو اور توپخانہ کے دہلی بھیجنا۔ جرنیل اکٹرلونی کا دہلی میں محصور ہونا۔ جرنیل لیک صاحب کا پھر کانپور سے متھرا آکر دہلی کو واسطے تدارک ہرناتھ چیلہ کے جانا۔ اور مہاراج کا اونکے لشکر کو محاصرہ کئے ہوئے ساتھ رہنا اور اوہیں

سندھیا مین معہ تین ضرب توپ کے مالگذاری کی تحصیل کر رہا تھا اوسکی توپین
مہاراج سندھیا کے نوکر جان بتیس فرنگی نے چھین لی ہین - اس سبب سے نواب کو
بہت غصہ ہوا اور چاہا کہ اوسی وقت پہونچ کر اوسکا کام تمام کر ڈالین لیکن گھوڑون
مین جو ایک دورو دراز مسافت طے کر کے آئے تھے اتنی طاقت نہ تھی اس لیے
دو پہر ٹھہر کر چار پانسو سوار بنگاہ کی فوج سے ساتھ لئے اور جان بتیس پر
کوچ کیا اور مقام ساڈھورہ مین دوسو سوار محمد شاہ خان کے کمپو سے
جو وہان تھا ہمراہ لے کر آگے کا راستہ لیا -

جان بتیس یہ خبر سنکر مارے خوف کے سرسی کے جنگل کو بھاگ گیا اور پہاڑون کی
گھاٹیون مین جا چھپا جہان تک پہونچنے کے لئے نواب کو راستہ نہین ملا وہ
اوسکی بنگاہ کو لوٹ کر ساڈھورہ مین لوٹ آئے اور وہان سے معہ کمپو کے کوچ
کر کے کوروائی مین آگئے - یہان اونکے وہ سوار بھی کہ جو کالپی کے حملہ مین
سواری سے پیچھے رہ گئے تھے آملے -

اب نواب اپنی تمام فوج اور بنگاہ اور متعلقون کو لیکر سرونج مین آئے
چونکہ اونکی غیبت مین بھیلسہ کے زمینداروں نے معاملہ نہین دیا تھا
اور بلکہ جان بتیس کی حمایت سے فیض اللہ خان بنگش کا اسباب معہ گھوڑون کے
چھین لیا تھا اِس لئے نواب کو اونپر بہت غصہ آیا اور اُنھون نے وہان سے
کوچ کر کے بھیلسہ کو جا گھیرا -

اور کانپور کے لوٹنے کا ارادہ کیا لیکن دریا پایاب نہ ملا اس سے باز رہے اور کالپی کو لوٹ کر اپنے لشکر کو مالامال کر دیا وہاں دو ہزار سوار مہاراج ہلکر کے بھیجے ہوئے مقام ہرمارہ علاقہ کشن گڈھ سے نواب کے بلانے کو پہونچے اور نواب نے اوسی وقت کوچ کر کے قصبۂ آٹا کو لوٹا اور کونچ کا راستہ لیکر ملٹن صاحب فرنگی کو جو معہ کمپو کے کونچ سے باندہ کو موٹھی صاحب کے پاس جاتا تھا دوپہر تک گھیرے رکھا مگر پھر اس محاصرہ کو بے فائدہ دیکھ کر چھوڑ دیا اور ایلچ کے راستہ سے مقام کوروائی میں کہ جہاں بنگاہ وغیرہ تھی واپس آ گئے اس دو ماہ میں کہ دن رات میں ستر[له] کوس طے کئے تھے تیس ۳۰ ہزار سواروں میں سے صرف تیس ۳۰ سوار ساتھ پہونچے تھے۔ کوروائی میں پہونچکر نواب نے سنا کہ نواب شہامت خان کہ جو ایک سردار علاقہ ہلکر کا تھا اور ضلع پوری شاہ آباد علاقہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۶ + بجا یا پر اسپر اس امر میں خاموش ہے کہ سوائے ایک دفعہ حملہ صدق مقابل ملایا کے اور کوئی دوسرا حملہ ہوا ہو لیکن کرنیل جیمس سکنر اور چند زندہ گواہ امیر کے قول کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایک اور حملہ ہوا اور ایک افسر کو نواب نے چھوڑ لیکن کا نام اونکو یاد نہ رہا اور کالپی لوٹی گئی۔ میجر تھارن کالپی پر حملہ ہوا اور براہ جمنا جانا تسلیم کرتا ہے جو لعد شکست نہیں ہو سکتا پس اس بات کے یقین کرنے کا پورا ثبوت ہے کہ امیر خاں کا جو بیان کالپی سے لوٹتے وقت کیپان جونس سے مقابلہ ہونے کا ہے صحیح ہے امیر کی فوج ایک اور حملہ میں جو بریگیڈ کرنیل شیفرڈ کے ۲۴ جون کو ہوا تھا بالکل تباہ کر ڈالی گئی صفحہ ۲۹

له یہ لسکر کپتان جونس کا ہوگا جسکا امیر خان کو شکست دینا اور کالپی کو بچانا میجر تھارن بیان کرتے ہیں جیسا کہ اوپر کے حاشیہ میں لکھا گیا ہے ۔ سه یہ واقعہ بعد شکست اور تتر بتر ہو جانے لشکر امیر کے کرنیل شیفرڈ کے حملہ سے واقع ہوا ہوگا جو بالکل یاد نہ رہا ہے صفحہ ۲۱ - امیر نامہ انگریزی۔

اس عرصہ مین پنڈارون کے سوار جو بنگاہ کو لوٹنے کے واسطے گئے تھے شکست کھاکر واپس آئے اور بنگاہ کے افسر مع پلٹنون کے وہان سے کوچ کرکے شہر کونچ مین جو پانچ کوس کے فاصلہ پر تھا اور جہان ایک انگریزی کمپو بھی پڑا تھا چلے گئے۔

نواب میدان جنگ سے روانہ ہوکر ایلچ مین آگئے اور صبح ہی کمپو پر جو کونچ سے کوچ کرکے بیتوان ندی کے کنارے پر پہونچا تھا جاکر دن بھر اوسکا محاصرہ رکھا یہ موقع ایلچ سے دس بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ اس درمیان مین پھر ڈاک کا ہرکارہ یہ خبر لیکر آیا کہ دو انگریزی پلٹنین کونچ کو پہونچنے کے ارادہ سے کالپی کے قریب ٹھیری ہوئی ہین۔ نواب نے سوچا کہ اگر یہان اس کمپو سے لڑائی شروع کیجائے اور وہان مہاراج ہلکر سے جنگ پیش آئے تو اچھا نہو اس صورت مین یہان سے طرح دے کر ان پلٹنون کا کام تمام کرنا چاہیئے پس اونھون نے کوچ بولدیا اور راتون رات ساٹھ کوس کا دھاوا مارکر تڑکے ہی اون پلٹنون پر پہونچے اور اونکو مارکر اونکے افسر کو جو ایک عظیم الشان انگریز اور جنرل الفنسٹن صاحب کا بھائی تھا زندہ پکڑلیا اور غصہ سے اوسکے قتل کا حکم دیا مگر جب اوسنے کہا کہ اگر میری جان بخشدوگے تو مین بہت سا روپیہ آپکی نذر کرونگا نواب ہنس پڑے اور فرمایا کہ مجھکو روپیہ سے کچھ کام نہین ہی اور اسکو ویسے ہی چھوڑدیا

---

[۱] تاریخ اودہ مین ایرچ پور لکھا ہی۔ صفحہ ۵۷ ج ۱۲ [۲] صرف دو کمپنیان تھین۔ صفحہ ۲۰۷۔ امیرنامہ انگریزی

[۳] حسب بیان میجر تھارن کے کپتان جونس نے معہ دو کمپنی سپاہیون کے امیرخان کو پسپا کیا اور کالپی کو لوٹ سے

اور خاص رسالہ کو قایم کیا بائیں غول میں دکھنی آفریدی اور متفرق سواروں کو رکھا
سواراں یکہ اور افغانان کر یا کا نوڈ والے کو اپنے ساتھ لے کر انگریزی پلٹنوں
پر [1] دھاوا کیا۔ پلٹن والے جو قواعد جنگ میں کارآزمودہ تھے قلعہ باندھ کر بائیں
غول پر پڑے ۔ دکھنی اور آفریدی اونکے گولوں کی تاب نہ لائے اور قلعہ کی فصیل
کے نیچے جا کھڑے ہوئے ۔ نواب نے یہ حال دیکھ کر ستاں کا ہاتھی حریف
کی طرف بڑھایا اور بہادری سے اوسپر حملہ کیا۔ اوسوقت دکھنی اور آفریدی بھی
قلعہ والوں کی رہنمائی سے گھومتے ہوئے شہر اور قلعہ کے پیچھے ہوکر دشمنوں کے
اوپر جا گرے اور بہت سے آدمیوں کو برچھیوں سے گرا کر غالب آئے انگریزی
فوج کے پاؤں اوکھڑ گئے ۔ نواب کی فتح ہوئی پانچ توپیں اور چالیس پٹی بھر کیا
کی اور بہت سی قیمتی لوٹ اونکے ہاتھ آئی ۔ رانے ہمت رائے کے بھتیجے لالہ
خیالی رام جو اُس لڑائی میں نواب کے ہمرکاب تھے بہادری کے ساتھ میمنے لڑے
اور زخمی ہوئے اور اونکے سوا اور بھی کئی نامی سردار مجروح اور مقتول ہوئے
انگریزی فوج سے قریب انسی کے تو انگریز مارے گئے اور تلنگوں کا کچھ شمار نہ تھا

[1] یہ فوج جسپر امیر خاں نے اس دفعہ اچانک حملہ کیا زیر حکم کپتان گیل سپاہی ... کے تھی ایس دو کمپنی سیل سپاہیوں کی اور ایک کمپنی یورپین توپخانہ کی تھی ۔ کپتان مشہ چید افسر ... قتل ہوا صفحہ ۲ حاشیہ امیر نامہ انگریزی ۱۲

[2] پیچو نامہ ... Thorn کہتے ہیں کہ امیر خاں کے ہاتھ اس دفعہ ۲ توپ بارہ پونڈ اور دو
چھ پونڈ بارود والی اور دو توپیں اور قسم کی تمام سامان توپخانہ کے آئیں تھیں۔
(صفحہ ۲۶ - امیر نامہ انگریزی)

علاقہ کوپخ مین دو پلٹن پلم ٹیر[1] و غیشہ ٹھیری ہوئی ہین اور اونکی بنگاہ وہان سے آدھ کوس کے فاصلہ پر ہے اور ایک پلٹن[2] انگریزی اور ایک سوارون کی رجمنٹ اور رمپت بہادر کے گوشائیون کی جمعیت اوس کے شامل ہے ۔ نواب نے اوسی وقت کہ پہر رات گذر گئی تھی گھوڑون کو دانہ اور گھاس دے کر شبخون کے ارادہ سے سواری کی اور بلایا سے دو تین کوس کے قریب پہونچ کر پنڈارہ سوارون کو حریف کی بنگاہ لوٹنے کا حکم دیا اور آپ پلٹن پر بلایا کو گئے جب وہان پہونچے تو صبح نکل آئی ۔ نواب نے نماز پڑھی اور فتح کی دعا مانگی ۔ پھر اپنی فوج کے تین غول کئے ۔ دھنے غول مین محمد سعید خان ۔ سرور خان[3] ۔ جمشید خان[4] ۔ صالح محمد خان[5] ۔

---

[1] صحیح نام والنٹیر ہے ۔ [illegible]

[2] کرنل پاڈل [illegible] معہ ایک برگیڈ کے آخر ۱۸۰۸ء مین بندیلکھنڈ کو بھیجے گئے تھے جنھون نے میجر شیفرڈ کو امیر خان کا حملہ روکنے کے لیے جھانسی اور دتیری کی طرف بھیجا تھا ۔ پھر کرنل پاڈل مر گئے اور لفٹنٹ کرنل فاسٹ [illegible] اونکے قایم مقام ہوئے اونھون نے ۲ کمپنیان ایک قلعہ کے فتح کرنے کے واسطے بھیجی تھین جو کوپخ سے پانچ میل تھا ۔ قلعدار جبکہ اطاعت کرنیکو تھا اور صلح کی گفتگو کر رہا تھا کہ نواب طلب کیے گئے اونھون نے دفعتًا ۲۳ مئی ۱۸۰۹ء کو پہونچ کر پہرہ والون کو مار ڈالا ۔ کپتان اسمتھ [illegible] معہ فوج کے پسپا ہو کر کرنیل فاسٹ سے جا ملے جنکے ساتھ پانچوان ہندوستانی رسالہ اور سربٹ دوڑنے والے سوارون کا بھی رسالہ تھا جس سے امیر کے رسالے کچھ فاصلہ پر روکے گئے تھے ۔ صفحہ ۲۰۴ ۔ امیر نامہ انگریزی

[3] سرور خان محمد سعید خان کے بھائی تھے نواب نے انکو بھی نوابی کا خطاب دیا تھا اور نارسی کی جاگیر مین یہ بھی شامل تھے اب انکے بھتیجے ابو سعید خان ہین ۔ [4] جمشید خان کی اولاد اندور مین ہے ۔

[5] صالح محمد خان کی جاگیر مین موضع بگڑی پرگنہ ٹونک دیا گیا تھا ۔ اونکی اولاد بگڑی مین ہے ۔ ۱۲

ہلکر نے یہ خبر سنکر اپنے توپخانوں کو جودھپور میں بھیجدیا۔ جہاں کہ راجہ مان سنگھ
سے اونھون نے بخوبی موافقت پیدا کرلی تھی اور بعد اسکے آپ قصبہ ہرباڑہ
علاقہ کشنگڈھ مین جو کشن گڈھ سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے چلے گئے
اور وہان سے اونھوں نے نواب کو تاکید تمام لکھا کہ جلد ہماری مدد کو پہونچو جنرل
لیک صاحب لڑنے کو آپہنچا ہے اور اوسکی لڑائی نہایت سنگین ہے۔
اسپر نواب نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ مین اس ضلع کی لڑائی کا بیڑہ اوٹھا
آیا ہوں اور اتنک سوائے جنگ گوشائیون کے کچھ فتح کرنا کچھ بہت بڑی
ناموری کا کام نہین ہے کوئی بات بن نہیں آئی ہے اس صورت میں بہتر یہ ہے
کہ پہلے یہاں کوئی بڑا کام انجام دون اور پھر دوسری طرف جاوں۔ غرض اونھون
نے یہ ارادہ اپنے دل مین ٹھان کر اپنے توپخانوں کو تو کوروائی کے قلعہ میں
پہونچا دیا اور بنگاہ کو معہ کمپو کرنیل محمد شاہ خاں کے کوروائی بھوراسہ میں چھوڑا
اور اپنے وکیل غلامی خان کو جو پہلے باورچی خانہ کا داروغہ تھا اور پھر رسائی اور
دانائی سے ترقی کرکے سرداروں کے ساتھ سوال و جواب کرنیکے درجہ کو پہونچگیا
تھا مہاراج ہلکر کے پاس بھیجا اور آپ چھڑی سواری سے مقام منو علاقہ جھانسی کو
لوٹتے ہوئے ایلچ میں پہنچے وہان ڈاک کے ہرکارہ نے خبر دی کہ موضع مہلایا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۲) باغی ہوکر ۱۸ اگست تک قائم رہی توپخانہ تیار کیا گیا اور شہر پناہ کے گرد لگایا گیا
سواری کی لڑائی یکم نومبر سنہ ۱۸۰۳ کو ہوئی اور ۱۷ توپیں اوسمیں لگیں صفحہ ۲۰۳۔ امیرنامہ انگریزی۔

سلہ ہرباڑہ اب انگریزی عملداری امیر ہے۔

سلہ انگریزی امیرنامہ میں اس جگہ کا نام امتا ملایا لکھا ہے ۱۲

ہلکر کے اجمیر مین پہونچنے کی خبر سُنی تو معہ توپخانہ اور جمعیت کے وہان سے کوچ کرکے کول مین آئے اور اُس جگہ جرنیل پیرو صاحب ملازم سندھیا کی سازش سے جو صوبہ اکبرآباد کا ناظم تھا اپنا تھانہ اور بندوبست قایم کرکے دہلی مین پہونچے اور وہان کا انتظام کرکے میدان پٹپڑگنج مین جو قرب دہلی کے واقع ہے لوئی صاحب سے کہ یہ بھی ملازم مہاراجہ سندھیا کا تھا مقابل ہوئے اور اُس کو شکست دیکر سیوات مین آئے۔ یہان پیرو صاحب کا چوتھا کمپو پڑا تھا۔ جرنل لیک نے ماچھیری کے راجہ کی مدد سے اوس کو بھی لڑائی مین شکست دی پھر آگرہ کے قلعہ مین قبضہ کرکے متھرا کی راہ لی اور وہان سے الور کے قریب آکر ڈیرے کئے۔

۱؎ علی گڈھ (کول) جسکی شہرپناہ از سرنو مانشر پیرن نے بنائی تھی لارڈ لیک نے ۴ ستمبر کو حملہ کرکے لیلی اور دروازے توپون سے گرادیے اس بہادرانہ کارروائی نے جو مانشر پیرن کی فوج کے سامنے ہوئی تھی اوسکی طاقت اور رعب توڑ ڈالا اور اس لڑائی کے تمام کاموں پر رنگ چڑھادیا اس قلعہ کے لینے مین مانشر پیرن کے افسرون کے ساتھ کوئی حیلہ گری یا دغابازی نہین کیگئی تھی وہ افسر جو انگریزی رعایا تھے پہلے ہی لارڈ ولزلی کے اشتہار دینے سے چلے آئے تھے مانشر پیرن معہ مسٹر بکیٹ Beckett اور فلیوری کے ہسینگ Hessing علی گڈھ فتح ہوتے ہی لارڈ لیک سے آملا خزانہ جو وہان تھا اوسنے بطور خانگی ملکیت کے اوسکا دعویٰ کیا تھا۔ ۲؎ دہلی کی لڑائی ۱۱ ستمبر کو قلعہ علی گڈھ کی فتح سے صرف ایک ہفتہ کے بعد کی گئی تھی۔ صفحہ ۲۰۴۔ امیر نامہ انگریزی۔ ۳؎ شاید پہارگنج ۴؎ صحیح نام کرنیل لوئیس بورکان Bourquien ۵؎ مراد راجہ الور سے ۱۲

۶؎ یہان یہ سواری کی لڑائی سے مراد ہے جسکو میر خان نے غلطی سے بعد فتح آگرہ کے لکھا ہے حالانکہ لارڈ لیک نے اسکے واسطے بعد فتح دہلی کے کوچ کیا تھا۔ قلعہ کرنیل ہنیگ اور سدرلینڈ نے بعد ایک سرسری حملہ اور محاصرہ کے تاریخ ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۰۳ء کو لے لیا لیکن محاصرہ کرنے والی فوج

شکست ہوئی اور ایک گروہ اونکا جو قریب دو ہزار آدمیوں کے تھا غول باندھکر
ایک گاؤں کی طرف روانہ ہوا جو وہاں سے نزدیک تھا اور اپنے مہنت کو
ہاتھی پر بٹھاکر ساتھ لے گیا۔ نواب نے اوسمیں تین سواروں سے اوس گاؤں
تک تعاقب کیا۔ اس اثنار میں جو گوسائیوں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو دونوں دو
سواروں کو اپنے تعاقب مین پاکر مقابلہ کیا مگر نواب نے بسبب تنگی راستہ
کے کہ جسکے دونوں طرف کانٹوں کی باڑیں لگی ہوئی تھین راہ مراجعت
مسدود دیکھ کر گھوڑے کو ایڑ دی اور مثل بجلی کے باڑے سے اودھر کود گئے
اس چپقلش میں صرف تھوڑا سا زخم ایک تلوار کا اونکے ہاتھ مین آیا اور
کچھ اونگلی کٹ گئی اور وہ اس طرح فتح اور فیروزی کے ساتھ گھوڑا دوڑاتے
ہوئے اپنی فوج سے جاملے اور وہاں سے کوچ کر کے پھر اپنے خیمہ گاہ واقع
گھاٹہ مالتھون کو چلے آئے۔

اس عرصہ میں مہاراج ہلکر شاہپورہ سے اپنے کمپو اور توپخانہ کو مندسور
کی طرف روانہ کر کے مع فوج سواروں کے اجمیر[۱] میں پہونچ گئے تھے اور جرنل
لیک[۲] نے اوپر چڑھائی کی تھی۔ یہ جرنیل کانپور میں تھے جب اونھوں نے

---

[۱] یہ معاملہ درمیان امیرخاں اور انگریزی فوج سیپہ سالاری کے ماہ فروری کے اخیر یا مارچ ۱۸۰۴ء کے شروع میں بعہد مہمات حملہ آوری لارڈ لیک کے ہوا تھا حاشیہ صفحہ ۲۰۲ - امیرنامہ انگریزی

[۲] اجمیر میں اوس وقت مہاراجہ سیندھیا کی عملداری تھی۔

[۳] جرنل لیک نے ۷ اگست ۱۸۰۳ء کو کانپور سے آکر میدان جنگ میں قدم رکھا تھا۔ صفحہ ۲۰۲ - امیرنامہ انگریزی

راستہ بھول گئے۔ آخر جب صبح صادق ہوئی تو معلوم ہوا کہ حریف کا ڈیرہ دو تین کوس کی دوری پر رہ گیا۔ اسپر نواب نے سب کو جھڑکا اور کہا کہ تمنے اتنی محنت عبث ضائع کی اور منزل مقصود کا خیال نہ رکھا اسکا سبھون نے عذر کیا اور گوشائیون کے ڈیرہ کی راہ لی مگر وہان پہونچنے تک دن نکل آیا۔ گوشائیون کو نواب کے آنے کی خبر ہوگئی اور وہ صف باندہ کر ایک بہت بڑے گڑھے کے اوپر کھڑے ہوگئے نواب نے وہان پہونچ کر جو اونکی یہ مستعدی دیکھی تو اونکو تاب نہین رہی اور فورًا مع ہمراہیون کے حملہ کرنے کے لیئے کمر باندھی اور متواتر حملے کئے مگر بسبب حائل ہونے غار کے دشمن پر کچھ بس نہ چلا تب تو نواب اور بھی جھلّائے اور خدا کو یاد کر کے ذبحانا غار مین گھوڑا ڈالدیا۔ اور ایک نہایت تنگ راستہ سے جسپر گوشائیون کے بان اور بندوق مینہہ برس رہا تھا صحیح و سالم مع نو سوارون مثل محمد سعید خان[1] سواتی وغیرہ کے گذر کر حملہ کیا اور ایک گروہ کو بضرب تیغ و نیزہ ہلاک کر کے باقیماندون سے اکثر کو زخمی کر دیا۔ اس نبرد مردآزما مین جو کارنامہ رستم و اسفندیار سے کم نہ تھی چھ شخص نواب کے ہمراہیون مین سے جو کل جمع نو سوار تھے شہادت کے درجہ کو پہونچے اور صرف تین آدمی جلو مین باقی رہ گئے مگر پھر بھی اونکے اقبال کی یاوری سے گوشائیون کو

---

[1] نواب نے اونکو نوابی کا خطاب ہاتھی پالکی اور بہت بڑی جاگیر پرگنہ سرونج مین دی تھی جو اذنا رسی کے نام سے مشہور ہے اُنکے بیٹے احمد سعید خان تھے۔ احمد سعید خان اور ابو سعید خان نے نواب صاحب حال سے بغاوت کی تھی اِس لئے بہت سا حصّہ اونکی جاگیر کا ضبط ہوگیا اب تھوڑا سا بحال ہے۔ ابو سعید خان احمد سعید خان کے رشتہ مین بھائی ہین +

میں روانہ کیا اور آپ مطمئن ہوکر باندہ کو واپس چلے گئے - جیمس صاحب مع اپنے
کمپو اور جمعیت گوشائیون کے نوکوس ملکر ٹیری کے بائیں طرف ایک گاؤن
مین ٹھیرے تو اونکو معلوم ہوا کہ نواب ماتھون[1] کے گھاٹہ پر پڑے ہیں پس اونھون نے
وہاں میدان مین ٹھیرنا مصلحت نہ دیکھکر گوشائیون سے کہا کہ قصبہ ٹیری مین ملکر
ڈیرے کرین مگر گوشائیوں نے کہ جنکے دماغ میں نحوت کی ہوا بھری ہوئی تھی مطلا
اس بات کا خیال نہ کیا اور کہا کہ نواب مین یہ طاقت نہین ہے جو لڑائی مین ہمسے
مقابل ہو - یہ جواب سنکر جیمس صاحب تو کہ جو سپاہی اپنے آدمی تھے کوچ کرکے قصبہ
ٹیری مین چلے گئے اور گوشائیون کا غول وہین پڑا رہا -
جب شام ہوئی تو نواب شبخون کے ارادہ سے روانہ ہوے اور جب گوشائین کا پڑاؤ
چار کوس دور رہا تو اتفاق سے اونکی اردلی کے سوار گوشائیون کے ڈیرہ کے
دہوکے سے ایک طرف کو جدہر آگ کی روشنی ہو رہی تھی چلدیے اور منزل مقصود کا

---

[1] امیرجان نے اس لڑائی کا ذکر بالکل چھوڑدیا ہے کہ جو کرنیل جیمس شیفرڈ کے ساتھ ہوئی تھی اور جسمین اونکو
شکست کہا کر گھاٹہ ماتھون مین پسپا ہونا پڑا تھا - بدقسمتی سے انگلش سال سد لکھنڈ کی لڑائیون کا کچھہ
ایسا ہی ہے جسکی لطافت بالکل ان بڑے واقعات میں کھوگئی ہے جو ہندوستان اور دکن میں گذر چکے
اس صوبہ بندیلکھنڈ مین اونکی آبادی کے واسطے تھی کیونکہ یسی میں جو عہدنامہ ہوا تھا اونکی رو سے امیرخان کو
یہ صوبہ اس فوج کے خرچ کے واسطے دیدیا تھا جو اونکو دی گئی تھی - یہاں بہت بہادری
تو جابجا اطاعت قبول کرلی مگر شمشیر بہادر بہت دنوں تک انگریزی فوج سے لڑتا رہا - آخر وہ بھی مطیع ہوکر
چار لاکھ روپیہ سالانہ کی پنشن پر راضی ہوگیا - صفحہ ۲ - امیرنامہ انگریزی -

اور چھ مین خیمہ افگن ہوے۔ موٹھی صاحب[1] جو بند بلکھنڈ[2] کے ناظم تھے اور باندے مین رہا کرتے تھے یہ خبر سنکر معہ کپتان جیمس صاحب اور جمعیت راجہ جہانسی ودتیا اور غول گشایون کے نواب کے مقابلہ کو روانہ ہوئے اور ایلچ پور[3] مین ہونچے چونکہ اس مقام پر غار اور نالے کثرت سے تھے اور پہاڑ کی نیچی اونچی گھاٹیون اور خاردار جہاڑیون سے لڑنے کا اچھا موقع نہ تہا اسواسطے نواب نے حریف کو دہوکا دے کر اس جاے قلب سے نکالنے کے لئیے وہان سے مراجعت کی اور پھر گھاٹہ سالہٹون پر آکر کمپو بہیر اور بنگاہ کو موضع کوروائی اور بھورا سے مین بھیجدیا۔ موٹھی صاحب نے یہ ماجرا دیکھ کر بخیال اس امر کے کہ شاید نواب جنگ کی تاب نہ لاسکے اور طرح دیکر چلے گئے کپتان جیمس صاحب کو معہ دس بارہ ہزار سوار گوشایون کے جو راجہ جہانسی کے ملازم تھے گھاٹہ کی آمد و رفت بند کرنے کے لئے نواب کے تعاقب

---

[1] یہان ان دو افسر یعنی میجر المیٹی Ahamaty اور کرنیل جیمس شیفرڈ Colonel James Shepard. سے مراد ہی کرنیل جیمس شیفرڈ ابتداے انگلیہ کی چاکری مین ایک غیر قواعد دان بریگیڈ کا افسر تہا اور بند بلکھنڈ کے اول حملہ مین فوج لیکر آیا تہا۔ مسٹر مرسر Mercer. اول پولٹیکل ایجنٹ تہا جسکا جانشین بعدہ کپتان جان بیلی Baillie. ہوا۔ جو آجکل لفٹنٹ کرنیل ہے حاشیہ صفحہ ۱۹۹۔ امیرنامہ انگریزی

[2] بند بلکھنڈ کا ملک نواب کے حملہ سے چند ماہ قبل ہی بموجب عہدنامہ ۱۲ دسمبر ۱۸۰۲ء کے جو باجی راؤ پیشوا سے ہوا تھا سرکار انگریزی کے قبضہ مین آیا تہا۔

[3] صحیح نام ابرنج معلوم ہوتا ہی اور انگریزی امیرنامہ مین بھی ابرنج لکھا ہی اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہان لارڈ ہسٹینگ دس دن تک ہیضہ پہوٹ نکلنے سے ٹہرے تھے۔ امیرنامہ انگریزی صفحہ ۱۹۹

بعد اسکے مہاراج ہلکر معہ نواب امیر خان کے مہیسر سے کوچ کرکے اندور میں آئے اور نواب سے کہا کہ اب یہ مصلحت ہی کہ دونوں فوجوں کو ایک دوسرے سے جدا رکھکر اطراف ملک کی تحصیل سے گذارہ کریں اور جب کوئی ضرورت کا وقت آپڑے تو شامل ہو جائیں پس اس قرارداد کے بموجب مہاراج ہلکر بقصد ملک میواڑ اندور سے کوچ کرکے شاہ پورہ میں پہونچے اور نواب معہ سواران ہمراہی اور کمپو کربل محمد شاہ خان کے سدلکھنڈ[1] کو روانہ ہوکر شجاع علپور دو راہہ آشٹہ اور سیرسیہ وغیرہ کے راستہ سے جزیہ تحصیل کرتے ہوئے سرونج مین داخل ہوئے جہاں سے اونھوں نے کوروائی[2] اور بھورسہ میں پہونچکر فیض اللہ خان بنگش کو بہیلسہ کا جزیہ وصول کرنے کے لئے کہ جسکا معاملہ ٹھیر گیا تھا روانہ کیا اور محمد شاہ خاں کے کمپو کو مقامات گردو پیش کی تحصیل کے لئے اوسی جگہ چھوڑا اور آپ قلعہ دہاموني[3] کے قریب ہے جو حصانت مین مشہور ہی گذر کر موضع ٹیڑی علاقہ ریاست

[1] الماس سار میں لکھا ہی کہ سدہیلے انگریزوں سے شکست کہانے کے بعد مہاراجہ ہلکر سے کہلایا کہ اب کوئی سوائے آپکے مرہٹوں میں بہادر اور دلاور نہیں رہا ہی مہاراج نے جواب دیا کہ ایک دن میرا بھی ارادہ انگریزوں سے لڑنے کا ہی مگر روپیہ پاس نہیں اس سے کچھ بس نہیں چلتا۔ سدہیا کے پاس بہی اونکی ضرورت کے موافق روپیہ نہیں تہا اس لئے اونہوں نے ایسے بڑے بڑے شہروں سے روپیہ وصول کرلینے کو مہاراج سے کہلا بہیجا مہاراج نے نواب امیر خاں کو بہیلسہ اور سدلکھنڈ کی طرف بہیجا اور خود مندسور جاکر وہاں کی لوٹ سے فوج کی تنخواہ چکادی +

[2] کوروائی۔ بھورسہ۔ محمد گڈھ ماسودہ کی دو چھوٹی چھوٹی ریاستیں مسلمانوں کی سرونج کے پاس ماتحت ریذیڈنسی اندور میں۔ تاریخ مالوہ۔ [3] علاقہ سدلکھنڈ +

سندھیا کو واپس دیکر پونہ کی طرف کوچ کر گئے یہ واقعہ سنہ ۱۲۱۹ہجری[۱] مین واقع ہوا۔

باب بستم

نواب اور ہلکر کی مہیسر سے واپسی۔ اندور مین آکر مہاراجہ کا میواڑ کی طرف جانا۔ اور نواب کا بندیلکھنڈ کو روانہ ہونا۔ موٹھی صاحب اور جیم صاحب سے مقابلہ۔ گوشائیون کی شکست اور نواب کا گھاٹہ ماٹھون مین مقیم ہونا۔ مہاراجہ ہلکر کا میواڑ سے اجمیر جانا جنرل لیک صاحب کی کانپور سے چڑہائی اور مہاراجہ سندھیا کے فرانسیسی جنرلون کو شکست دیکر اکبرآباد سے میوات تک عمل کرنا۔ ہلکر کا جودہپور کے مہاراجہ مان سنگہ سے موافقت کرکے نواب کو بلانا نواب کا دوبارہ حملہ بندیلکھنڈ پر جہانسی کی لوٹ۔ تلم سیر پلٹینون کی شکست و خرابی جنرل لفنسٹن صاحب کے بھائی کی جان بخشی۔ ہلکر کی دوبارہ طلبی نواب کی واپسی اور جان بیتیس فرنگی پر حملہ کہ جسنے نواب شہامت خان ملازم ہلکر کی توپین چھین لی تھین۔ اور بھاگ جانا فرنگی مذکور کا اور محاصرہ کرنا نواب کا قلعہ بھیلسہ کو

---

[۱] سنہ ۱۲۱۹ ہجری ۱۲ - اپریل سنہ ۱۸۰۴ء کو شروع ہوکر ۳۱ مارچ سنہ ۱۸۰۵ء کو ختم ہوا یہان صحیح سنہ ۱۲۱۸ ہے جو ۲۴ - اپریل سنہ ۱۸۰۳ء کو شروع ہوا تہا - صفحہ ۱۹۷ - امیر نامہ انگریزی ۱۲ صحیح نام و النظیر ہے ۱۲

کیو کا تھا اس لڑائی میں کام آیا اور خود رگھوجی گہوسلہ کا یہ حال ہوا کہ تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر ناگپور میں ہوپنچے جرنیل ویلسلی صاحب نے فتحیاب ہو کر تمام توپخانہ گہوسلہ کے کیو کا چھین لیا اور قلعہ گاول گڈھ سے مورچہ لگاکر پہر بھر میں اوس کو بھی فتح کیا اور گھوسلہ کے خزانہ پر جو اوس قلعہ میں بھرا ہوا تھا قبضہ کرکے وہاں اپنا تھانہ بٹھا دیا اور بعد اس کے برہان پور کے پاس ہوپنچکر قلعہ آسیر گڈھ[1] کا محاصرہ کیا آخر دو تین روز کے محاصرہ میں وہ قلعہ بھی فتح ہو گیا یہ حالت دیکھ کر گھوسلہ کے ہوش گم ہو گئے اور اونھوں نے ویلسلی صاحب کے پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آپ جو کچھ ملک اور قلعہ مجھے اپنی طرف سے دیں تو لیا ورنہ میں تو اپنا تمام علاقہ آپ کو دیچکا۔ مگر ویلسلی صاحب نے اوس سے صوبہ برار اور اوڑیسہ کی سند اپنے نام لکھوالی[2] اور باقی ملک اونکا مع قلعہ جات کے اونکے قبضہ میں چھوڑ دیا۔ اونھیں دنوں میں مہاراج دولت راؤ سیندھیا نے بھی اپنے میں جنگ سے عہدہ برآ ہونے کی طاقت نہ دیکھ کر ہندوستان کا ملک انگریزوں کو[3] لکھدیا اور اوس نے صلح کرکے اپنی جگہ بیٹھ گئے جرنیل ویلسلی صاحب قلعہ آسیر وغیرہ

---

[1] کرنیل اسٹیونسن بعد جنگ آسائی کے رہا ہو کر اسیر گڈھ پر بھیجا گیا اوس نے ۲۱ اکتوبر کو دونوں قلعوں پر قبضہ کیا یہ ایک غلطی اسیرنامہ کی ہے کہ اس جنگ کا ذکر بعد جنگ آرگام کیا جو کہ بعد ہی دونوں طاقتوں سے عہدنامہ صلح کے طے ہو گئی تھی صفحہ ۱۹۷ - اسیرنامہ انگریزی۔

[2] حالات نامہ میں لکھا ہے کہ کٹک بالاسور کے علاوہ ضمن انگریزی افسروں نے بنگالہ کی طرف سے لشکرکشی کرکے پہلے ہی عمل کر لیا تھا رگھوجی سے لیکر باقی ملک اونکا واپس کر دیا +

[3] علاوہ ملک ہندوستان یعنی ممالک دو آبہ گنگ و جمن کے قلعہ بھرتپور وغیرہ میرٹھ گڈھ واقع گجرات و قلعہ احمدنگر وغیرہ علاقہ دکن بھی مہاراجہ سندھیا کو انگریزوں کے حوالے کرنے پڑے۔ حالات نامہ

کی شکست کی خبر سنکر لوٹ آئے۔
غرض بعد فتح جنگ کے جنرل ویلسلی صاحب اپنی فوج کے دو غول کرکے سندھیا اور گھوسلہ کے تعاقب مین روانہ ہوے - اب گھوسلہ نے اپنے قصور سے نادم ہوکر بہت سی عذر خواہی کے ساتھ سندھیا کو لکھا کہ مین نے جو بردت جنگ آپکی رفاقت نہ کی تھی اوسکا ثمرہ مجکو ملگیا مگر چونکہ اب تمہارے ہمارے نفاق سے دشمن کا زور بڑھا جاتا ہی اسلئے گزشتہ سے گذرنا اور آیندہ کے لئے ایک دوسرے کی حمایت کرنا صلاح دولت ہی۔ سندھیا اس پیغام کے پہونچتے ہی مع اپنی جمعیت کے قلعہ گوالیر سے نکلکر مقام گاول گڈھ مین گھوسلہ سے جاملے۔ انگریزی فوج تعاقب کرتی ہوئی معًا وہان پہونچی اور توپون کو دراہون پر کھینچ کر گھوسلہ کے کمپو کے مقابل ہوئے ازانجا کہ دنیا مین ہر کام کے لئے ایک جزا معین ہے اسواسطے جیسے کہ گھوسلہ نے پہلے سندھیا کی موافقت سے کنارہ کشی کی تھی ویسے ہی سندھیا بھی عین مقابلہ جنگ مین اوسکی رفاقت سے پہلوتہی کرکے برہانپور کو چلدئے اونکے جاتے ہی گھوسلہ کے کمپو مین ابتری پڑگئی اور اونکے سپاہی شکست[۱] کھاکر ادہر اودہر بھاگ نکلے۔ بینی سنگہ جو سردار اوس

---

[۱] یہان ارگام کی لڑائی سے مراد ہی جسمین گھوسلہ یا گھوسلہ کی فوجون نے زیر حکم ونکاجی مونیا باپو کے خوب کارروائی کی تھی اونپر اونکے کمپ ارگام مین حملہ ہوا تھا جو گاول گڈہ سے دو نہین ہی سندھیا کا لشکر سرجی مین پانچ میل پر تھا اوسکی فوج بھی لڑائی مین شامل تھی اور اوس کے سوار ونکا حملہ زیر افسری گوپال راؤ بہاؤ کے بڑی بہادری سے ہوا تھا۔ یہ لڑائی ۲۹ - نومبر ۱۸۰۳ء کو ہوئی تھی اور ۳۸ توپین فتحیاب کے ہاتھ آئین۔ گاول گڈھ پر ۵ - دسمبر کو حملہ ہوا اور ۱۵ دسمبر کو فتح کیا گیا - صفحہ ۱۹۶ - امیر نامہ انگریزی -

اور اونکی صفوں کو چیر کر مارتے ہوئے ادہر سے اودہر نکل گئے اور پھر ادہر سے
صفیں چیرتے ہوئے اپنی فوج میں چلے آئے اس دلیرانہ پیشقدمی اور بازگشت
میں بہت سے آدمی تو اونکے انگریزوں کے لشکر میں رہ گئے اور اکثر بھاگ گئے
اسیر بھی بہت سے سپاہی طرفین کے اس لڑائی مین کام آئے[۵۱] رگھوجی بھونسلہ
جو مع اپنی جمعیت کے میدان جنگ مین ایک طرف کھڑے ہوئے تماشا
دیکھتے تھے اس حملہ کے وقت بھی ویسے ہی کھڑے رہے سندہیا کے ساتھ
نہ گئے بعد اوس کے جب دیکھا کہ سندہیا کی فوج بکھر گئی تو بھاگ کر قلعہ
گاول گڈھ واقع صوبہ برار میں کہ جو اونکا مالک تھا جا چھپے اونکی یہ حرکت دو
علت سے خالی نہ تھی یا تو یہ کہ دریردہ انگریزون سے ملگئے تھے یا خود جوانمردی کا
مغز دماغ مین نہ رکھتے تھے فی الجملہ بعد اس ماجرا کے جو انگریزی فوج نے سندہیا
پر چھرّے مارنا شروع کئے تو وہ شکست کھا کر قلعہ تھالنو علاقہ خاندیس میں چلے
گئے اور انکے کل کمپو معہ توپخانہ[۵۲] جیسی کے انگریزوں کے قبضہ مین آگئے مگر
شمرو کی بیگم اپنی پلٹنوں کا قلعہ باندھ کر پلٹنوں کے توپخانہ اور سیندہیا کے
ہاتھوں کو میدان جنگ سے نکال لائی اور برہانپور میں بخیریت چلی آئی +
نواب امیر خان جو میسر سے معہ جمعیت منتخب کے حسب الحکم مہاراج ہلکر سندہیا
کی مدد کو بموجب درخواست سندہیا کے روانہ ہوئے تھے پہلی ہی منزل میں سندہیا

---

[۵۱] مادورائو جو شمر خاص سندہیا کا تہا اس لڑائی میں مارا گیا صفحہ ۱۶۵ - امیرنامہ انگریزی +

[۵۲] ۹۰ توپیں آسائی کی لڑائی میں انگریزوں کے ہاتھ آئی تھیں صفحہ ۱۹۵ - امیرنامہ انگریزی +

پلٹن گورہ اور سواروں کی رجمنٹ اور نظام علی خان کی سپاہ کے ایک ایسے راستہ سے
کہ جسکی کسیکو خبر نہین ہوئی یک بیک سندہیا اور بہوسلہ کے مقابل آ پہونچے اوس
وقت پہر بہر دن چڑہا تھا اور سندہیا کے توپخانہ کے بیل چرائی مین گئے تھے اور
فوج والے سب لڑائی سے غافل تھے تاہم سندہیا نے اوسی حالت مین حاضر
میدان ہوکر توپخانہ بڑہایا اور گولے مارنا شروع کئے ۔ چونکہ سندھیا ناآزمودہ
جنگ تھے اور اونکے سپاہی درپردہ انگریزون سے ملگئے تھے اور اسی لیے
گولہ اندازی مین سستی کرکے اونکی شکست کے خواہان تھے لہذا فوج حریف
کی غالب آئی اور اوسنے سندہیا کی فوج کو دبالیا ۔ اوسوقت سندہیا غرور
جوانی سے جلدی کرکے متہ کسیقدر سوارون کے دشمن پر حملہ آور ہوئے[1] اور

---

[1] یہ لڑائی ۲۳ ستمبر ۱۸۰۳ع کو ہوئی یورپین اسکو آسائی کی لڑائی کہتے ہین جنرل ویلزلی اور کرنل اسٹونسن
نے ملکر یہ بات قرار دی ہی کہ دشمن کے اوپر ۲۴ تاریخ کی صبح کو پہونچ جائین مگر جنرل نے ۲۳ تاریخ کو یہان
پہونچکر معلوم کیا کہ مرہٹہ کی فوج بہت قریب ہے تو بڑی پہرتی سے کہ جسمین آیندہ اسکا میابی و عزت کی
تھی اپنی ہی فوج سے حملہ کیا سندہیا کا لشکر ایک جگہ قایم نہ تھا جیسا کہ امیرخان لکھتے ہین لیکن اونکی
سابقہ حرکات بیقاعدہ تھے جنسے ظاہر تھا کہ اوس کو فوجی لیاقت کم تھی تاہم جنگ مین وہ بہادری
سے لڑے دی باین کے برگیڈ اور توپخانہ بھی خوب لڑے اونکی طرف سے کسی قسم کی سستی نہین ہوئی
جیسا کہ اصل کتاب مین درج ہی ۔ فریق فاتح کی ایک تہائی فوج دشمن کے طاقتور توپخانہ سے مارگئی
اور نیز زخمی ہوئی جو ایک ثبوت شدت جنگ کا ہی ۔ صرف ۷۴ وین رجمنٹ انگریزی کے دس افسر قتل اور چودہ
زخمی ہوئے سب ملاکر ۱۴۲ ۔ افسر مارے گئے اور ۳۰ زخمی ہوئے صفحہ ۱۹۴ ۔ امیرنامہ انگریزی +

براہ ٹوڈا و نصیر آباد جنتہ کے گھاٹہ سے اوترکر کھولمری چوکا مین پہونچے اوس وقت دو کمپو ایک پیرو صاحب کا دوسرا کمنیل[ا] صاحب اور چار پلٹنین شمرو بیگم کی اور حبیسی اور توپخانہ اور خاص فوج کہ سب ملکر ڈیڑہ لاکھ سوار و پیادہ کی ہیئر بہاری تھی سندہیا کے ہمراہ تھی اور ایک کمپو توپخانہ اور چالیس پچاس ہزار سوار گھوسلہ کے ساتھ تھے سندہیا نے اپنی فوج کے دو حصہ کئے ایک حصّہ کو کہ جسمین اسکی بہادر منتخب اور مسلح سوار تھے سداشیو راؤ کی افسری میں ہراول کرکے دس بارہ کوس کے فاصلہ سے دکن کی طرف روانہ کیا اور باقی کمپوؤں اور سواروں سہیر و بنگاہ وغیرہ کو وہان اپنے پاس رکھکر مہاراج ہلکر سے جو سعہ نواب کے مہیسر میں مقیم تھے مدد طلب کی جنرل ولسلی نے جو وہان سے پچیس کوس کے فاصلہ پر اورنگ آباد کے علاقہ مین تھے اس خبر کو سنکر اپنی فوج کو دو حصوں میں منقسم کیا از انجملہ ایک حصہ کو تو جو بارہ جنگی تلنگی پلٹنوں سے مرکب تھا پیشوا کی فوج کے ساتھ سندہیا اور گھوسلہ کے ہراول پر جنرل اسٹ[ب] صاحب کی افسری میں روانہ کرکے آپ معہ دس

[ا] انگریزی امیرنامہ میں اسکا نام کرنیل میکائیل Mushael اور حاشیہ میں لکھا ہے کہ جان مسر کا یہاں ذکر ہے وہ کرنیل میکائیل فیلوز ہے colonel Mushael Feloze مہان سٹیٹ فیلوز John Baptiste کا باپ تہا جو آجکل ایک بریگیڈ کی کمان پر سندہیا کا ملازم ہے کرنیل پول میں جرسی Feloze Palman اول بریگیڈ پیرن Perron کا کمانڈر تہا جسکا یہاں ذکر ہے۔ بیگم شمرو کی پلٹنیں اس سوئیس Mondo daleuse کے زیر حکم تہیں جو ملیں سوہیٹ ریجمنٹ کا ماسندہ رہا۔ حاشیہ صفحہ ۱۹۳ - امیرنامہ انگریزی۔ [ب] انگریزی امیرنامہ میں ڈیوٹ میں لکھا ہے صحیح نام رکٹ میں Bulfeen کرنیل سٹوینسن ہے Colonel Stevenson

چڑھے چلے آتے ہین سو اونکے مقابلہ کے لئے جسطرف کہ بہتر جانو اپنا ذمہ کرلو اور دوسری طرف ہمارے لئے مقرر کردو اور جب ضرورت ہو تو ایک دوسرے کی مدد کرو۔ جو تھے جو کچھ مال و اسباب ہمارا آپ نے ناگپور مین لے لیا ہے وہ بجنسہ واپس دیدو۔

مہاراج ہلکر نے اس صلاح کو پسند کرکے یہ چارون قلمین کھنڈو راؤ باباکے ساتھ جو ایک زیرک آدمی تھا لکھ بھیجین سندھیا اور گھوسلہ نے باہم مشورہ کرکے اونکو قبول کرلیا اور کھنڈے راؤ ہلکر کو معہ اونکی مان کے قلعہ آسیر سے طلب کرکے مہاراج ہلکر کے پاس پہونچادیا اور مال و اسباب کی واپسی کا وعدہ کرکے ہلکرون کے ملک سے اپنے تہانہ جات کی برخاستگی کے احکام بھی جاری کردئے اور انگریزی فوج کے مقابلہ کے لئے دکن کی مہم اختیار کی اور ہندوستان کی سمت کو بلکل غیر جانکر چھوڑدیا۔ اس مصالحت کے ہوجانے پر فیمابین بخوبی موافقت ہوگئی[1] اور ہلکر معہ نواب کے کوچ کرکے گھاٹ سے اوترکر مالی گاؤن مین آئے اور وہان سیدہو کے گھاٹ سے گذر کر مہیسر مین گئے اور برسات کے سبب سے چند روز وہان رہے۔ ادھر دولت راؤ سندہیا اور راگھوجی گھوسلہ معہ اپنی اپنی فوجون کے

[1] اتہاس سار مین لکھاہے کہ سندہیا اور گھوسلہ چاہتے تھے کہ انگریزون کے مقابلہ مین مہاراج ہلکر کو بھی اپنے شامل کرین اسواسطے سندہیا نے کھنڈے راؤ اور بھیما بائی کو چھوڑکر ہلکرون کے سب محال مہاراج کے سپرد کردئے مہاراج نے کہا کہ فوج کو دینے کے واسطے میرے پاس روپیہ نہین ہی اس لئے مین لڑائی مین شامل نہین ہوسکتا اور تم بھی لوٹ مار کرکے انگریزون سے لڑو راجون کے قاعدہ سے لڑوگے تو ہار جاؤگے آخر ویساہی ہوا

جبکہ مہاراج دولت راؤ سندہیا اور راگھوجی گھوسلہ جمعیت کثیر کے ساتھ برہان پور مین پہونچے اور اس امر سے مطلع ہوئے کہ باجی راؤ پیشوا انگریزون سے ملگئے ہین تب اونھون نے ایسے ایک معتمد پنڈت کو مہاراج ہلکر کے پاس بہیجکر صلح کی درخواست کی اور یہ پیغام دیا کہ باجی راؤ پیشوا انگریزون سے ملکر انگریزی سپاہ کو اپنی مدد پر لائے ہین اور اب یہ ہندوستان کا ملک ہاتھ سے چلا ایس اسوقت بہتر ہے کہ تم ہم متفق اور یکدل ہوکر انگریزون کو اس ملک سے نکالدین اور اس مطلب کے حاصل کرنے کے لئے جنگ و جدل کے موقع پر ایک دوسرے کی مدد کرین۔ مہاراج نے یہ پیغام سنکر نواب سے صلاح کی اور کہا کہ اسوقت دولت راؤ سیندھیا اور راگھوجی گھوسلہ سے صلح کرلینا ہی مناسب ہی کیونکہ ایک زبردست دشمن ہمارے اور تمہارے پیچھے پڑگیا ہے نواب نے کہا کہ اگرچہ سیندھیا اور گھوسلہ صلح کے طالب ہوئے ہین اور اونکی بات لغو بھی معلوم نہین ہوتی ہے تاہم بلحاظ قدیمی عداوت کے اونکے مکروکینہ سے امین نہ ہونا چاہیئے کہ مبادا دوستی کے پیرایہ مین آکر اپنا کام کرجائین اس صورت مین مصلحت یہ ہی کہ اونسے یہ چار سوال کرو ایک تو یہ کہ اگر صلح کا پیغام دوستی اور صفائی کی راہ سے ہے تو کھنڈے راؤ ہلکر اور اونکی ماں کو جو قلعہ آسیر مین قید مین ہمارے حوالہ کردو[1] دوم تمنے جسقدر ملک ہلکرون کا لیلیا ہے اوسپر سے اپنا تھانہ اوٹھالو اسی طرح مین بھی تمہارے علاقون پر سے اپنا قبضہ چھوڑ دونگا۔ تیسرے یہ کہ جرنیل ولسلی صاحب دکن سے اور جرنل لیک صاحب[1] کا پورب سے

---

[1] یہ بات جولائی و اگست ۱۸۰۳ء کی ہے۔ امیر نامہ انگریزی حاشیہ صفحہ ۱۹۲۔

لئے کہا کہ میرے نزدیک ایسی خفیہ کارروائی بغیر اطلاع مہاراج کے کرنا ہمت اور شجاعت سے بعید ہے تم ذرا صبر کرو مین مہاراج کے پاس جاکر یہ سب حال اونکو سُناآون وکیلون نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے پس نواب نے اور بھی چند کلمات تملق اور زمانہ سازی کے اونسے کہکر وہان سے کوچ کردیا اور افواج کو موضع پھولیٹہ پر چھوڑکر جریدہ چاندور مین مہاراج کے پاس گئے اور مشیر الملک کے سوال و جواب کا احوال اونسے بیان کیا مہاراج نے جواب دیا کہ یہ لوگ صرف جھوٹی باتون سے تم کو سبز باغ دکھلاتے ہین نواب نے فوراً وہ ہنڈوی جیب سے نکالکر آگے رکھدی اور کہا کہ مین یہان تک مقدمہ کی پختگی کرکے آیا ہون تب تو مہاراج نے حیران ہوکر سر نیچا کرلیا اور ناخن سے زمین کھودنا شروع کیا۔ نواب نے یہ حالت دیکھکر کہا کہ اگر بغیر آپکی موافقت کے ہفت اقلیم کی سلطنت بھی ملے تو مجکو منظور نہین ہے اور اوسی وقت اوس ہنڈوی کو پھاڑکر اوسکی دہجہی کردی۔

باب نوزدھم

سندھیا اور گھوسلہ کی موافقت مہاراجہ ہلکر کے ساتھ بوجہ ملجانے پیشوا کے انگریزون سے اور اونکی باہمی شرطین ہلکر کا مہیسر مین جانا اور سندھیا و گھوسلہ کا دکن کی طرف روانہ ہونا۔ ولزلی صاحب کا حملہ اونپر اور دونون کی شکست آپس کی نااتفاقی سے اور صلح کرنا ولزلی صاحب سے برار اور کٹک اور ہندوستان کا ملک دیکر

اونھون نے اپنے مطلب کے لئے اس سوال کو قبول کرکے اپنے معتمر ملازم میرزا
رحیم بیگ کی زبانی جو مشیر الملک کا وطن دار اور ملاقاتی تھا مشیر الملک سے یہ
کہلا بھیجا کہ اگر صلح کیا چاہتے ہو تو فوج کو کوچ سے باز رکھو اس صورت مین ادہر
بھی صلح سے انکار نہین ہے ورنہ لڑائی ہو جائے گی کیونکہ جو تمہارے کوچ ہو جانے
پر صلح کیجائے گی تو لوگ مجکو کم ہمت کہین گے میرزا تو یہ پیغام لیکر اودہر گیا اور
اودہر نواب نے سورت والے نواب کے بھائی پر روپیہ دینے کی تاکید کی تب اوسکی ماں نے
کچھ قدر اشرفیاں کسی قدر سونا اور کسی قدر زیور جو سب ملاکر ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا مال تھا
نواب کے پاس بھیج کر یہ کہلوایا کہ بھنہ عشر بھی الحال بھی بھیجونگی مگر آپ کو میرے
بیٹے پر کہ سید زادہ ہے رحم کرنا چاہیے۔ نواب علو ہمتی سے وہ سب نقد و جنس واپس
کرکے معہ اوس کے بیٹے کے اوس کے مکان پر گئے اور اوس کو تسلی دیکر بولے کہ اگر تم
باقی روپیہ بھیجدو گی تو خیر ورنہ مین نے تو وہ بھی بخشا ہر چند کہ اوسوقت اون کے
ہمراہیوں نے کہا کہ یہ شخص متمول ہے اس کو چھوڑنا نہیں چاہیئے مگر نواب نے کچھ
پروا نہ کی اور اوس کو آزاد کردیا۔ اودہر میرزا رحیم بیگ جو مشیر الملک کے پاس
پہونچا اور اوس نے نواب کے پیغام سے حصول مدعا کی امید پائی تو خوش ہو کر سات
لاکھ روپیہ کی ہنڈوی اور واصلی صاحب کے ایک ملازم قوم کرائی کو اپنے معتمد کے
ساتھ نواب کے پاس بھیجکر علاوہ ملک ایک کرور روپیہ کے اپنے ملک سے بھی اٹھارہ
لاکھ روپیہ کی جاگیر دینے کا اقرار پیش[1] کیا نواب نے وہ ہنڈوی تو لیلی اور باقی امور کے

[1] چونکہ ابھی تک کوئی تاریخ حیدرآباد کی ہماری نظر سے نہیں گذری ہے اس لئے ہم اس بیان پر کوئی حاشیہ
نہیں چڑھا سکتے تھے مگر اسقدر تشریح کے ساتھ اسکا اندراج ہوا ہے تو ضرور کوئی بات ہوئی ہوگی ۱۲

وہ نواب کی شجاعت اور بہادری کا شہرہ سُنکر یہ چاہتے تھے کہ اون کو
داماد کی کے ذریعہ سے اپنی طرف کھینچ کر ملک گیری کی طاقت اور قوت حاصل
کرین القصہ واصلی صاحب نے ایک کروڑ نقد[۵۵] اور ایک کروڑ کا ملک دینے پر
راضی ہوکر مشیر الملک کو نواب سے صلح کرنے کی اجازت دی اوسنے نواب کا
مافی الضمیر دریافت کرنے کے لئے اونکے معتمد غلامی خان کو جو اوسکا ہموطن اور
ملاقاتی تھا اپنے ارادہ سے آگاہ کیا - چونکہ نواب کو سورت والے نواب کے
بھائی سے روپیہ وصول کرنے کے لئے چند روز وہان ٹھہرنا ضرور تھا اور
واصلی صاحب سے بدون صلاح مہاراج کے مقابلہ کرنا منظور نہین تھا اِس لئے

(بقیہ نوٹ ۱۴۴) اختیار کی گئی تھی باجی راؤ دکن مین رہی جب انگریزی فوجین اونکے دار الخلافہ مین پہونچ گیئن تو وہ بمبئی کے ایک بریگیڈ کے ساتھ گھاٹون کے اوپر آئے اور ہم اُنکو پونہ مین داخل ہوکر ٹھہرا اپنی مسند پر بیٹھے امرت راؤ نے اپنے اور اپنے بیٹے بنایک راؤ کے واسطے ہمیشہ کے لئے آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ کی تنخواہ اور بنارس کی سکونت قبول کی پھر سنہ ۱۸۰۴ء مین اُنھون نے کچھ دیہات بندیل کھنڈ کے اپنے رہنے کے واسطے خرید کئے اور بنارس مین ایک خوبصورت محل بنایا جہان اب اونکا ایک بیٹا رہتا ہی امرت راؤ ۱۴ اگست سنہ ۱۸۲۴ کو بنارس مین مرگئے -

[۵۵] پڑھنے والون کو اس بات کے جتلانے کی ضرورت نہین ہی کہ جو کچھ پیشکش بنا امیرخان کو کی گئی تھی وہ سب قصہ کہانی اور لاف و گزاف ہی حاشیہ امیرنامہ انگریزی صفحہ ۱۰۷ - کیا خوب ہو اگر نوابصاحب ٹونک اُس زمانہ کے کاغذات کو اپنے پرانے دفتر قلعہ سے ڈھونڈھکر مترجم کے اس تمسخر کا کاٹ کرین اور یہ لاف و گزاف نہین ہی اوس وقت کی انگریزی حکمت عملی بھی ایسی ہی تھی اور نوابصاحب کے ارادہ عالی اور عزم مہمات عظیم کا حال آیندہ معلوم ہوگا جہان کہ کابل اور سندھ کے معاملات کا ذکر آویگا -

جو وقت پر آپہونچے اور مہاراج نے اونکی سپاہ کو خرچ کی تکلیف میں
مبتلا دیکھا تو چار لاکھ روپیہ دینا کرکے ایک لاکھ تو نقد دیا اور تین لاکھ کی
جائداد میں سورت والے نواب کے بھائی اور مسافر شاہ تکیہ دار کو جو اون دنوں
اونکے پاس تھے نواب کے حوالے کرکے چاندور کی راہ لی۔ نواب نے روپیہ
وصول کرنے کی ضرورت سے چند روز کے لئے وہاں قیام رکھا اور خیال کیا
کہ مسافر شاہ اگرچہ مرد متمول ہے اور اوس کو شکنجہ مین کھینچنے سے روپیہ کا
وصول ہونا ممکن ہے مگر آخر فقیر ہے اوس کا مال لینا مناسب نہیں پس یہ
سوچ کر اوس کو چھوڑ دیا اور اوس کے ذمہ کا روپیہ بھی بخش دیا۔ اس عرصہ
میں ولزلی[1] صاحب جو پونہ میں باجی راؤ کو صدرنشیں کرکے امرت راؤ کو
قید کر چکے تھے پیشوا اور نظام کی فوج کے ساتھ اورنگ آباد سے ایک
منزل کے فاصلہ تک آپہونچے۔ مشیر الملک نے جو نظام علی خاں کا
مختار تھا ولزلی صاحب کو لکھا کہ ہلکر کا تدارک تو چنداں دشوار نہیں لیکن
پٹھانوں کی فوج کا مغلوب کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ یہ لوگ دلیری اور
جنگجوئی میں یگانۂ روزگار ہیں اس صورت میں ضرور ہے کہ اونکے
افسر نواب امیرخان کو مال و ملک دینا کرکے اپنی طرف آجانے کے لئے
راضی کر لینا چاہیئے یہ تحریر اونکی نظام علی خان کے منشا کے موافق تھی کیونکہ

---

[1] جنرل ولزلی ۳۲ گھنٹہ میں ۶۰ میل کی مسافت طے کرکے ۲۰ اپریل ۱۸۰۳ء کو پونہ میں آپہونچے
اور اسقدر تیزرفتاری اوس شہر کو ہلکر کی فوج کی لوٹ مار اور آتش زدگی سے بچانے کیواسطے

کہ واپس چلے آؤ مگر نواب نے انگریزی افواج اور نظام علی خان کے لشکر کے بہت قریب فاصلہ پر آپہونچنے کی اطلاع دیکر مہاراج کو آگاہ کیا کہ اگر مین اس مقام سے ہٹونگا تو انگریز لوگ پونہ پر دخل کر کے باجی راو کو صدر نشین کر دین گے اور ہندوستان کا ملک ہاتھ سے نکل جائیگا سواے مصلحت یہ ہے کہ مین تو یہان مستعد ہو کر انگریز اور نظام علی خان کی فوجون کو روکون اور آپ سندھیا اور گھوسلہ کے مقابلہ مین آمادہ رہو مہاراج نے تاتیا الیکر نواب کے پاس بھیجکر آنے کی تاکید کی اور قسم دیکر لکھا کہ تم ابھی لڑائی سے طرح دیکر چلے آو۔ ناچار نواب اورنگ آباد کو روانہ ہوئے او سوقت فتح سنگھ مانیان نے جو در پردہ باجی راو پیشوا سے ملگیا تھا کھانا کھانے کا بہانہ کر کے کوچ کرنے مین توقف کیا اور اپنے متعلقین کو دکھنی سپاہیون کے ساتھ پیشوا کی فوج مین جو بجمعیت سپاہ انگریزی پانچ کوس کے فاصلہ پر آپہونچی تھی بھیجکر خود بھی معہ کمپو جیجر بہادر کے جو اوسکے ہمراہ تھا پیشوا کے پاس جانا چاہتا تھا کہ نواب نے خبر پاکر کمپو کے افسرون کو اوسکی گرفتاری کا حکم لکھا۔ ان لوگون نے جو ہندوستانی اور شریف آدمی تھے اوسکو پکڑ لیا اور کمپو کو نواب کی فوج مین لا ملایا۔ نواب بعجلت کوچ کر کے اورنگ آباد کو روانہ ہوئے۔ جب یہ شہر تین چار منزل کے قریب رہ گیا تو فوج کو پیچھے چھوڑکر جریدہ وہان پہونچے اور مہاراج سے ملے مہاراج نے اورنگ آباد[سلہ] سے دس لاکھ روپیہ تحصیل کر لئے تھے اور اونکا ارادہ نہین تھا کہ نواب کو بھی حصہ دین لیکن نواب

[سلہ] اوس وقت اورنگ آباد مین پیشوا کا قبضہ ہونا پایا جاتا ہے اگر نظام کے عمل مین ہوتا تو مہاراجہ ہلکر وہان کیون جاتے اور روپیہ وصول کرتے۔ ۱۲

حملہ کرکے مقابلہ والوں کو بھگا دیا اور اُس دن وہاں مقام کرکے دوسرے دن اُس شہر کو فتح کیا۔ بعدہ منگل بیڑہ کو جا گھیرا وہ مضبوط قلعہ تھا دن بھر لڑائی ہوتی رہی آخر قلعدار نے حاضر ہوکر معاملہ چکا دیا اور مرج کے قلعدار نے بھی معاملہ کے روپیے وہیں پہونچا دیے اور اوسی مقام پر محب اللہ خان لنگ اور رحیم بیگ عاقل کونڈے سے معاملہ کا روپیہ تحصیل کرکے نواب سے آملے[1]۔ اس اثنا میں داعیل صاحب جو حامی راؤ پیشوا کی مدد کے لئے بائیس پلٹنیں لیکر بمبئی سے روانہ ہوئے تھے نواب کی فوج سے بہت قریب آ پہونچے اور نیز حیدرآباد کے نواب نظام علیخان کی فوج اپنی سرحد پر آ پڑی اور نواب کی فوج سے رات دن جنگ قراولی ہونے لگی اودہر دولت راؤ سیندھیا ایک کمپو اور اسی ہزار سوار لیکر مالوہ سے برہان پور میں وارد ہوئے اور ساتھ ہی اوکے رگھوجی گھوسلہ والی ناگپور بھی اپنے ایک کمپو اور سواروں کے رسالہ کو وہاں تک لے آئے[2]۔ مہاراج ہلکر نے جو ہر طرف سے دشمنوں کو حملہ آور دیکھا تو گھبراکر نواب کو پیغام بھیجا کہ سیندھیا راسر لکھا

سلہ یہ تمام علاقے پیشوا کے متھے ۱۲

سلہ انگریزی امیر نامہ کے حاشیہ صفحہ ۱۸۳ میں لکھا ہے کہ کرنیل ولزلی کے ماتحت آٹھ پلٹنیں اور سترہ سو سواروں کے رسالہ کمپنی تھے اور کرنیل سٹی وینس کے ماتحت ... جو حیدرآباد کی امدادی فوج کہلاتا تھا اور کے پاس بھی اوسی قدر سا انگریزی فوج تھی جسکے ساتھ چھ ہزار سوار نظام کے رسالہ کے بھی تھے کرنیل ولزلی کے لئے آنے میں سہو ہوا ہے کیونکہ وہ بمبئی سے نہیں بلکہ مدراس سے آئے تھے اونکی فوج میسور کی شمالی سرحد پر جمع ہوئی تھی جیسا کہ پہلے ہی صفحہ ۱۸۱ کے حاشیہ پر لکھا جا چکا ہے

سلہ سیندھیا اور گھوسلہ حسب الطلب پیشوا کے آئے تھے۔ تاریخ مالوہ ۱۲

نقد اور ایک کرور کا ملک دینے پر نظام کے
مختار مشیر الملک کی تحریک سے اور روانہ کرنا
نواب کا اپنے وکیل کو مشیر الملک کے پاس۔ بھیجنا
مشیر الملک کا ساٹھ لاکھ روپیہ کی ہنڈوی اور ایک
کرانی ملازم اصلی صاحب کو نواب کے پاس۔ اور
اٹھارہ لاکھ کی جاگیر کا اقرار علاوہ ملک ایک کرور
کے علاقہ نظام میں سے اور منظور کرنا نواب کا مہاراج
ہلکر کی خاطر سے ایک کرور روپیہ کے ملک ساٹھ لاکھ
نقد اور اٹھارہ لاکھ کی جاگیر کو اور اطمینان کر دینا
مہاراج کا وہ ہنڈوی پھاڑ کر

جب نواب نے پونہ سے کوچ کر کے مرچ کی راہ لی تو اوس وقت اسی
ہزار سوار و پیادہ اور مفصلہ ذیل افسر اور سردار اونکے ہمراہ تھے نواب
شہامت خان ناگوجی پنڈت فتح سنگہ مانیا صاحب کمپو امام بخش پنڈارہ
قادر بخش پنڈارہ گھوڑ پڑا مانکری رسالدار معہ چار ہزار سواروں کے فتح خان نیازی
احمد خان کرپا کا نوڑوالا۔ کرنیل محمد شاہ خان معہ کمپو اور چند رسالدار جنکا نام
درج نہین وہ جھرجھری کی راہ سے باران ہتی مین[1] پہونچے اور وہان کی
لوٹ سے مالامال ہوکر سنکھولہ گئے اوس مقام پر دو پہر تک لڑنا پڑا آجز

[1] ہلکر باہ سنہ ۱۸۰۳ء مین باران ہتی پہونچے تھے حاشیہ امیر نامہ انگریزی صفحہ ۱۸۱ +

ور گھوجی گھوسلا بھی ہندوستان سے افواج عظیم لیکر مالوہ کے راستہ سے
پونہ کو آتے ہلکر نے دو طرف سے دشمن کا زور دیکھ کر پونہ میں رہنا مصلحت
نہ سمجھا اور اُس جیش میں جو کچھ کہ غارت ہاؤس سے وصول ہو سکا لے کر
پونہ سے اورنگ آباد کی طرف کوچ کر دیا یہ واقعہ ۱۲۱۸ھ ہجری میں واقع ہوا[۱]

باب سیزدہم[۱۸۰۳]

مرہٹوں کی مہم نواب کے ہمراہی باران ہتی سنہکولہ
کی لوٹ منگل بیٹرہ ہرج اور عاقل کوٹ کا معاملہ
جرنیل ولزلی کا قریب پونچنا اور نواب نظام کی فوج
جنگ قراولی ہونا سندہیا اور گھوسلہ کا آنا اور بلانا
مہاراج ہلکر کا نواب کو۔ نواب کا جواب کہ میں یہاں انگریز
اور نظام کا معاملہ کروں اور آپ ہاں سندہیا
اور گھوسلہ سے لڑیں۔ مہاراج کی مکر طلبی اور
تاکید اور ملنا نواب کا اوسے اورنگ آباد میں۔ بٹھانا
ولزلی صاحب کا باجی راؤ کو پونا میں امرت راؤ کو قید
کرکے اور راضی ہونا ولزلی صاحب کا نواب کو ایک کروڑ

---

[۱] امیر نامہ انگریزی کے حاشیہ صفحہ ۱۰۳ میں لکھا ہے کہ ۱۲۱۸ ہجری ۲۲ اپریل ۱۸۰۳ء سے شروع ہوکر ۱۱ اپریل ۱۸۰۴ء کو ختم ہوا تھا مگر آیندہ حاشیہ سے پایا جاتا ہے کہ یہاں بجائے ۱۲۱۸ کے ۱۲۱۹ ہونا چاہیے کیونکہ جس تاریخ مہاراج ہلکر پونہ سے کوچ کرکے باران ہتی میں پہنچے تو وہ مہینا مارچ کا تھا جو ۹ ذی الحجہ ۱۲۱۸ کو ختم ہوا تھا)

لکھا کہ پیشوا کی عقل جاتی رہی ہے اوس کو اپنی برائی بھلائی کا بالکل خیال نہین ہے تم پونہ مین چلو اور اپنی جگہہ بیٹھو کوئی تمسے روک ٹوک نہین کریگا اس بات سے اونکا خوف جاتا رہا اور وہ بدنصیبی تمام نواب کے ساتھ پونہ میں آگئے۔

نواب وہان ایک مہینے کے قریب رہے اور محمد شاہ خان کی جانفشانی اور شبانہ روزی جد و جہد کی قدر کرکے اونھون نے اوس کو ہاتھی پالکی اور کرنیلی کے خطاب سے ممتاز کیا اور ایک نئے کمپو کے بھرتی کرنے کا حکم دیا اور خرچ کے لئے ایک لاکھ روپیہ نقد دیکر پونہ کی لوٹ کی توپین بھی اوس کے حوالے کین چونکہ ہلکر کو یہ منظور تھا کہ دو کرور روپیہ مقررہ امرت راؤ سے لیکر خود ہی خورد برد کر جائین اس لئے اونھون نے نواب کو مرچ کی طرف مہم کے بہانہ سے روانہ کیا اور خود واسطے ایصال زر کے پونہ مین امرت راؤ کے پاس رہے اس عرصہ مین باجی راؤ پیشوا وصلی صاحب کو معہ بائیس[۲۲] پلٹنون کے اپنے ساتھ لیکر پونہ کو روانہ ہوئے اور راونکے امراؤمثل مہاراج دولت راؤ سیندھیا

[سلہ] انگریزی امیرنامہ کے حاشیہ صفحہ ۱۴۱ مین لکھا ہے کہ یہ ایک عجیب مبالغہ ہے کرنل مری کی فوج مین صرف چھ یا سات پلٹنین تھین مصنف امیرنامہ نے مدراس بمبئی کی کل فوجین شامل کردی ہین جو اس لڑائی کے واسطے آئی تھین۔ حاشیہ در حاشیہ جام جہان نما مین ان کل فوجون کی تفصیل اس طرح پر درج ہے۔

نام مقام	نام جرنل	یورپین	ہندوستانی	کل
دکن	ولزلی	•	•	۱۷ ہزار
مدگل	الیورڈ	۲ ہزار	۵ ہزار	۷ ہزار
گجرات	کرنل میری	۲ ہزار نوسو	چار ہزار ایکسو	۷ ہزار
ہندوستان	لیک	دوسو تیرہ پچی	•	دس ہزار پانسو
کٹک	کیمبل	•	•	پانچ ہزار

میزان کل ۴۱ ہزار پانسو

اس راستہ کے سوائے اور راستہ معلوم نہیں ہے۔ نواب نے کہا افسوس تو نہیں جانتا ہے کہ مین کیوں آیا ہون ارے نادان مین باجی راؤ پیشوا کو پونہ میں لیجانے کے لئے جاتا ہون اگر تو کوئی عمدہ راستہ بتلاویگا تو سو روپیہ انعام دونگا اس بڈھے نے انعام کے لالچ اور مشولک کے واپس آجانے کی امید سے ایک دوسرے راستہ کا پتہ دیکر کہا کہ اس پہاڑ کے نزدیک یہان سے ایک کوس پر ایک بہت تنگ گھاٹی آدہ کوس کی بلندی کی ہے مگر اوپر چڑھنے کے لئے سوائے درختون کی ڈالیون کے اور کوئی سہارا نہین ہے۔ اگر تم ہمت کرکے پیادہ پا اوس پر چڑھ جاوگے تو تمہارا مطلب پورا ہو جاے گا۔

نواب نے یہ سنتے ہی چار سو بندوقچیوں کو اوس طرف روانہ کیا اور اون سے کہدیا کہ اسی وقت ہر نوع کوشش کرکے اس گھاٹی پر چڑھ جاؤ رات تو کسی کونہ مین چھپ چھپا کر تیر کرلینا گر جو ہیں صبح ہو اور بندوقوں کی آواز جو مین یہان حریف کو دھوکہ دینے کے لئے سر کرون تمہارے کان مین پہونچے تو تم فی الفور گوشہ سے نکلکر چار حصّہ ہو جانا اور بندوقون مین دو دو گولیاں بھرکر پے در پے ایک ایک شلک گذرباوں پر چھوڑنا شاید کہ اس ترکیب سے فتاح حقیقی اپنا راستہ کھول دے۔

اس صلاح کو سب نے پسند کیا اور وہ بندوقچی اوسی وقت کہ چار گھڑی کھلا دن تھا وہان جا پہونچے اور درختو کی شاخون کو پکڑ پکڑ کے پھرتی اور چالاکی سے اوس پہاڑی پر چڑھ گئے۔ رات کی رات تو گھاٹ مین بیٹھے رہے

کوئی عذر نہین ہے الا میرے سپاہیون نے تنخواہ کے واسطے مجکو دق کر رکھا ہے اور وہ بدون خرچ کے میری رفاقت مین تندہی نہین کرین گے۔
مہاراج نے اس بات سے ناک بھون چڑھاکر کہا کہ تو مین خود جاتا ہون۔ نواب نے اپنے دل مین یہ خیال کرکے کہ اگر مین نہین جاؤنگا تو مہاراج بدگمانی کے علاوہ یہ بھی خیال کرین گے کہ یہ شخص اس کام سے عہدہ برا نہین ہو سکتا تھا اس سبب سے عذر کرکے رہ گیا اپنے سپاہیون کو بلالیا اور مہاراج سے رخصت لی۔ سپاہیون کو یہ شبہ ہوگیا تھا کہ نواب در پردہ مہاراج سے روپیہ لیکر کھا گئے ہین اور ہم کو نہین دیتے اور اسی سبب سے اونھون نے دہرنہ دے رکھا تھا اور اب جو دیکھا کہ وہ لڑائی پر چلے تو اور بھی ناراض ہوئے اور اونکے ساتھ نہین گئے۔ صرف ایک ہزار سوار اور چار سو پیادے ساتھ ہوئے۔
نواب اسقدر جمعیت سے کوچ کرکے پونہ سے پانچ کوس اوس مقام پر کہ جہان سرمنت باجی راو پیشوا شکست کے بعد مقیم ہوئے تھے ٹھہرے۔ دوسرے دن جو وہان سے کوچ ہوا تو پہاڑون مین جانا پڑا راستہ ایسا تنگ تھا اور جھاڑی اسقدر گھنی تھی کہ نواب نے وہان سواری کا گذارہ نہ دیکھکر پیادہ روی اختیار کی اور اوس منزل کو پا پیادہ طے کرکے ایک قلعہ کے نیچے کہ جسپر باجی راو کے بندوقچی راستہ روکے ہوئے بیٹھے تھے قیام کیا اور چند آدمیون کو جاسوسی کے لئے آگے بھیجا وہ ایک بوڑھے کسان کو پکڑلائے نواب نے اوس سے راستہ کا پتہ پوچھا اوس نے کہا کہ مجکو تو

مانگی کیونکہ وہ امرت راؤ کی صدر نشینی سے جو حالات راے انگریزی سرکار
کے تھی رضامند نہیں تھے۔ ہلکرنے تو امرت راؤکے ایما سے
اوسکی رخصت منظور کرلی لیکن نواب نے کہا کہ جو کلوس صاحب یہان
سے چلے جائینگے تو بیشک انگریزی فوج باجی راؤ پیشوا کی مدد کو آئیگی
کیونکہ اوس سے اور پیشوا سے قایمی دوستی ہے اور جب انگریزی فوج
آئیگی تو اوس وقت سارا کام بگڑ جائے گا۔ اور کچھ بس نہیں پڑیگا
پیشوا نے یہ بات نہیں مانی اور وہ رخصت کا خلعت منگوا کر کلوس صاحب کو
دینا ہی چاہتے تھے کہ نواب خبر پاکر اوسکے پاس گئے اور کہا اگر میری
صلاح منظور نہیں ہے تو خیر تم کلوس صاحب کو رخصت کرو مگر میں اونہیں
ہرگز نہیں جانے دونگا یہ سنکر امرت راؤ سمجھ گئے اور اونھوں نے اس
معاملہ کو توقف میں ڈالدیا۔ اب ہلکر نے اپنے معاہدون کا تقاضا شروع
کیا۔ امرت راؤ نے ایک کروڑ روپیہ نوبوہ کی ضلع سے تحصیل کرکے اوسکو
دیا اور باقی کے واسطے کہا کہ جب باجی راؤ پیشوا کو قلعہ باڑہ سے نکال
دوگے یا پکڑ کر یہاں لے آؤگے تو وعدہ وفا کیا جائے گا۔ کیونکہ جب تک
باجی راؤ موجود ہے فتنہ و فساد کی جڑ قایم ہے۔ مہاراجہ نے اس
بات سے مترددہو کر نواب سے کہا کہ اگر تم یہاں کا انتظام کرو تو میں باجی
راؤ کی طرف جاؤں۔
اس تقریر سے اوسکا یہ مدعا تھا کہ میری روانگی کا نام سنکر نواب خود چلا جائیگا
چنانچہ نواب نے مہاراج کا منشا سمجھ کر کہا کہ اس مہم پر جانے میں مجھے

ملا ہوا ایک بڑا مضبوط اور صعب گذار مقام ہے اور چار ہزار بندہ قچیون کو گھاٹیون اور ناکون کے اوپر اسکی حفاظت کے لئے بٹھا دیا۔
ہلکر نے اس بات مین بخوبی اپنی مطلب براری سمجھ کر نواب کو امرت راؤ پیشوا کے لانے کے لئے بھیجا یہ رگھناتھ راؤ پیشوا کے ولیعہد اور پونہ سے چار منزل کے فاصلہ پر قلعہ جنیر مین رہتے تھے اور انھون نے پہلے سے ہی پونہ مین مسندنشین کردینے کی شرط پر مہاراج کو ایک کرور کا ملک اور دو کرور نقد دینے کا سختہ اقرار لکھ دیا تھا۔ نواب اول تو مہاراج کی خاطر اور دوم اس نظر سے کہ امرت راؤ کو اونکے عہد و پیمان سے مطمئن ہو بغیر پونہ کا آنا منظور نہین تھا جنیر مین گئے اور امرت راؤ کو دلاسا دے کر پونہ مین لے آئے۔[1]
جونہی امرت راؤ پونہ کی مسند پر بیٹھے[2] سرکار انگریزی کے ایلچی کلوس[3] صاحب نے جو پہلے سے پونہ مین باجی راؤ کے پاس رہتے تھے رخصت

---

[1] امرت راؤ ۱۲ ماہ نومبر ۱۸۰۲ء کو آئے تھے تاریخ مالوہ صفحہ ۶۷۹۔
[2] امرت راؤ مسندنشینی سے محترز اور باجی راؤ کی واپسی کے منتظر تھے مگر جب باجی راؤ انگریزونکے پاس چلے گئے تو اپنے بیٹے بنایک راؤ کو گدی پر بٹھایا ہلکر نے ستارہ کے راجہ سے پیشوائی کا خلعت منگوا دیا تاریخ مالوہ صفحہ ۶۸۰
[3] لڑائی کلوس صاحب کی کوٹھی کے پاس ہی ہوئی تھی اور پیشوا نے لیتہ شکست و ہزیمت کے کلوس سے کہلایا تھا کہ اگر آپ ہماری مدد کرو اور ہلکر کو دکن سے نکالو تو مین انگریزی چھ پلٹنون کی چھاونی اپنے ملک مین کرا دونگا۔ ہلکر نے بھی کلوس صاحب کو بلا کر کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہوا اب اگر تمھاری معرفت میری صفائی سندھیا اور پیشوا سے ہوجائے تو یہ خانگی جھگڑا مٹ جائے مگر صاحب نے کچھہ اقرار نہ کیا۔ ہلکر نے صاحب کو پونہ سے چلے جانے کو کہا اور اونھون نے کوچ کر دیا۔ ۱۲
(تاریخ مالوہ صفحہ ۶۷۶)

کہ ہلکر کی طرف سے بالظاہر عاجزی و چاپلوسی مراجعت فرمانے کی التجا کی مگر کوئی بات اونکی سرپرست کے خیال مین نہیں آئی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہلکر مجکو اپنے جال میں پھنسایا چاہتا ہے لیکن نواب امیر خاں کو لکھا کہ اگر تم تو پردیسی اور شجاع آدمی ہو اپنے عہد وپیماں سے میرا اطمینان کردو تو میں البتہ پونہ میں آسکتا ہوں۔

نواب یہ رقعہ لیکر مہاراج کے پاس گئے اوس وقت وہ اپنے ہاتھ کا زخم آگ سے سینک رہے تھے نواب نے اونکے برابر بیٹھکر اونکو وہ رقعہ دکھلایا۔ اونھوں نے اس بات کو غنیمت سمجھ کر نواب سے کہا کہ تم اس کے جواب میں اپنی طرف سے پیشوا کو بھی لکھ بھیجو کہ میں اون سے صلح ہوجانے پر بندیلکھنڈ کا ملک جو ایک کرور کی جمع کا ہے تم کو دلادونگا۔ نواب نے کہا کہ جو میں سرپرست کو اپنی کفالت سے یہاں لاؤنگا تو بہرحال اونکا شریک اور حامی رہونگا۔ مہاراج نے کہا کہ ملکداری کے عالم میں دغا وفریب سے ہی کام نکلتا ہے۔ نواب نے یہ بات منظور نہ کرکے پیشوا صاحب کے اوسی رقعہ کی پشت پر لکھ بھیجا کہ آپ کے جیسے معدنہ میں ہم جیسے خیرکھو لوگوں کا دخیل ہونا مصلحت نہیں ہے۔

پیشوا نے اس جواب کے مدعا کی تہ کو پہونچ کر اوسی وقت کوچ کردیا۔ اور دوسرے کوچ کو جواب دے کر نو ہزار سوار انگریزی[۱] اور اٹھارہ ہزار پیادہ سندوقچی دکھنی کے ساتھ قلعہ آدہ[۲] میں قیام کیا جو ملک کوکن کے پہاڑوں میں سمندر سے

---

[۱] استیاری۔ [۲] تاریخ مالوہ میں مہاڑ لکھا ہے صفحہ ۲۷۶۔

کی مشکلات - پیشوا کے گذر یا نون کا بھاگنا - پیشوا قلعہ
باڈہ چھوڑ کر سر یرنگ درگ مین چلے گئے اونکی سپاہ
کی پریشانی - نواب سنے وہ قلعہ بلے لیا - پیشوا کو
صلح کے واسطے رقعہ لکھا - پیشوا نے وہ رقعہ
پھاڑ ڈالا - اور جہاز مین بیٹھ کر جزیرہ بمبی مین انگریزون
سے عہد و پیمان کیا - نواب اونکے قبائل کو لیکر پونہ
مین چلے آئے - محمد شاہ خان کا کر نبیل ہونا -
ہلکر نے نواب کو مرج کی مہم پر بھیجا - انگریز سیندہیا اور
گہوسلہ کی آمد واسطے امداد پیشوا کے اور کوچ کرنا
مہاراج ہلکر کا پونہ سے اورنگ آباد کی طرف

جب پیشوا میدان چھوڑ کر چلے گئے تو مہاراج ہلکر مع نواب کے فتح اور فیروزی
کے ساتھ پونا مین داخل ہوئے اونکی فوج نے ابھی چند ہی گھر لوٹے تھے
کہ اونھون نے لوٹ کی موقوفی کا حکم جاری کیا اور شہر کی حفاظت
کے لئے ہر گلی و کوچہ مین چوبدارون کو مقرر کر دیا - یہ لڑائی صبح ہی سے شروع
ہوگئی تھی اور فتح ہونے تک کل پہر بھر دن چڑھا تھا -
بعدہ مہاراج ہلکر نے سرمنیت پیشوا کے پانچ کوس پر مقیم ہونے کی خبر سنکر اوسی
دن اپنے دو چار معتمد مرہٹہ پنڈتون کو روانہ کیا تاکہ وہ عجز و نیاز اور عذر و
معذرت سے پیشوا کو سمجھا کر لے آئین - اونھون نے وہان پہونچ کر ہر چند

ہمت سواروں سے سامنے کھڑے ہیں اگر یہ حملہ کردیں گے تو فتح شکست سے مبدل ہو جائے گی۔ اس صورت میں ان لوگوں کو بڑی بڑی توپوں کے گولوں سے ہٹادینا مصلحت ہے۔

نواب نے اس صلاح کو پسند کر کے کمپو کی بڑی بڑی توپوں کے گولے پیشوا کی طرف مارنے شروع کئے۔ پیشوا بغیر مقابلہ کے وہاں سے ہٹ گئے اور پہاڑ کے گھاٹ میں جو پونہ سے بھی پانچ کوس ادھر ہے جاکر ٹھیرے۔

باب ہفتدہم

مہاراج ہلکر اور نواب پونہ میں داخل ہوئے اونہوں نے سپاہیوں کو لوٹ سے باز رکھا۔ ہلکر نے باجی راؤ پیشوا کو سمجھا کر لے آنے کے لئے اپنے معتمد پنڈتوں کو بھیجا۔ پیشوا ہلکر کی دغابازی کا خوف کر کے نہ آئے اور نواب کی کفالت چاہی۔ نواب نے بھی بخیال بدنیتی ہلکر کی کفالت نہ کی۔ ہلکر نے نواب کو بھیج کر امرت راؤ پیشوا کو جنیر سے بلایا اور پونہ میں صدر نشیں کیا۔ سرکار انگریزی کے وکیل کلوس صاحب کی ناراضی۔ امرت راؤ نے ہلکر کو ایک کروڑ روپیہ دیا۔ باقی معاہدات کے ایفا کا وعدہ باجی راؤ کے بحال ہونے پر کیا۔ ہلکر نے نواب کو باجی راؤ کے استیصال پر بھیجا کہ نواب کا مقصد پہاڑوں میں رستہ

اسکو مغالطہ دے کر اپنے مقابلہ پر لیجاؤ تا کہ میری طرف اوسکی پشت ہوجائے
بخشی نے مقابل ہوکر جون ہی اوسکا منہ اپنی طرف پھیرا نواب نے فوراً اوسکی کمر
پر نیزہ مارکر اوسکا کام تمام کرڈالا اور آٹھ آدمیون سے حریف کے غول مین گھس کر
مارے تلوارون کے اونکو بھگا دیا اونکے بھاگتے ہی والس صاحب اور کلب علے
کے کمپو بھی جو مہاراج ہلکر کے کمپوون سے توپ اور بندوق کی لڑائی لڑ رہے تھے
خود بخود بھاگ گئے تب تو مہاراج اور نواب کے سپاہی جو پہلی شکست سے
اب تک گوشون مین لگے ہوئے وقت کے منتظر تھے ادہر اودہر سے
دوڑ پڑے اور والس[1] صاحب کا سر کاٹ کر فتح کا نشان اڑاتے
ہوئے پونہ لوٹنے کو چلے گئے۔

نواب نے فتح یابی کے بعد مہاراج کے پاس جو سرمینت پیشوا کی
پلٹنون کو شکست دے کر قریب ہی کھڑے ہوئے تھے جاکر مبارکباد
دی اور اونکو ہاتھی پر سوار کرایا۔ کیونکہ گھوڑے کی سواری ہاتھ مین زخم آنے
کے سبب سے مناسب نہ تھی۔

اوسوقت باجی راؤ پیشوا پچیس ۲۵ ہزار سوارون سے باران مٹی نام ایک
تیرتھ کے پاس پہاڑ کے نیچے کھڑے تھے مہاراج نے اونکو دیکھکر نواب
سے کہا کہ اس وقت سپاہی تو سب پونہ کی لوٹ[2] مین مشغول ہین اور پیشوا اپنے

---

[1] انگریزی ترجمہ مین اس جگہ کپتان ڈیوس کا نام لکھا ہے ۱۲

[2] مہاراج نے لٹیرون کو پونہ کی لوٹ سے روکا تھا جب اونھون نے نہین مانا تو توپون کے فیر
اون پر کرائے [illegible] موجود تھے گھیرا تو [illegible] کر دیا آدمیون کو اپنے ہاتھ سے مارا کسی کو
[illegible] تاریخ اودہ صفحہ ۲۶۷

سب سے اول مہاراج ہلکر پر حملہ کیا تھا۔ نواب بے تامل اوپر گئے۔
اوس وقت دو سوار جو شجاعت اور دلاوری میں یکتا تھے اور جنکا تمام
جسم زرہ اور بکتر سے چھپا ہوا تھا غول سے نکلکر نواب کے مقابل ہوئے
اور سپاہگری کے عجیب عجیب کرتب دکھلانے لگے کہ کبھی تو وار کرکے
اپنی فوج مین چلے جاتے اور کبھی فوج سے نکل کر ہتھیار چلاتے تھے۔
نواب طرح طرح سے اوپر نیزہ کا وار کرتے تھے مگر اوکے داؤدی زرہ
میں خط تک بھی نہین پڑتا تھا۔ تب اوکھون نے بخشی اعظم خاں سے جو
لاکھ روپیہ مہینا پاتا تھا کہا کہ تمھارے سامنے میں لڑ رہا ہون اور تم
کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہو اور یہ نہین جانتے کہ مین جو تم کو اتنا
بہت مہینا دیتا ہون کیوں دیتا ہوں فقط اسی دن کے واسطے دیتا ہون
وہ بخشی بہادر آدمی تھا اوس کو اتنی ہی بات بہت تھی کہ اوس نے غصہ میں
آکر مثل شیر مست کے حملہ کیا اور تلوار کے ایک ہی ہاتھ مین ایک سوار کا
سر اوڑا دیا۔ مگر دوسرا سوار باوصف مارے جانے ایسے رفیق کے
اُس جرات اور جسارت سے باز نہیں آیا بلکہ حرمت خان افغان کو جو حملہ
کو شخص ہمراہیان نواب کے تھا زخمی کرکے نواب سے مقابل ہوا۔
چونکہ نواب نے دیکھ لیا تھا کہ اوسکی کمر کے اوپر دو چار اونگل جگہ زرہ سے
خالی ہے اور یہ بھی خیال کیا تھا کہ جو کسی ترکیب سے اس جگہ بھالا مارا جائے
تو اوس کا کام تمام ہو سکتا ہے اور لڑائی کا فتح ہونا اوسی ایک سوار کے
مارے جانے پر منحصر تھا اس لئے نواب نے اشارہ سے بخشی کو کہا کہ

توپ خانے کے ایک ٹیکری پر جمی ہوئی تھین گولے مارنے لگین - مہاراج یہ سوچکر کہ (جو اب مین اِن پلٹنون کو چھوڑ کر ہزیمت خوردہ سپاہیون کے تعاقب مین آگے بڑہونگا تو فتح شاید شکست کے ساتھ مبدل ہو جاسے گی اور ان پلٹنون کو بھی پچھلی فوج کے پسپا کرنے کا موقع ملجاسے گا) دہنی جانب ہوگئے اور اونسے لڑنے لگے وہ بھی پھر سے مارتی ہوئین آگے کو بڑہین - مہاراج کے سوارون نے حملہ کرکے پہلے ہلہ مین تو اونکو پیش قدمی سے باز رکھا اور چھرون کا کچھ خوف نہ کیا اور دوسرے ہلہ مین بائین ہاتھ کی طرف سے یورش کرکے خوب داد شجاعت دی - جو شخص سب سے اول گھوڑا اوٹھاکر توپون پر پہونچا وہ مہاراج ہلکر تھے - گولہ اندازون نے جب یہ دیکھا کہ مہاراج بجرأت تمام توپخانہ کے اوپر آپہونچے تو وہ اونکے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے - مہاراج نے اونمین سے ایک کو تو بھالے سے مارا دوسرے نے جو تلوار ماری وہ ہاتھ پر جھیل لی تب نواب کے ایک رفیق منیر خان نامی قوم افغان نے جو نواب سے الگ ہوکر مہاراج سے آملا تھا تلوار نکال کر اُس گولہ انداز کو مارڈالا - مہاراج اُسکی بہادری سے بہت خوش ہوئے اور شیر مست کی طرح صفین چیرتے ہوے اور دشمنون کو قتل کرتے ہوے اودھر سے اُدھر نکل گئے اور آخر اونھون نے اُن پلٹنون کو بھگا دیا - نواب جب دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر ندی سے اوترے تو اونھون نے دیکھا کہ صرف چند سوار رفاقت مین رہ گئے ہین اور ندی کے کنارے پر پیشوا کے پانسو ہانکری سوار کھڑے ہوتے ہین جو پہلے والیس صاحب اور شیخ کلب علی کے کمپوؤن کے برابر میدان جنگ مین جمے ہوئے تھے اور جنھون نے

گرنے سے پیر سوار ہونے تک کہ فی الجملہ کچھ وقفہ بھی ہوا تھا بہت سے آدمیون
کو اطلاع نہین ہوئی بلکہ جمشید خان وغیرہ اوسی شتاب زدگی مین اوسے
علیحدہ ہوکر مہاراج کے پاس چلے گئے اور وہان حواوشوں سے نواب کو
نہین دیکھا تو مہاراج سے کہا کہ نواب کو شاید کوئی بڑا صدمہ ہوگیا ورنہ
وہ ہمسے علیحدہ نہیں ہوتے۔ مہاراج نے جواب دیا کہ اسوقت خود مجھے انکی
خبر نہین ہے اورکا کیا حال پوچھیون اب تو تمہیں یہ چاہیئے کہ جان ہتیلی پر
رکھ لو اور میدان جنگ میں ہمارا ساتھ دو کہ تمہاری بہادری کا نام دنیا میں
روشن ہو جائے اور اہل عالم عزت کے ساتھ تم کو یاد کرین۔
اس بات سے ان سب سوارون کو جو پانچہزار کے قریب ہونگے شجاعت کا جوش
ہوا اور اونھوں نے بالاتفاق حملہ کرکے دشمنون سے لڑنا شروع کیا اور مہاراج
بھی اونکے ساتھ ہی مثل شیر مست کے میدان جنگ مین ہوکر ایسی تیغ زنی اور
نیزہ باری کی کہ ایک پلک مارنے میں صفوں کو برہم کر دیا۔ آخر دشمنوں کی
فوج اونکے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکی اور بھاگ نکلی[1] اور مہاراج ایک تیر کی زد تک
اوس کے تعاقب میں گئے یہ حال دیکھ کر سندھیا کی دو پلٹنین جو معہ دوسرے

[1] تاریخ مالوہ میں لکھا ہے کہ ہلکر اپنی بہادری سے اس جنگ عظیم میں کامیاب ہوا تھا اس معرکہ
میں ہلکر کو زخم لگے تھے اوس نے جب توپخانہ پر حملہ کیا اور کئی گولنداروں کو مار ڈالا تو ایک پیل
گولندار نے جسونت راؤ کو پاؤں پکڑ کر گھوڑے سے زمین پر گرا دیا ہلکر نے باوجود زخمی ہونے
کے اوس گولندار کو مار ڈالا اور جلد گھوڑے پر سوار ہوکر پلٹنون پر حملہ کردیا اور اونکا کام تمام کیا
اس بہادری کہ فتح کی خوشی میں زخموں کی کچھ پروا نہ کی صفحہ ۲۷۵ ۔

تعاقب سے نجات پائی۔ پھر نواب فوراً معہ جمشید خان وغیرہ سرداران کارآزمودہ کے آگے بڑھے اور مہاراج سے ملکر بولے کہ مین سیدھا دشمن پر جاتا ہون اور آپ بائین طرف سے حملہ کرو مہاراج ہلکر اوس قدر سپاہ سے جو اوس وقت ہمراہ تھی حملہ آور ہوئے۔ راستہ مین پانچ ہزار سکے قریب بھاگے بچھڑے ہوئے سوار بھی اونسے آملے اور اونھون نے دشمنون سے بھڑکر نیزہ اور تلوار سے کام لیا۔

نواب جو سیدھے دشمن پر گئے تھے راستہ مین اونکو ایک پایاب ندی جسکا نام نالکھڑی تھا حائل ہوئی اور اونھون نے گھوڑا ڈالکر چاہا کہ اوس گذر کر دشمن کی صف کو اولٹ دین لیکن ابھی ندی ہی مین تھے کہ حریف کی فوج نے توپون سے چھرّے مارنے شروع کئے۔ نواب کا گھوڑا پیٹ اور کانون پر چھرّے کھاکر گر پڑا اور اوسکی کلغی بلّے اوڑگئی۔ نواب زمین سے اوٹھے اور اپنے ہمراہیون سے گھوڑا لیکر سوار ہوئے۔ چونکہ وہ وقت حملہ کا تھا اور سوارون کے گھوڑے قابو مین نہین تھے اس لئے نواب کے

سلہ تاریخ مالوہ کے صفحہ ۲۶۷ مین لکھا ہی کہ اس معرکہ مین نواب امیر خان کا کچھ نام ہوا اس نے کوئی نمود کا کام نہین کیا کہتے ہین کہ جب نواب امیر خان بعد فتح کے ہلکر کو نذر دینے آیا اوس وقت کہا کہ ایک گولہ دشمنون کا میری طرف آیا۔ کلغی میرے گھوڑے کی اوڑاتا چلاگیا بال بال میری جان بچی میرے رونگٹے کو بھی آنچ نہ آئی۔ جسونت راو نے کہا بھائی تیرے گھوڑے کی کلغی ازدہائی قسمہ تھی۔ امیر خان نامہ بساون لال کا بنایا ہے لکھا ہے اوس نے اس فتح کو امیر خان کے نام لکھا ہی بہت ڈینگ کی لی ہی۔ بساون لال نواب کا نوکر تھا جھوٹی تعریف کی ہے ۱۲

۔ کر کے بادہوائی چھرہ مارنا شروع کردیا جنکے دہوئیں کی زردی سے
ہزاتھ چیلہ ۔نجیب خان ۔ داعد علی خان ۔ چیما بہاؤ اور بخشی بھوانی شنکر
وغیرہ ہلکر کے سرداروں نے غنیم کے پاس آجانے کا یقین کرکے بائیں
طرف سے سیندھیا کے کمپو پر حملہ کیا اور خود مہاراج ہلکر نے بھی گھوڑا
اوٹھایا ۔ گرچہ کہ اوسکے گولہ اندازوں نے غلطی سے چھرہ مارنا شروع کیا
تھا اور سیندھیا کا کمپو بہت فاصلہ پر تھا اس لئے یہ وہاں تک نہین
ہو سکے بلکہ سیندھیا کے کمپو نے موقع پاکر پاکراونکو چھروں پر رکھ لیا
اور چھروں کی ایسی جھڑی لگا دی کہ مہاراج ہلکر کے پاؤں اوکھڑ گئے اور
اوسی وقت رسالہ سواران مالکی ملازم پیشوا نے جو کمپو کے پیچھے تھا آگے
بڑھ کر مہاراج کا تعاقب کیا اور اوسکے لشکر کو مغلوب کردیا ۔

اوسوقت ایک ایسا ہنگامہ برپا تھا کہ ایک دوسرے کی خبر نہ تھی مہاراج کی
فوج بھاگی جاتی تھی اور اوس کے ساتھ نواب کے سپاہی بھی کہ جو مہاراج
کی رکاب میں تھے بھاگے چلے جاتے تھے مگر نواب جو اپنے خاص سواران
کے ساتھ مہاراج کے کمپو کی پشت پر کھڑے تھے مہاراج کے مقدمہ کو برہم
دیکھکر مطلق نہ گھبرائے اور جلد ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوئے
اور میدانی توپوں سے کہ جونشان کے ہاتھی کے آگے تہیں مہاراج کے
تعاقب کرنے والوں پر رسیری گولے مارنے لگے ۔ ان توپوں کو فتح سنگھ
ماماں مقام باراں متی سے لایا تھا اور اوسکے گولے دو تین کوس تک جاتے
تھے سیندھیا کے فوج گولوں کی زد سے ہٹ گئی اور مہاراج نے اوس کے

کی طرف جمایا اور نواب کے سواروں کو غول میں اور اونکی خاص فوج کو بائین ہاتھ پر قایم کیا اور آپ ہاتھی پر سوار ہو کر معہ رسالہ خاص و نواب اور اونکے یکہ سواروں کے فوج کے پیچھے ضروری کارروائی مین مصروف رہے۔

باجی راؤ پیشوا نے شیخ کلب علی کے کمپو اور ولسن صاحب کے کمپو کو مع خاص توپخانہ کے ہراول کرکے میمنہ میں کو مرہٹی اور دکھنی فوج اور سرداران ہمراہی سے استحکام دیا۔ اور سیندھیا کے سواروں کو بخشی سداشیو راؤ وغیرہ کی افسری میں بائین طرف کھڑا کیا۔

تسویہ صفوف کے بعد دونوں طرف کے کمپوؤن نے جو سب سے آگے تھے توپون کو دراہیون پر کھینچ کر لڑائی شروع کی۔ چونکہ سیندھیا کے کمپو کے سپاہی جنگ آزمودہ قواعددان اور پرانے نوکر تھے اور مہاراج ہلکر کے سپاہی نئے نوکر ناکردہ کار اور ناآزمودہ کارزار تھے اس لئے مہاراج کے سپہ سالار فتح سنگھ مانیان نے مہاراج سے یہ کہہ دیا تھا کہ سیندھیا کے کمپو کے قریب آجانے پر مین توپون سے ایسے چھرے ماروںگا کہ جھنڈا وہان زرد ہوگا۔ آپ اس علامت کے دیکھتے ہی دوسری طرف سے سیندھیا کے کمپو پر حملہ کرنا۔ چنانچہ مہاراج مقابلہ کے وقت اس دہوئین کے منتظر تھے کہ طرفین سے توپین سر ہونے لگیں اور گولے چلنے لگے ابھی سیندھیا کا کمپو توپ کی زد سے بہت دور تھا کہ ہلکر کے کمپو والون نے خوف زدگی سے اونکے قریب ابعاد کا کچھ پاس

چونکہ رات کو مہاراج کے سرداروں نے مہاراج سے یہ کہا تھا کہ اب تک جو فتح ہوئی ہے وہ نواب کے نام سے ہوئی ہے اور ایک کل ایسی لڑائی ہونے والی ہے کہ ہنگامۂ محشر اوس کا نمونہ ہوگا اور جیسی یہ شاندار لڑائی ہے ویسی ہی اسکی فتح بھی شاندار ہوگی پس اگر یہ فتح آپ کے نام سے ہوئی تو آپ کا نام دنیا میں روشن ہو جاے گا اور سکندر ثانی عالم آپ کا نام لے لے کر تھیار ماندا کریں گے اسواسطے مہاراج بطور خود لڑائی کی تدبیر میں مشغول ہوے اور اونھوں نے معرکۂ جنگ کو اس طرح پر آراستہ کیا کہ خاص کمپو اور فتح سنگھ کے کمپو اور ناگو جی پنڈت و شیر مست خان نواب اور پنڈارہ سواروں کو دہنے ہاتھ

(ہیلو ورڈ صفحہ ۱۲۲) کہتے ہیں کہ ایک سپیر Spears یورپین افسر ہلکر کی طرف سے مرا۔ لیکن نام اوس کا نہیں بتاتے۔ گرینڈ ڈف Grand Duff میجر وانیکرس Vickers کا اس لڑائی میں موجود ہونا مانتے ہیں اور کپتان ہارڈنگ کے قتل ہونے پر اتفاق نہیں کرتے۔

کلور کا بیان ہے کہ کل پیدل صف کے افسر مارے گئے۔ امیر نامہ گربی صفحہ ۱۶۳ اتہاس سار میں لکھا ہے کہ پونا کے پاس ۲۵ اکتوبر ۱۸۰۲ء کو لڑائی ہوئی پیشوا ہار کر بھاگ گئے شہر مہاراج کے حوالے ہوا۔ اوس کو اونھوں نے سپاہیوں کے ہاتھ سے کٹا ۔ ؎

ہمرکاب تھے آخر یہ دونوں لشکر سامنے آ گئے ۔ صفیں آراستہ ہوئیں نقاروں کی آوازیں بلند ہوئیں توپیں گونجنے لگیں ۔ عافیت کا قافیہ تنگ ہوا موت نے قدم بڑھایا ۔ قضا میدان میں آئی اور کراماً کاتبین نے کچھ عرصہ کے لئے اپنا حساب کتاب اوٹھا کر الگ دھر دیا ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۱)

شیر مست خان کی پیدل فوج	پندرہ سو ۱۵۰۰
میر خان کی فوج	چھ سو
غیر قواعد دان فوج جسمیں زیادہ تر روہیلے تھے	چھ ہزار
رسالے از روے شمار	ایک لاکھ پچیس ہزار
کل میزان	ایک لاکھ چھالیس ہزار ستہ دو سو بڑی توپوں کے

اسمیں بڑا مبالغہ پایا جاتا ہے کہ باجی راؤ یا سندھیا کا ایک ساتھی حال کی شکست سے شرمندگی کے مارے مرا جاتا تھا افسران فوج ہلکر میں سے ایک بھی حاضر نہ تھا کرنیل سدرلینڈ اور میجر آرمس اسٹرانگ یہ دو افسر جسونت راؤ کے نوکر نہ تھے کپتان ارڈونگ Harriman ایک انگلش افسر ہلکر کی پیدل فوج پر حکمران تھا اور اوسی کے باعث یہ فتح ہوئی تھی وہ لڑائی کے بند ہونے پر ایک گولے سے مرا ۔

سر ہیری کلوز Sir Barry Close اس لڑائی کا حال اختصار کے ساتھ لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چار فرنگی افسروں میں سے جو سندھیا کی پیدل فوج پر حکمران تھے تین زخمی ہو کر پکڑے گئے اور چوتھے کا پتہ نہ لگا وہ یہ بھی

اوس وقت پونہ مین ایک لاکھ فوج تو سندھیا کی سداشیوراؤ بخشی
کی جمعیت اور شیخ کلب علی اور واکیلے[1] صاحب وغیرہ کے کپیون متعلقہ
جنرل پیرو صاحب سے موجود تھی اور پیشوا کی فوجین اوس کے علاوہ تھین

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۹)

گراونھون نے نہ مانا اور سداشیو راؤ کے مقام پر اگلی صبح کے ۵ بجے
حملہ کیا۔ باجی راؤ نے ۲۵ کی صبح کو معہ نذری ٹیکہ اور اپنی تمام فوج کے
سداشیوراؤ سے شامل ہوئے کو کوچ کیا اور اپنے وزیر رگھناتھ راؤ کو
ایک انگریزی فوج کے لانے کا بندوبست کرنے کے لئے بھیجا اسکی گفتگو
دیر تک ہوتی رہی لیکن فوج خرچ کے واسطے ملک کا مطالبہ ایسا معاملہ
تہا کہ جس کو پیشوا منظور نہین کر سکتے گر پھر اوس پر راضی ہوگئے اونکو اپنی
خودمختاری کا خوف تہا فتح چاہے ہلکر کی ہو یا سیندھیا کی ۱۲

[1] انگریزی ترجمہ مین اس جگہ کپتان ڈیوس Dawes کا نام ہے
اور حاشیہ مین لکھا ہے کہ اصل کتاب مین والش Walsh کا نام ہے
لیکن یہ تبدیل کرنیل اسکنر Skinner کی سند پر کی گئی ہے۔
تمام بیانات اس بات پر متفق ہین کہ کپتان ڈیوس نے برگیڈ مذکور کی کمان
کی تھی اور وہ اس لڑائی مین مارا گیا۔ اوس کے نیچے ایک افسر کٹس نام تہا
Catts وہ بھی اوس لڑائی مین قتل ہوا۔ میجر والش تو ایک افسر ہلکر کی
نوکری مین تہا جو پہلے ہی الگ کردیا گیا تہا۔ امیر خان کو چند کپتان ناموں کے
خلط ملط ہو جانے سے صحیح نام یاد نہ رہا۔ بنگالہ کے اخبارات ماہ ستمبر ۱۸۰۲ء

کہ لبطور خود سمجھ لیا جاوے گا۔ گر باجی راؤ پیشوا نے بہاس طرفداری سیندھیا
کے ہلکر کی تحریر کچھ خیال نہ کیا اور نہ اس بات پر توجہ کی کہ اون میں
صلح ہی کرادیں۔

ہلکر مہر مجیری سے روانہ ہوکر ٹرٹ[۲] مین آئے اور وہان سے اونھون نے
پیر باجی راؤ کو جو کچھ کہ لکھنا ضرور تھا لکھا لیکن چونکہ یہ امر مقدر ہو چکا تھا
کہ ایک عالم کا نظام برہم ہو اور ایک دنیا ادہر کی اودہر ہو جاوے اس لئے
وہ نزاع رفع نہوا بلکہ اور فساد کا شعلہ بھڑک[۳] اوٹھا۔

---

[۱] تاریخ مالوہ میں بحوالہ تحریر تاریخ مرہٹی کے لکھا ہے کہ باجی راؤ پیشوا نے ہلکر کا آنا سنکر صلح کا
پیام کیا جسونت راؤ نے جواب دیا کہ تمنے میرے بھائی کو مار ڈالا اگر قید رکھتے تو اوس کو بچر
صلح کر لیے ہیراسا کھنڈے راؤ کو جو سیندھیا کے پاس تمنے قید کر رکھا ہے اور ہلکروں کے ملک کو
جو تمنے اور سیندھیا نے دبالیا ہے دیدو تو صلح ممکن ہے۔ باجی راؤ نے بظاہر تو سیندھیا
کو کھنڈے راؤ کے چھوڑ دینے کا حکم بھیجا مگر سیندھیا سے در پردہ ہلکر کے مقابلہ کو لشکر
منگوایا۔ صفحہ ۶۷۲ تاریخ مالوہ ۱۲

[۲] انگریزی ترجمہ میں اس شہر کا نام تہرٹ اور گرینڈ ڈف کی تواریخ مرہٹہ میں ہرت سیر لکھا ہے ۱۲

[۳] انگریزی امیرنامہ کے حاشیہ صفحہ ۱۶۳ میں لکھا ہے کہ سر ہیری کلوز اپنے خطوط
مورخہ ۲۴ و ۲۵ اکتوبر ۱۸۰۲ء میں لکھتے ہیں کہ جسونت راؤ نے ۲۳ کو ۹ کوس کا
کوچ کر کے لونی پر قیام کیا جو سیندھیا کے لشکر سے صرف چار کوس تھا۔ باجی راؤ نے
اوس کے پاس اپنے وکیل معہ پیغام مصالحت کے بھیجے ممکن بات نہیں تھا کہ ہلکر قبول کر لیگے

حملہ پیشوا کے سواروں پر دو سواروں کی عجیب کارستانی نواب سے اونکو مارکر پیشوا کے سواروں کو بھگا دیا سیندہیا کے بھی کمپو بھاگے واسیں صاحب مارا گیا۔ تب ہلکر نے پیشوا پر گولے مارے اور وہ میدان سے ہٹ گئے

چونکہ مہاراج ہلکر اور نواب امیرخان کے باہمی مشورہ سے یہ بات ٹھہر گئی تھی کہ کمپو جیسے نیاک[1] وغیرہ سے جو فتح سنگہ مانیا[2] کی افسری مین پنڈل پور کی طرف پڑا ہے متفق ہوکر دولت راؤ سندہیا سے لڑنے کے لئے پونہ کیطرف لشکر کشی کرنا چاہیئے اس لئے مہاراج صبح ہی قیام گاہ سے کوچ کرکے راستہ مین جزیہ تحصیل کرتے ہوئے پنڈل پور مین اپنے کمپوون سے جا ملے اور سداشیو راؤ اونکا تعاقب چھوڑکر پونہ مین مہاراج سیندہیا کے پاس چلا گیا مہاراج ہلکر نے معہ دونوں کمپو اور خاص سواروں اور پنڈاروں کے پنڈل پور سے کوچ کرکے موضع جھرجھری مین قیام کیا جو پونہ سے دس کوس ادھر ہے اور وہان سے سرسینت باجی راؤ پیشوا کو لکھا کہ جب آپکے نزدیک ہم اور سیندہیا دونوں برابر ہین تو یہ بات آپکی خاوندی سے بعید ہے کہ ایک سے تو موافقت رکھو اور دوسرے کو بدخواہ سمجھو بلکہ شایان بزرگی تو یہ ہے کہ دونوں کو سمجھا کر صلح اور صفائی کرا دو ورنہ کسی کو پناہ نہ دو۔ اس معاملہ سے علیحدہ ہوجاؤ

---

[1] اصلی نام سیویلر ڈڈرنیس Chevalier Dudrenec.

[2] فتح سنگہ مانیا کو مہاراج ہلکر نے پہلے سے پونہ کے علاقہ مین لوٹ مار کرنے کے لئے بھیج دیا تھا ۱۲

باب شانزدھم

مہاراج ہلکر اور نواب نے سندہیا سے لڑنے کو یونہ پر چڑہائی کی۔ باجی راؤ پیشوا سیندہیا کے حامی ہوے مہاراج نے بہت چاہا کہ پیشوا اس معاملہ مین دخل ندین مگر پیشوا کی بدقسمتی نے پیشوا کو نہ چھوڑا یونہ کے قریب طرفین کے دولاکھ آدمی کا مقابلہ ہوا۔ ہلکر کے سپہ سالار نے غلطی سے سیندہیا کے کمپو پر بادہوائی گولے مارے۔ مہاراج ہلکر نے حملہ کیا سیندہیا کے کمپو نے مارے چھرّون کے اونکو بھگا دیا۔ نواب کی پامردی اور اونھون نے زنجیری گولے مارکر سیندہیا کے کمپو کو ہلکر کے تعاقب سے باز رکھا۔ مہاراج ہلکر نے سیندہیا کے کمپو پر حملہ کیا اور اوس کو شکست دی۔ نواب کا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶

دار الخلافہ کی حفاظت کی واسطے لایا گیا اور وہ جلد کورگاوں کے رستہ سے یونہ میں ہوکا اوسوقت سوت راؤ جیار گوڑہ سے ماران تنی میں آئے جہاں کہ فتح سنگہ مانیہ بھی اون سے ملگیا نواب امیرخاں اس جریل کی تعیناتی سے بالکل خاموش ہیں اور یہ ذکر اس نتیجہ کے لئے چھوڑدیا گیا ہوگا کہ تمام لڑائی اوسکی درمیانگی سے ہوئی صفحہ ۱۶۔ امیرنامہ انگریزی۔ فتح سنگہ مانیا کی مہم کا ذکر اتہاس سار میں بھی نہیں ہے یہ ضرور لکھا ہے کہ مہاراج نے ۱۸۰۲ء میں فتح سنگہ مانیا کو ہمراہی دو تین سرداران کے دکن کی طرف سیندہیا اور پیشوا کا ملک لوٹنے کو روانہ کیا تہا اور آپ اتر کی طرف بڑے بڑے شہروں اور جاگیرداروں سے روپیہ وصول کرنے لگا

سعہ ناگوجی پنڈت اور نواب شہامت خان اور سب آدمیون کے پیادہ ہوکر گھاٹ کو بند کردیا چونکہ سداشیو راؤ بخشی والیس صاحب کے کمپو کو روانہ کرچکا تھا اس لئے کمپو مذکور دفعتًا گھاٹ کے اُس سرے پر کہ جہان ناگوجی پنڈت اور نواب شہامت خان دس بارہ ہزار آدمیون سے راستہ روکے کھڑے تھے پہونچکر مقابل ہوا اور معًا اوس نے سامنے سے ہٹکر بائین طرف سے دہاوہ کیا۔ ناگوجی وشہامت خان کے سپاہیون کو جو ناآزمودہ جنگ تھے پہاڑ کے درّون مین لھگا دیا اور بالا بالا ہوکر اوس پہاڑ پر چڑھ گیا کہ جس کے تلے گھاٹ مین نواب کھڑے تھے اور فورًا اونکی فوج پر اوپر سے بندوقین مارنا شروع کین۔

نواب کی فوج نشیب مین ہونے کی وجہ سے مقابلہ کا موقع نہ پاکر بھاگ نکلی کمپو والون نے پہاڑ سے اوترکر نواب کی دو توپین جو ٹوٹ کر گھاٹ پر رہ گئی تھین سنبھال لین بعدہ مہاراج سعہ اپنی فوجون کے نواب سے آملے۔ اور دونون نے اوسی جگہ ڈیرہ کرکے پونہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ مصمم کیا یہ واقعہ ۱۲۱۷؁ھ [1] مین واقع ہوا۔

---

[1] انگریزی ترجمہ مین اس جگہ ۱۲۱۶؁ ہجری لکھا ہے جسکی مطابقت ۴ مئی ۱۸۰۱؁ء سے ۲۲۔ اپریل ۱۸۰۲؁ء تک رہی تھی۔ کرنیل کلوز کی خط وکتابت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔ نانا پرندیرے کی شکست سے جو ایک جنرل پیشوا کا تہا۔ پونہ مین خطرہ پہیل گیا تہا یہ اوس کو ہلکر کی پیدل فوج کے افسر فتح سنگہ مانیا کے مقابلہ مین پہونچی تھی جو ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۰۱؁ء کو ہوا تہا جبکہ سداشیو راؤ خاندیس مین نواب امیر خان کا مقابلہ کررہا تھا۔ پھر سداشیو راؤ

فوج اس بد حواسی کے ساتھ بھاگی کر اوس ندی سے اوترتے ہوے ایک دوسرے پر گرتا تھا نواب کی فوج اوسکے تعاقب مین ندی سے بھی اوتر گئی وہان سپہ سنبھالا کچھ قلعہ باندھکر کھڑا ہو گیا۔
نواب نے چاہا کہ تمام رات اوس کو گھیرے رکھین اور جب قابو پائیں اوسکا کام تمام کردین لیکن سوارون نے جو دن بھر کے تھکے تھکائے تھے اور آخرکار فتحیاب بھی ہو گئے تھے لڑائی سے ٹل جانے اور کسی جگہ پر مقام کرنے کی عرض کی۔ اسپر نواب پھر اوسی ندی سے اوترکر اپنی نگاہ مین آ ٹھیرے اور صبح ہی بنگاہ کو مقام عالی کھنڈی مین جو وہان سے بہت قریب تھا بحفاظت تمام چھوڑکر چھڑی سواری سے میم کے مقابلہ کو گئے اور شام تک لڑتے رہے لیکن جنگ یکسو نہیں ہوئی اور دونون فوجیں اپنے اپنے ڈیرہ کو لوٹ آئین۔
اس عرصہ مین مہاراجہ ہلکر شعبہ ایک کیو سوارون کی فوج اور سیدارون کے جانور سے کوچ کرکے اتنے قریب آ پہونچے کہ نواب کے اور اوسکے بیچ میں صرف ایک منزل کا فاصلہ رہگیا تھا۔ نواب کی فوج سنے یہ خوشخبری سنکر عرض کی کہ اب مہاراج بہت قریب آگئے ہین اور سندھیا کی فوج ابھی تک گھاٹے اوس طرف ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ پاپیادہ ہو کر گھاٹے کو روک لیں اور دشمن کو نہ آنے دین اور جب مہاراج آجائین فوراً اوسکے اتفاق سے حملہ کرکے دشمن کا کام گھاٹے کے نشیب میں ہی تمام کرڈالیں۔ نواب کو یہ صلاح پسند نہ تھی لیکن اونھون نے اپنے سپاہیون کے ساتھ سے

قلعہ خالی کردیا۔

نواب نے قلعہ مین قبضہ کیا اور وہان کی توپین لے کر دوسرے دن کوچ کردیا مگر ہنوز لشکر منزل پر نہین پہونچا تھا کہ سندھیا کا بخشی سداشیو راؤ معہ دو کمپو اور پچیس ہزار سوار اور پنڈارون کے مقابلہ پر آ پہونچا۔

نواب نے بھیر کو تو عالی کھنڈی کی طرف روانہ کردیا اور آپ سوارون کی فوج سے جنگ قراولی کرتے ہوے آہستہ آہستہ بنگاہ کو روانہ ہوے سداشیو بخشی صبح سے چار گھڑی پچھلے دن تک نواب کو محاصرہ مین رکھکر لڑتا رہا۔ مگر جب نواب ندی سے اوترکر پلے پار ہوگئے تو بخشی نے قابو پاکر ناگوجی پنڈت اور نواب شہامت خان کی فوج کو شکست دی اور فتحیابی کے ساتھ نواب کو آملایا۔

نواب کے ہمراہیون نے کہا کہ اب شام ہوگئی ہے جاؤ کہین ڈیرون کے سرہو اور ہم کو ناگوجی پنڈت اور شہامت خان کی برابر نہ سمجھو مگر اونھون نے فتح کے غرور سے اس بات کا کچھ خیال نہ کیا اور پشت کی طرف سے حملہ آور ہوئے لیکن نواب جمشید خان اور محمد سعید خان وغیرہ چالیس یکہ سوارون نے کہ جو سب دلیر اور آزمودہ کار تھے سد راہ ہوکر اون کو وہان کچھ دست اندازی نہ کرنے دی۔ تب وہ وہان سے لوٹے اور نواب کی سواری کے آگے آئے نواب نے اونکی کثرت سے اندیشہ نہ کرکے حکم دیا کہ نشان کے ہاتھی کا رخ دشمنون کی طرف کرین اور ساتھ ہی اسکے اونھون نے حملہ کرکے ایسی تیغ رانی اور نیزہ بازی کی کہ سندھیا کی

نہین تھی اس لئے نواب نے پکار کر کہا کہ مین مہادیو کے پوجنے آیا ہون
اور کچھ چڑہاوہ بھی لایا ہون۔ برہمون نے دہوکہ کھاکر کہا کہ اگر جریدہ
آنے کا اقرار کرو تو کشتی بھیجدین نواب نے فوراً اقرار کرلیا تب اونھون نے
ایک کشتی روانہ کی۔ نواب دو سو منتخب اور مسلح جوانون کو لیکر کشتی مین بیٹھے
اور دوسرے کنارے پر پہونچ کر جسقدر کشتیان پائین اونھیں اپنی فوج
کے اوترنے کے لئے بھیجدین۔ جب سب فوج اوتر کر آگئی تو نواب نے
اس مقام پر قبضہ کرکے وہان کا تمام مال و اسباب زر و جواہر نقد و جنس
اور کپڑا وغیرہ لوٹ لیا اور پھر برہمون کو حیلہ زرگری سے پکڑکر اون سے
خاطر خواہ روپیہ وصول کیا۔ دو تین روز بعد ناگوجی پنڈت اور نواب شہامت
خان ملار مان مہاراجہ ہلکر جو نواب کے پیچھے پیچھے چلے آتے تھے
وہان پہونچے اور بچا کھچا اسباب وہان کا اونھون نے لوٹا۔
پھر نواب اور پنڈت نے وہان سے کوچ کرکے نراین گڈھ کے
قریب ڈیرہ کیا یہ ایک مضبوط قلعہ تھا اور اس مین جو لوگ رہتے
تھے وہ فوج والون کو جنس خریدنے سے منع کرنے لگے اس بات پر
اونمین تکرار بڑھ گئی اور کل فوج والے اپنے رفیقون کی مدد کو دوڑ پڑے
نواب نے بھی دو توپین دراہیون پر چڑہا کر گولے مارنے شروع کئے۔
قلعہ والے قلعہ کو بھاگے مگر پنڈارہ اونکا تعاقب کرتے ہوئے قلعہ کے
دروازہ پر جا پہونچے قلعہ والے دوسرے دروازہ پر چلے گئے۔
پنڈارون نے وہ دروازہ بھی لے لیا تو وہ بالا قلعہ پر چڑہ گئے۔ پناہ مانگی اور

مشعل روشن کرکے اوس مین سے گذرے۔ تو ایک زینہ پر پہونچے اور سیڑھیون سے نیچے اوترے ایک کوٹھا نظر آیا اوسکا دروازہ توڑکر اندر گئے وہان بہت سے بڑے بڑے ماٹ چونہ اور گچ سے مُنہ بند کئے ہوے رکھے تھے محمد شاہ خان نے اونکو کھول کر چاہا کہ ہاتھ ڈالے مگر غلامی خان نے جو ایک دانا آدمی تھا منع کرکے کہا کہ کیا تو نے یہ نہین سُنا ہے کہ جہان خزانہ ہوتا ہے وہان سانپ بھی ہوتا ہے شاید کہ یہان بھی سانپ ہو اور وہ تجھکو کاٹ کھائے۔ تب محمد شاہ خان نے ایک کفچہ روغن داغی کا جو وہان پڑا تھا اوٹھاکر ماٹ مین ڈالا اور نکالکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اوس مین بجاے زر کے سفید انڈے ہین۔

محمد شاہ خان نے ناراض ہوکر کفچہ کو زمین پر دے مارا انڈے ٹوٹ گئے اور ہر ایک مین سے ایک ایک بچہ سانپ کا جو کیچوے سے مشابہ تھا نکلکر زمین پر رینگنے لگا۔ اس عجیب ماجرے سے سب کو تعجب ہوا اور اونھون نے نواب کے پاس جاکر حقیقت بیان کی اور وہ انڈے بھی لیجاکر دکھلاے اور توڑے۔ نواب نے تماشاے قدرت سے متعجب ہوکر اُس دفینہ کا دھیان چھوڑدیا اور اپنے دل کو اس خیال سے سمجھالیا کہ وہان خزانہ تو بیشک تھا لیکن قسمت سے سانپون کا مخزن ہوگیا۔

بعدہ نواب نے وہان سے کوچ کردیا اور سرسمنت پیشوا کی عملداری مین گاسی گانون اور نولگا کے قریب گوداوری گنگا کے کنارہ پر ڈیرہ کیا۔ دوسرے کنارہ پر ایک معبد ہندوؤنکا تھا۔ چونکہ وہانتک جانے کے لئے کشتی موجود

اورنگ آباد سے خبریں لیتے ہوئے اورنگ آباد کے قریب ہوکر گدرے
عسر میں پہونچے اور دہاوہ سے اُس مضبوط مقام کو فتح کیا اور وہاں کی
ضبطی سے کر دیو گاؤں علاقہ نواب نظام علی خاں والی حیدرآباد میں آئے
اور اوس کو لوٹا۔
اس عرصہ میں مہاراجہ دولت راؤ کا بخشی سداشیو راؤ مع تیج کلف علی
اور ولیس صاحب کے کمپوؤں اور کریم خاں اور چیتو خان وغیرہ پنڈارہ سواروں
کے جو نواب کے تعاقب میں تھا نظام علی خاں کی فوج سے جو سجان خاں کی افسری
میں آتی تھی متفق ہوکر نواب سے بہت قریب آ پہونچا۔ چونکہ اوسوقت مہاراج
ہلکر وہاں سے دس بارہ منزل دور جا ندور میں تھے اور نہ کوئی کمپو نواب کے
ساتھ تھا اس لئے نواب نے اوس کے مقابلہ سے طرح دی اور جالنہ کو
لوٹکر عسر میں لوٹ آئے۔ دو روز وہاں رہے اور پھر وہاں سے سنگاہ کے
اورنگ آباد کے پاس ہوتے ہوئے داری سیکور علاقہ راجے جی پٹیل میں جو
گوداوری گنگا کے کنارے پر واقع ہے آئے اور ضبطی لی۔ وہان ایک شخص
نے جو وہیں کا رہنے والا تھا نواب کو خبر دی کہ اس مقام کے قریب بہت سا مال
گڑا ہوا ہے اور میں اوس کو جانتا ہوں اگر آپ مجکو کچھ دیا کرو تو مین بتلادوں
نواب نے اوسکی درخواست منظور کرکے محمد شاہ خاں اور غلام خاں ایسے معتمدوں
کو اوسکے ساتھ بھیجا۔ جب وہ اُس دفینہ پر پہونچے تو اونکو قدرت الٰہی کا
ایک عجیب تماشہ نظر آیا یعنی پہلی پہل تو وہاں اونھوں نے دیوار میں
صرف ایک طاق دیکھا جب اوس کو توڑا تو ایک چھوٹا سا دروازہ نظر پڑا

پنڈت اور شہامت خان کو شکست دی تاہم نواب نے
اوس کو بھگاکر سندہیا کے کیمپ کا محاصرہ کیا۔ عالی کھنڈی
کے مقام پر مہاراج بھی آپہونچے تھے مگر نواب نے جلدی
کرکے سندہیا کے بخشی کا راستہ روکا تو بھی وہ شہامت
خان ناگوجی پنڈت اور نواب کی فوج کو مارکر نکل گیا
مہاراج اور نواب نے پونہ پر لشکر کشی کرنے کا منصوبہ کیا

مہاراج ہلکر نواب سے علیحدہ ہونے کے بعد چاندور میں آئے[1] اور چاندور سے ناسک ترمبک کو گئے جو گوداوری ندی کے کنارہ پر واقع ہے اور وہاں سے معاملہ لیکر پھر چاندور میں آگئے۔

نواب جو خاندیس کو روانہ ہوئے تھے بعض کرنے چند منزلوں کے مالی گاؤں میں پہونچے اور وہانکا معاملہ لیکر گھاٹ سے اوترے۔ انجور کے علاقہ میں آئے وہاں کا مالک جسکا لقب انجورکر تھا پانچ چھہ ہزار سوار اور پیادوں سے مقابل ہوا نواب نے ہاتھی پر سوار ہوکر مقابلہ کیا اور سرسواری اوس کو مار ڈالا اور شہر انجور کو ضبط کرکے بہت سامال واسباب لیا پھر وہاں سے چلے تو موضعات متعلقہ

---

[1] مہاراجہ ہلکر چاندور میں پونہ پر لشکر کشی کرنے کے ارادہ سے آئے تھے مہاراجہ سندہیا اور اوس سے عداوت تو ہو ہی رہی تھی اور پیشوا نے مہاراجہ ہلکر کے بھائی ایٹھل راؤ کو مار ڈالا تھا اوسکا بھی بدلہ لینا تھا اور اسکے علاوہ یہ بات بھی تھی کہ پیشوا مہاراجہ سندہیا کی طرفداری پر تھے اسی سبب سے پونہ کے علاقہ میں لوٹ مار کرنا شروع کردی تھی اور نواب کو بھی اسی غرض سے براہ خاندیس بھیجا تھا انجورکر بھی پونہ کا جاگیردار کلاں تھا ۱۲ (مؤلف)

تیسرا حصّہ

مہمات دکن و بندیلکھنڈ

باب پانزدہم

مہاراج ہلکر چاندور سے ناسک ترمبک تک جا کر واپس چاندور میں آ گئے اور نواب خاندیس میں ہو کر علاقہ انجور میں گئے انجور کر اوسکے مقابلہ میں مارا گیا نواب نے انجور لوٹ کر مواضعات متعلقہ اورنگ آباد کو غارت کیا اور نظام حیدر آباد کی سرحد میں لوٹ مچادی - اون کے مقابلہ کو سندھیا کی فوج نظام کی فوج سے ملکی نواب بسبب تنہائی کے جنگ سے ٹل گئے - واری سکو کا خزانہ اور اوسکی عجیب کیفیت - نواب پھر پیشوا کی عملداری میں آئے اور گوداوری کے کنارے پر برہمون کو فریب دیکر اونسے کشتیان منگوائین اور دریا سے اوتر کر برہمون کو لوٹا اور جو اونکی دستبرد سے بچا اوس کو نواب تنہا ست خان اور ناگوجی پنڈت ملازمان ہلکر نے لوٹ لیا - نواب نے نراین گڈھ کا قلعہ فتح کرکے وہان کی توپیں لے لیں - سندھیا کا بخشی لڑنے کو آ پہونچا اور باوجودیکہ اوسنے ناگوجی

ٹونک مین پہونچے ہیں صاحب متوسل پہر و صاحب جو سندہیا کی طرف سے ٹونک کی حفاظت پر متعین تھا بھاگ کر رامپورہ مین چلا گیا۔ نواب اور مہاراج رامپورہ[۲] اور اندرگڈھ کی راہ سے گھاٹہ لاکھیری[۳] کو عبور کرکے کوٹہ سے تین کوس پر پہونچے اور کوٹہ کا معاملہ[۵] سپاہ کو تقسیم کرکے چند روز وہان رہے مگر سندہیا کی فوج وہان بھی آ پہونچی تو وہان سے بھی چلدئے اور ہاڑوتی گوگور۔ چھبرہ۔ راجگڈھ اور پاٹن سے معاملہ لیتے ہوئے آشٹہ پہونچے وہان ضبطی لی اور ہنڈیہ کے گھاٹ سے اوتر کر کھرگون بتیسی مین آئے وہان چند روز رہکر اونھون نے اپنی اپنی فوجین مہیسر سے بلوالین اور قلعہ سینڈہوہ کے گھاٹ سے گذر کر نواب نے تو خاندیس جانے کا ارادہ کیا اور ملکہر نے چاندور[۷] کا اور یہ صلاح ٹھیری کہ دونون پھر الگ الگ ہو جائین اور لوٹ مار چھوڑ کر معالہ لینے پر قناعت کرین اور جو کوئی معالہ دینے سے انکار کرے تو اوسکا علاقہ لوٹ لینا چاہئے یہ واقعہ سنہ ۱۲۱۸ھ[۸] مین ہوا۔

---

[۱] انگریزی امیرنامہ مین لکھا ہی کہ جو افسر اس نام سے لکھا گیا ہی وہ کپتان سائس ہی جو بانشیو رسیرون کے اول بریگیڈ مین پنجپونچی پلٹن کا کمانڈنگ تہا وہ انگریزون سے جنگ ہونے سے کچھہ پہلے سکندرہ مین مرگیا تھا صفحہ ۱۵۰۔

[۲] رامپورہ اب شمال ریاست ٹونک ہی [۳] اندرگڈہ ریاست کوٹہ کے متعلق ہے [۴] لاکھیری ریاست بوندی مین ہے [۵] کوٹہ کی معالہ کی تعداد تاریخ مالوہ مین ۹ لاکھ لکھی ہے دیکھو صفحہ ۳۰۵۔ اور اتہاس سار مین ۷ لاکھ روپیہ ظالم سنگہ جہالا سے لینا درج ہی جو مختار ریاست کوٹہ تہے [۶] یہ علاقہ ریاست اندور مین ہے ۱۲

[۷] چاندور دکن مین ہے ۱۲ [۸] انگریزی ترجمہ مین سنہ ۱۲۱۹ ہی اور حاشیہ مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۲۱۸ ہجری ۱۴ مئی سنہ ۱۸۰۳ع سے شروع ہو کر ۳ مئی سنہ ۱۸۰۴ع کو ختم ہوا۔ اصل کتاب مین سنہ ۱۲۱۹ لکھے ہین مگر ظاہرا یہ غلطی نقل کرنے والے کی ہے۔ یہ واقعات سنہ ۱۸۰۳ع مین ہوئے۔ جسونت راو شروع سنہ ۱۸۰۴ع مین خاندیس کو گئے تھے صفحہ ۱۵۱۔ امیرنامہ انگریزی ۱۲

کہ اکرا د سوٹن کو چھڑا لیجائیں۔
مہاراج اور نواب اڈمٹون کو لے کر اندور میں آگئے اور وہاں سے کوچ کرکے دھار۔ امجھیرہ۔ بھاوہ اور دیولیہ پرتاب گڈھ سے معاملہ لیتے ہوسے جاوُد اور نباہیڑہ کو گئے اور چند روز وہاں ٹھیرے وہاں سے سری ناتھ دوارہ میں آئے اور چاہا کہ ناتھ جی کے پوجاری کو پکڑ کر اس سے خاطر خواہ روپیہ وصول کریں مگر وہ پوجاری تو بھاگ گیا تھا اور چند برہمن رہ گئے تھے وا سے اونکو ہی پکڑ لیا اور پچاس ہزار روپیہ اون سے وصول کیا۔ اس عرصہ میں سندھیا کی فوجیں بالا راؤ انگلیہ سدا شیو راؤ بخشی کریم خاں اور چیتو خاں کی افسری میں معہ دو کمپو شیخ کلب علی اور والس صاحب متعلقہ افواج پیرو صاحب کے ہلکر سے لڑنے کو بہت قریب آ پہونچیں مہاراج ہلکر اوسے لڑنا مناسب جانکر شاہپور وغیرہ مقامات سے معاملہ لیتے ہوئے

سلہ دہار ایک ریاست میواروں کی سنٹرل انڈیا میں ہے۔
سلہ یہ ریاست راٹھوروں کی ہے غدر میں ضبط ہوکر شامل ریاست گوالیار ہوگئی۔
سلہ یہ بھی راٹھوروں کی ریاست سنٹرل انڈیا میں ہے۔
سلہ دیولیہ پرتاب گڈھ اودے پور والوں کے چھوٹے بھائیوں کی ایک علیحدہ ریاست رہتا ہے
سلہ جاوُد گوالیار کی ریاست میں ہے ۱۱ سلہ نباہیڑہ اب ٹونک والوں کے پاس ہے
سلہ یہ میواڑ ہی علاقہ اودے پور میں ہے ۱۱ سلہ ناتھ دوارہ والے کہتے ہیں کہ ہلکر اسی باپ سے اسرمیں دیوانہ ہوکر مرے ہے ۱۱ سلہ انگریزی ترجمہ امیرنامہ میں والیس کو ڈیوس لکھا ہے صفحہ ۱۵۔

نواب کو پنڈاروں کے مدافعہ پر بھیجا وہ ایک سو سوار اور دو ہزار پیادے مردم بنگاہ سے لیکر روانہ ہوئے۔ پنڈاروں نے راستہ ہی مین نواب کو آگھیرا نواب بنگاہ کو ایک قریب کے گاؤن مین چھوڑکر معہ سواروں کے نالے سے اوترے اور مستعد جنگ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ پنڈارہ کمین گاہ سے نکلکر جوق جوق دوڑ پڑے۔ نواب نے اپنے سواروں سے کہدیا کہ جب تک مین پروانگی نہ دون کوئی بندوق نہ چھوڑے مگر جب کہ پنڈاروں کے سوار نہایت قریب آپہونچین اور مین کہون اوسوقت تم ایک ساتھ باڑھ مارنا سواروں نے ایسا ہی کیا کہ وہ بندوقوں مین دو دو اور تین تین گولیان ڈالکر کھڑے ہو گئے اور جونہی پنڈاروں کے سوار حملہ کرکے بہت پاس آگئے اور نواب نے اشارہ کیا اونھون نے ایکدم سے بندوق مارکر بہت سے پنڈاروں کو مار گرایا۔ باقیماندہ ڈرکر بھاگ نکلے۔ نواب فوج مین گئے اور اوس کو وہان سے اندور مین لے آئے۔

مہاراج نے مہیسر سے اندور مین پہونچکر دو توپ کمپوؤن کو خانبیس کی طرف روانہ کیا اور دونون فوجون کی بنگاہ کو اندور مین رکھا پھر خود نواب اور قادربخش اور امام بخش وغیرہ معہ پنڈارہ سواروں کے اوجین کو روانہ ہوئے۔ اور اندور سے چار کوس ادہر رات تیر کرکے صبح کے وقت پنڈاروں کو حکم دیا کہ اوجین کو جاؤ اور سندھیا کے پنڈاروں کو دہوکہ دیکر یہان لے آؤ وہ گئے اور سندھیا کی چراگاہ سے تین سو اونٹ اوڑا لائے۔ سندھیا کے پنڈاروں اور فوج والون کو یہ جرأت نہوئی

دھار کے ایک قصبہ سے معاملہ لیا اور وہاں سے چلکر شہر رتلام علاقہ مہاراجہ سندھیا کو غارت[1] کیا جہاں بہت سا مال متاع نقد وجنس معہ تونگ الایچی اور بھری وغیرہ کے سپاہیوں کے ہاتھ لگا جس سے وہ سب مالامال ہوگئے۔ پھر اونھوں نے جاورہ کے علاقہ میں جاکر نیمچ کے پاس قیام کیا اوس جگہ جہر نیک کا کمپو جو مقام مہیسر سے ٹونک اور رامپورہ کو بھیجا گیا تھا اور وہاں دہ بیر صاحب ولجی سردار علاقہ سندھیا سے مل گیا تھا تمام ساوَ ماڑی کی پہاڑیوں سے جو کہ کوٹہ میں اسی کام کے لئے گیا تھا آکر مہاراج کے لشکر میں شامل ہوگیا مگر جہر نیک صاحب جو نہیں آیا کمپو سے علیحدہ ہوکر وہیں رہ گیا۔

بعدہ نواب معہ مہاراج کے اندور میں لوٹ آئے اور وہاں دونوں کمپو اور سرداروں کو چھوڑکر معہ پانسو منتخب سواروں کے مہیسر میں گئے اور خرچ سپاہ کی تدبیر میں مشغول ہوئے۔

اس عرصہ میں دولت راؤ سندھیا نے اوجین سے کریم خاں اور چیتو خاں وغیرہ پنڈاروں کو مہاراج اور نواب کے مقابلہ پر روانہ کیا اور اونھوں نے اندور پہونچ کر مہاراج اور نواب کی فوجوں کو گھیر لیا اور اسقدر تنگ کیا کہ وہ اندور چھوڑکر سمروس کے گھاٹہ میں جو ایک مکان قلب ہے چلی گئیں۔ پنڈاروں نے تعاقب کرکے وہاں بھی اونکو مغلوب کردیا۔ مہاراج نے یہ حال سنکر

---

[1] یہ شہر تیرہ دن تک لوٹا گیا تہا۔ تاریخ مالوہ صفحہ ۸۵۲۔

راضی کر آیا - اب آپ بھی اپنی فوج کی دلجمعی کرو -
مہاراج نے سب سرداروں کو بلا کر پوچھا کہ ہمارا ساتھ دینے مین تمھارا کیا ارادہ ہے؟ اول تو بعض بعض شخص در پردہ منکر ہوئے لیکن پھر نواب کی فہمایش اور اونکے ہمراہی افغانون کے راضی ہو جانے کی شرم سے رضامند ہو گئے - تب دوسرے دن ہی نواب اور مہاراج نے وہان سے رتلام کی طرف کوچ کیا - مگر جب ایک جگہ ٹھہرے تو معلوم ہوا کہ بہت تھوڑے آدمی ہمراہ آئے ہین اور باقی فوجون نے ابھی کوچ بھی نہین کیا ہے -
اسپر نواب نے یہ حکمت کی کہ سوارون کو فی اسم ایک روپیہ دے کر یہ افواہ اوڑا دی کہ جو کوئی ساتھ رہے گا اوس کو ہر روز ایک روپیہ نقد ملجایا کرے گا - دوسری منزل مین بھی یہ ہی عملدرآمد ہوا اب اسکی شہرت فوج والون تک پہونچی اور اونھون نے فوراً کوچ کر کے اوسی منزل مین نواب اور مہاراج کو آملایا نواب نے مہاراج سے کہا کہ آج سپاہیون کے دینے کے لئے میرے پاس کچھہ نہین ہے اگر آپ خرچ بانٹ دو تو اچھا ہے مہاراج نے اُس دن دونون فوجون کو روپیہ تقسیم کیا - تیسرے دن اونھون نے سندھیا کے ایک شہر کو جو زر و مال سے مالا مال تھا لوٹ کر بہت کچھہ دولت حاصل کی - یہ خبر سنکر بہت سے آدمی جو ادہر اودہر چلے گئے تھے آکر شامل ہو گئے اور نواب و مہاراج نے جو یہ دیکھا کہ اب پھر لشکر جمع ہو گیا ہے اور جو عسرت و تکلیف تھی وہ جاتی رہی ہے تو موضع جام سے کوچ کر کے ریاست

نواب ایک شب جو مہاراج کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہین کہ مہاراج رو رہے ہین نواب نے رونے کا سبب پوچھا تو کہا کہ ہماری اور تمھاری گذر اس ضلع مین جب ہی تک تھی کہ مہاراج سندھیا دکن مین تھے اور اب جو وہ یہان آ گئے تو ایسا سینگ سماتا ہوا نظر نہین آتا ہی کیونکہ میرے پاس نہ تو اسقدر روپیہ مہیا ہے کہ جو سپاہ کو دیا کرون اور نہ اسقدر فوج و سامان ہی کہ اونکا مقابلہ کر سکون۔

نواب نے کہا کہ آپ اندیشہ نکرین۔ مین اس کام کی تدبیر کر سکتا ہون شاید کہ تقدیر بھی اوس سے موافق ہو۔ مہاراج نے پوچھا کہ اچھا کیا کرنا چاہئے نواب بولے کہ کچھ عرصہ کے لئے لڑائی سے طرح دیجانا اور یہانسے کوچ کر کے پاس پڑوس کے علاقہ جات کی تحصیل سے گذارہ کرنا مناسب ہے مہاراج نے کہا بھلا فوج والے بغیر خرچ کے کب کوچ کرینگے۔

نواب یہ سنکر اپنی فوج مین آئے اور تمام افسرون کو بلا کر کہا کہ جو کوئی آرام کا طالب اور زن و فرزند کا دلدادہ ہو وہ تو دوق سے چلا جائے۔ اور جس کو صحراگردی اور کوہ نوردی کی شبانہ روزی محنت اور مشقت اٹھانا گوارا ہو وہ ہمارے ساتھ رہے۔ اسکے جواب مین بالاتفاق سب نے عرض کی کہ اگر اس وقت ہمارا سر بھی چلا جاوے تو بھی ہم آپ کی رفاقت سے قدم باہر نہ رکھینگے اور اس اقرار کو عہد و قسم سے موثق کر کے خیر کا فاتحہ پڑھا۔

نواب مطمئن ہو کر مہاراج کے پاس آئے اور کہا کہ لیجئے مین تو اپنی سپاہ کو

باب چہاردہم

مہاراج کی مایوسی سندہیا کے آنے سے۔ نواب نے اونکو تسلّی دی اور سپاہ کو بجلت عملی کوچ پر راضی کیا رتلام کی لوٹ جیجر نایب صاحب کے کمپو کا مہاراج ہلکر کے شامل ہونا۔ مہاراج اندور کو لوٹے۔ اور وہان کمپوون کو چھوڑکر مہیسر مین گئے۔ دولت رائو سندہیا کے پنڈارون نے اندور کا محاصرہ کرکے مہاراج ہلکر کے کمپوون کو ہٹا دیا نواب مہیسر سے آے اور اونھون نے پنڈارون کو مار کر بھگا دیا۔ تب مہاراج ہلکر نے اندور پہونچکر کمپوون کو توخاندیس کیطرف روانہ کیا اور آپ معہ نواب کے اوجین کو گئے۔ اور سندہیا کے تین سو اونٹ لے آے۔

پھر دہار۔ انجہیرہ وجھابوا۔ دیولیہ پرتاب گڈہ ہوتے ہوے جاؤد اور نیماہیڑہ کو گئے اور وہان سے سری ناتھ دوارہ مین آکر برہمنون سے ڈنڈ لیا۔ مہاراج سندہیا کی فوجین انکے مقابلہ کو آئین اور وہ شاہ پورہ ٹونک اور راندر گڈہ ہوکر لاکھیری کے گھاٹ سے کوٹہ مین گئے۔ سندہیا کی فوجین وہان بھی گئین تب وہ اور نواب پاٹن اور کھنچی واڑہ مالوہ مین ہوتے ہوے قلعہ سونڈ ہوا کے گھاٹے سی گذہی

کرکے اپنی ہگاہ کو ڈہونڈنے لگے۔ مہاراج ہلکر بھی اسی فراق مین پھرتے ہوئے راستہ مین اوسے ملگئے اور بولے کہ رضاے الہی سے کچھہ چارہ نہین ہے۔ خیر جو ہوا سو ہوا اب کہیں ڈیرہ کرنا چاہیئے۔ یہ گفتگو ابھی ختم نہین ہوئی تھی کہ دشمنون کے تعاقب مین آنے کی خبر پہونچی نواب کو تاب نہ رہی اور اونھون نے فوراً دھاوا کرکے حریف کو اپنی اور مہاراج کی فوج کے تعاقب سے مار رکھا اور اوس کے بہت سے آدمیون کو مار ڈالا۔[1] اور شاشب ایک منزل طے کرکے موضع جام گاؤن[2] مین معہ مہاراج کے قیام کیا اور ایک ہفتہ تک وہان مقام رکھا[3]

---

[1] یہ لڑائی ۱۴ اکتوبر سنہ۱۸۰۲ء کو ہوئی تھی۔ سدہیلی کے پاس جو دہ تو اعد دان پلٹنیں تھی اوس کی تہین جسونت راؤ ہلکر کے پاس پیدل فوج بہت کم تھی اور یہی سبب اوس دن شکست کا ہوا۔ یہ شکست کامل تھی اگر ٹھیک طور سے پیچھا کیا جاتا تو بالکل ہلکر کی ہلاکت کا باعث ہوتا (امیر نامہ انگریزی صفحہ ۱۴۴) ۱۴ اکتوبر سنہ۱۸۰۲ء بموجب حساب تقویم مؤیدالمومنین کے ۵ جمادی الآخر سنہ۱۲۱۶ ہجری روز چہارشنبہ مطابق اسوج سُدی ۶ سمت ۱۸۵۸ کو تھی۔ تقویم مؤیدالمومنین

[2] یہ مقام سدہیا چل پہاڑ کے گہاٹ مین واقع ہے اور اوسکو جام گہاٹ بھی کہتے ہیں تاریخ مالوہ صفحہ ۲۵۰

[3] انتخاب سار مین لکہا ہے کہ سرجی راؤ گہاٹگیہ نے شہر اجین کو خوب لوٹا اور پنڈارون نے عورتون پر بڑا ظلم کرایا جنکی لاشون سے کوئیں بھر گئے۔ اور پانچ ہزار آدمی مارے گئے۔ امیر خان سے جب گرد لوٹا جاتا تو اسی طرح کو ایسے کامون سے بہت روکتا تہا مگر سرجی راؤ نے حکم دیکر ایسا کام پنڈارون کے ہاتھ سے کرایا۔ (سرجی راؤ کے حملون کی تفصیل صفحہ ۲۵۲ تاریخ مالوہ مین درج ہے)

قابو دیکھ کر مہاراج پر یورش کی اور اونکو بھگا کر نبگاہ[1] تک تعاقب کیا اور عین اوسی وقت پر حریف کا کمپو بھی غار سے اوتر مہاراج کے توپ خانہ پر قبضہ کر چکا تھا کہ نواب جا پہونچے اور چاہتے تھے کہ غار کے اوپر چڑھکر مقابلہ کرین مگر حریف نے ہوشیار ہوکر گولے مارنا اور چھرے برسانا شروع کر دیا۔ جسسے نواب کا گھوڑا جسکا نام برچھی بہادر تھا زخمی ہوکر مر گیا تب صاحبزادہ صالح محمد خان نے اپنا گھوڑا نواب کو دیا اور آپ ایک سلحدار کے گھوڑے پر سوار ہوا۔

اِس وقعہ سے کہ جو نواب کو گھوڑے کے بدلنے مین پیش آیا تھا اونکے سوارون کو جو پیچھے پیچھے چلے آتے تھے یہ شبہ ہوا کہ نواب مارے گئے اور وہ اوسی دم بھاگ نکلے تاہم نواب نے حملہ کرکے مہاراج کی ۳۵ توپین دشمنون سے چھین لین۔ مگر چونکہ اس چپقلش مین دو گھڑی چلی گئی تھی اور لڑائی کا وقت نہین رہا تھا اس لئے نواب میدان جنگ سے مراجعت

---

[1] اتہاس سار مین لکھا ہے کہ یہ شکست اس وجہ سے ہوئی کہ مہاراج امیرخان کا رستہ دیکھتے رہے جنکو مثل جنگ اوجین کے دشمن کی فوج پر بھیجا تھا۔ اور تاریخ مالوہ کے صفحہ ۱۸۵ مین لکھا ہے کہ مہاراجہ ہلکر سے بڑی غلطی ہوئی جو یورش نہ کی میرخان کے حملہ کرنے کے منتظر رہے اپنی جگہ سے نہ ہلے وقت مفت ہاتھ سے کھویا۔ ... میرخان نے اپنا جی بچایا جب اکا گھوڑا زخمی ہوا۔ درختون کی اوٹ مین چوٹ بچا کر کھڑا ہوا۔ روہیلے یہ دیکھ کر بھاگ گئے پھر شہر کے تماشہ دیکھنے والے بھاگے وہ سب کو بھگا لے گئے۔ ان وجوہات سے لڑائی بگڑی مہاراج ہلکر نے شکست کھائی۔ سرجی راؤ گھاٹگیہ نے فتح پائی۔ ۱۲

اور مجھ مین اوس کی طاقت نہین ہی اس لئے تم تمام لشکر کو اوس کے مقابلہ مین رکھنا۔ سرجی راؤ نے اس تدبیر کو پسند کیا اور رانڈی کو معہ اوس کے کمپوؤن اور دو ہزار سوارون کے مہاراج کے مقابلہ کو روانہ کیا اور باقی کمپوؤں اور تمام حبشی اور پنڈارون کے سوارون اور مرہٹی اور ہندوستانی فوجون کو نواب کے مقابلہ کے لئے اپنے پاس رکھ لیا۔
لڑائی صبح ہی شروع ہوئی اور تیسرے پہر تک توپیں اور بندوقین چلتی رہیں چونکہ حریف کی تدبیر سے نہ تو مہاراج کو اطلاع تھی اور نہ نواب کو اس لئے سرجی راؤ نے جبکہ نواب کو بہت سا دبا لیا تو اونھوں نے مہاراج سے مدد مانگی۔
مہاراج ہرناتھ چیلہ جمنا بھاؤ اور شام راو ماڑی کو اپنی جگہ توپ خانہ پر چھوڑ کر اور آپ معہ سوارون کے ایک طرف سے گشت کرکے نواب سے جا ملے۔ برانڈی کو یہ جلد اچھی فرصت ہاتھ آئی اور اوسنے وقت کو غنیمت سمجھ کر معہ سوارون اور پیادون کے بڑی پھرتی سے مہاراج کے توپ خانہ پر حملہ کیا اور اوس کے ساتھ ہی حریف کی دیگر فوج نے بھی جو مہاراج کے مقابل میں تھی اپنا پاؤن آگے بڑھایا۔ مہاراج نے یہ زور دیکھ کر نواب سے کہا کہ تم توپخانہ کی حفاظت پر جاؤ اور مین یہان ہون نواب صاحب سوارونکے اوسی دم روانہ ہوگئے۔ چونکہ وہان سے توپ خانہ تک تین چار کوس کا فاصلہ تھا اس لئے نواب نے گھوڑے کو ایسا جھپیرکیا کہ صرف تین سو سوار اونکی رکاب میں پہونچے۔ اوس وقت سرجی راؤ وغیرہ نے

کر دیا اور اونکی توپین چھین لین۔
نواب یہ سنکر مہاراج ہلکر کی طرف دوڑ آئے اور غنیم سے اونکا توپخانہ واپس لیکر اُس حملہ کی پہلے سے اطلاع نہ پانے کی بابت افسوس کرنے لگے۔ نواب کے مورخ نے لکھا ہے۔ کاش اگر مہاراج کے حملہ آور ہونے کی اطلاع پہلے سے نواب کو ہو جاتی تو بخدا حریف کا کام مثل چراغ بے روغن کے جلد تمام ہو جاتا۔ کیونکہ گو حریف کے پاس اُس موقعہ پر سوارونکی جمعیت زیادہ تھی لیکن وہ صرف پنڈارہ تھے مرد میدان نہین تھے اونکو بھاگنے اور ہتھیار ڈالنے کی کچھ شرم نہین تھی اور نواب کی فوج اونکے ہمقوم پٹھانون کی تھی جو لڑائی کے موقعہ پر جانبازی سے دریغ نہین کرتے تھے اور ننگ افغانی سے ایک قدم بھی پیچھے نہین ہٹتے تھے۔
بعدہٗ پانچ روز تک پھر بھی فریقین مین جنگ قراولی ہوتی رہی چھٹے روز مہاراج ہلکر نے نواب کی صلاح سے دونون فوجون کی بنگاہ کو اندور سے پرلی طرف قایم کیا اور شہر کو اپنے اور بنگاہ کے درمیان مین لیکر ایک گھر غار کے کنارے پر جو شہر سے اسطرف کو تھا توپ خانہ جما یا جسکی پشت پر آپ کھڑے ہوگئے اور نواب نے پندرہ ہزار منتخب سوار لیکر حریف کی پشت پر کہ وہان سے مہاراجہ ہلکر تک تین کوس کا فاصلہ تھا لڑائی کی صف آراستہ کی۔ اوسوقت سندھیا کے کمپو کے افسر برانڈی صاحب نے سرجی راو سے کہا کہ اگر تم نواب کے مقابلہ کا ذمہ کرلو تو فتح مجھسے آئی مین مہاراج کے کمپو سے توپین چھین لونگا۔ اور چونکہ نواب کا مقابلہ سخت دشوار ہے

سوارون کے رسالہ کریم خان اور چھیتو خان پنڈارون کو کہ یہ سب مرہٹی اور ہندوستانی فوج جو پچاس ساٹھ ہزار سوار و پیادے کے قریب تھی سرجی راؤ گھاٹکیہ اور سداشیو راؤ کی افسری مین مہاراج ہلکر کے مقابلہ کو روانہ کی۔ جب یہ فوج نربدا سے اوتر کر اوجین کے قریب پہونچی تو ہلکر نے نواب کی صلاح سے اپنے دونون کیمپ اور بنگاہ کو معہ نواب کی بنگاہ کے اندور کی طرف روانہ کر دیا اور نواب کو پندرہ ہزار منتخب اور مسلح سوارون سے ہراول کرکے غنیم کے مدافعہ کو رخصت کیا اور آپ معہ بیس ہزار جنگی اور حری سوارون کے وہین ٹھیرے رہے۔

نواب نے مصلحت وقت سمجھکر اوجین مین قیام کیا اور ایک ہفتہ تک سندھیا کی فوج سے جنگ قراولی کرکے مہاراج کو لکھا کہ دشمن کی فوج بہت ہے جو آپ بھی آکر شامل ہو جاؤ تو ہم تم ملکر دشمن کو مغلوب کر لین گے۔ مہاراج نے فوراً کوچ کیا اور نواب نے پانچ روز تک حریف کو ایسا دبایا کہ وہ پانچ دن مین مشکل دس کوس کا سفر کر سکا۔ آخرالامر سداشیو راؤ سے صف جنگ مقابلہ ہوا۔ اوسوقت سرجی راؤ بھی اپنی جمعیت اور کمپوؤن کو سامنے لے آیا۔ مہاراج اور نواب کے بیچ مین جوار کے کھیتون کے آپڑنے سے تین کوس کا فاصلہ ہو گیا تھا یعنی ایک طرف تو مہاراج ہلکر لڑ رہے تھے اور دوسری طرف نواب۔ اب مہاراج نے یہ غلطی کی کہ وہ بغیر اطلاع نواب کے سرجی راؤ گھاٹکیہ پر حملہ آور ہوتے۔ سرجی راؤ نے وقت اور موقع کو غنیمت جانکر مقابلہ مین اسقدر کوشش کی کہ مہاراج کی فوج کو پسپا

مہاراجہ ہلکر نے مقابلہ کو بھیجا۔ مہاراج اور نواب نے اوجین کے
قریب اونکا مقابلہ کیا۔ تین روز تک لڑائی ہوئی
مگر سندھیا کی فوج غالب آئی۔ مہاراج اور نواب
پسپا ہوکر جام گانون مین چلے گئے

جب بلونت راؤ مانکری اور جورس صاحب فرنگی شکست کھاکر دکن مین دولت
راؤ سندھیا کے پاس[1] پہونچے اور اونھون نے فوج کی بربادی اور
اوجین کی خرابی کا احوال بیان کیا تو سندھیا کو غم و غصہ نے
اسقدر دبایا کہ وہ خود جھلاّئے ہوئے بڑے بڑے کوچ کرکے نربدا
کے کنارے تک چلے آئے اور وہان ٹھہر کر اونھون نے برانڈی صاحب[2]
کے کمپو ستلج صاحب کے کمپو مسٹر میکنل صاحب کے کمپو جنبسی کی فوج

---

[1] بلونت راؤ دکن کو گیا ہوگا مگر میجر ہسنیگ تو آگرہ کو گیا اور فروری یا مارچ ۱۸۰۱ء مین سرجان پیس
ٹیکاف سے ملا صفحہ ۱۳۹ - امیرنامہ انگریزی - Major Hessing

[2] برانڈی صاحب ہی میجر براؤن رگ Brownrigg ہی جو بعد ازان سرکار انگریزی
مین ملازم ہوکر آخر سال ۱۸۰۳ء مین بمقام ہرایۂ قتل ہوا ستلج صاحب کرنیل سدرلینڈ ہے
جسکو مسٹر پیرن Perron نے شکست دی اور وہ متھرا مین مرا۔ میکنل کا اصلی نام میکل فلوز
Michael Filose تھا جس کا بیٹا اب جان بپٹسٹ فیلوز ہے -
John Baptiste Filose (امیرنامہ انگریزی صفحہ ۱۳۹)

کے ساتھ تیغ زنی اور نیزہ افگنی شروع کی کہ حریفوں نے اس ورطۂ ہلاکت سے سال لیکر بھاگنا ہی غنیمت سمجھا۔ بلونت راؤ اور جورس صاحب کو ایسی مصیبت کے ساتھ شکست ہوئی کہ وہ پانچ پانچ سواروں سے بھاگ کر اوجین میں جا چھپے اور پھر وہان سے چپ چاپ سندھیا کے پاس چلے گئے۔ نواب اور مہاراج نے فتحیاب ہوکر اونکے لشکروں کو خوب لوٹا۔ چنانچہ بے شمار ہاتھی گھوڑے۔ توپین نوبت نقارے۔ بان اور نشان اونکے ہاتھ لگے۔ اونھوں نے اوجین سے صلح لی اور چند روز وہان رہے۔

یہ لڑائی ۱۲۱۶ھ [1] ہجری مین ہوئی تھی اوس مین دو سو کے قریب گورے اور فرنگی جورس صاحب کے کیمپ سے مارے گئے تھے اور بہت سے تلنگے اور سوار بلونت راؤ کی فوج سے مقتول [2] ہوئے۔

باب سیزدہم [3]

دولت راؤ سندھیا نے نربدا پر آکر سرجی راؤ گھاٹگیہ اور سداشیو راؤ کو بیچاس ساٹھ ہزار سواروں سے

---

[1] سنہ ۱۲۱۶ ہجری ۴ مئی سنہ ۱۸۰۱ء سے شروع ہوکر ۲۳ اپریل سنہ ۱۸۰۲ء کو ختم ہوا اس میں ایک اور غلطی تاریخ کی ہے کیونکہ یہ لڑائی ۱۸ جولائی سنہ ۱۸۰۱ء مطابق سنہ ۱۲۱۶ میں ہوئی تھی (امپیریل گزیٹیر صفحہ ۱۳۸)

[2] اس لڑائی میں ۱۶ یورپین افسر قتل ہوئے اور سات یہر سرا ونڈلس گئے ستم کے مقتول سپاہیوں کے سال کرنے سے اوسیقدر تعداد ہو جاتی ہے جتنی کہ اس کتاب میں ہے۔ صفحہ ۱۳۸۔ امپیریل گزیٹیر ۱۲

توپ کہان چلتی ہے؟ کسی نے کہا کہ نواب بلونت راؤ سے لڑ رہا ہے۔
مہاراج اس بات سے بہت خوش ہوئے اور بیلغار تمام کوچ کر کے
نواب سے جا ملے اور اپنی فوج کے دو حصہ کر کے بھلن کمپو کو تو نواب کے
ساتھ تعینات کیا اور مہاراج کمپو اور سوارون کو اپنے ساتھ لے کر بانگری
کی فوج کا پیچھا دبایا اور محاصرہ کر کے اوسکا قافیہ تنگ کیا۔ اس حالت
مین بھلن کمپو جو نواب کے ہمراہ تھا حریف کے کمپو سے مغلوب ہو گیا اور
اوسنے بکمال سراسیمگی نواب کے پاس آکر مدد مانگی۔ نواب نے فوراً چند
سوارون سے دشمن کی فوج پر یورش کی اور اسکی صفون کو چیر کر بہت سے
آدمیون کو مار ڈالا۔ جب اونکے ہمراہیون نے توپ اور تفنگ کی آتش
فشانی کا خوف کھا کر رفاقت سے پہلوتہی کیا اور میدان جنگ مین ایک
ہنگامہ قیامت برپا ہو گیا تو نواب طرح دیجانا مناسب سمجھ کر دوسری
طرف سے باہر نکل گئے اوس طرف مہاراج کی فوج کھڑی تھی وہ نواب کو
دشمن سمجھ کر بھاگ نکلی۔ مگر مہاراج نے نواب کے نشانون کو پہچان کر کہا
کہ یہ تو نواب کی فوج ہے۔ اس بات سے اُن سب کو تقویت ہو گئی۔
نواب مہاراج سے کچھ صلاح کر کے بالا بالا اپنی فوج مین چلے آئے
اور سپاہیون سے کہا کہ اس دفعہ ایک حملہ اور کرو مگر مثل سابق جرأت
اور جانبازی مین قصور نہ کرنا۔ اوس وقت مینہ برسنے لگا تھا نواب نے
پے درپے حملہ کرنا اور صفون کو چیرنا شروع کیا۔ ادھر سے مہاراج
ہلکر نے حملہ آور ہو کر آفت برپا کر دی اور میدان کارزار مین ایسی بے جگری

ہوگئی مگر جوں ہی جیسی کے توپخانے سے زنجیری گولے چلے تو ایک ہی دیر
میں مہاراجہ ہلکر کے بہت سے آدمی اوڑ گئے اور ہلکر اُن گولوں کی تاب نلاکر
اندور میں بھاگ آئے اور نواب کو لکھا کہ آپ ہماری مدد کو پہونچیا اور بلونت
راؤ مانکری سے لڑنا لازم ہے۔ گو اوسوقت نواب مہاراج سے پہلے طور سے
ناراض تھے لیکن بلونت راؤ کے مقابلہ سے کنارہ کرنا اپنی شہرت اور شجاعت
کے خلاف دیکھ کر ستجا ملیپور سے چل پڑے اور سجّاہ کو مقام ترانہ پر جو کہ راستہ
میں واقع تھا چھوڑ کر چھپری سواری سے بلونت راؤ مانکری پر حملہ آور ہوئے
کیونکہ اونھوں نے یہ سوچا تھا کہ اگر میں مہاراج کے آنے سے پہلے لڑائی فتح
کرونگا تو میرا نام ہو جاوے گا۔ اور اسی لئے اونھوں نے اپنے ہمراہیوں کی
قلت اکثرت کا اندیشہ نکر کے سرسواری بلونت راؤ کا مقابلہ[1] کیا اور صبح سے
شام تک اونکی فوج کا محاصرہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو وہ ترانہ کو لوٹ کر اپنی
سگاہ میں آگئے۔ بلونت راؤ اور جورس صاحب خائف ہراسان ہوکر مع
اپنی فوج کے اوجین کو چلے گئے اور شہر پناہ میں پناہ گزین ہوئے۔
اوس دن مہاراجہ ہلکر میدان جنگ سے ایک منزل کے فاصلہ پر خیمہ کئے تھے
کہ یکایک اونھوں نے توپ کی آواز سنی اور ہمراہیوں سے پوچھا کہ یہ

[1] یہ لڑائی ماہ جولائی میں ہوئی تھی۔ امیرنامہ انگریزی صفحہ ۱۳۵۔ اتھاس سار میں برسات کے
دنوں میں لڑائی ہونا لکھا ہے وہ بھی اسی کے مطابق ہے کیونکہ جولائی ہندوستان میں برسات کا
مہینا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ مولف اتھاس سار نے ۱۷۹۹ء میں سندھیا کا مہاراج ہلکر پر فوج بھیجنا لکھا ہے۔۱۲

وہان ہلکر بھی اونسے آملے اور دونون نے بڑی جرأت اور جلادت کے ساتھ جنگ کرکے سندھیا کی فوجون کو بھگا دیا

جب دولت راؤ سندھیا کو بائیون کے لٹ جانے کی خبر ہونچی تو اونھون نے جورس[1] صاحب فرنگی کے کمپو بیس ہزار سوار اور پنڈارون وغیرہ کو بلونت راؤ بانگرہی کی افسری مین مہاراج ہلکر کے مقابلہ کے لئے پونہ سے روانہ کیا جب یہ فوجین اوجین تک ہونچین اور مہاراج ہلکر نے جو سونڈھواڑہ کے ضلع مین روپیہ تحصیل کر رہے تھے اونکا احوال سُنا تو وہ اوسوقت اپنے پاس فوج کم ہونے سے بلونت راؤ کا مقابلہ کرنا مناسب دیکھ کر بھوری علاقہ اوجین کو جو شہر مذکور سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے کوچ کر گئے اور وہان اونھون نے سندھیا کی دو پلٹنون کو جو دکن سے بلونت راؤ کی مدد کو آتی تھین شکست دیکر نواب کو لکھا کہ جو تم ہمارے شامل نہین ہوئے تو کچھ فتح تمپر منحصر نہین رہی۔

اس عرصہ مین مہاراجہ دولت راؤ سندھیا نے دکن سے ہنڈیہ کے گھاٹ پر ہونچ کر توپخانہ جنسی کو نربدا سے اوترنے کا حکم دیا وہ دریا سے اوتر کر اس کنارہ پر ہونچا ہی تھا کہ مہاراجہ ہلکر خبر پاکر مقابلہ کو ہونچے اور لڑائی[2] شروع

[1] جورس صاحب جارج صاحب کی خرابی ہے میجر جارج ہسنگس آن دنون مین اپنے باپ کرنیل جان ہسنگس سے برگشتہ ہوکے اوسکے تھے یہ میجر وہی افسری جو آگرہ کا حاکم تھا۔ جب لارڈ لیک نے آگرہ فتح کیا تھا اور بہت دن نہین ہوئے کہ یہ کلکتہ مین مرا ہے (صفحہ ۱۴۹ حاشیہ امیر نامہ انگریزی)

[2] یہ لڑائی ستوانس کے پاس گھاٹ کے اوپر مالوہ مین ہوئی تھی کپتان براؤن رگ سندھیا کی فوج کا افسر تھا اور بہت خوبی سے اونکو ایک مضبوط مقام مین بچایا۔ یہ واقعہ ماہ جون سنہ ۱۸۰۱ء مین واقع ہوا صفحہ ۱۳۵۔ امیر نامہ انگریزی اور جون سنہ ۱۸۰۱ء مطابق ماہ محرم سنہ ۱۲۱۶ اور ماہ جیٹھ سمت ۱۸۵۸ کے تھا۔ تقویم المورخین ۱۲۔

خراب کرنے کو آگئی ہے اگر مدد کرتے ہو تو جلد کرو راجہ ناگپور نے پھر ایک فوج ابھاجی کی مدد کو روانہ کی۔ نواب اوسکی آمد سنکر استقبال کو روانہ ہوئے اور نیوری کور جھامر علاقہ بندیلکھنڈ میں مقابلہ کرکے فتح پائی مگر چونکہ شام کا وقت ہوگیا تھا اس لیے ناگپور کی فوج بھاگ کر سلامت نکل گئی اور نواب لوٹ کر اپنے مقام پر آسئے جہاں چند روز آرام سے رہے۔

باب دوازدہم [۱۲]

مہاراجہ سندھیا نے بائیون کو لوٹ لینے کا بدلہ لینے کے لئے ملونت راؤ اور جورج صاحب فرنگی کو مہاراجہ ہلکر کے اوپر بھیجا۔

جب یہ اوجین میں آسے تو مہاراجہ ہلکر سونڈہوارہ سے اوجین کو گئے اور انھوں نے سندھیا کی دو پلٹنوں کو شکست دی مگر ہنڈیہ کے گھاٹ پر سندھیا کے توپخانہ سے شکست کھائی اور اندور میں نواب کو بلایا نواب شجاعلپور سے بالا بالا ملونت راؤ پر حملہ آور ہوئے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۹۰) گولوں سے محفوظ رہیں جنکے پاس توپخانہ نواب سے بہت زیادہ تھا۔ مگر روہیلوں نے جہاں سے ہ ما ما اور کہا کہ ہم عورتیں نہیں ہیں جو گھونگھٹ میں کھڑے ہوں مگر جب ناگپور کے توپخانہ سے گولے برسنے لگے تو پٹھان بیچارگی بھاگ نکلے لیکن نواب میدان میں چھوڑ دیتے تھے اور مرنے کو تیار ہوگئے تھے۔ آخر شیخ محمد امین میرہ چند آدمیوں نے اونکو سمجھایا تو میدان چھوڑا اور مالوہ کی طرف ہجرت کی صفحہ ۴۹ ، ۸ ، و ۸۵ (امیرنامہ)

فوجین قابو نہ دیکھ کر اپنی اپنی جگہ کو کوچ کر گئین۔
نواب اور مہاراجہ ہلکر راگھوگڈھ سے کوچ کرکے سرونج ہوتے ہوئے ملہارگڈھ مین پہونچے جہان وہ پرگنات متعلقہ ساگر سے معاملہ لیکر اپنے کام کی تدبیرین تھے کہ مہاراجہ سندھیا کے نوکر کلوس[1] صاحب فرنگی نے معہ ایک کمپو کے سرونج کے قریب پہونچ کر قیام کیا۔ نواب کے عامل نے خوفناک ہوکر کمپو مذکور کی بدعت کا حال نواب کو لکھا۔ نواب نے جون ہی مہاراجہ سے رخصت لیکر سرونج کی طرف کوچ کیا۔ فرنگی مذکور آرون کو چلا گیا اور نواب اوس کے لوٹ جانے کی خبر سنکر پھر مہاراج ہلکر سے آملے۔ چونکہ پھر دونون فوجین اسقدر بڑھ گئی تھین کہ اونکا گذارہ ایک جگہ نہین ہو سکتا تھا اس لئے مہاراج نے نواب سے کہا کہ اب پھر ساتھ رہنے مین دونون فوجون کا گذارہ نہین ہوتا ہے مین تو سوندہوارہ کو جاتا ہون اور تم ساگر کو چلے جاؤ۔ نواب نے فی الفور کوچ کر دیا اور ساگر پہونچ کر پھر معاملہ لیا اور پھر ابھاجی کو تنگ کیا۔ ابھاجی[2] نے پھر ناگپور کے راجہ کو لکھا کہ پٹھانون کی فوج پھر ملک کو

---

[1] ترجمہ انگریزی امیرنامہ کے حاشیہ صفحہ ۱۳۲ مین لکھا ہے کہ مترجم نے اس افسر کا اصلی نام دریافت کرنے کی بہت کوشش کی مگر ناکامیابی رہی۔ ۱۲

[2] تاریخ مالوہ مین لکھا ہے کہ ابھاجی مرچکا تھا اوسکی رانی کا ساگر پر قبضہ تھا بنایک راؤ نے جو کا مدار تھا مقابلہ کرکے شکست کھائی اور قلعہ مین محصور ہوکر ناگپور سے مدد مانگی دیوی کو رجھا مین نواب نے اوسکا مقابلہ کیا پٹھانون سے پہاڑ کی آڑ مین کھڑے ہوئے کو کہا کہ غنیم کے

غرض جب یہ دونوں اس طرح مقام راگھوگڈھ[1] علاقہ اومٹ واڑہ مین پہونچے تو وہاں مہاراج کی تحریر نواب کے نام اس مضمون کی آئی کہ اب تم آگے مت جاؤ اور اناجی کو گرفتار کرلو مگر یہ بات نواب کو پسند نہ آئی اور انھوں نے خیال کیا کہ اگر اناجی میرے ساتھ رہے گا اور میں اوس کو گرفتار نکرونگا تو مہاراج مجھسے ناراض ہو گئے اور اناجی سے کہا کہ اگر تم مجھسے دو ایک منزل آگے پیچھے رہا کرو تو اچھا ہے۔ اناجی تو دانا آدمی تھا اتنے ہی اشارہ میں سمجھکر علیحدہ ہو گیا اور نواب وہاں سے کوچ کرکے پاٹن مین آئے جہاں مہاراجہ ہلکر بھی اونسے آملے اور لکھوا نے لوٹ پچپاڑ مین جاکر راجہ درجن سال اور راجہ جی سنگھ سے موافقت کی اور بالا راؤ کو گھیر کر اوسکا قافیہ تنگ کیا۔

نواب اور مہاراج پاٹن سے کوچ کرکے راگھوگڈھ پر گئے۔ اس عرصہ میں پیرو صاحب فرنگی پیشگاہ مہاراجہ دولت راؤ سندھیا سے لکھوا کے تدارک پر مامور ہو کر آیا لکھوا بالا راؤ سے دار مدار کرکے قلعہ سونڈہ میں جو دتیا کے قریب ہے گیا اور وہاں راجہ جیتر سال کی موافقت سے پناہ گزین ہوا مگر پیرو صاحب نے ایک طرف سے اور بالا راؤ نے دوسری طرف سے آکر قلعہ مذکور کا محاصرہ کرلیا۔ جہاں میں ایک لڑائی ہوئی۔ جیتر سال[2] کام آیا اور لکھوا زخمی ہو کر قلعہ دتیا میں چلا گیا۔ چونکہ یہ قلعہ بہت مضبوط تھا اسواسطے سندھیا کی

---

[1] راگھوگڈھ ایک ریاست اوسٹ ڈسٹرکٹ کے مواروں کی ہے اور اسوقت ہاں کے راجہ سی سنگھ ہیں۔

[2] تواریخ بندیلکھنڈ میں جیتر سال کی جگہ شترو جیت نام ہے اور حسب مندرجہ متن سمت ۱۸۵۸ مطابق سنہ ۱۸۰۱ء میں موضع ...رراکے قریب اوسکا کام آنا لکھا ہے ۱۲

سپاہیون نے سب سرگذشت بیان کی - نواب آگے روانہ ہوئے تو دیکھا کہ اونکی خاص فوج کا ایک حصہ بھاگا ہوا چلا آتا ہے اور حریف کی فوج اوسکے تعاقب مین ہے - نواب نے فوراً معہ اوسیقدر جمعیت کے کہ جو اوسوقت ساتھ تھی اپنی اور غنیم کی فوج مین حائل ہوکر اوس کو تعاقب سے باز رکھا بلکہ پانچ کوس تک اور اوسکا تعاقب کیا اور اپنا توپخانہ اوس کے ہاتھون سے چھوڑا لیا - پھر وہان سے لوٹ کر دریا پر ڈیرے کئے اور مہاراج کو لکھا کہ مین آپکی مدد کو بارہا پہونچا ہون اور اب آپ میری مدد کو پہونچو - مہاراج فی الفور اوجین سے کوچ کرکے نواب سے آملے - چونکہ مہاراج دولت راو سندھیا نے اپنے ہر ایک سردار کو لکھوا کے تدارک کے لئے لکھا تھا اس لیے انباجی انگلیہ بھی نواب کے شامل ہوگیا اور نواب نے معہ مہاراج ہلکر اور انباجی انگلیہ کے لکھوا کو شاہجہانپور مین جا گھیرا اور اسقدر تنگ کیا کہ اوسنے نواب کے پاس خفیہ طور پر پیغام بھیجا کہ اگر تم مجکو یہان سے نکل جانے دوگے تو مین بھی تمھارے بہت کام آونگا اور اس بارہ مین اوسنے عہد و پیمان کرکے نواب کی بالکل تسلی کردی - نواب نے مہاراج سے کہا مہاراج بھی راضی ہوگئے پس لکھوا کو اطلاع دی گئی اور وہ رات کو وہان سے نکلکر کھیچی واڑہ کو چلا گیا مہاراج نے جو کہ ظاہر مین انباجی سے ملے ہوئے تھے اور باطن مین اوس کو پکڑنا چاہتے تھے نواب کو معہ انباجی مذکور کے اوسکے تعاقب مین روانہ کیا مگر چونکہ نواب کو لکھوا کا تعاقب دل سے منظور نہ تھا اور وہ ایک مصلحت کے واسطے انباجی کے ہمراہ ہوگئے تھے اس لئے آہستہ آہستہ اوس کے پیچھے جاتے تھے

بائیون کے جاودین پہونچتے ہی لکہوا چپوڑے سے اوسکے پاس آیا اور اوسکو وہان ایک مکان محفوظ مین بٹھاکر سونڈہواڑہ کی راہ سے شجاعلپور کو گیا اوسوقت نواب کی فوج شجاعلپور کے قریب شاہجہانپور مین پڑی تھی اور غلامی خان کے سوا جسکو نواب اوجین جاتے وقت افسر کرگئے تھے کوئی دانا اور تجربہ کار افسر فوج مین نہین تھا۔ لکہوا نے اس موقعہ کو غنیمت جانکر نواب کی فوج پر حملہ کیا اور ایسی بدحواسی پھیلائی کہ وہ بغیر مقابلۂ جنگ کے جنگل کو بھاگ گئی اور سب اسباب اور سکا معہ توپخانہ کے لکہوا نے لوٹ لیا۔

نواب نے اوسی رات اپنی فوج کے مغلوب ہونے کا خواب دیکھا اور صبح بستر سے اوٹھتے ہی مہاراج سے رخصت مانگی۔ مہاراج نے پوچھا اتنا اضطراب کیوں ہے؟ نواب نے جواب مین اپنا خواب بیان کیا۔ مہاراج نے کہا واہ اب تو تمنے اولیا کا درجہ پیدا کرلیا کہ غیب کا حال کہنے لگے نواب نے کہا بلکہ گو اسرار غیب سے کسی کو خبر نہین ہوتی مگر جسکے حال پر خدا کی عنایت ہوتی ہے اوسکو البتہ خواب میں راز نہانی ظاہر ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ہم کو اکثر اوقات ایسے معاملے پیش آئے ہیں اور وہ صحت کو بھی پہونچ گئے ہیں۔ مہاراج سنکر چپ ہورہے اور نواب اوسی دن تیسرے پہر کو روانہ ہوکر رات کو سرائے میں رہے صبح وہان سے روانہ ہوئے تو اونکو معلوم ہوا کہ حقیقت مین اونکی فوج نے لکہوا کے ہاتھ سے شکست کھائی جب وہ کچھ اور آگے پہونچے تو چند سپاہی بھاگے ہوئے ملے اونھون نے اونسے پوچھا کہ بھاگے کیون ہو ماجرا کیا ہے؟

سلہ شاہجہانپور اب ہی ملاقہ گوالیار میں ہے۔ علاقہ گوالیار ۱۲

وقت بھی بغیر نکرو تازہ پیرایہ و شکر دنیا کے نہین گذرتا ہے۔ کاش اگر یہ لوگ اس
سے عشر عشیر بھی خدا کی یاد اور عاقبت کا اندیشہ کرین تو منعم حقیقی کیا کیا بیہہ
بے زوال نعمتین اپنے خزینہ غیب سے انکو دے۔

نواب ابھی اوجین تک ہی پہونچے تھے کہ مہاراج کے دل مین ایک اور خیال پیدا
ہوا اور انھون نے سوچا کہ کہین ایسا نہو کہ نواب آکر اس کام سے انکار کرے اور
شاید اوسوقت کچھ بن نہ پڑے۔ اس صورت مین اوسکے آنے سے پہلے ہی اپنا
کام کرلینا چاہیئے پس مہاراج نے اوسی رات کو جبکہ بائیون کے لشکر کے آدمی
غافل پڑے سو رہے تھے ایک بیک انپر توپین مارنا شروع کردین۔ چونکہ رات
کا وقت تھا اور اندھیرے مین دوست و دشمن نہین پہچانا جاتا تھا اس لئے
بائیون کا لشکر بہت جلد بکھر گیا اور وہ خود گھوڑونپر سوار ہوکر بھاگین اور چند آدمیون
کے ساتھ جاودہ[1] مین پہونچین اور اوس ضلع کے حاکم لکھوا سے جو منجانب سندھیا تھا
پناہ مانگنے پر مجبور ہوئین۔

یہان مہاراج ہلکر نے تمامی قیمتی جواہرات جو بائیون کے توشک خانہ مین تھا
لوٹ لیا۔ اور توپخانہ ڈیرے خیمے وغیرہ پر قبضہ کرکے اوجین[2] کا محاصرہ کیا
اور اوسکی ضبطی لی۔ نواب امیر خان وہان اونسے ملے اور ملاقات کے وقت
پھرتے ہی بولے واہ کیا کہنا ہے آپکی مردانگی کو کہ آپنے عورتون کے ساتھ
خوب مردانہ سلوک کیا۔ مہاراج نے شرم سے سر جھکالیا اور کچھ جواب نہین دیا

[1] تاریخ مالوہ مین جاورہ لکہا ہے ۔ ۱۲ [2] اتہاس سار کا مؤلف اس قدر کہتا ہے کہ ڈرا گیا ہے ۱۲

سیندھیاکے پچیس ہزار سوار اور پیادے کے ساتھ پونا سے اوجین میں آئے
مہاراج ہلکر در پردہ اوسسے دار* ارکرکے اوجین میں گئے اور اوسکے ڈیرے
کے پاس ٹھیرے اور اوسنے ملاقات کرکے کہا کہ دولت راؤ کا پکڑ دینا ہمارے
نزدیک کوئی بڑا کام نہیں ہے۔ جب آپ کہوگے پکڑ دونگا۔ مالک تو آپ ہو
دولت راؤ کوں ہوتا ہے۔ اوس کو کیا حق ہوسکتا ہے اور وہ کیوں نہیں آپ کی
اطاعت کرتا ہے۔ غرض ایسی ایسی باتوں سے اونھوں نے بائیوں کو جو سرداران
مرہٹہ کے اہل حرم سے مراد ہے ملاکر اپنی طرف سے مطمئن کردیا۔ مگر چونکہ مہاراج کے
پاس اونکی بہ نسبت بہت تھوڑی فوج تھی اس لئے اونھوں نے دست اندازی کا
موقع نہ دیکھکر دوات کو بڑی تاکید کے ساتھ لکھا کہ جلد آؤ تمسے کچھ ضروری مشورہ
کرنا ہے اور دولت راؤ سندھیا کو جواب اونکی تحریر کے جو اونھوں نے بائیوں
سے ملنے کے باب میں بھیجی تھی یہ لکھا کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو میں انکو پکڑکر تمھارے
پاس بھیجدوں یا نہیں انکا کام تمام کرڈالوں اور اودہر بائیوں سے دولت راؤ کو
پکڑ دینے کی بات قول و قرار کرکے ایسی موافقت کرلی تھی کہ اونکو ذرا بھی تو
یہ گمان نہیں ہوتا تھا کہ یہ ہمسے دغا کریگا۔[1]
اللہ اللہ دنیا کیا مکر و فریب کی جگہ ہے کہ ذرا ذرا سے فائدہ کے لئے آدمی کسقدر
دغا اور فریب کرتے ہیں اور خاص لوگوں کا حال عوام سے بدتر ہے کہ اونکا تو کوئی

---

[1] مہاجی سندھیا اور دولت راؤ سندھیا سے جو کچھ دغا بازی حامداں ہلکر کے ساتھ کی تھی جس کا
ذکر مفصل تاریخ مالوہ میں درج ہے اوسی کا گویا یہ انعام تھا ۱۲ مؤلف

کرنا لکھوا کا راجہ درجن سال کھینچی سے اور لڑنا پیرو صاحب فرنگی افسر سپاہ سندھیا سے قلعہ ستونڈہ مین اور مارا جانا درجن سال کا اور چلا جانا لکھوا کا دتیا مین - جانا مہاراج اور نواب کا علاقہ ساگر مین اور آنا کلوس صاحب فرنگی کا سرونج کی طرف اور رخصت ہونا نواب کا مہاراج سے اوسکے مقابلہ کو - اور طرح دیجانا اوسکا - اور پھر آجانا نواب کا مہاراج کے پاس - اور جانا مہاراج کا سونڈھواڑہ[1] کو اور نواب کا ساگر کو اور شکست دینا ناگپور کی فوج کو بمقام ملکھنڈ مین

اس عرصہ مین مہاجی سندھیا کے زنانہ کے لوگ بسبب ناموافقت دولت راو[2] کے

---

[1] سونڈھواڑہ مالوہ کے اوس علاقہ کا نام ہے کہ جہان ریاست ٹونک کا پرگنہ پڑاوہ واقع ہے ۱۲

[2] دولت راو سندھیا کی مسندنشینی مہاجی کی تین بیواون نے بمدد بالو با تانتیا کے روکی تھی یہ سیناوی برہمن لکھوا کا ہمقوم تہا اور اوسکی ترقی کا باعث ہوا تہا دولت راو نے اول اول اپنے کو سرجی راو گہاٹکیہ کے ہاتہون مین سونپا جسکی لڑکی سے اونہون نے بعد کو شادی کرلی سرجے راو کی مدد سے برہمنون کا جگہ ٹوٹا اکثین سے بہت سے عہدہ دار تو موقوف ہوئے مگر انھون نے دکن مین پھر سر اوٹھایا باہم بڑا فساد ہوا آخر سرجے راو کے قید کئے جانے پر صلح ہوگئی سنہ ۱۸۰۱ء مین سرجے راو بالوبا کی صلاح سے رہا ہوا - اوسنے پھر زور پکڑکر برہمنون کی بربادی کی سازش کی بلوبا کو پکڑکر احمدنگر مین قید کیا جہان وہ مرگیا اوس کے بہائی کو توپ سے اوڑایا اور نراین راو بخشی کو جو اوس قوم کا تہا ہوائی بان سے باندھ کر آسمان مین پہنکا - یہ سب سخت کارروائیان بعد اُن تجویزون کے جو نانا فرنویس کے رشتہ دارون اور آوردون کے خلاف کی گئی تہین دولت راو کے واسطے ایک اور مخالف فرقہ کے پیدا کرنے کی بانی مبانی ہوئین جسکا ساتھ بائیون نے دیا اور وہ دکن سے اوجین مین آئین - ان بائیون مین لکشمی بائی سب سے بڑی تہین جو بہت خوبصورت تہین اور ایک دفعہ دولت راو کے ساتھ سازش کرنے پر متہم بھی ہوچکی تہین - (امپیرامہ انگریزی صفحہ ۱۲۶)

بھکانے سے آپ اپنے اچھے مرے مین تمیز نہ کرکے خواہ مخواہ میری جان کے خواہان ہوسئے ہو تو مین آپ کو مارنے[1] والتا ہون۔
یہ سنکر مہاراج سے بہت منت سماجت کی اور عذر و معذرت کرکے رفع ظن کردیا۔ پس دونوں نے ازسرنو عہد پیمان کرکے حاسدوں کو شرمایا اور پھر آپس مین اتفاق کرکے غبار منافقت کو درمیان سے اوٹھادیا۔ نواب چند روز بعد اپنے لشکر مین آئے اور مہاراج اندور میں رہے۔ یہ واقعہ سنہ ۱۲۱۶ ہجری میں واقع ہوا[2]۔

باب یازدہم

آنا مہاجی سندھیا کی بائیون یعنی رانیون کا اوجین مین اور لوٹ لینا مہاراج ہلکر کا اونکو۔ ہوکہ دست کرنا سرزنش کرنا نواب کا ہلکر کو اور شکست دینا لکھوا کا نواب کی فوج کو گھیرنا نواب و مہاراج ہلکر اور انباجی انگلیہ کا لکھوا کو سانجھا کر قلعہ مین اور نکل جانا اوسکا نواب کی سازش سے۔ حکم دینا مہاراج کا نواب کو واسطے گرفتاری انباجی کے۔ الدیجا دینا نواب کا اوس کو۔ اور جانا نواب اور ہلکر کا راگھو گڈھ کو۔ سازش

---

[1] اتہاس سار مین بھی یہ بات اسی طرح لکھی ہے گو گنجا کنور کا ذکر نہیں ہے مگر اور بات ملتی ہے۔ نواب کی مدد ہی کا حال سنکر اونپر سام راؤ کا بھیجنا بھی لکھا ہے۔

[2] سنہ ۱۲۱۶ ہجری ۱۴ مئی سنہ ۱۸۰۱ء کو شروع ہوکر ۳ مئی سنہ ۱۸۰۲ء کو ختم ہوا تھا۔ صفحہ ۱۲۵۔ ایلیٹ انگریزی

جو ایک تجربہ کار اور عاقبت اندیش آدمی تھا۔ مہاراج کو سر دربار ملامت کی
اور سچا کنور کو ہاتھ پکڑ کر باہر کر دیا۔ اور کہا کہ تو ریاست کی بربادی کی باتین کرتا
ہے اور اگر ایسا ہوا تو تیرا کیا نقصان ہوگا۔ اور نواب سے کہا تم بھی ڈیرہ کو
جاؤ کہ اسوقت تمھارے مزاج مین غصہ ہے۔ اور گو اوسوقت مہاراج نے بھی
شام راؤ کی فہمایش سے نواب سے عذرخواہی کی مگر وہ باطنی طرفین کے دلون
سے بالکل رفع نہین ہوئی اور نواب اپنے ڈیرے پر چلے آئے اور مہاراج
نے اپنے دو پلٹن کے ڈیرے نواب کے خیمے کے قریب کرا دئے اور اونسے
دغا کرنے کی تجویز کی۔

جب چار پانچ دن اس طریق سے گذرے تو نواب نے سوچا کہ جسقدر طرفین مین
عداوتین بڑہینگی اوسیقدر قباحتین بڑھتی جائینگی بلکہ یہ احتمال ہے کہ بصورت
بھڑک اوٹھنے شعلۂ فساد کے اوسکا بجھانا ممکن ہو یا نہو پس ابھی سے اسکا تدارک
کر لینا ضرور ہے اگر نقطۂ خاطر رفع ہو تو فبہا ورنہ اس ورطے سے کنارہ کش ہو جانا
چاہیئے۔ یہ سمجھ کر دہ جریدہ مہاراج کے ڈیرون مین گئے لوگون نے اون کے
آنے کی خبر مہاراج کو دی۔ مہاراج نے پوچھا کس ارادہ سے آیا ہے عرض
کی کہ تنہا ہے۔ مہاراج نے فوراً بلوا لیا۔ نواب نے کہا کہ ہم کو تخلیہ مین کچھ
کہنا ہے۔ مہاراج نے لوگون کو ہٹا کر خلوت کی۔ نواب نے بائین ہاتھ سے
مہاراج کا کمر بند پکڑ لیا اور داہنے ہاتھ مین کٹاری بغل سے نکال کر کہا کہ اپنی بدگمانی
ابھی نسبت رفع کر لو۔ اگر میرے مار ڈالنے سے آپکا عروج اور فائدہ مقصود ہو تو مجھکو
ابھی مار ڈالو مین بسر و چشم حاضر و بجان و دل منت پذیر ہون اور جو دشمنون کے

بھکانے سے آپ اپنے اچھے بُرے مین تمیز نہ کرکے خواہ مخواہ میری جان کے خواہان ہوئے ہو تو مین آپ کو مار ڈالنے والا ہون۔

یہ سنکر مہاراج نے بہت منت سماجت کی اور عذر و معذرت کرکے رفع ظن کردیا۔ پس دونوں نے از سر نو عہد پیمان کرکے عابدوں کو شرمایا اور پھر آپس مین اتفاق کرکے غبار منافقت کو درمیان سے اوٹھا دیا۔ نواب چند روز بعد اپنے لشکر مین آئے اور مہاراج اندور مین رہے۔ یہ واقعہ ۱۲۱۵؁ ہجری مین واقع ہوا۔[1]

باب یازدہم

آنا مہاجی سندھیا کی بائیون یعنی رانیون کا اوجین مین اور لوٹنا لینا مہاراج ہلکر کا اوسکو ہوکر دست کرے سرزنش کرنا نواب کا ہلکر کو اور شکست دینا لکھوا کا نواب کی فوج کو گھیرنا نواب مہاراج ہلکر اور انباجی انگلیہ کا لکھوا کو شاہجہانپور کے قلعہ مین اور نکل جانا اوسکا نواب کی سازش سے حکم دینا مہاراج کا نواب کو واسطے گرفتاری انباجی کے۔ اور بچا دینا نواب کا اوس کو۔ اور وانا نواب اور ہلکر کا راگھو گڈھ کو۔ سارنگ

ح ۱؎ اتہاس سار میں بھی یہ بات اسی طرح لکھی ہے گو گنجا کور کا ذکر نہیں ہے مگر اور بات ملتی ہے۔ نواب کی مدد خواہی کا حال سکر اور پرسام راؤ کا بھیجنا بھی لکھا ہے۔

[1] ۱۲۱۵؁ ہجری ۲۴ اپریل ۱۸۰۰ء کو شروع ہوکر ۱۲ مئی ۱۸۰۱ء کو ختم ہوا تھا۔ صفحہ ۱۲۵۔ ایلیٹ انگریزی ۱۲

جو ایک تجربہ کار اور عاقبت اندیش آدمی تھا۔ مہاراج کو سر دربار ملامت کی اور گسجا کنور کو ہاتھ پکڑ کر باہر کر دیا۔ اور کہا کہ تو ریاست کی بربادی کی باتین کرتا ہے اور اگر ایسا ہوا تو تیرا کیا نقصان ہوگا۔ اور نواب سے کہا تم بھی ڈیرہ کو جاؤ کہ اسوقت تمھارے مزاج مین غصّہ ہے۔ اور گو اوسوقت مہاراج نے بھی شام راؤ کی فہمایش سے نواب سے عذرخواہی کی مگر وہ باطنی طرفین کے دل سے بالکل رفع نہین ہوئی اور نواب اپنے ڈیرے پر چلے آئے اور مہاراج نے اپنے دو کمپو کے ڈیرے نواب کے خیمے کے قریب کرادئے اور اونسے دغا کرنے کی تجویز کی۔

جب چار پانچ دن اس طریق سے گذرے تو نواب نے سوچا کہ جسقدر طرفین مین عداوتین بڑھینگی اوسیقدر قباحتین بڑھتی جائینگی بلکہ یہ احتمال ہے کہ بصورت بھڑک اوٹھنے شعلۂ فساد کے اوسکا بجھانا ممکن ہو یا نہو پس ابھی سے اسکا تدارک کرلینا ضرور ہے اگر ملتمۂ خاطر رفع ہو تو فبہا ورنہ اس ورطے سے کنارہ کش ہو جانا چاہیئے۔ یہ سوچ کر وہ جریدہ مہاراج کے ڈیرون مین گئے لوگون نے اون کے آنے کی خبر مہاراج کو دی۔ مہاراج نے پوچھا کہ کس ارادہ سے آیا ہے عرض کی کہ تنہا ہے۔ مہاراج نے فوراً بلوالیا۔ نواب نے کہا کہ ہم کو تخلیہ مین کچھ کہنا ہے۔ مہاراج نے لوگون کو ہٹا کر خلوت کی۔ نواب نے بائین ہاتھ سے مہاراج کا کمربند پکڑلیا اور دہنے ہاتھ مین کٹاری بغل سے نکالکر کہا کہ اپنی بدگمانی ابھی وقت رفع کرلو۔ اگر میرے مارڈالنے سے آپکا عروج اور فائدہ مقصود ہو تو مجھکو ابھی مارڈالو مین بسروچشم حاضر و بجان و دل منت پذیر ہون اور جو دشمنون کے

اگرچہ وہ لوگ بھی نواب کے مافی الضمیر کو جان گئے تھے مگر چونکہ ابھی راز پردہ مین تھا اِس لئے اونھون نے اوسکا افشا کرنا بہتر نہ جانا اور وہ اونکی مرضی کے موافق ہودج میں بیٹھ گئے۔ پھر نواب نے اپنے سوارون کو اشارہ کیا کہ جاوے وقت اونکی سواری کے گرد حلقہ زن ہوکر روان ہوئے۔ نواب کی سواری جب اس طرح سے اندور کے پاس پہونچی تو آدمیون نے دوڑکر مہاراج کو خبر دی مگر مہاراج چپ ہو رہے اور پیشوائی کو نہین نکلے ورنہ جب نواب آیا کرتے تھے تو مہاراج ہمیشہ دو تین کوس کے فاصلہ پر جاکر اونکا استقبال کیا کرتے تھے۔ آخر جب آنا در آدہ کوس کے قریب رہ گیا تب مہاراج نے بطور لاوبالی کے آکر ملاقات کی۔ نواب اگرچہ اس بھید کو پا گئے تھے لیکن بظاہر تجاہل کرکے پوچھا کہ مہاراج کا مزاج تو اچھا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں رات کو جاگے تھے اِس لئے طبیعت درست نہین ہے۔ فی الجملہ نواب نے مہاراج کے طور تیور اور طرز کلام سے کہ جو پہلے کی نسبت سب مختلف تھے معاشرت کی بو پائی اور پھر جب وہ مہاراج سے ملنے کو گئے تو تکیا کنور کو اونکی سرا پر بیٹھا ہوا دیکھا اوسے نواب سے کہا کہ تمسے تہامبلیور میں اتنی زیادتی کیوں کی۔ نواب نے کہا کہ مینے تلوار کے زور سے کی گوپال کنور کہ جو نواب کی طرف سے سبب لوٹ لیے شجاعلپور کے علاقہ بیٹھا تھا کمر سے چھری نکالکر بولا کہ جو مجھسے بدزبانی کرے مین یہ چھری اوس کے پیٹ سے حلق تک گھسیڑ دیتا ہون۔ اس بات سے نواب کو اسقدر غصہ آیا کہ اونھوں نے چاہا کہ اوسکا کام وہین تمام کر ڈالین۔ مگر مہاراج کے امیرون نے درمیان مین آکر بیچ بچاؤ کر دیا۔ اور شام راؤ مارتی نے

گنجا کنور نے مے نوشی کی صحبت مین خلوت دیکھ کر مہاراج سے کہا کہ نواب آپکے بُلوانے سے کب آتا ہے وہ تو شجاعلپور مین بیٹھا ہوا چیان وچنان کر رہا ہے۔ مہاراج نے نشہ مین افسرون سے کہدیا کہ تم معہ فوج جاکر نواب کو بہر طور یہان لے آؤ۔ اِن افسرون نے پہلی ہی منزل مین نواب کی سواری آتی دیکھی تو مہاراج کے چیلہ ہزناتھ نے معہ دو تین ہزار سوارون کے سب سے آگے دوڑکر سلام کیا۔ نواب نے پوچھا تم کیون آئے اوسنے جو نواب کے اوضاع واطوار سے کسی طرح کی بیگانگی نہین پائی تو یہ جواب دیا کہ سرکار کی پیشوائی کو آیا ہون۔
اسی عرصہ مین شام راو مارٹی[1] اور جمنا بھاؤ وغیرہ بھی آپہونچے اور اونسے بھی اسیطور کی گفتگو ہوئی اور وہ سب لوٹ لوٹ کر نواب کے ساتھ ہوگئے اور آپس مین کاناپھوسی کرنے لگے کہ ہم کو تو مہاراج نے نواب کے پاس اور ارادہ سے بھیجا تھا اور اودھر نواب کی طرف سے ذرا بھی کجروی نہین پائی جاتی ہے اگر ایسا ہوتا تو وہ کیون مہاراج سے ملنے کے لئے اتنی تھوڑی جمعیت سے آتے اور اب اس معاملہ مین کیا کرنا چاہیئے؟ نواب نے یہ کیفیت دیکھ کر کہ ایک دوسرے سے سرگوشی کر رہا ہے فراست اور قیافہ سے جان لیا کہ دال مین کچھ کالا ہے اور اِن لوگون کا آنا خالی از علت نہین پس اونھون نے یہ تدبیر سوچکر کہ جو اونکو اپنے پاس بٹھاؤنگا تو انکے شر سے امین رہونگا۔ ہاتھی کو بٹھا دیا اور اونسے بڑی سنجیدگی کے ساتھ کہا کہ مناسب نہین ہی کہ مین تو ہاتھی پر بیٹھا بیٹھا چلون اور تم گھوڑون پر

---

[1] تاریخ مالوہ مین مہاریک لکھا ہے۔ صفحہ ۸۴۷۔

سعہ نشان مذکور کے صالح محمد خان کے پاس تعینات کیا مگر محمد شاہ خان بسبب ناموافقت مزاج کے چند روز بعد صالح محمد خان کو چھوڑکر نواب کے پاس گیا اور اونکی رکاب مین حاضر رہا۔ اسیء صہ مین مہاراج ہلکر نے اندور مین پہونچکر اپنی شادی کی تیاری کی۔ نواب نے راے ہمت راے کو اپنی طرف سے اوس جلسہ مین شریک ہونے کے واسطے بہیجا اوسوقت مہاراج کا مزاج نواب کے طرف سے مکدر تھا وہ نواب سے دغا کیا چاہتے تھے اور نیز کنور خوشحال پور کا تھانہ وار تھا اونکی وحشت اور بدگمانیون کو ان باتون سے اور بڑہاتا تھا کہ نواب درپردہ کاشی راؤ سے ملا ہوا ہے تمکو پکڑ لینے کی فکر میں ہے۔ تمہارا حکم نہیں مانتا ہے جو جی مین آتا ہے وہ کرتا ہے۔ شجاعلپور میں اوسنے اسقدر ظلم کیا ہے کہ وہان کی خلقت عاں سے عاجز آگئی ہے۔ تم مالک ملک اور قوم ہندو ہوکر یہ روا رکھتے ہو کہ تمہارے عہد مین کوئی اسقدر ظلم کرے اور تم کچھ نہ کہو۔ ایسی ایسی شکایتون سے مہاراج کا جی بے مزہ ہوگیا تھا اور اونکے دل میں نواب کی طرف سے بہت سا شک اور شبہ پڑ گیا تھا اسی حالت میں راے ہمت راے وہان پہونچے اور مہاراج نے اونسے پوچھا کہ نواب ہمارے بلوانے سے آجاینگے یا نہین۔ راے صاحب نے (کہ جنکو مہاراج کی گران خاطری کی اصلا خبر نہ تھی) کہا کہ کیون نہین آینگے مہاراج نے اونہین کو نواب کے لانے کے لئے بہیجا۔ جب وہ نواب کے پاس پہونچے اور یہ حال بیان کیا تو نواب اپنی سب فوج شجاعلپور میں چھوڑکر جریدہ تین سو سوارون سے اندور کو روانہ ہوے مگر یہ ابھی راستہ مین ہی تھے کہ

چونکہ بغیر تحصیل زر کے نواب کا گذارہ ممکن نہ تھا اِس لیے ہولی کے بعد اونھون نے
سرونج سے کوچ کرکے شجاع علپور کو جا گھیرا اونکے سپاہی شہر کو لوٹنے کے
لئے بڑھے کرم دین خان اونہین باز رکھنے کو شہر مین گئے - شہر والے اپنی
حفاظت کے لئے جابجا کوچہ بندی کرکے مقابلہ کر رہے تھے اونکی ایک گولی
کرم دین[۱] خان کے سر مین لگی اور وہ اوسکے صدمہ سے مرگئے - سپاہیون نے
دوڑکر نواب کو خبر دی مگر چونکہ نواب اوسوقت قلعہ کے محاصرہ مین ہمہ تن معروف
تھے اِس لئے بظاہر بھائی کے مرنے کا کچھ غم نکیا اور جلد اوس قلعہ کو
فتح کرکے بھائی کی لاش پر آئے اور رضائے الٰہی پر صابر ہوکر اوس کو دفن کیا
اور پھر وہان اپنا تھانہ بٹھاکر اپنے بھانجہ صالح[۲] محمد خان کو کرم دین کا عہدہ دیا -
اور بھیکہ شاہ کو جو کرم دین خان کا توشکچی اور ایک نشان کا قواعد آموز تھا

---

[۱] "تاریخ مالوہ کے صفحہ ۴۸۶ مین لکھاہی کہ یہ سردار بہت باتون مین نواب امیر خان سے اچہا تہا،
مہاراج کو اوسپر اعتماد تہا اور اوسکے کامون سے خوش تھے - اتہاس سار مین لکھاہے کہ جسونت راؤ
مہاراج بہت ناراض ہوئے فوج کے ہاتھون سے شہر برباد کرانے کو وہ پسند نہین کرتے تھے اور
اب تو اونکا ایک اچہا بہادر سردار مارا گیا تہا -"
کرم دین خان سب باتون مین اپنے بہائی سے اچہا تہا اور مہاراج بھی اوسکی بات کو زیادہ
مانتے تھے اور اوسپر بہت مہربانی رکھتے تھے - "

[۲] نائب صاحب فرماتے تھے کہ صالح محمد خان رشتہ مین دادا صاحب کے بہانجے ہوتے تھے -
دادا صاحب نے اونکو سوار دنکا بخشی کیاتہا اور اونکے بیٹے کریم اللہ خان کو اپنی بڑی بیٹی دی تھی
سو قصبہ بگری صالح محمد خان کی جاگیر مین تہا مگر اب صالح محمد خان کی اولاد کو ریاست سے نقد تنخواہ ملتی ہے +

نواب نے اوس سے کہا کہ یہ کیسی دوستی ہے کہ جہاں مین معاملہ ٹھیرتا ہون تم
منع کرتے ہو۔ خیر اب تو تمھاری خاطر سے درگذر کرتا ہون مگر آیندہ ایسا نہونا
چاہیے۔ بالاراؤ یہ سنکر چلا گیا۔ نواب ہی سرا سے مین آئے اور وہان اونھون
نے اپنا تھانہ بٹھاکر جزیہ لیا۔ پھر بسیپری کلارس مین گئے وہاں بھی اپنا جی
انگلیہ لگیا اور اوس نے اون مقامات کا معاملہ رعایت کے ساتھ وصول کرا دیا۔
نواب وہان سے کوچ کرکے سرونج میں لوٹ آئے۔ اون دنون مین ہولی
تھی نواب کو بھی ہولی کھیلنے کی ترنگ آئی پس اونھوں نے اور کرم دین خان
نے رقص و سرود کی محفل آراستہ کی اور باہم ہولی کھیل کر خوب رنگ رلیاں
کیں اور خوب رنگ[1] اوڑایا۔

باب دہم

نواب نے شجاعلپور پر چڑھائی کی۔ اونکا بھائی وہان مارا گیا
مہاراج ہلکر کی شادی۔ شجاعلپور کے عامل کے بیٹے گجاکنور
نے مہاراج سے نواب کی شکایت کی۔ مہاراج نے
اپنے سرداروں کو واسطے گرفتاری نواب کے بھیجا نواب
اونکے ساتھ اندور کو گئے۔ وہان گجاکنور سے تکرار ہوئی
اور نواب مہاراج سے صفائی کرکے واپس چلے آئے

---

[1] اس موقع پر کئی ہولیاں سائی گئی تھیں اونمیں سے ایک یہ ہی ہے ہولی کھیلن آئے نواب کہیو دھرم ہے۔

مہاراج جو نواب کے مارے جانے کی افواہ سنکر سرونج کو ضبط کر لینے کی فکر مین تھے یہ خط پڑھکر اُس ارادہ سے باز آئے اور نیز اوس وقت اونھون نے ناگپور کی مہم کو بھی مناسب نہ سمجھا اور اُس سے کنارہ کشی کی۔ نواب بھی وہان کا کنارہ چھوڑکر سرونج مین آئے اور مہاراج سے ملے اوس وقت دس بارہ ہزار سوار اور پیادے اونکے ہمراہ تھے اور باقی تمام لوگ ساگر کی لوٹ سے مالا مال ہوکر نواب کو چھوڑ گئے تھے۔

بعد ازان مہاراج سرونج سے کوچ کر گئے اور رتلام جھابوہ و مندسور وغیرہ مقامات سر راہ سے جزیہ لیتے ہوئے اندور مین پہونچے۔ اُن ہی دنون مین[۱] کاشی راو ہلکر ہزار دو ہزار سوار اور پیدل کے ساتھ پونہ سے خاندیس کے ضلع مین آئے تھے اونکے ہمراہیون نے جو اونمین مہاراج جسونت راو ہلکر کے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی اور جسونت راو کو جرأت اور بخت مندی مین لاثانی پایا تو سب اونسے مل گئے اور کاشی راو کو پکڑکر اونکے پاس لے آئے۔ مہاراج نے کاشی راو کو کالنہ کے قلعہ مین قید کر دیا اور اونکی فوج کا چہرہ اپنے دفتر مین لکھلیا۔

اس عرصہ مین نواب نے سرونج سے کوچ کر کے جہانسی کو جا گھیرا اور وہان والون کو جزیہ دینے کے واسطے تنگ کیا مگر اتفاق سے بالا راو انگلیہ سردار علاقہ سندھیا وہان آنکلا اور اوس نے دوستی کی راہ سے نواب کو وہانکا جزیہ نہین لینے دیا۔

---

[۱] تواریخ مالوہ مین لکھا ہی کہ کاشی راو ہلکر بیجا گڑھ سے پونہ مین جا پہونچے تھے وہان سے سندھیا اور پیشوا کی مدد لیکر خاندیس مین آئے تھے۔ تاریخ مالوہ صفحہ ۸۴۶۔

قلیل سوارون کی طرف سے غافل تھے اور بلکہ اونکو اپنے ہی سوار سمجھتے تھے۔ غرض اونکو نواب درہم برہم کرکے اپنے توپخانہ پر جا کھڑے ہوئے جو دشمنوں کے قبضہ مین چلا گیا تھا مگر چونکہ گولہ انداز بھاگ گئے تھے اور توپون کے لیجانے کا سامان باقی نہ رہا تھا اس لئے وہ توپون کا لیجانا ممکن نہ دیکھکر دریاے دہسان کے کنارے پر گئے اور وہان خیمہ افگن ہوئے۔ نواب کا بھائی کرم دین خان معہ مہاراج ہلکر کے سرونج تک پہونچا تھا کہ وہاں اوسے اس شکست کی خبر ملی اور فورًا معہ اپنے پانچ ہزار آدمیون کے مہاراج سے الگ ہوکر نواب کے پاس پہونچا۔ نواب نے اوسکے عین وقت پر پہونچنے سے قوت پاکر حرمت خان اور اکبر خان وغیرہ سرداران کی نمک حرامی کا حال بیان کیا۔ کرم دین خان اوسی وقت اوسکے تعاقب میں روانہ ہوا اور دس بارہ کوس کے فاصلہ پر اون کو مارکر واپس آیا۔ نواب اُن نمک حرامون کے مارے جانے سے بہت خوش ہوئے اور مہاراج ہلکر کو لکھا کہ گو اس لڑائی میں بعض آدمیون کی نمک حرامی سے فوج بھاگ گئی اور میری جان پر آ بنی تھی مگر خدا نے خیر کی اور مین نے دشمنوں کی قوت اور طاقت کا احوال بخوبی جانچ لیا ہے اگر آپ کو ناگپور کے راجہ سے بدلہ لینا منظور ہو تو اسکے لئے یہ موقع بہت خوب ہے۔

لہ تاریخ مالوہ میں لکھا ہے کہ نواب اپنے ڈیرہ خیمہ جلاکر راحت گڈھ کو گئے وہاں کے حاکم نے تھوڑا سا مدرانہ دیا اور نواب نے ایک ساہوکار کو لوٹ کر رودرسو کا رخ چلایا۔ صفحہ ۸۴۵ انتخاب سار میں بجاے راحت گڈھ کے راٹھ گڈھ لکھا ہے ۱۲

تلہ تاریخ مالوہ مین لکھا ہے کہ کرم دین خان کو مہاراج نے نواب کی مدد کیواسطے بھیجا تھا۔ صفحہ ۸۴۵

اب حریف کی جماعت نے اونکو ہرطرف سے گھیرلیا اور اس شدت سے مقابلہ کیا کہ نواب کے گھوڑے کی لگام تلوارون کے مارنے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور گھوڑا نواب کو زمین پر گراکر بھاگا۔ نواب کے سپاہی جو اوس معرکہ سے باہر کھڑے تھے گھوڑے کو اسطرح بھاگتا ہوا دیکھکر فوراً بھاگ گئے اور نواب کے مارے جانے کی خبر اوڑ گئی۔

نواب جو کہ دشمنون کے محاصرہ مین گھوڑے سے گر بھی گئے تھے اور نیزہ سے زخمی بھی ہوئے تھے جلد زمین سے اوٹھے اور ایک سوار کا گھوڑا لیکر اوسپر بیٹھے مگر چونکہ اوس گھوڑے مین نواب کے گھوڑے کی سی جرأت نہ تھی اس لیے نواب نے میدان کو چھوڑا اور لڑائی سے طرح دے کر خیال کیا کہ یہ شکست اوس بدعہدی کا نتیجہ ہے کہ جو مین نے ابھاجی[۵] سے کی تھی اونکی فوج پہلے ہی بھاگ چکی تھی اور غنیم کے سوار اونکی بنگاہ کو لوٹ رہے تھے۔ مگر جونہی نواب معرکہ سے باہر نکلے دو تین سو سوار اونکے گرد جمع ہوگئے اور اوٹھون نے اپنی بنگاہ کے لٹنے کا حال سنکر فی الحال غارت گرون پر یورش کی اور اونکو بنگاہ کے آدمیون کی لوٹ اور تعاقب سے باز رکھا۔ اوسوقت پھر اونکی شجاعت نے جوش کھایا اور وہ پھر پچاس سوارون سے مثل شیر زیان کے سواران حریف پر جاگرے جو اون

---

[۵] ابھاجی کے بعد کچھہ دنون اونکی رانی ساگر پر قابض رہی پھر جب ۱۸۱۸ء مین باجی راؤ پیشوا کا ملک انگریزون کے قبضہ مین آیا تو اس رانی نے بھی ایک لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کراکر ساگر انگریزون کے سپرد کردیا۔ اوسی عرصہ مین راجہ صاحب ولد نانا صاحب خلف گنگا دھر کے مرنے پر بھی جالون کا علاقہ انگریزی سرکار مین ضبط ہوگیا۔ صفحہ ۵۹۲ تاریخ مالوہ ۱۲

میں دو قلعہ ایک جوراگڈھ اور دوسرا گدھ منڈلا اونکو دینے کئے پس رگھوجی گھوسلہ نے ایک سکھو جسکا سردار بنے سنگہ تھا معہ چالیس ہزار قلمی نوکرا ور سواران پنڈارہ و عرب تو سنجا سے کے بھاجی کی مدد کو بھیجا۔ اتفاق سے اوسی وقت نواب کے ہمراہی جو سب پٹھان تھے واسطے وصول کرنے تنخواہ کے بلوہ کرکے اونسے علیحدہ ہو گئے تھے اور اونھوں نے اپنے بھائی کرم دین خاں کو لکھا تھا کہ جلد مہاراجہ ہلکر کو ٹونک سے لے آئے اور مہاراج وہاں سے کوچ کرکے دیواس تک جو ساگر سے پانچ چھہ منزل کے فاصلہ پر آ بھی پہونچے تھے کہ رگھوجی گھوسلہ کی فوج اوس طمطراق کے ساتھ ساگر پر آ پہونچی۔ اب نواب کو یہ خیال ہوا کہ میری ناموری تو جب ہے کہ مہاراج کے آنے سے پہلے حریف کو شکست دیدوں ورنہ مہاراج کے شامل ہو جانے پر یہ فتح اونکے نام پر ہو جاوے گی۔

پس اونھوں نے اوسی وقت کہ مہور دشمن کی فوج خیمہ افگن بھی نہیں ہوئی تھی بڑی دلیری کے ساتھ اوسپر حملہ کر دیا اور گو کہ اونکے ہمراہیوں نے جو کل دو ہزار سوار اور اوسیقدر پیدل باقی رہ گئے تھے رفاقت اور جانبازی میں دریغ کیا اور ساتھ سواروں سے زیادہ اونکے ساتھ نہیں پہونچے تاہم اونھوں نے دشمنوں پر ہوکر تیر تلوار اور نیزہ کا مینہہ برسا دیا اوس حالت میں حریف کی ایک پلٹن سنے جو رزمگاہ کے قریب ایک طرف کو صف باندھے کھڑی تھی یکبارگی بندوقوں کی ایک باڑھ ماری جسکی گولیوں سے نواب کے اکثر رفیق مارے گئے بعض زخمی ہوتے اور جو اپنے آقا کی خدمت میں حاضر رہے وہ سو سے زیادہ نہیں تھے

سلہ یہ دونوں قلعہ گونڈواڑہ کے تھے ۱۲

بندیلہ اٹھارہ ضرب توپ اور اٹھارہ ہزار بندوقچی کے سبقت کرکے اپنے مورچون سے نواب کے مورچون پر حملہ کیا۔ نواب یہ حال دیکھ کر اوسی حالت مین اوٹھے اور بھوڑے پر کپڑا باندھ کر گھوڑے پر بیٹھے اور پانسو سوار ساتھ لیکر حریف کی پشت پر حملہ آور ہوئے اس صدمہ مین اونکے اکثر سوار جو اپنے مورچہ سے مقابلہ کیلئے آگے بڑہے تھے ابھاجی پر غالب آئے۔ ابھاجی میدان چھوڑکر قلعہ مین چلا گیا نواب کا لشکر فوراً شہر مین گھس پڑا تمام شہر معہ توشخانہ خزانہ و جواہرات وغیرہ مال متاع کے چند ساعت مین لٹ گیا[1]۔ اس لوٹ کی قیمت کا اندازہ ابھاجی نے اوس فردمین جو پیشوا کو بھیجی تھی نوکروڑ کے قریب لکھا تھا۔

نواب نے شہر مین داخل ہوکر قلعہ سے مورچہ لگایا اور ابھاجی کو تنگ کرکے دولاکھ کا معاملہ ٹھیرایا اور اوس سے صلح کرکے مورچے اوٹھالئے مگر نواب کے معتمد غلامی خان نے جو سوال و جواب معاملہ کے لئے قلعہ مین ابھاجی کے پاس جایا آیا کرتا تھا وہان ایک بڑے دفینہ کی خبر پاکر نواب سے کہا کہ قلعہ مین بیشمار روپیہ گڑا ہوا ہے آپ نے تھوڑے سے روپیہ پر عبث صلح کرلی۔

نواب بہ طمع زر بدعہدی کرکے فوراً صلح سے پھر گئے اور قلعہ سے پھر مورچہ لگاکر لڑنے لگے۔ تب تو ابھاجی نے اونکے قول و فعل کا اعتبار نہ دیکھکر ناگپور کے راجہ راگھوجی گھوسلہ سے مدد مانگی اور اوس کے عوض

---

[1] ساگر کو نواب کے پٹھانون نے بڑی بیرحمی سے لوٹا تھا اور مردون اور عورتون پر سخت ظلم کیا تھا جس کا مفصل حال صفحہ ۷۸۴ تاریخ مالوہ مین درج ہے۔ ۱۲

چلکر ساگر سے تین کوس ادہر ڈیرہ کرنے کی فکر مین تھے کہ وہان کا راجہ ابھاجی[1] معہ آٹھ ہزار بندوقچی چار ہزار بندیلہ اور چار ہزار سوار کے ساگر سے آکر سر سواری مقابلہ آرا ہوا لیکن نواب نے بجرارت تمام اوسکے لشکر مین گھس کر بہت سے آدمیون کو مارڈالا۔ تب ابھاجی پسپا ہو کر آہستہ آہستہ شہر کو چلا اور شہر پناہ کی آڑ پکڑ کر دافعہ پر مستعد ہوا نواب نے شہر سے ایک کوس ادہر ڈیرہ کیا اور دریا کے کنارہ پر مورچہ لگا کر ایک ہفتہ تک قیام رکھا۔

اس عرصہ مین ایکدن خیر محمد خان و نذر محمد خان وغیرہ سترہ سوار جو نواب کے خاص یکہ سوارون مین سے تھے ایک باغ مین جو مورچون کے قریب امین اللہ کی طرف واقع تھا جاکر سیر کرنے لگے اونکو علیحدہ دیکھ کر حریف کے دو سو منتخب سوار اپنے مورچون سے اونپر حملہ آور ہوئے مگر اونھون نے ایسا مقابلہ کیا کہ اونکو ہٹا دیا۔ آٹھوین روز صبح ہی جبکہ نواب بسبب تکلیف دنبل کے جو کہ ایک نازک جگہ پر تھا مورچون کے پیچھے پالکی مین لیٹے ہوئے تھے۔ ابھاجی نے معہ چار ہزار

---

[1] ابھاجی بالاجی پنڈت کا بیٹا اور گووند پنڈت کا پوتا تھا جو کالپی کا کماسدار تھا اور پانی پت کی لڑائی میں مارا گیا تھا اوسکے دو بیٹے بالاجی اور گنگا دہر تھے۔ بالاجی کالپی میں اور گنگا دہر جالون میں حکومت کرتا تھا۔ بالاجی کے بعد اوسکا بیٹا ابھاجی کالپی کا حاکم ہوا اوس سے انگریزی فوج نے ماہ مئی [illegible]ء میں کالپی کا قلعہ فتح کر لیا تھا تب یہ ساگر میں آگیا تھا۔ تواریخ مالوہ کے صفحہ ۱۵ میں اوسوقت نواب امیر خان کا ابھاجی کے نوکروں میں منسلک ہونا لکھا ہے مگر یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ [illegible]ء میں نواب کی عمر صرف دس برس کی تھی اور وہ اسوقت گھر سے بھی باہر نہیں نکلے تھے۔ ۱۲

ساتھ روانہ کیا اور عالم خان کمیدان کی پلٹنون سے ایک نشان بھی چوکی پہرہ کے لیے اونکے ساتھ کر دیا اور محمد شاہ افغان کو جو اوسی نشان مین نوکر تھا اور قواعد بخوبی جانتا تھا سپاہیان نشان مذکور کو جنگی تعلیم دینے پر مامور کیا اور پھر خود بدولت معہ اپنی خاص فوج کے علاقہ جات مالوہ سے معاملہ لیتے ہوئے شجاعلپور شاہجہانپور اور بیرسیہ کے راستہ سے سرونج مین آئے۔ یوسف خان افغان نے جو وہان نواب کی طرف سے حاکم تھا پیشوائی کرکے ملازمت حاصل کی اور راسے ہمت راے بھی جو کہ بھوپال کی جان پہچان رکھتے تھے اوسی مقام پر نواب کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ نواب نے اونکو مہمات کلان کی مختاری پر مقرر کرکے پرگنہ سرونج سے دو گاؤن ایک انند پور اور دوسرا بگرودہ اونکی جاگیر مین دے کر سند لکھدی۔ اوس وقت لشکر اسی ہزار سوار اور پیدل نواب کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ نواب نے وہان سے کوچ کرکے ملہار گڈھ کے تہانہ دار سے معاملہ لیا اور پھر وہ اٹاوہ ہوکر ساگر[1] کے علاقہ مین گئے اور ساٹھ ہزار روپیے وصول کیے بعدہ کیلاسہ مین پہونچے اور وہان بھی اسیقدر روپیہ لیے۔ کیلاسہ سے

---

[1] راج اتہاس سار مین لکھا ہی کہ نواب یہان (برگونڈہ) سے ایک فوج سنگین لیکر پورب کی طرف لوٹ مار کرنے کو گئے۔ دیواس والون سے زبردستی ایک لاکھ روپیہ لیا آگرسے بھی بہت سا روپیہ لیا اور شہر بھی لوٹا۔ سنہ ۱۷۹۹ء مین وہ بھیلسہ سرونج اور ساگر کی طرف گئے تمام علاقہ ویران کیا اور ساگر لیا۔

[2] واضح ہو کہ اب تک نواب نے جہان جہان لوٹ مار کی وہ مہاراجہ سیندھیا کی عملداری تھی اور ساگر سے سرمینت پیشوا کا علاقہ شروع ہوا۔ جو اب انگریزون کے قبضہ مین ہے۔

ہوگئین۔ یہ واقعہ ۱۲۱۳ہجری مین واقع ہوا۔[1]

باب نہم

مہاراج کا سونڈہواڑہ جانا اور علاقہ کوٹہ کی تحصیل۔ نواب کا سرونج مین آنا۔ راے ہمت راے کو مدارالمہام کرنا۔ ساگر پر چڑہائی۔ وہان کے راجہ بھاجی کا ناگپور سے مدد منگوانا۔ نواب کا مہاراج ہلکر کو بلانا۔ مگر ناموری کے خیال سے قبل از پہونچنے مہاراج کے لڑائی شروع کرکے اپنے ہمراہیون کی نمک حرامی سے شکست کہانا پھر نواب اور مہاراج کا ملکر سرونج مین آنا۔ جہان سے مہاراج تورتلام اور جہابوہ وغیرہ کی طرف چلے گئے اور نواب جہانسی سیپری اور کولارس تک لوٹ مار کرکے سرونج مین واپس چلے آئے اور وہان خوب ہی کا رنگما وڑا

مہاراج ہلکر جو موضع نولائی سے علیحدہ ہوئے تہے سونڈہوارہ کی طرف کوچ کرگئے اور وہان کوٹہ کے راجہ سے جزیہ لیکر علاقہ جات قرب جوار کی تحصیل مین مشغول ہوئے۔ نوابنے اپنے بہائی کرم دین خان کو معہ کسیقدر سوارون کے مہاراج کے

[1] سرجان مالکم ان واقعات کو ۱۷۹۸ء مین لکہتے ہین (۱۲۱۳ء) اور حاشیہ امیرنامہ انگریزی کے صفحہ ۲۵ مین لکہا ہے کہ یہ سب واقعات ۱۷۹۸ و ۱۷۹۹ء مین ہوئے۔ یہان غلطی ہے بجاے ۱۲۱۵ کے اغلباً ۱۲۱۳ ہجری ہے اسواسطے بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے کہ بہیلون کے گانون مین آنے سے میسر پہونچنے تک ایک برس کا عرصہ

صدمہ سے اونکی ایک آنکھ پھوٹ گئی۔[۱]

بعد ازان مہاراج نے مہیسر مین جاکر اپنے تہانے بٹھاے اور جچر نایک کے کمپو کو توڑ پھوڑ کر اپنے طور پر درست کیا اور جچر نایک کو بحال کرکے پرگنات ٹونک اور رامپورہ[۲] کے انتظام پر بھیجا۔ جو کہ ایک مدت سے منجانب راجہ جے پور ہلکرون کو دے گئے تھے۔ جچر نایک معہ کمپو کے کوٹہ ہوتا ہوا اوس طرف کو گیا اور مہاراج نے معہ لشکر عظیم مہیسر سے کوچ کرکے مقام نولائی علاقہ مالوہ پر ڈیرے کئے اور وہان سے جزیہ تحصیل کیا۔ اوسوقت نواب نے کہا کہ اب دونون فوجون کا گذارہ ایک جگہ نہین ہوسکتا ہے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ دونون فوجون کو علیحدہ علیحدہ رکھکر پرگنات کی تحصیل سے گذارہ کرین اور جب کوئی وقت آپڑے تو آکر شامل ہوجائین۔ مہاراج نے یہ بات منظور کی اور فوراً دونون فوجین علیحدہ علیحدہ

[۱] اتہاس سار مین لکہا ہی کہ مہاراج مہیسر مین ہی رہکر جاونی برگونڈہ مین آئے وہان نشانہ مارتے تھے بندوق پھٹ گئی اور اونکی ایک آنکھ کی روشنی جاتی رہی۔ اسوقت اونہون نے امیرخان کو نواب کا خطاب دیا اور امیرخان نے خوشامد سے اپنی مُہر مین فدوی جسونت راؤ کھدایا۔

تواریخ مالوہ مین لکہا ہی کہ آنکھ کے زخم اچھے ہونے کا مہاراج نے بڑا جشن کیا جسمین میرخان نے خلعت اور خطاب نواب کا پایا اور اپنی مُہر مین نواب امیرخان فدوی جسونت راؤ ہلکر کھدایا۔ صفحہ ۲۴۴ مگر یہ مہر ابتک کہین کسی کاغذ پر لگی ہوئی دیکھنے مین نہین آئی۔ جہانتک مجکو پرانے کاغذات مُہری نوابصاحب کے دیکھنے کا اتفاق ہوا اونپر وہی بڑی گول مہر ہے جسکا یہ سجع ہی۔" خدا خود میر سامان است اسباب توکل را" اسی مُہر مین ۱۲۱۲ھ کندہ ہین اس سے پہلے شاید کچہ عرصہ تک فدوی جسونت راؤ والی مُہر رہی ہو تو معلوم نہین اتہاس سار مین یہ بات آخر کسی وجہ سے تو لکھی گئی ہے۔

[۲] اب یہ رامپورہ ریاست ٹونک کے شامل ہے اور علی گڈہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲

فوراً اپنی ٹوپی اوتار کر رکھدی اور ہاتھ جوڑ کر نواب سے کہا کہ آپ سنے جو مجھپر فتحیاب ہوئے تک پگڑی باندھنا چھوڑ دیا تھا سو اب یہ مطلب آپ کا حاصل ہوگیا اور مین خود اقرار کرتا ہون کہ مین ہارا اور آپ جیتے - اور یہ میری ٹوپی آپکے پاؤن مین رکھی ہوئی ہے - اگر اسپر بھی بس نہو اور آپ مجکو قید کرنا چاہین تو لو یہ میری تلوار پہرہ میں رکھدو کہ انگریزی آئین مین جسکی تلوار پہرہ مین رکھی جاتی ہے وہ مقید سمجھا جاتا ہے ۔

نواب یہ سکر رضامند ہوگئے اور جھر نیک صاحب نے اپنی پگڑی منگوا کر نواب کے سر پر بندھوائی اور نواب کا شالی رومال اپنے سر پر باندھا - اور اس طرح اونکو اپنا پگڑی بدل بھائی بناکر لے گیا اور سب کارخانہ معہ نقد و جنس و جواہرات کے اونکو سونپ کر اونکے ساتھ مہاراج کے پاس گیا[1] - مہاراج اگرچہ بظاہر بسبب حامی ہونے نواب کے جھر نیک کو قید نہ کر سکے لیکن دل میں اوسکے ساتھ دغا کرنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر اوس بدنیتی کی سزا اونکو اوسی شب ملگئی جبکہ وہ دریا میں مشعلین اڑش کرکے گولیون سے نشانہ اوڑا رہے تھے اتفاقاً بندوق پھٹ گئی اور اوس کے

---

[1] اوس وقت مہاراجہ جسونت راؤ نے کاشی راؤ کو گدی سے اوتار کر قلعہ بجاگڈہ میں بھیجدیا اور گدی کا مالک کھنڈے راؤ کو مشہور کیا اور دُہائی اور سکہ میں بھی کھنڈے راؤ کا نام جاری ہوا - لیکن سب نے جسونت راؤ کو ہی مہاراجہ کہنا شروع کیا -

تاریخ مالوہ صفحہ ۳۴۸ -

مگر بموجب امیرنامہ کے یہ واقعہ بعد کو ہوا تھا - جس کا ذکر آگے آئے گا -

ذریعہ سے اوس کے لشکر مین ایک بڑی ہل چل ڈالدی اور اپنے دل مین عہد کیا کہ جب تک جھجر نایک کو شکست نہ دونگا پگڑی سر پر نہ باندہونگا نہ حجامت بنواؤنگا - آخر یہ آرزو اونکی پوری ہوئی اور جھجر نایک نے رسد بند ہوجانے سے تنگ ہوکر نواب سے کہلایا کہ جو تم مہربانی کرکے میری صفائی مہاراج سے کرادو تو مین حاضر ہوجاؤن -

نواب نے یہ امر مہاراج سے بیان کرکے اونکا مافی الضمیر دریافت کیا تو مہاراج نے کہا کہ دشمن کو عہد و پیمان سے مارنا چاہیئے نواب نے کہا کہ اول تو یہ بات شیوۂ مردمی سے بعید ہے - دوسرے یہ کسکی طاقت ہے کہ جس کو مین امان دون کوئی اوسکی طرف تیز نظر سے دیکھ سکے۔

مہاراج چارناچار یہ بات منظور کرکے وہان سے کوچ کرگئے اور ویبال پور ہوتے ہوے ضلع کونڈہ[1] علاقہ دہار مین پہونچے - وہان نواب کو حکم دیا کہ جھجر نایک کو دلاسا دے کرلے آو - جھجر نایک اوس وقت جام کے گھاٹ پر جو مہیسر کے قریب ہے ٹھیرا ہوا تھا - جون ہی نواب وہان پہونچے تو وہ پیشوائی کے لئے آیا اور سلامی کی تُپکین چھوڑکر بڑی عاجزی سے ملا اور اونکو اپنے ڈیرے مین لے گیا چونکہ اوسنے سن رکھا تھا کہ نواب نے پگڑی باندہنے کی قسم کھائی ہے اور اب جو شالی رومال اونکے سر سے بندہا دیکھا تو اور بھی اوس کو یقین ہوگیا پس اوس نے

---

[1] تاریخ مالوہ مین پرگنہ ونکھا ہے صفحہ ۲۴۸ - یہ چھاونی متو سے ۷ میل اور اندور سے ۱۹ میل جنوب مغرب کے گوشہ مین مہیسر کی سڑک پر واقع ہے - امیر نامہ انگریزی صفحہ ۱۰۹ -

تھے اور نیز نواب کے سوار حیّروں کے صدمہ سے کچھ تو مہاراج سے جا ملے
تھے اور کچھ ادہر اودہر بکھر گئے تھے اِس لئے بیس سواروں سے زیادہ
نواب کے ساتھ نہ پہونچ سکے مگر نواب نے میدان جنگ سے مُنہ موڑنا مناسب
نہ دیکھکر انہیں سواروں سے غنیم کی افواج بحرامواج مین غوطہ کھایا
اور اسپ بادپیما کو گرداب بلا کی طرح چکر دیے سے بہت سے آدمیوں کو
خاک ہلاک پر گرا کر دشمنوں کے انبوہ کی کائی سی پھاڑ دی۔
آخر اس جدّوجہد مین دن چھپ گیا اور نواب کے ہمراہی بھی سوائے پانچ کے
اور سب کام آگئے۔ اوسوقت کسی نے نواب سے کہا کہ آگے پیچھے تو دیکھئے کہ
اب سوائے فضل الٰہی کے اور کوئی آپکے ہمراہ نہیں رہا ہے۔ نواب یہ حال دیکھکر
جوانہی فرودگاہ کو لوٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اونکے سپاہی غنیم سے لڑ رہے ہین
اور دونوں طرف سے توپ و تفنگ چل رہی ہے اور ساتھ ہی اسکے اونھوں نے
یہ بھی دیکھا کہ وہ سپاہی جو تازہ ولایت اور ناآزمودہ جنگ تھے ہار گئے اور
دشمن کی کارآزمودہ سپاہ نے غالب ہوکر چاروں طرف سے اونکو توپوں پر
رکھ لیا ہے یہ حالت دیکھکر نواب سے رہا نہ گیا اور اونھوں نے دشمنوں پر
حملہ کرنے کی پھر جرأت کی اور فوراً اونکی پشت پر پہونچکر ہمت سے اونکے
دھکرّے اوڑا دیے۔ اب کیا عجب اتفاق ہوتا ہے کہ جہان یہ دلاور نواب
اِس طرح سے شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھلا رہے تھے وہاں مہاراج
ہلکر بھی پانچ چھ سواروں سے آ پہونچے اور چونکہ اوس وقت اندھیرا پڑ گیا تھا
اور اپنا پرایا پہچانے میں نہین آتا تھا اس لئے نواب نے مہاراج کو سواران

استقبال کیا مگر چونکہ اوسنے گھاٹہ کا ضابطہ کرلیا تھا اور یہ لوگ پستی مین تھے
اس لیے حملہ کی تدبیر پیش نہ گئی تاہم نواب نے صبح سے تیسرے پہر تک دشمن پر
ایسا زور ڈالا اور ہر طرف سے اوسکو ایسا تنگ پکڑا کہ اوسکی فوج تین پہر مین
تین کوس زمین بہ مشکل طے کرسکی پھر نواب اور مہاراج لوٹ کر اپنی فرودگاہ پر
چلے آئے جو مہیسر سے دو تین کوس اس طرف کو تھی۔ چونکہ اوسوقت صرف
چار گھڑی دن باقی رہ گیا تھا اور سارا دن لڑائی بھڑائی مین گذرا تھا اس لیے اونھون نے
اپنے سپاہیون کو کھانا کھانے کے لیے مہیسر جانے کی اجازت دی اور اوسی
وقت کہ جب نواب اور مہاراج کے پاس دو سو سوار اور دو ہزار پیادے
اور چار توپ سے سوا بھیڑ بھاڑ نہ تھی یکایک توپ کی آواز آئی اور فوراً ہرکارہ نے
آکر مہاراج کو خبر دی کہ شام راو ماری جو پیچھے رہ گیا تھا ایک کوس کے فاصلہ پر
غنیم سے لڑرہا ہے جہان کہ اوسکی فوج فرودگش ہوئی ہے۔ ہلکر یہ سنکر گھبرائے
اور نواب سے بولے کہ شام راو کی مدد کو چلنا چاہیے۔
نواب نے کہا کہ شام ہونے کو آئی اب لڑائی کا وقت نہین رہا اور قطع نظر
اسکے مدد کی بھی چندان ضرورت نہین ہے کیونکہ شام راو سے جنگ قراولی
ہورہی ہے۔ مہاراج نے نہ مانا اور سوار ہوکر شام راو کی طرف چلدیے۔
نواب نے سوچا اگر مین نہ جاؤنگا تو سب لوگ کہینگے کہ لڑائی سے ڈر گیا
پس وہ بھی ایک سو سوارون سے کہ اوس وقت اسیقدر موجود تھے سوار ہوکر
دشمنون پر حملہ آور ہوئے چونکہ مہاراج ہلکر اس سبب سے کہ وہ معہ اپنے
پانچ ہزار سوارون کے اور طرف کو چلے گئے تھے اس یورش مین شامل نہوسکے

تھے اور ریاست اونکو نہین پہونچتی تھی اِس لئے اوںھون نے ملہار راؤ متوفی کے بیٹے کھنڈے راؤ[1] کے نام سے جو اصیل اور نجیب تھا سکّہ جاری کرکے لبقیہ دن کو معہ سب کے عیش و عشرت میں بسر کیا۔ اور نواب نے دریا کے کنارہ پر روشنی کرکے کشتیون میں محفل آراستہ کی اور اونین سوار ہوکر عالم آب کی سیر اور رقص و سرود کی کیفیت دیکھی؎

باب ہشتم

مہاراج نے سرونج کا پرگنہ نواب کو دیا۔ اور پھر باہمی بدمزگی اور رنجش۔ ججر نیک صاحب کی چڑہائی۔ مہاراج کی صفائی نواب سے اور دونون کا ججر نیک سے مقابلہ اور شکست۔ مہیسر مین ججر نیک کا قصہ ہونا۔ دونون صاحبونکا باہر جانا۔ اور رسد بند کرکے ججر نیک کو مطیع کرنا۔ مہیسر عمل کرکے ججر نیک کو ٹونک و رامپورہ کی طرف بھیجنا نواب اور مہاراج کا مہیسر سے کوچ کرکے گذارہ لشکر کے واسطے علیحدہ علیحدہ ہو جانا

دوسرے دن جب نواب مہاراج سے ملنے کو آئے اور مہاراج کو مسند پہ بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس خیال سے کہ ایک میان میں دو تلوارین نہین سما سکتی ہین

---

[1] اتہاس سار مین لکھا ہی کہ جسونت راؤ نے اپنی مہر میں جسونت راؤ والدہی سوائی کھنڈے راؤ کو کھدوایا تھا۱۲

نواب سے آملے - پھر تو دونون نے متفق ہوکر اُس پلٹن کو کاٹ ڈالا اور چار ضرب توپ اور دو زنجیر فیل اور بہت سامال لوٹ کر باقیماندہ دشمنون کو بھی بھگا دیا - اس شکست کی خبر لے کر خود اُن پلٹنون کا افسر جو تھوڑے سے آدمیون سے اوس میدان مین ایک طرف کو کھڑا تھا بھاگ کر مہیسر مین جنرل نیپ صاحب کے پاس گیا اور صاحب موصوف گھبراکر وہان سے اندور کو چلدیا -

مہاراج اور نواب بعد فتح اُس دن تو اُس مقام پر ٹھہرے اور دوسرے دن دریاے نربدا کے کنارے پر مہیسر سے اس طرف خیمہ افگن ہوے مہاراج نے مہیسر کے مختارکار بھاراملٰ کو جو اہلیا بائی[۵۱] کے وقت سے تھا کہلا بھیجا کہ اگر جلدی سے کشتیان بھیجدوگے تو شہر غارت ہونے سے محفوظ رہے گا ورنہ یاد رہے کہ جلد تر وہان پہونچکر تمام شہر کو غارت کرڈالون گا - بھارامل نے اگرچہ اول کشتیون کے بھیجنے سے انکار کیا مگر آخر کو مہاراج کے خوف سے کشتیان بھیجدین -

مہاراج شہر مین داخل ہوئے اور تمام مال متاع - فیلخانہ - اصطبل - توپخانہ اور جواہرخانہ کو اپنے تصرف مین لائے - اوسوقت نواب نے مہاراج کو تومسند پر بٹھایا اور آپ مسند سے علیحدہ بیٹھے لیکن مہاراج نے یہ بات پسند نہ کی اور نواب کو بھی اپنی برابر مسند پر بٹھالیا - مگر چونکہ یہ مہاراج تکوجی راؤ ہلکر کی حرم سے

---

[۵۱] اہلیا بائی ملہار راؤ ہلکر کے بیٹے کھنڈے راؤ کی رانی تھین جنھون نے بہت عرصہ تک بڑی نیکنامی وہردلعزیزی سے اندور مین حکمرانی کی تھی - مؤلف

ایک طرف کو ہٹ گیا اور اوس کے ساتھ ہی نواب کے بہت سے سوار بھی کنارہ کر گئے۔ تب نواب نے سترہ سواروں سے جو اسیقدر اونکے جلو میں رہ گئے تھے ایک ٹیکری کے پیچھے سے گشت کرکے دہاوہ کیا۔ اور ملٹیون کی صفون کو چیر کر بہت سے آدمیوں کو مجروح اور بے روح کر ڈالا اور بقیۃ السیف کو بھگا کر دوسری پلٹن پر جو میدان جنگ سے کچھ دور قلعہ باندھے کھڑی تھی گھوڑا اوٹھایا۔ اب سترہ سواروں میں سے نو تو مارے گئے اور آٹھ جو باقی رہے تھے وہ بھی بہت پیچھے تھے یہ حال دیکھ کر محب اللہ خان[1] نامی ایک افغان نے جو رفاقت میں حاضر تھا عرض کی کہ اسوقت ہمراہیوں مین سے کوئی نہیں رہا ہے اور حضور حوثی تنہا یورش کرتے ہیں اس میں ہرگز صلاح دولت نہین ہے۔ نواب یہ سنکر آگے پیچھے دیکھنے اور اپنی حالت پر غور کرنے لگے اور محب اللہ خان سواران پسماندہ کو فراہم کرنے کیلئے گیا کہ ایک گولی اوسکے پاؤں میں لگی اور وہ ایک پاؤں سے لنگڑا ہوگیا۔ الغرض نواب نے اوس طرف سے کہ غنیم کی توپیں چھرّے سے بھری ہوئی سامنے تھیں دہاوہ کرنا مناسب نہ جاکر دوسری طرف سے حملہ کیا اور اوس وقت وہی آٹھ نو سوار ساتھ تھے مگر اوسی اثنا میں اونکے ایک ہزار سوار ایک اور طرف سے یورش کرکے رفاقت مین حاضر ہوگئے۔ ادھر مہاراج ہلکر بھی معہ شام راؤ ماڑی وغیرہ پانچ چھ سو سواروں کے

---

[1] یہ خان قوم سنی تھے اور اس معرکہ میں لنگڑے ہوکر محب اللہ خان لنگ کہلاتے تھے۔ نواب نے موضع مرکھیڑہ پرگنہ سروج انکی جاگیر میں دیا تھا جو اب تک انکی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ (مؤلف)

سے ضبطی سے لیتے ہوئے ایک گاؤن پر گئے جو قریب گھاٹہ گہیر اودہ کے تھا
اور صبح ہی وہان سے کوچ کرکے گھاٹہ مذکور پر پہونچے - چونکہ اونکے آنے کی خبر
مشہور ہوگئی تھی اسواسطے جنجر نیک[1] صاحب فرنگی سردار علاقہ سندہیا نے اونکی
مدافعت کے لئے دو پلٹن اور ایک رجمنٹ سواروں کی معہ چار ضرب توپ کے مہیسر[2] سے
روانہ کی تھی اور وہ فوج گہیر اودہ سے کوچ کرنے کو تھی کہ نواب اوسکا حال معلوم کرکے
معہ چند سواروں کے دہاوہ کرنے کو مستعد ہوئے - ہلکر یہ سنکر نواب کے پاس آئے
اور بڑی عاجزی سے کہنے لگے کہ اس تھوڑی سی جمعیت سے دشمن کی سنگین فوج پر
حملہ کرنا مناسب نہین ہی - نواب نے نہین مانا اور کہا مین تو جاتا ہون اگر زندہ رہونگا
تو تمسے آملونگا ورنہ خیر - تم اپنا رستہ لینا - مہاراج چپ ہو رہے اور نواب اپنے
بھائی کرم دین خان کو وہان چھوڑکر چند سواروں کے ساتھ گھاٹہ سے گذرے اور
دشمن کی جمعیت پر نگاہ ڈالکر اوس کے زور اور طاقت کو جانچنے لگے اتنے مین اونکے
دو تین سو سوار اور بھی آکر شامل ہوگئے اور بولے کہ اب حملہ کرنے مین کیا دیر ہے؟
نواب نے خوش ہوکر جنگ قراولی شروع کی - پھر شام راؤ مارٹی سردار علاقہ
مہاراج ہلکر بھی نواب سے آملا اور نواب نے چاہا کہ دشمن پر یکبارگی حملہ کرین
مگر دشمنون کی پلٹنون نے توپون سے ایسے چھرّے مارے کہ شام راو مارٹی

---

[1] تاریخ مالوہ مولفہ کرم علی میر منشی رزیڈنٹی اندور مین اسکا نام ڈیوڈرناک لکھا ہی صفحہ ۸۴۲
اور حاشیہ امیرنامہ انگریزی مین لکھا ہے کہ وہ مستر جسکا یہان ذکر ہی شیولڈ ڈڈرنیس
فرانسیس ہے صفحہ ۹۹ -

[2] مہیسر بدستور شامل ریاست مہاراجہ ہلکر ہے - تواریخ مالوہ - ۱۲

دوسری جمعیت کا مقابلہ تھا - اور جو گھاٹ پایاب نہیں تھا اوسپر کشتیاں موجود
نہیں تھیں اس لئے نواب نے مہاراج سے کہا کہ کشتیاں بہم پہونچانا چاہئیں
ورنہ پایاب گھاٹ سے عبور کرنا مشکل ہے - مہاراج نے شام راؤ کو کہ واقعکار
اور دیدہ ور آدمی تھا اس بارہ میں حکم دیا اوسے اوسی وقت اپنے آدمیوں کو
جا بجا بھیجا جنمیں سے ایک نے آکر خبر دی کہ یہاں سے دو تین کوس پر دو تین
ڈونگے پڑے ہیں - نواب نے پچھلی رات کو اپنے بھائی کرم دین خان سے کہا کہ تم
ایک سو منتخب بندوقچی لیکر ابھی جاؤ اور اوس طرف سے دریا کو عبور کرکے
غنیم کی فوج پر اس انداز سے باڑھ مارو کہ وہ ہماری طرف سے بالکل غافل ہوجائے
میں اوسوقت فوراً پایاب گھاٹ سے اوترکر اونکا کام تمام کر ڈالونگا - چنانچہ اوس نے
اوسی وقت اوس طرف سے دریا عبور کرکے اول لوگوں پر بندوقوں کی گولیاں برسائیں
وہ اس غیر متوقع حملہ سے ایسے گھبرائے کہ شہر کو بھاگے - اور اوسی دم ہلکر اور نواب
نے پایاب گھاٹ کے بائیں جانب سے اوترکر دوسرے کنارہ کی جمعیت کو جو اس
حال سے غافل اور دوسری طرف کے شور و غل سے خائف ہو رہے تھے جا مارا اور شہر
ہنڈیہ کو لوٹ کر بہت سی غنیمت حاصل کی - نواب نے اوس وقت مہاراج سے کہا
کہ میں نے جو ڈیرہ اور اسباب خدا کی راہ میں دیدے ڈالا تھا اوسکے عوض سو حصہ
زیادہ اسباب مجکو خدا نے ارزانی فرمایا - مہاراج نے کہا ہاں سچ ہے -
غرض اس دن تو وہاں مقام رہا - دوسرے دن کھنڈوہ[1] اور بھیکن گاؤں وغیرہ مواضعات

[1] کھنڈوہ اب انگریزی عملداری میں ہے - جو اضلاع وسط ہند ۱۲

متہ نواب سکے وہان سے کوچ کرکے آشٹہ کا خبر یہ لیتے ہوئے مہیسر کو روانہ
ہوئے مگر پہلے ہی مقام مین جو پرگنہ آسٹہ کے ایک گاؤن پر ہوا تھا نواب نے
بسبب درد کمر کے اپنا تمام اسباب سواے گھوڑے اور بدن کے کپڑون کے
خدا کی راہ مین خیرات کردیا۔ ہلکر نے یہ دیکھ کر کہا کہ ابھی دنیا کے بہت سے
کام درپیش ہین کم ہمتون کی طرح اسباب معاش سے قطع نظر کرکے ترک
تعلق کرنا تا یان جوانمردی نہین ہے بلکہ مصلحت وقت تو یہ ہے کہ نقد تسخیر
کو محک امتحان پر پہونچا کر اپنی دلاوری کا نام خاص و عام کے نقش دل کرو
اور مین وعدہ کرتا ہون کہ جو کچھ ملک و مال حاصل ہوگا وہ نصفا نصف تقسیم کرلیا
جائے گا۔ نواب نے پھر مجبوری بار تعلق اختیار کرکے کہا کہ جو کوئی خدا کی راہ
مین کچھ دیتا ہے اوس کو اوس سے سو حصہ زیادہ ملجاتا ہے اور گو مجھے مال و زر
کی چندان طمع نہین ہی لیکن تمھارے اصرار اور الہام غیب کے اعتبار پر
جو بارہا مجھکو ہوا ہے پھر اسپ جرأت پر سوار ہوتا ہون اور رخش ہمت کو
میدان طلب مین کاوہ دیتا ہون۔ یہ کہہ کر وہ تجرد کے ارادہ سے باز آئے
اور بدستور اپنے کام مین مشغول ہوگئے۔
وہان سے کوچ کیا تو موضع مہاور واقع لب آب نربدا پر ڈیرے ہوئے چونکہ
نربدا کے دوسرے کنارے پر متصل شہر ہنڈیہ[1] کے مہاراجہ سندھیا کی فوج
پڑی ہوئی تھی اور نیز وہان سے کچھ فاصلہ پر جہان دریا مذکور پایاب تھا ایک

---

[1] ہنڈیہ پہلے بڑا شہر مالوہ کا تھا اب کار اگزری کے قبضہ مین ہے اوس وقت مہاراجہ سندھیا کے ماتحت تھا۔
(تاریخ مالوہ وجغرافیہ سٹہ ہند)

ساتھ سپاہیوں کے روبرو پیش کرکے کہا کہ یہ جواہرات کے ڈبے مہاراج ہلکر نے آپکے پاس اس شرط پر بھیجے ہیں کہ فوراً کوچ کرکے ہمسے آملو۔ غلام خان نے ایسا ہی کیا نواب نے اپنے ڈبہ کو کھول کر اوسکا جواہرات سپاہیوں کو دکھلایا۔ اونھوں نے اسی طور پر اور سب ڈبوں کا جواہرات سے پُر ہونا باور کرکے ملنے میں پھر کچھ عذر نہیں کیا۔ اور نواب بھوپال سے کوچ کرکے شجاعلپور میں آئے اور وہان سے چھ ہزار روپیہ وصول کرکے اپنے سپاہیوں کو دیئے۔

اس عرصہ میں مہاراج ہلکر کو جو سو دو سو آدمی کی جمعیت سے چھوٹے چھوٹے گاؤن کو لوٹتے پھرتے تھے علاقہ شجاعلپور کے ایک گاؤں والوں نے گھیر جمع کرکے گھیر لیا۔

جب یہ خبر نواب کو پہونچی تو اونھوں نے بہت جلد وہاں پہونچ کر گاؤں والوں کا محاصرہ کیا اور مہاراج کو اپنے آنے کی خبر دی۔ مہاراج جو اسی تردد کے منتظر تھے فوراً شجاعلپور میں داخل ہوئے اور وہان دونون سرداروں کی ملاقات[1] میں سنہ ۱۲ ہجری بہت اچھی طرح سے ہوئی اور سلسلہ اتحاد کے فیمابین انضباط پایا۔ پھر مہاراج

[1] اتہاس سار میں لکھا ہی کہ سیدہ پیر علی ایک پرانا نوکر ہلکروں کا تھا اوسکی معرفت امیر خان مع سیدہ سو پیدلوں کے بھوپال میں پڑے تھے راناگنج میں جسونت راؤ سے آملے اونھوں نے آخر تک ساتھ دینے کا اور جسونت راؤ نے اپنا مع اور لوٹ کے مال میں سے آدھا اونکو دینے کا قول کیا۔ راناگنج میں راناجی سندھیا کی چھتری ہے۔ نواب نے مہاراج کو یہ قول نامہ لکھدیا تھا کہ رنج و راحت میں شریک رہونگا دغا نکرونگا ساتھ کبھی نہ چھوڑونگا۔ تاریخ مالوہ صفحہ ۱۴۱۔

[2] سنہ ۱۲ تاریخ ۵۔ جون ۱۷۹۹ء کو شروع ہوکر ۲۵۔ مئی ۱۸۰۰ء کو ختم ہوا تھا صفحہ ۱۳۱۔ ایلیٹ اسٹانگ ری

نواب کے پاس بھیجا۔ جب اوس نے بھوپال پہونچ کر یہ سب حال نواب سے
بیان کیا تو نواب نے کہا کہ مہاراج ہلکر ایک بڑے سردار کا بیٹا ہے
اگر کوئی صاحب وجود معتمد ہمارے پاس بھیجتا تو بہتر ہوتا۔ یہ سنکر وہ لوٹ گیا
اور جو جواب سنا تھا وہ مہاراج سے ہو بہو عرض کیا۔
مہاراج نے اپنے دو معتمد مرہٹون کو بھیجا اونھون نے آکر کہا کہ مہاراج جسونت راو
ایک عظیم الشان سردار ہے اور بہت سا جواہرات بھی اوس کے پاس ہے
اگر تم ملاقات کروگے تو نقش مدعا بخوبی کرسی نشین ہوجائے گا۔
نواب نے غلامی خان[1] افغان کو کہ جو اونکا مقرب اور مرد مجرب تھا مہاراج
ہلکر کا احوال دریافت کرنے کے لئے بھیجا وہ مہاراج سے ملا اور اپنے تفرس سے
اونکا حال معلوم کرکے واپس آیا اور نواب سے کہا کہ اگرچہ مہاراج کے پاس قوت شبینہ
کا بھی سامان نظر نہین آتا مگر چونکہ سردار زادہ اور مرد صاحب ارادہ ہے
اس لئے ممکن ہے کہ اوسکی رفاقت سے بڑے بڑے کامون کا سرانجام ہوسکے
نواب نے اوسکی صلاح پسند کی اور مہاراج کو اپنی ملاقات کی خوشخبری بھیجی مگر
چونکہ فوج والے بسبب وصول ہونے زر تنخواہ کے کوچ کرنے پر راضی نہ ہوتے
تھے اس لئے نواب نے کچھ جواہرات جو اونکے پاس تھے ایک ڈبہ مین رکھ کر خفیہ
غلامی خان کو دے اور اوس کو سمجھا دیا کہ اس ڈبہ کو چند اور خالی ڈبون کے

[1] غلامی خان اخیر مین ملازم جودھپور ہوگیا تھا اوسکی اولاد مین تو کوئی نہین ہے مگر آل
مین ایک شخص پنشن خوار جودھپور رہتے ہے۔ مؤلف۔

بھیس بدلکر جیلخانہ سے نکل آئے اور چند روز تک بھیلوں کے گاؤں[1] میں پناہ گزین رہے۔ بھیلوں نے بڑی مدد کی اور چلتے وقت دو سو آدمی اپنی قوم کے اونکے ساتھ کردئے۔ وہ پہاڑوں کے راستہ سے دھار میں آئے اور وہاں اونھوں نے کاشی راؤ ہلکر کے ایک نوکر کو لوٹ لیا۔ اسپر کاشی راؤ نے رئیس[2] دھار کو لکھا کہ جسونت راؤ کو پکڑکر بھیجدو۔ مگر اوسنے بدنامی کے خوف سے یہ کام نہیں کیا۔ تب جسونت راؤ دیپال پور[3] گئے۔ وہاں چارسو آدمی اونکی رفاقت میں جمع ہوگئے اور اونھوں نے دیپالپور والوں کو دق کرکے کچھ روپیہ لیا اور پھر مہدپور علاقہ اندور میں ہوتے ہوئے سارنگپور ضلع دھار میں جو اب شامل ریاست دیواس کے ہے چلے آئے۔ وہاں کھنڈوباجی اون کا ایک خدمتگار جو چند روز بھوپال میں نواب کے پاس رہ چکا تھا اوس سے آملا اور اونکو ملک گیری کی ادھیڑبن میں دیکھکر بولا کہ اگر حوصلہ آزمائی کا ارادہ ہو تو امیرخان پٹھان کو کہ جو اسوقت شجاعت اور دلیری میں بےنظیر اور آجکل حضور کی خوش قسمتی سے بھوپال میں قیام پذیر ہے شامل کرلیا جائے اگر خدانے چاہا تو اونکی تدبیر اور تہوّر سے آپکی امیدیں برآئینگی اور مرادیں پوری ہوجائینگی۔ مہاراج نے اس بات کو غنیمت سمجھکر فوراً اوسی خدمتگار کو

---

[1] اندور کی ہندی تاریخ اتہاس سار میں اس گاؤں کا نام کرماڈہ لکھا ہے جو سردار پور کے پاس تھا۔

[2] اس رئیس کا نام اتہاس سار میں اسد راؤ لکھا ہے۔

[3] دیپالپور اب انگریزی عملداری وسط ہند میں ہے۔ تاریخ مالوہ۔

مین ایک بڑے دلیر بیباک اور نامی جنگ آور رئیس ہو گذرے مین تکوجی راؤ ہلکر والی اندور کے بیٹے تھے۔ ریاست اندور ملہار راؤ ہلکر سے قایم ہوئی ہے وہ پہلے باجی راؤ پیشوا کے یہان سوارون مین نوکر تھے۔ پھر سپہ سالار ہوئے اور جب پیشوا کا عمل مالوہ مین ہوا تو اونھون نے اندور اور مہیسر کے علاقے جات ملہار راؤ کی جاگیر مین دئے۔ ملہار راؤ تمام عمر لڑائی بھڑائی مین مصروف رہے اور اُنھون نے دکن اور ہندوستان مین بہت بڑی شہرت پائی۔

اونکے بعد تکوجی ہلکر[1] اندور کے رئیس ہوئے۔ اونکی عمر بھی جنگ و جدل مین گذری۔ اونکے چار بیٹے تھے۔ کاشی راؤ۔ ملہار راؤ۔ تو بیاہتا بیوی سے اور جسونت راؤ اتھل راؤ[2] حرم سے تھے۔ تکوجی کے بعد کاشی راؤ ہلکر مسند پر بیٹھے۔ ملہار راؤ اونسے باغی ہو کر لڑے اور مارے گئے جسونت راؤ جو اونکے ہمراہ تھے زخمی ہو کر ناگپور کو بھاگے مگر ناگپور کے راجہ نے کاشی راؤ ہلکر کی استدعا سے اونکو پکڑ کر قید کر دیا لیکن وہ کچھ عرصہ کے بعد ایک رات

سلہ مرہٹون کے عروج و زوال کا ایک مختصر تذکرہ حصہ دوم مین کیا جائے گا۔ (مولف)

ٹلہ تکوجی راؤ ہلکر ۱۵ اگست ۱۷۹۷ء کو پونہ مین مرے دولت راؤ سیندھیا بھی وہین تھے وہ کاشی راؤ کے طرفدار ہو کر ملہار راؤ سے لڑے اور بعد مارے جانے ملہار راؤ کے اونکے بیٹے کھنڈے راؤ کو دولت راؤ نے پکڑ کر آسیر کے قلعہ مین قید کر دیا۔ تاریخ مالوہ۔

سلہ اتھل راؤ یا ایتھوجی بعد ہلاکت ملہار راؤ کے بھاگ کر کولاپور کو گئے تھے اونکو باجی راؤ پیشوا نے گرفتار کرا کر مروا ڈالا۔ تاریخ مالوہ صفحہ ۳۹۔

دوسرا حصہ

محاربات مالوا

بابُ ہفتمُ

نواب کے پاس بھوپال مین جسونت راؤ ہلکر کا پیغام آنا ہلکرون کا احوال۔ کاشی راؤ ہلکر کی مسند نشینی۔ اونکے بھائی ملہار راؤ اور جسونت راؤ کی بغاوت۔ ملہار راؤ کا مقابلہ مین مارا جانا۔ جسونت راؤ کا زخمی ہوکر ناگپور کو بھاگنا قید اور قید سے رہائی۔ ملک گیری کا ارادہ اور نواب کی تعریف سُنکر اونکے پاس معتمد بھیجنا۔ نواب کا بھوپال سے روانہ ہونا۔ شجاعلپور مین دونون کی ملاقات۔ مہیسر کے روانگی اور لُٹا دینا نواب کا کل اسباب کو۔ اقرار کرنا ہلکر کا اونسے کہ جو ملک و مال ہاتھ لگیگا وہ آدہون آدھ بانٹ لین گے۔ نربدا سے اوترنا اور ہنڈیہ کی لوٹ جرنیک کے کیمپ پر فتح۔ مہاراجہ ہلکر کا قبضہ مہیسر مین اور بٹھانا اون کا ملہار راؤ کے بیٹے کھنڈے راؤ کو اندور کی مسند پر۔

نواب ابھی بھوپال سے کسی طرف کو روانہ نہیں ہوئے تھے کہ مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کا پیغام باستدعاے کمک اونکے پاس پہونچا۔ یہ مہاراجہ جو اٹھارہوین صدی

مین بھی برابر لڑ رہی ہی وہ تو بھوپال جھگڑون سے گھبرا کر کنارہ کرتی ہین اور یہان اور بڑی بڑی جھگڑی اونکے پیچھے لگے ہوئے ہین وہ تو وہان نواب حیات محمد خان کی ابتر حالتون سی حیران ہو کر استعفا دیتی ہین اور یہان مہاراجہ ہلکر کی ابتری اونکے گلے پڑتی ہی - وہان اونکو نائبی کا کام انجام دینا ہی مشکل ہو گیا تھا اور یہان تقدیر خود اونہین کو بآسانی نوابی دلاتی ہی سنبہل بن جنکے پاس ایک بیگہہ بھر زمین موروثی نہتھی وہ راجستان اور مالوہ مین ڈہائی ہزار میل مربع کے مالک بنتے ہین اور جنکے ساتھ گھر سے نکلتے وقت ایک خدمتگار بھی نہین تھا وہ لاکھون فوج کے مخدوم ہوتے ہین جنکو ڈوہائی صاحب نے پسند نہین کیا تھا اونکو ہیسٹنگ صاحب جیسے عظیم الشان گورنر جنرل ہندوستان رئیس بنانے کے لئے پسند کرتے ہین - اور جنہون نے فاقہ کشی سے تنگ آکر گھوڑا تک بیچ ڈالا تھا اونکو راناجی جیسے غیور اور عالیجاہ رئیس نعلبندی دیتے ہین -

نواب کو جب وہ توکل کی تلوار کمر مین باندہ کر گھر سے نکلے تھے کبھی یہ گمان بھی نہوا ہوگا کہ مین ایسی ترقیات کو پہونچونگا اور پیادہ سے سوار اور سپاہی سے سپہدار ہو جاونگا غارتگری مین مرہٹون سے اور بہادری مین راجپوتون سے بڑھ کر آخر کار انگریزون سے بھی بازی لیجاونگا - یہ ترقیان کیا کچھ کم حیرت انگیز ہین اور اونکے نتائج خدا پرست لوگون کے دلون پر کیا کچھ اثر نہین کر سکتے ہین جو اِس عالم اسباب کے تمام چھوٹے بڑے کامون کو اوسکی قدرت کاملہ سے منسوب کرتے ہین اور تقدیرات الٰہی کو تدبیرات انسانی پر ترجیح دیکر اوسکے فضل و کرم پر یقین واثق رکھتے ہین جیسا کہ کسی صاحب بصیرت نے کہا ہی ؎ کارساز ما بفکر کار ما ٭ فکر ما در کار ما آزار ما ٭ اور ترقی پذیر نواب کے رشنفیمہ منشی نے بھی ایسی ہی ایک بینظیر نظیر قایم کرکے اونکی تواریخ کے شروع پر حمد کے شعرون مین یہ شعر کیسا کچھ حسب حال لکھا ہے ؎ ز فضلش سپاہی سپہدار شد ٭ امیر و سر فوج و سالار شد

کرنے کا حکم دیا۔ اس بات سے وزیر محمد خاں اور کولے خان کو ایسا رشک ہوا کہ بھوپال چھوڑ کر اپنی اپنی جاگہ چلے گئے۔ اوس وقت بسبب ہنگامہ شور شعب کے ریاست بھوپال کا انتظام بگڑ گیا تھا اور آمدنی کے سلسلے بالکل درہم برہم ہو گئے تھے تاہم نواب امیر خاں نے مواضعات گرد و پیش سے روپیہ تحصیل کرکے آٹھ مہینے تک کارروائی کی اور ہزار آدمیوں کے قریب جمع کر لئے۔ اور پھر جہانتک کہ رئیس کے پاس سے نقد و جنس مل سکا سپاہ کا کام چلایا اور جب یہاں بھی کچھ نہ رہا تو شہر سے ڈنڈ لیکر سپاہیوں کو کھلایا کرتا کئے۔ آخر یہی ہوا کہ ایسا دیا پڑا والی بھوپال کو گو جدائی منظور نہ تھی مگر مجبوری سے وہ بھی نہ ٹھہر سکے۔ اور رخصت کرکے کہا تم تو جاتے ہو مجھے کس کے سپرد کر جاؤ گے۔ امیر خاں نے کہا کہ خدا کے اور وزیر محمد خاں کو بلوا کر اونکی صفائی نواب موصوف سے کرادی۔ نواب حیات محمد خاں اونکو چلتے وقت چار توپیں اور ایک مست ہاتھی دینے لگے مگر اونھوں نے کہا کہ توپیں تو درکار نہیں ہیں اور ہاتھی کو جب اوسکی مستی جاتی رہے گی منگواؤں گا۔

(نوٹ)

اب یہاں نواب کی حالت پر غور کرنا چاہئے اور اونکی قسمت کو دیکھنا چاہیئے کہ کیا سے کیا ہو گئے اور کہاں سے کہاں تک پہونچ گئے اور اونکی اس حالت کو اُس حالت سے ملائے کہ جب وہ پہلی بار پانچ روپیہ کے روزگار کے واسطے جو سپاہی کے حق میں بڑی نعمت ہے تا ہی میرٹھ تک پھر پھرا کر چلے آئے اور کہیں نصیب نہ ہوا تھا۔ اور اُس سرگزشت کو بھی یاد کرنا چاہیئے کہ ساتھ والے جمعدار جمعدار کہکر اونکی ہنسی کرتے تھے اور ڈوما ئی صاحب نے اونکو سپاہ میں بھرتی نہیں کیا تھا اور اب بھوپال جیسی ریاست کی مختاری چھوڑتے ہیں اور حیات محمد خاں جیسے نواب کی داد و دہش کی پروا نہیں ہے اور اقبال کو دیکھیے کہ اس استغنا پر بھی اپنا کام کر رہا ہے اور قسمت کو داد دیجئے کہ ڈیڑھ ۔۔۔

رفیقون کو جو مردانِ کار بلکہ امرا و سردار تھے ایکدم تلوار کی بھینٹ چڑھا دیا۔ اس واقعہ سے قریب تھا کہ وزیر محمد خان کی فوج بھاگ نکلے۔ مگر نواب امیر خان نے اوس کو دلاسا دے کر کہا کہ مین پہلے ہی منع کرتا تھا کہ شہر سے باہر نہ نکلو۔ خیر جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اب بھاگنے مین جان کی خیر نہین ہے۔ ہان اگر لڑتے بھڑتے آہستہ آہستہ پیچھے کو ہٹ کر شہر پناہ کی پناہ لیلوگے تو بچ جاؤگے۔ سپاہیون نے یہ تدبیر پسند کرکے اُسی طور سے فصیل کے پاس پہونچ کر قیام کیا اور نواب نے بھی وہین ایک باغ مین ڈیرہ لگا یا۔ پھر اوسی وقت پردۂ شب نے حائل ہوکر دونون لشکرون مین بیچ بچاؤ کرا دیا۔

دوسرے دن نواب بندوقچیون کو لیکر ایک نالہ کے غار مین جو سرِ راہ واقع تھا آبیٹھے اور میان اکبر محمد خان سے کہا کہ تم اکیلے دشمنون کے روبرو جاؤ جب وہ تمھارا پیچھا کرین تو اس غار مین چلے آنا۔ میان مذکور جو مرد شجاع اور دلیر تھا سواران پنڈارہ ہمراہی حریف کو اس ترکیب سے دھوکہ دیکر غار کے کنارہ تک لے آیا نواب اور اونکے ہمراہیون نے جو بندوقین بھرے بیٹھے تھے اکبر محمد خان کے واپس آتے ہی ایک ساتھ باڑھ ماری اور بہت سے پنڈارون کو مارکر زمین پر گرا دیا اور اپنے ڈیرون مین واپس چلے آئے[1] اوسی عرصہ مین مہاراجہ سندھیا کا حکم واسطے گرفتاری لکھوا کے بالا راؤ اور باپو سندھیا کے نام پھر آیا۔ انھون نے پھر وزیر محمد خان سے دار مدار کرکے کوچ کر دیا۔ بعدہٗ نواب نے بھی وزیر محمد خان کی نوکری چھوڑدی اور نواب حیات[2] محمد خان سے ملاقات کی۔ اونھون نے بلحاظ جنگی لیاقتون کے نواب کی بڑی خاطر کی اور نوکر رکھ کر نئی سپاہ بھرتی

[1] اس جانے کو تاریخ بھوپال مین شکست کھاکر جانا لکھا ہے ۱۲

[2] یہ ذکر یعنی نواب کا نواب حیات محمد خان کے پاس نوکر ہونا وغیرہ تاریخ بھوپال مین نہین لکھا ہے ۱۲

بھیجدیتے تھے۔ اِس عرصہ مین مالا راؤ نے بھوپال پرآنے کی فرصت نہ دیکھکر
تیس ہزار روپیہ نقد اور گوڑ گانوہ کا علاقہ لے لیا اور بھوپال والون سے صلح کرلی
اوسکا ایلچی شام لال نواب کے پاس آیا اور کہا کہ قلعہ خالی کردو۔ ہرچند کہ اوسوقت وزیر محمد
خان نے مبالغہ کیا کہ یہ قلعہ ہمارے حوالے کرو مگر نواب نے مناسب جانکر نواب حیات محمد
خان کے سپرد کردیا۔ اور وزیر محمد خاں کے واسطہ داروں کو جو قلعہ میں تھے وزیر محمد
خاں کے پاس پہوچادیا۔ اور قلعہ سے نکلتے وقت بہت سا سامان قلعہ کا خود لیلیا
وزیر محمد خاں نے فوراً کہلایا کہ یہ سامان سرکار میں پہوچادو ورنہ تمھارے لئے اچھا
ہوگا۔ نواب نے کہا کہ یہ سامان تو میںنے تلوار کے زور سے لیاہے اب جس کو حوصلہ
ہو اوسی طرح پر مجھسے لیلے۔ اور یہ عجیب شیوہ مردمی ہی کہ مین نے تو تمھارے علاقہ داروں
کو قلعہ سے نکالکر تمھارے پاس بھیجدیا اور تم اوس کے معاوضہ میں ایسا سلوک کیا
چاہتے ہو۔ وزیر محمد خاں یہ سنکر خجل اور مایوس ہوگئے۔

نواب یہاں سے چلنے کو تھے کہ مالا راؤ مع کمپو ہاے جنگی کے بھوپال سے تین چار کوس
آپہونچا۔ وزیر محمد خاں نے بجمعیت موجودہ اوس کے مقابلہ پر مستعد ہوکر نواب سے
مدد مانگی۔ نواب نے کہا کہ اُس حرف وحکایت کو بھول گئے جواب یہ سوال کرتے ہو۔
وزیر محمد خاں نے عذر ومعذرت کرکے نواب کو ملالیا اور شہر سے باہر نکلکر فوج بھوپال کے
تین حصّے کئے اور ہر حصّہ کو ایک دوسرے کی برابر قایم کرکے مالا راؤ کے مقابل صف
جنگ آراستہ کی۔ اس فوج مین نواب حیات محمد خان کا رسالہ بھی شامل تھا جس کو
وہ اپنی مدد کے لئے لے آیا تھا۔ مانپو سنگھ سپاہئے جو سردار عظیم الشان اور مرد میدان تھا
مالا راؤ کی سپاہ سے نکلکر اول اوسی رسالہ کا کام تمام کیا اور نواب مذکور کے بہت سے

ہوکر اپنا عمل کر لیا اور راے ہمت راے کو پرگنہ بیرسیہ[1] کے بندوبست پر بھیج کر عہدۂ مختاری سے بیدخل رکھا۔ نواب نے چند روز تک قلعہ مین رسد کا انتظام کر کے بالا راؤ کو لکھا کہ کیا تم رسد بھیجنے کا عہد پیمان کر کے بھول گئے۔ بالا راؤ نے جواب بھیجا کہ میرے آنے مین اسوجہ سے توقف واقع ہوا کہ مہاراجہ سندھیا نے لکھا کی گرفتاری کا حکم بھیجا تھا جسکے بھاگ جانے سے سپاہ مین ایک بڑا تفرقہ پڑ رہا ہے مگر اب مین جلد آتا ہون۔ نواب مطمئن ہوکر چند روز اور رہے۔ مگر جب قلعہ مین غلہ نرہا تو اوںھون نے بھوپال پر گولے مارنے شروع کئے۔ شہر والے جلد گھبرا اوٹھے اور وزیر محمد خان[2] نے کہلایا کہ یہ حرکت ننگ افغانی سے بعید ہی۔

نواب نے جواب دیا کہ یہ بھی تو ننگ افغانی سے بعید ہی کہ مین تو یہان بھوکا بیٹھا رہون اور تم مزے سے کہاے کہاؤ۔ وزیر محمد خان نے شرمندہ ہوکر بہت سا کھانا پکواکر قلعہ مین بھیجدیا۔ نواب اور اونکے ہمراہیون نے خوب کھایا۔ یہ زبردستی کی دعوت ایک ہفتہ تک جاری رہی۔ جب نواب گولے مارتے تھے تو یہ لوگ کھانا

---

[1] بیرسیہ پہلے تو ریاست دہار کے شامل تہا مگر غدر ۱۸۵۷ء مین ضبط ہوکر ۱۸۶۰ء مین نواب سکندر بیگم صاحبہ والیہ بھوپال کو بصلۂ خیر خواہی عطا ہوگیا۔ ۱۲ تاریخ مالوہ دبھوپال

[2] اب ریاست بھوپال وزیر محمد خان کی نسل مین ہی۔ وزیر محمد خان نے نواب حیات محمد خان غوث محمد خان کو بطور نظر بند کے رکھا اور وزیر محمد خان کے بیٹے نظیر محمد خان نے باوجود زندہ و موجود ہونے نواب غوث محمد خان کے بصلۂ اعانت سرکار انگریزی جو جنگ مرہٹہ مین دی تھی ریاست بھوپال عہدنامہ ۱۸۱۸ء مین اپنے نام لکھوالی یہ موقعہ اونکو بوجہ رشتہ داری دامادی نواب غوث محمد خان مختاری ریاست و عدم واقفیت افسران سرکار انگریزی کے ملگیا تہا۔ نواب سلطان بیگم صاحبہ والی حال بھوپال نظیر محمد خان کی پڑپوتی ہین (تواریخ مالوہ وغیرہ)

قلعہ میں تو تیسع کلب علی کو چھوڑا اور خود معہ جمعیت سوار اور پیادے کے شہر سے باہر
خیمہ افگن ہوا۔ مرید محمد خاں کے نکلتے ہی غوث محمد خاں نے شہر میں اپنا بندوبست
کرلیا۔ اس عرصہ میں وزیر محمد خان اور کولے خاں بھی جمعیت عظیم بھوپال سے دس
بارہ کوس کے فاصلہ پر آ پہونچے۔ بالا راؤ نے سوچا کہ اگر کمیو قلعہ کی حفاظت پر رہیگا
تو مقابلہ غنیم سے عہدہ برائی دشوار ہو جائے گی۔ پس اوس نے کمیو کو وہاں سے
نکالکر نواب امیر خاں کو حکم دیا کہ تم قلعہ میں جاکر اپنا تھانہ جماؤ۔ اگرچہ نواب نے قلعہ میں
داخل ہونے کا عذر کیا مگر بالا راؤ جلد مالوہ سے رسد بھیجنے اور لکھوا دادا سیندھیا کے
ہمراہ لانے کا اطمینان دلاکر معہ مرید محمد خاں[۵۱] کے بھوپال سے کوچ کرگیا اور سرونج
ہوکر بھیلسہ[۵۲] کو چلا گیا۔ اوسکے بعد وزیر محمد خاں اور کولیخاں نے بھوپال میں داخل

۵۱ تاریخ بھوپال میں لکھا ہے کہ مرید محمد خاں بالا راؤ کو اسلام نگر میں معہ کرا دینے کے واسطے لیگیا تھا مگر وہاں کے قلعہ دار نے مقابلہ کیا تو اسے میں جاکر بالا راؤ کا عمل کرا دیا۔ بالا راؤ ایک مہینے بعد سرونج کی طرف سے تیس چالیس ہزار فوج لیکر بھوپال پر آیا۔ نواب غوث محمد خاں اور وزیر محمد خاں نے لڑکر اوسکو شکست دی اور اوسکے ساتھ مرید محمد خاں بھی بھاگ گیا۔ اور امیر خاں نوکری چھوڑ کر جسونت راؤ ہلکر کے پاس چلے گئے بعد چندے یاوری قسمت سے خود نواب ہوگئے۔ صفحہ ۲ تاریخ بھوپال۔
اور امیر نامہ انگریزی کے نوٹ صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے کہ مرید محمد خاں اس سفر میں بیمار ہوکر بمقام سرونج مرگیا۔ بالا راؤ نے اوس سے دس لاکھ روپیہ لینا چاہا تھا جو ایسے بڑے تحمل کے لئے باعث بیماری ہوا۔

۵۲ بھیلسہ اب شامل ریاست گوالیار ہے۔ (جغرافیہ گوالیار)

جب رسد دورا ہہ مذکور سے نکالگئی تو نواب نے بھوپال جاکر شہر سے باہر ڈیرے
کیے اوسوقت کولے خان جاگیردار آبنا پانی جو نواب بھوپال کے رشتہ دارون مین
سے تھا معہ مدد رفتنہ وفساد ہوکر سپاہ بھرتی کر رہا تھا وزیر محمد خان کہ یہ بھی اوسکی ذیل سے تھا
اور مرید محمد خان کی طرف سے اوسکے مقابلہ کو گیا تھا اوس سے ملکر ایک بڑی جمعیت کے
ساتھ بھوپال پر فوجکشی کا ارادہ رکھتا تھا۔ راے ہیت راے نے جو قید بھوپال سے نکلکر
سرونج اور آرون مین چلے آئے تھے اور درجن سال کھیچی سے والی بھوپال کی مدد کرنے
کے واسطے مستدعی تھے۔ کھیچی مذکور کی مرید محمد خان سے سازش دریافت کرکے
آبنا پانی مین کولے خان کے پاس چلے گئے۔ ادھر بھوپال مین نواب حیات محمد خان
کے صاحبزادہ غوث محمد خان نے مرید محمد خان کے نوکرون کو اپنی طرف کرلیا تھا۔
مرید محمد خان نے جو اس حالت مین نواب امیر خان کے پہونچنے کی خبر سنی تو بطور تعارف
سابقہ نوکری کا پیغام اونکے پاس بھیجا۔ اونھون نے کہا کہ مین نواب بالا راو انگلیہ کا
نوکر ہون یہان نہین رہ سکتا۔ مرید محمد خان نے حد سے زیادہ مبالغہ کرکے استدعا
کمک مین عجز والحاح کیا تو نواب نے ایک ہزار روپیہ روز ٹھیرا کر اوسکی نوکری منظور کی
مگر یہ شرط کرلی کہ جب بالا راو بلائے گا چلا جاؤنگا۔ اس عرصہ مین کولے خان نے
جو وزیر محمد خان کے اتفاق سے بہت سے سوار اور پیادے فراہم کرچکا تھا بھوپال پر
لشکرکشی کی یہ خبر سنتے ہی مرید محمد خان کے بہت سے نوکر اور افسر اوسکو چھوڑکر غوث محمد
خان سے جاملے اور مرید محمد خان نے اپنا گذارہ مشکل دیکھ کر ملک اور قلعہ بالا راو کو دیدیا
کیا اور اُس سے مدد مانگی۔ بالا راو مع کمپو شیخ کلب علی کے فوراً وہان پہونچا اور مرید محمد
خان نے قلعہ فتحگڈھ اوسکو حوالہ کرکے شہر سے باہر اوسکی فوج مین ڈیرہ کیا۔ بالا راو نے

محاصرہ کرلیا اور نواب سے کہلا بھیجا کہ اگر ہماری نوکری کرو تو آجاؤ۔ نواب سنے جواب دیا کہ اسوقت تمہاری نوکری کرنا جوانمردی سے بعید ہے۔ مگر ہاں یہاں سے اوٹھ جانے کے بعد مضائقہ نہیں یہ سُنکر بالا راؤ چپ ہوگیا مگر نواب نے بیچ میں پڑکر فیمابین حاکم بیشوا اور بالا راؤ کے صلح کرادی اور حاکم مذکور کو وہان سے نکالکر اپنے حفاظت کے ساتھ سلہ سارنگپور تک پہونچادیا۔

جب اس طرح بالا راؤ کا عمل شجاع علپور میں ہوگیا تو اوسنے نواب کو اپنے پاس بلاکر نوکر رکھ لیا اور تنخواہ فی پیادہ چار روپیہ اور فی سوار دس روپیہ کی شرح سے مقرر کردی نواب کے ہمراہیون نے اس شرح قلیل سے دلگیر ہوکر کہا کہ اسمیں ہمارا گذارہ نہوگا۔ نواب نے کہا کہ میں تمکو دوچند دونگا۔ اونھوں نے کہا کہ دوچند کہاں سے دوگے نواب نے کہا کہ جہاں سے اتنک دیتا رہا ہون آیندہ بھی دونگا۔ جیرتہ اسکر سب راضی ہوگئے اور بالا راؤ نے نواب کو سرونج مین تھانہ بٹھانے کے لئے عامل کے پاس بھیجا۔ نواب نے وہاں پہونچکر اوسکی عملداری کا نقشہ تحویل جما دیا۔ وہاں کرم دین خاں برادر نواب بھی جو واسطے بھرتی کرنے نئی سپاہ کے بھوپال کو گئے تھے پانسو جوانوں کے ساتھ نواب سے آملے اور نواب بالا راؤ کے حکم سے واسطے پہونچانے رسد غلہ کے جو مالوہ سے مہاراجہ دولت راؤ سندھیا کے پاس دکن کو جاتی تھی سرونج سے آشٹہ و دوراہہ تک گئے اور راستہ میں جو دیہات آئے اونسے زر معاملہ تحصیل کرکے اپنے سپاہیوں کو حق اور وعدہ کو پورا کیا۔

سلہ سارنگپور سوماجی کیمپی کے بھائی سارنگدیو کا آباد کیا ہوا ہے اور اب راست دیواس میں ہے جہاں روپ متی اور باز بہادر کے محل ہیں (تاریخ مالوہ) سلہ آشٹہ و دوراہہ دونوں محالات علاقہ بھوپال ہیں (تاریخ مالوہ)

اونکو کہلا بہیجا کہ تم میرے ہمقوم ہو اور مین نے یہان لڑائی کا ٹہیکہ دس ہزار روپیہ
مین لیا ہی پس اگر تم میرے رفیق ہو جاؤگے تو مین آدہا روپیہ تم کو بانٹ دونگا
اونہون نے جواب دیا کہ یہ بات ننگ افغانی سے بہت بعید ہی ۔ آخر نواب نے
اس خیال سے کہ فتح وشکست خداداد ہی کچھ فوج اور سپاہ کی کمی وبیشی پر منحصر
نہین ہے ۔ اپنے دل کو مضبوط کر کے ہمراہیون سے کہا کہ مجکو گہوڑے پر چڑہا کر میرے
پاؤن کے زخمون کو رومال سے باندہ دو اور جب دشمن قریب آ پہونچے تو یکبارگی بندوقون
کی باڑہ مار کر اوسپر ایک دلیرانہ حملہ کرو ۔ اونہون نے ایسا ہی کیا اور حاکم کی فوج بھی
اونکی تقویت کے لئے ہمراہ ہوگئی ۔ جب غنیم کی سپاہ حملہ کر کے ایک گولی کی زد
تک آ پہونچی تو نواب کے ہمراہیون نے نواب کا حکم پاکر ایک ہی بار بندوقون کی
ایسی باڑہ ماری کہ دشمن کے بہت سے آدمی لوٹ گئے ۔ پھر سب نے حملہ کیا اور
نواب کو مقابلہ مین کھڑا ہوا دیکھ کر کہا کہ یہ وقت کھڑے رہنے کا نہین ہی ۔ نواب نے
کہا کہ اچھا تم پلٹن پر جاؤ اور مین پٹھانون پر جاتا ہون ۔ یہ سنکر نواب کے سپاہی تو پلٹن
پر حملہ آور ہوئے اور غالب آئے ۔ اودہر نواب دس بارہ سوارونسے صفون کو چیرتے
ہوئے اندر گھس گئے اور عزیز خان افغان کو جو سبقت کر کے مقابلہ کے لئے
آیا تھا ایک ضرب مین مار کر گہوڑے سے نیچے گرادیا ۔ اور پھر غول چیر کر پس فوج
جا نکلے اور پنڈت مختار فوج کو جو زین پر بیٹہا ہوا پگڑی باندہ رہا تھا نیزہ سے
مار ڈالا ۔ اوس کے مرتے ہی فوج بھاگ گئی اور نواب فتحیاب ہوکر اپنے ڈیرون
مین چلے آئے ۔

تین دن بعد بالا راؤ نے مع کمپو شیخ کلب علی اور بہت سی بھیڑ بھاڑ کے آکر شجاع علپور کا

بالا راؤ کی اور ملازم ہونا نواب کا محمد حیات خان والی بھوپال کے پاس اور کچھ دنوں تک اونکی ریاست کا کام چلانا۔ اور پھر بوجہ ابتری کے نواب محمد حیات خان سے رخصت ہونا پہلے حصّہ کا اختتام نواب کی سرگزشت پر ایک سرسری

نواب بعد صحت سرونج سے کوچ کرکے شجاعلپور[1] پہونچے وہان جو حاکم سرکار پیشوا کی طرف سے مقرر تھا۔ اوس نے نوکر رکھنے کا پیغام اون کے پاس بھیجا چونکہ نواب کو یہ معلوم تھا کہ بالا راؤ سردار علاقہ سندھیا اس مقام پر دعاوہ کرنے والا ہے اس لئے اونھوں نے وہانکی نوکری سے انکار کیا۔ پیغام لانے والے نے کہا کہ شاید یہ انکار تم بالا راؤ کے خوف سے کرتے ہو۔ نواب نے کہا کہ اگرچہ تم ہم کو نوکر نہیں رکھ سکتے ہو مگر تو ہم تمہاری خاطر سے لڑائی کی تمام ذمہ داری کرتے ہیں اونھوں نے کہا اچھا کیا لوگے نواب نے کہا کہ دس ہزار روپیہ۔ اونھوں نے جاکر اوسی وقت آدھے روپیہ نواب کے پاس بھیجدئے۔ نواب نے از انجملہ کچھ تو اپنے ہمراہیوں کو تقسیم کئے اور باقی اپنے بھائی کرم دین خاں کو دیکر کہا کہ بھوپال جاکر سپاہ بھرتی کرلاؤ۔ پھر کرم دین خاں بھوپال پہونچے بھی نہ تھے کہ بالا راؤ کے پانچ چھ ہزار سوار اور پیادے ایک سیدٹ اور عزیز خاں نامی ایک افغان کی سرکردگی میں شجاعلپور آپہونچے۔ اُس فوج میں مسو خاں اور عمر خاں نامی دو پٹھان اور بھی تھے نواب نے

[1] صحیح نام شجالپور کیونکہ شجاعت خاں ولد راؤ گوکا جی کچھی والی اکلادوہ کا آباد کیا ہوا ہے اور اب مہاراجہ گوالیار کی عملداری میں ہے (دیکھو قوم کچھی وعلاقہ گوالیار)

باب ششم

نواب کا کوچ سرونج سے شجاع علپور مین پہنچنا اوسکا نوکر ہونا
بالا راؤ کا حملہ شجاع علپور پر اور شکست دینا نواب کا اوسکی
فوج کو اور پھر صلح کرا دینا باہم بالا راؤ اور حاکم شجاعلپور
کے۔ اور نوکر ہونا نواب کا بالا راؤ کے پاس۔ سرونج
مین عمل جما نا۔ اور مہاراجہ سندھیا کے واسطے رسد لیکر
آشٹہ تک جانا۔ پھر بھوپال مین آکر ا نکی سازشون
مین شریک ہونا۔ راے ہمت راے اور اونکی کوشش
والی بھوپال کے واسطے مدد حاصل کرنے مین۔ بھوپال والون
کی باہمی کشاکش اور بلایا جانا بالا راؤ انگلیہ کا مدد محمد خان
کی مدد پر۔ وزیر محمد خان کا بہت سی فوج لیکر آ اوسپر آنا
اور چلا جانا اوسکا نواب کو قلعہ فتحگڈھ مین چھوڑکر۔ غلہ
کی تنگی اور نواب کا بھوپال پر گولے بار بار کر وزیر محمد
خان سے کھانا لینا۔ بالا راؤ اور بھوپال والون کی صلح
اور نواب کے نام حکم واسطے خالی کر دینے قلعہ کے۔ اور
سپردگی اوسکی نواب محمد حیات خان کو اور پھر آنا بالا راؤ کا
بہت سی فوج سے۔ بھوپال کی فوج کی شکست۔ اور لیجانا
نواب کا وزیر محمد خان وغیرہ بھوپال والون سے۔ واپسی

نواب نے دوپٹہ جو کسی سے مستعار لیکر باندھ آئے تھے کمر سے کھولکر فقیر کو
اوڑھا دیا۔ فقیر نے کہا ایسا دوپٹہ کمر سے باندھ لے۔ نواب نے کہا اب نہیں ہوگا
فقیر نے اصرار کیا کہ لیلے۔ چند آدمی جو وہاں بیٹھے تھے نواب سے بولے
کہ یہ فقیر کسی سے بولتا نہیں ہی تمہاری بڑی قسمت ہی جو تمہارے ساتھ اسقدر خوش
اور ہمکلام ہوا اب تم کو اوس کی خوشی کرنی مین زیادہ عذر و انکار نہ کرنا چاہیئے
یہ سنکر نواب نے وہ دوپٹہ لیلیا۔ تب درویش نے کہا کہ تو مالکِ ملک اور صاحبِ
علم و حشم ہوگا اور دنیا میں بہت کچھ رنج و راحت اوٹھاے گا۔ بس یہ تھوڑا سا
درد جو تیرے پاؤں مین ہے اس سے کچھ اندیشہ کر۔ نواب نے اس کلام
سے قوی دل ہوکر اوس بشارت رساں درویش کے قدم چومے اور جب وہ
رخصت ہوکر واپس آنے لگے تو ایک طوائف نے جو درویش کے مریدوں
میں سے تھی اور دنیا کو چھوڑکر وہاں رہتی تھی اوسے سوال کیا۔ نواب نے
ہی دوپٹہ اوس کو دیدیا۔ فقیر نے اوس طوائف کو ملامت کی اور کہا تو نہیں جانتی
کہ یہ دوپٹہ اس کے پاس مانگا ہوا ہے۔ یہ سن کر اوسنے فوراً وہ دوپٹہ اس
کو واپس کردیا اور نواب پھر اوس کو کمر سے باندھ کر ڈیرہ پر آے اور خیال
کیا کہ پہلے بھی مجھکو دو دفعہ صاحب کمال شخصون سے الہام غیبی ہوا ہے
اور یہ تیسری بشارت ہے جو میں نے اس فقیر اوشعیر سے سنی اور یہ مجھکو
کمر باندھے کا حکم دیتا ہے۔ پس مجھکو بھی کمر ہمت باندھکر مستعد اور قوی دل
رہنا چاہیئے کہ اس سلسلہ میں کچھ صورت کشاد کار کی نظر آتی ہے۔

بے طاقتی پر افسوس کرتے تھے۔
اس اثنا میں نواب کے ہمراہی ہنگامہ مذکور کی خبر پاکر مسلح اور مستعد آپہونچے
راجہ نے اپنی تدبیر بگڑتی ہوئی دیکھ کر نواب سے عذر خواہی کی۔ گر نواب نے
اوسی وقت اونکی رفاقت سے دل اوٹھالیا اور بہت سے آدمی بھی بسبب
تکلیف خرچ کے نواب کے پاس سے چلے گئے اور جو باقی رہے وہ قریب ایک سو
سوار و پیادے کے تھے۔ خیر نواب اپنے پاؤن کے زخمون کے معالجہ کے لئے
اوس مقام پر ٹھیرے رہے۔ ہنوز وہ زخم اچھی طرح سے نہ بھرے تھے کہ ایک
دن گھوڑے پر سوار ہوکر شاہ ظہور اللہ کی زیارت کو گئے۔ یہ مجذوب درویش شہر
سے باہر ایک گوشہ مین بیٹھا ہوا یاد اللہ کرتا تھا نہ کسی سے بولتا تھا نہ وہان سے
اوٹھکر کہین جاتا تھا اور اوسکے پاس دنیوی اسباب سے سواے ایک کالے کمل کے
اور کچھ کالا نہ تھا جس کو وہ گرمی اور سردی مین برابر اوڑھے رہتا تھا۔[1]
فی الجملہ نواب جب وہان پہونچے تو فقیر کے خادمون نے اونکے آنے سے
فقیر کو اطلاع دی۔ فقیر نے کمل سے سر نکال کر پوچھا کہ کون ہے۔ اونھون نے
عرض کیا کہ محمد امیر خان روہیلہ ہے۔ فقیر نے کہا کہ بیٹھہ جا۔ نواب نے بکمال
ادب آگے بڑھ کر کہا یاد اللہ۔ فقیر نے کہا کیون آیا اور ہمارے لئے کیا لایا۔
اوسوقت بسبب تکلیف خرچ کے نواب کی گرہ مین ایک کوڑی بھی نہ تھی شرمندگی سے
بولے کہ میرا حال آپ کو خود معلوم ہے۔ فقیر نے پھر یہی کہا کہ ہم کو کچھ دے تب

[1] گویا یہ شعر اوسکے حسب حال تھا۔ دلمین ہوس شال و دوشالا نہین رکھتے ❊ کمل کے سوا ہم کوئی کالا نہین رکھتے ❊

قصہ مین چھوڑ دیا - بعد اس صلح کے جب اس فتنہ کا غبار بیٹھ گیا تو بہا میں راجہ جے سنگہ اور شیر سنگہ کے بوجہ استمرار تقسیم ملک جھگڑا اوٹھا - شیر سنگہ نے جو راجہ جے سنگہ کو اپنے قول و قرار سے پھیرا ہوا دیکھا تو اونکا ساتھ چھوڑ دیا اور سکے بعد راجہ جے سنگہ اور درجن سال سنگہ نے نواب سے دغا کرنے کی تجویز کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر اسے بھی بدعہدی کرینگے تو یہ فساد کرکے اپنا حصہ بہر طور لے لیں گے - نواب اُن دنوں میں گھوڑے پر سے گر پڑے تھے اور اونکے پاؤں میں بندوق کا ایسا زخم لگا تھا کہ سوار نہیں ہو سکتے تھے - اوس حالت میں ایک روز اپنے ڈیرہ سے جو شہر کے قریب تہا پالکی میں بیٹھ کر مرتضی علی[له] کی زیارت کو گئے - لوٹتے وقت راجہ جے سنگہ نے قابو دیکھ کر اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور وہ جوق جوق اودہر اودہر سے نواب کے اوپر پتھر برسانے لگے نواب کے ہمراہیوں نے اونکی حفاظت کے لئے پالکی کے اوپر ڈھالوں کی اوٹ کر لی - اور نواب کے بھائی کرم دین خان تلوار نکالکر راجہ کے آدمیوں کے سدّراہ ہوئے تاہم نواب کے دُکھتے ہوئے پاؤں میں پتھروں کے کئی زخم آئے - نواب بکمال غیظ و غضب سے سل مار مرب خوردہ کے طیش کھاتے تھے اور اپنے

[له] یہ زیارت سرہند سے تین کوس کے فاصلہ پر تھی اور جس چیز کی زیارت ہوتی تھی وہ صرف ایک پنجہ کا نشان تہا جس کو علی مرتضی سے منسوب کرتے تھے - سرہند کے لوگ اوسکو بہت مانتے تھے مگر تہا یہ کس کا عرصہ ہوا کہ نواب محمد علی خانصاحب نے اُس پنجہ کو بانہام بت پرستی کھدوا کر پھنکوا دیا اور لوگوں کو اوسکی زیارت کی سخت ممانعت کی مگر جو کہ نواب صاحب حال کے عہد میں کسی قسم کا تعرض نہیں ہے اس لئے اب بھی لوگ اوس کو جائے مقدس سمجھتے ہیں - مولف

دیکھکر بالاراؤ کے پاس جانے سے روکا نواب نہین رُکے اور اونھون نے سمند ہمت کو سبک خیز کرکے کمال سرعت اور چالاکی سے بالاراؤ پر نیزہ مارا مگر وہ اوسکی پوشاک مین اوجھ کر رہگیا۔ آدمیون نے ہر طرف سے نواب پر حملہ کیا مگر نواب گھوڑے کو مہمیز کرکے جلد ایک طرف نکل گئے اور پردۂ شب کے حائل ہو جانے سے سواران حریف کے تعاقب سے محفوظ رہے مگر وہ رات اونکو ایک وحشت خیز جنگل مین گرسنگی اور تشنگی کے ساتھ بسر کرنی پڑی صبح ہوتے ہی جے سنگھ کے پاس گئے راجہ نے اونکے اس کار دست بستہ کی بہت تعریف اور تحسین کی کہ جسکی خبر اونھون نے نواب کے آنے سے پہلے ہی سن لی تھی اور شیر سنگھ نے نادم ہوکر نواب کی مردانگی اور دلاوری کی داد ان لفظون مین دی کہ تم اگلے پٹھانون سے بھی گوئے سبقت لیگئے اور تمھاری بہادری اور پردلی کا نقش خاص و عام کے دل پر جم کر بیٹھہ گیا اوس مقام پر درجن سال وغیرہ اشخاص راجہ جے سنگھ سے پھر آملے اور پھر راجہ کا پلہ بھاری ہوگیا۔

بالاراؤ رات دن کی دوڑ دھوپ سے عاجز آگیا تھا اب صلح اور صفائی کی طرف مائل ہوا اور اُس نے راجہ جے سنگھ کو اس بات پر رضی کیا کہ اونھون نے چھرکون وغیرہ آدھا ملک اپنا لیلیا اور آدھا معہ راگھوگڈھ[1] کے سندھیا کے

---

[1] بعد وفات راجہ جے سنگھ کے جو ۱۸۱۸ء مین واقع ہوئی سرکار انگریزی نے مہاراجہ سندھیا سے سفارش کرکے راگھوگڈھ راجہ جے سنگھ کی رانی کے متبنی راجہ جیت سنگھ کو دلادیا۔ (تواریخ قوم کھیچی)

دن تک برابر گرا اس یعنی ترکتازمین مصروف رہے اور اونھوں نے اسقدر محنت اوٹھائی کہ رات دن کے آٹھ پہر میں سوائے رفع حاجت کے اور کسی وقت بھی خانہ زین سے جدا نہین ہوتے تھے اور شکم پروری کی یہ ترکیب نکالی تھی کہ لوٹ مار کے ذریعہ سے کچھ آٹا بہم پہونچاکر گھوڑے کی پشت پر گوندہ لیتے تھے اور پھر نیزہ کی نوک سے لکڑیان جمع کرکے چقماق سے اومیں آگ لگا دیتے تھے اور آٹے کی باٹیاں بناکر اوسی نیزہ کے ذریعہ سے آگ پر رکھ رکھ کر پکالیتے تھے اور گھوڑے پر ہی بیٹھے بیٹھے کھاجاتے تھے۔

جب اٹھارہ روز اس محنت او مصیبت سے تیر ہوئے تو سرونج مین آئے وہان ایک دن شیر سنگھ نے نواب سے کہا کہ اگلے پٹھانون نے ایسے ایسے کام بہادری کے کئے ہین کہ اونکی تعریف اتبک صفحۂ عالم پر باقی ہے مگر افسوس ہی کہ اب وہ لوگ نہیں رہے۔ نواب نے اس طعن انگیز کلام کو سنکر کہا کہ یہ اشارہ ہماری طرف ہی اور حیران ہین تھی کہ اسکو صراحتاً نہین کہا اور لو آج مَین تن تنہا مالا راؤ سے مقابلہ کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ صبح ہی معہ ایک خدمتگار کے راجہ سنگھ سے رخصت ہوئے اور راجہ وہاں سے جنگل میں ایک طرف کو چلے گئے۔

نواب شام کے قریب مالا راؤ کے لشکر میں پہونچے اور چونکہ تن تنہا گھوڑے پر سوار تھے اس لئے کسی نے اونکو نہ پہچانا اور نہ کچھ تعرض کیا وہ سیدھے توپ خانہ پر گئے کیونکہ اونھوں نے لوگوں سے جان لیا تھا کہ مالا راؤ اسوقت توپوں پر ہوگا اور بیشک وہ وہیں تھا۔ وہاں پہرہ والوں نے نواب کو بھی

مین آپ کو آپکی جگہ پر نہ بٹھا دونگا معہ اُن لوگون کے کہ جو میرے ساتھ ہین آپ کا ساتھ دونگا۔ راجہ جے سنگہ نے خوش ہو کر کہا کہ اگر اسوقت تم میری رفاقت کروگے تو مین بھی اوس ناگ و مال مین سے کہ جو اس مہم کے ختم ہونے پر میرے ہاتھہ لگے گا آدہا تم کو بانٹ دونگا۔

اس عرصہ مین بالا راؤ اور اوسکی فوج کے چارون حصون نے راجہ جے سنگہ کے تعاقب مین بہت کچھہ دوڑ دہوپ کی مگر چونکہ راجہ کسیوقت ایک مقام پر آرام نہین کرتے تھے ہمیشہ اودہر اودہر دوڑتے رہتے تھے اس لئے بالا راؤ کی کوئی محنت و تدبیر کچھہ پہل نہین دیتی تھی[له] اوس موقعہ پر نواب امیر خان اٹھارہ[۱۸]

له اہل دانش خیال کر سکتے ہین کہ اوس زمانہ مین فوجونکی شبانہ روزی ایسی دعا دوش سے رعایا کا کیا کچھہ نقصان ہوتا ہوگا۔ کہیتیان کیسی کیسی پامال ہوتی ہونگی تجارتی مال کیا کیا لُٹتا ہوگا اور لُطف یہ تہا کہ دونون فریق رعایا کے دشمن تھے۔ جسنے جہان قابو پایا قتل و غارت مین کوتاہی نہ کی اور افسوس ہی کہ ہمارے اکثر اہل وطن پہر اوسی زمانہ کی تعریف کرتے ہین اور اُسکو یاد کرکے روتے ہین اور کہتے ہین کہ اوسوقت روزگار خوب تہا۔ روزی مین برکت تھی ایک کماتا تہا دس کہاتے تھے اناج بہت پیدا ہوتا تہا بہاؤ ہمیشہ سستا رہتا تہا کہانے پینے اور پہننے کی اور سب چیزین بھی گران نہین تہین۔ گو ہم اِن سب باتون کے جواب دے سکتے ہین لیکن پہر بھی ہم کو قبول کرنا پڑے گا کہ اس زمانہ مین بیشک اہل ہند پر معاش کی تنگی سے بڑی تکلیف ہی۔ خاص و عام کا روزگار عنقا ہو رہا ہی قدیمی پیشے صنعت و حرفت تجارت کے ذریعہ روز بروز اوٹہتے جاتے ہین۔ ہندوستان کا روپیہ بہار روپیہ غیر ولایتون مین کہنچا چلا جاتا ہی۔ سرکار ہندوستانیون کو پڑہا لکہا کر شایستہ تو کرتی ہی لیکن وہ فنون نہین سکہلاتی جنسے وہ اپنی ضرورت کی چیزین آپ ہی پیدا کر لیا کرین اور اونکی زمین جائداد در روزگار کا روپیہ اونکے ہموطنون کے ہاتھہ مین رہا کرے پہر کسی کو تکلیف اور فاقہ کشی کی شکایت نہ رہی اور سرکار کو بھی اپنی ہندوستانی رعیت کا دکھہ نہ دیکہنا پڑے ۔ ۱۲

کے ساتھ تیغ زنی اور نیزہ افگنی شروع کی کہ حریفون نے اس ورطہ ہلاکت سے جان لیکر بھاگنا ہی غنیمت سمجھا۔ ملونت راؤ اور جورس صاحب کو ایسی مصیبت کے ساتھ شکست ہوئی کہ وہ پانچ پانچ سوارون سے بھاگ کر اوجین میں جا چھپے اور پھر وہان سے جب جاب سندھیا کے پاس چلے گئے۔ نواب اور مہاراج نے فتحیاب ہوکر اونکے لشکروں کو خوب لوٹا۔ چنانچہ بے شمار ہاتھی گھوڑے۔ توپین نوبت نقارے۔ بان اور نشان اونکے ہاتھ لگے۔ اونھوں نے اوجین سے مصطلی لی اور چند روز وہان رہے۔

یہ لڑائی [۱] ۱۲۱۵ھ ہجری مین ہوئی تھی اوس میں دوسو کے قریب گورے اور فرنگی جورس صاحب کے کیمپ سے مارے گئے تھے اور بہت سے تلنگے اور سوار ملونت راؤ کی فوج سے مقتول [۲] ہوتے۔

باب سیزدہم [۱۳]

دولت راؤ سندھیا نے نربدا پر آکر سرجی راؤ گھاٹگیہ اور سداشیو راؤ کو پچاس ساٹھ ہزار سواروں سے

---

[۱] ۱۲۱۵ھ ہجری ۴ مئی ۱۸۰۰ء سے شروع ہوکر ۲۲ اپریل ۱۸۰۱ء کو ختم ہوا اس میں ایک اور ملتی تاریخ کی ہے کیونکہ یہ لڑائی ماہ جولائی ۱۸۰۱ء مطابق ۱۲۱۶ھ میں ہوئی تھی (امپیریل گزیٹیر صفحہ ۱۳۸)

[۲] اس لڑائی میں ۱۶ یورپین افسر قتل ہوئے اور سات یورپین سارجنٹ مارے گئے مختلف قسم کے مقتول سپاہیوں کے شمار کرنے سے اوسیقدر تعداد ہوجاتی ہے جتنی کہ اس کتاب میں ہے۔ صفحہ ۱۳۸۔ امپیریل گزیٹیر ۱۴

توپ کہاں چلتی ہے؟ کسی نے کہا کہ نواب بلونت راؤ سے لڑ رہا ہے۔
مہاراج اس بات سے بہت خوش ہوئے اور یلغار تمام کوچ کر کے
نواب سے جا ملے اور اپنی فوج کے دو حصّہ کر کے بھلن کمپو کو تو نواب کے
ساتھ تعینات کیا اور مہاراج کمپو اور سواروں کو اپنے ساتھ لے کر انگریزی
کی فوج کا پیچھا دبایا اور محاصرہ کر کے اوسکا قافیہ تنگ کیا۔ اس حالت
مین بھلن کمپو جو نواب کے ہمراہ تھا حریف کے کمپو سے مغلوب ہو گیا اور
اوسنے بکمال سراسیمگی نواب کے پاس آکر مدد مانگی۔ نواب نے فوراً چند
سواروں سے دشمن کی فوج پر یورش کی اور اُسکی صفون کو چیر کر بہت سے
آدمیوں کو مار ڈالا۔ جب اونکے ہمراہیوں نے توپ اور تفنگ کی آتش
فشانی کا خوف کھاکر رفاقت سے پہلو تہی کیا اور میدان جنگ مین ایک
ہنگامہ قیامت برپا ہو گیا تو نواب طرح دیکھا نامناسب سمجھ کر دوسری
طرف سے باہر نکل گئے اوس طرف مہاراج کی فوج کھڑی تھی وہ نواب کو
دشمن سمجھ کر بھاگ نکلی۔ مگر مہاراج نے نواب کے نشانوں کو پہچان کر کہا
کہ یہ تو نواب کی فوج ہے۔ اس بات سے اُن سب کو تقویت ہو گئی۔
نواب مہاراج سے کچھ صلاح کر کے بالا بالا اپنی فوج مین چلے آئے
اور سپاہیوں سے کہا کہ اس دفعہ ایک حملہ اور کرو مگر مثل سابق جرأت
اور جانبازی مین قصور نہ کرنا۔ اوس وقت مینہ برسنے لگا تھا نواب نے
پے در پے حملہ کرنا اور صفوں کو چیرنا شروع کیا۔ اودھر سے مہاراج
ہلکر نے حملہ آور ہوکر آفت برپا کر دی اور میدان کارزار مین ایسی بے جگری

ہوگئی مگر جوں ہی جسی کے توپخانے سے زنجیری گولے چلے تو ایک ہی فیر میں مہاراجہ ہلکر کے بہت سے آدمی اوڑ گئے اور ہلکر اس گولوں کی تاب نلاکر اندور میں بھاگ آئے اور نواب کو لکھا کہ اب ہماری مدد کو پہونچیا اور دولت راؤ مانکری سے لڑنا لازم ہے۔ گو اوسوقت نواب مہاراج کے پہلے طرح سے ناراض تھے لیکن دولت راؤ کے مقابلہ سے کنارہ کرنا اپنی شہرت اور سخاوت کے خلاف دیکھ کر ستحا علیحدہ سے میں پڑے اور بنگاہ کو مقام ترانہ پر جو کہ راہ میں واقع تھا چھوڑکر چیدہ سواری سے دولت راؤ مانکری پر حملہ آور ہوئے کیونکہ اوںھوں نے یہ سوچا تھا کہ اگر میں مہاراج کے آنے سے پہلے لڑائی فتح کرونگا تو میرا نام ہوجائے گا۔ اور اسی لئے اوںھوں نے اپنے ہمراہیوں کی قلت اور کثرت کا اندیشہ نکرکے سرسواری دولت راؤ کا مقابلہ[1] کیا اور صبح سے شام تک اونکی فوج کا محاصرہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو وہ ترانہ کو لوٹ کر اپنی بنگاہ میں آگئے۔ دولت راؤ اور جورس صاحب خالف و ہراسان ہوکر مع اپنی فوج کے اوجین کو چلے گئے اور شہرپناہ میں پناہ گزیں ہوئے۔

اوس دن مہاراجہ ہلکر میدان جنگ سے ایک سرل کے فاصلہ پر میہ ان تھے کہ یکایک اونھوں نے توپ کی آواز سنی اور ہمراہیوں سے پوچھا کہ یہ

---

[1] یہ لڑائی ماہ جولائی میں ہوئی تھی۔ امیرنامہ انگریزی صفحہ ۱۳۵- التماس سارمیں برسات کے دنوں میں لڑائی ہونا لکھا ہے وہ بھی اسی کے مطابق ہے کیونکہ جولائی ہندوستان میں برسات کا مہینا ہے۔ مگر یہ عجب ہے کہ مولف التماس سار نے ۱۷۹۹ء میں سندھیا کا مہاراج ہلکر پر فوج بھیجنا لکھا ہے۔۱۲

وہان ہلکر بھی اونسے آملے اور دونون نے بڑی جرأت اور جلادت کے ساتھ جنگ کرکے سندھیا کی فوجون کو بھگا دیا

جب دولت راؤ سندھیا کو بائیون کے لٹ جانے کی خبر پہونچی تو اونھون نے جورس[1] صاحب فرنگی کے کمپو بیس ہزار سوار اور پنڈارون وغیرہ کو بلونت راؤ مانکری کی افسری مین مہاراج ہلکر کے مقابلہ کے لئے پونہ سے روانہ کیا جب یہ فوجین اوجین تک پہونچین اور مہاراج ہلکر نے جو سونڈہوارہ کے ضلع مین روپیہ تحصیل کر رہے تھے اونکا احوال سُنا تو وہ اوسوقت اپنے پاس فوج کم ہونے سے بلونت راؤ کا مقابلہ کرنا مناسب دیکھکر بھوری علاقہ اوجین کو جو شہر مہندپہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے کوچ کر گئے اور وہان اوتھون نے سندھیا کی دو پلٹنون کو جو دکن سے بلونت راؤ کی مدد کو آتی تھین شکست دیکر نواب کو لکھا کہ جو تم ہمارے شامل نہین ہوئے تو کچھ فتح تمپر منحصر نہین رہی۔

اس عرصہ مین مہاراجہ دولت راؤ سندھیا نے دکن سے ہنڈیہ کے گھاٹ پر پہونچکر تو سنگھا نہ جنبھی کو نربدا سے اوترنے کا حکم دیا وہ دریا سے اوترکر اس کنارہ پر پہونچا ہی تھا کہ مہاراجہ ہلکر خبر پاکر مقابلہ کو پہونچے اور لڑائی شروع

---

[1] جورس صاحب جارج صاحب کی خرابی ہے میجر جارج ہسناگ ان دنون مین اپنے باپ کرنیل جان ہسناگ کے بریگیڈ کے افسر تھے یہ میجر وہی افسر ہے جو آگرہ کا حاکم تھا۔ جب لارڈ لیک نے آگرہ فتح کیا تھا اور بہت دن نہین ہوئے کہ کلکتہ مین مرا ہے (صفحہ ۱۴۲ حاشیہ امپیریلہ انگریزیہ)

[2] یہ لڑائی ستواس کے پاس کھاٹ کے اوپر مالوہ مین ہوئی تھی کپتان براون رگ سندھیا کی فوج کا افسر تھا اوسنے بڑی خوبی سے اونکو ایک مضبوط مقام مین بچایا۔ یہ واقعہ ماہ جون سنہ ۱۸۰۱ء مین واقع ہوا صفحہ ۱۳۵ - امپیریلہ انگریزی

[3] ۱۸۰۱ء مطابق ۱۰ محرم سنہ ۱۲۱۶ و ماہ جیٹھ سمت ۱۸۵۸ کے تھا - تقویم المومنین ۱۲ -

خراب کرنے کو آگئی ہے اگر مدد کرتے ہو تو جلد کرو راجہ ناگپور نے پھر ایک
فوج ابھاجی کی مدد کو روانہ کی۔ نواب اونکی آمد سنکر استقبال کو روانہ ہوئے
اور دیوری کو رہاجہ علاقہ سندلکھینڈ مین مقابلہ کرکے فتح پائی مگر چونکہ شام کا
وقت ہوگیا تھا اس لئے ناگپور کی فوج بھاگ کر سلامت نکل گئی اور نواب
لوٹ کر اپنے مقام پر آئے جہاں عید ادر آرام سے رہے۔

باب دوازدھم

مہاراجہ سندھیا نے بائیون کو لوٹ لینے کا بدلہ لینے
کے لئے بلونت راؤ اور جورس صاحب فرنچ کو مہاراجہ
ہلکر کے اوپر بھیجا۔ جب یہ اوجین مین آے تو مہاراجہ ہلکر
سونڈھوارہ سے اوجین کو گئے اور انھون نے سندھیا
کی دو پلٹنوں کو شکست دی مگر ہنڈیہ کے گھاٹ پر سندھیا
کے توپ خانہ سے شکست کھائی اور اندور مین نواب کو
بلایا نواب شجاعلپور سے بالا بالا بلونت راؤ پر حملہ آور ہوئے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۹۰) گھوڑوں سے محفوظ رہیں جنکے پاس توپ خانہ نواب سے بہت زیادہ تھا۔ مگر روہیلوں نے جہالت سے مانا اور کہا کہ ہم عورت نہیں ہیں جو کھونگھٹ مین کھڑے ہوں گر جب ناگپور کے توپ خانہ سے گولے برسینگے تو پٹھان بیچارے بھاگ نکلے لیکن نواب میدان نہیں چھوڑتے تھے اور مرنے کو تیار ہوگئے تھے۔ آخر شیخ محمد امین وغیرہ چند آدمیون نے اونکو سمجھایا تو میدان چھوڑا اور مالوہ کی طرف ہٹ گئے صفحہ ۱۴۹ ۸ ۸۵ (ج ۲)

فوجین قابو نہ دیکھ کر اپنی اپنی جگہ کو کوچ کر گئین۔
نواب اور مہاراجہ ہلکر راگھو گڈھ سے کوچ کرکے سرونج ہوتے ہوئے ملہار گڈھ مین پہونچے جہان وہ پرگنات متعلقہ ساگر سے معاملہ لیکر اپنے کام کی تدبیرین تھے کہ مہاراجہ سندہیا کے نوکر کاوش صاحب فرنگی نے معہ ایک کمپو کے سرونج کے قریب پہونچ کر قیام کیا۔ نواب کے عامل نے خوفناک ہوکر کمپو مذکور کی بدعت کا حال نواب کو لکھا۔ نواب نے جون ہی مہاراجہ سے رخصت لیکر سرونج کی طرف کوچ کیا۔ فرنگی مذکور آرون کو چلا گیا اور نواب اوس کے لوٹ جانے کی خبر سنکر پھر مہاراج ہلکر سے آملے۔ چونکہ پھر دونون فوجین اسقدر بڑھ گئی تھین کہ اونکا گذارہ ایک جگہ نہین ہوسکتا تھا اس لئے مہاراج نے نواب سے کہا کہ اب پھر ساتھ ساتھ رہنے مین دونون فوجون کا گذارہ نہین ہوتا ہے مین تو سونڈھوارہ کو جاتا ہون اور تم ساگر کو چلے جاؤ۔ نواب نے فی الفور کوچ کر دیا اور ساگر پہونچ کر پھر معاملہ لیا اور پھر اکھاجی کو تنگ کیا۔ اکھاجی نے پھر ناگپور کے راجہ کو لکھا کہ پٹھانون کی فوج پھر ملک کو

ملہ ترجمہ انگریزی امیرنامہ کے حاشیہ صفحہ ۱۳۲ مین لکھا ہے کہ مترجم نے اس افسر کا اصل نام دریافت کرنے کی بہت کوشش کی مگر ناکامیابی رہی - ۱۲

ملہ تاریخ مالوہ مین لکھا ہے کہ اکھاجی مرچکا تھا اوسکی رانی کا ساگر پر قبضہ تھا بنایک راؤ نے جو کا مدار تھا مقابلہ کرکے شکست کھائی اور قلعہ مین محصور ہوکر ناگپور سے مدد مانگی دیوی کو رجہام مین نواب نے اوسکا مقابلہ کیا پٹھانون سے پہاڑ کی آڑ مین کھڑے ہونے کو کہا کہ غنیم کے

غرض جب یہ دونوں اس طرح مقام راگڈھ[1] علاقہ اومٹ واڑہ میں پہونچے تو وہاں مہاراج کی تحریر نواب کے نام اس مضمون کی آئی کہ اب تم آگے مت جاؤ اور انباجی کو گرفتار کرلو مگر یہ بات نواب کو پسند نہ آئی اور انھوں نے خیال کیا کہ اگر انباجی میرے ساتھ رہے گا اور میں اوس کو گرفتار نکرونگا تو مہاراج مجھسے ناراض ہوگئے اور انباجی سے کہا کہ اگر تم مجھسے دو ایک منزل آگے پیچھے رہا کرو تو اچھا ہو۔ انباجی تو دانا آدمی تھا اتنے ہی اشارہ مین سمجھکر علیحدہ ہوگیا اور نواب وہان سے کوچ کرکے پاٹن مین آئے جہان مہاراجہ ملکر بھی اونسے آملے اور لکھوا بے لوٹ پچھاڑ مین جاکر راجہ درجن سال اور راجہ جی سنگھ سے موافقت کی اور بالا راؤ کو گھیر کر اوسکا قافیہ تنگ کیا۔

نواب اور مہاراج پاٹن سے کوچ کرکے راگھو گڈھ پر گئے۔ اس عرصہ میں پیرو صاحب فرنگی پیشگاہ مہاراجہ دولت راؤ سندہیا سے لکھوا کے تدارک پر مامور ہوکر آیا لکھوا بالا راؤ سے دار مدار کرکے قلعہ ستونڈہ میں جو دتیا کے قریب ہے گیا اور وہاں راجہ چیتر سال کی موافقت سے پناہ گزین ہوا مگر پیرو صاحب نے ایک طرف سے اور بالا راؤ نے دوسری طرف سے آکر قلعہ مذکور کا محاصرہ کرلیا۔ فیما مین ایک لڑائی ہوئی۔ چیتر سال[2] کام آیا اور لکھوا زخمی ہوکر قلعہ دتیا مین چلا گیا۔ چونکہ یہ قلعہ بہت مضبوط تھا اسواسطے سندہیا کی

---

[1] راگڈھ ایک ریاست اومٹ نسل کے پواروں کی ہے اور اسوقت ہاکے راجہ سی سنگھ ہیں ۱۲

[2] تواریخ بندیلکھنڈ میں چیتر سال کی جگہ شترجیت نام ہے اور جسونت سندریہ متق سنہ ۱۲۱۵ مطابق ۱۸۰۰ء میں موضع سرا کے قریب اوسکا کام آنا لکھا ہے ۱۲

سپاہیون نے سب سرگذشت بیان کی - نواب آگے روانہ ہوئے تو
دیکھا کہ اونکی خاص فوج کا ایک حصہ بھاگا ہوا چلا آتا ہے اور حریف کی فوج
اوسکے تعاقب مین ہی - نواب نے فوراً معہ اوسیقدر جمعیت کے کہ جو اونکے
ساتھ تھی اپنی اور غنیم کی فوج مین حائل ہوکر اوس کو تعاقب سے باز رکھا بلکہ
پانچ کوس تک اوراوسکا تعاقب کیا اور اپنا توپخانہ اوس کے ہاتھون سے
چھوڑالیا - پھر وہان سے لوٹ کر دریا پرنربدا پر سے گئے اور مہاراج کو لکھا کہ
مین آپکی مدد کو بارہا پہونچا ہون اور اب آپ میری مدد کو پہونچو - مہاراج
فی الفور اوجین سے کوچ کرکے نواب سے آملے - چونکہ مہاراج دولت رائو
سندھیا نے اپنے ہر ایک سردار کو لکھوا کے تدارک کے لئے لکھا تھا اس لئے
انباجی انگلیہ بھی نواب کے شامل ہوگیا اور نواب نے معہ مہاراج ہلکر اور
انباجی انگلیہ کے لکھوا کو شاہجہانپور مین جا گھیرا اور اسقدر تنگ کیا کہ اوسنے
نواب کے پاس خفیہ طور پر پیغام بھیجا کہ اگر تم مجکو یہان سے نکل جانے دوگے
تو مین بھی تمھارے بہت کام آؤنگا اور اس بارہ مین اوسنے عہد وپیمان کرکے
نواب کی بالکل تسلی کردی - نواب نے مہاراج سے کہا مہاراج بھی راضی ہوگئے
پس لکھوا کو اطلاع دی گئی اور وہ رات کو وہان سے نکلکر کھچی واڑہ کو چلا گیا
مہاراج نے جو کہ ظاہر مین انباجی سے ملے ہوئے تھے اور باطن مین اوس کو پکڑنا
چاہتے تھے نواب کو معہ انباجی مذکور کے اوسکے تعاقب مین روانہ کیا مگر چونکہ نواب
کو لکھوا کا تعاقب دل سے منظور نہ تھا اور وہ ایک مصلحت کے واسطے انباجی
کے ہمراہ ہوگئے تھے اس لئے آہستہ آہستہ اوس کے پیچھے جاتے تھے

بائیون کے جاو دمین پہونچتے ہی لکھوا چتوڑے سے اوسکے پاس آیا اور اوسکو وہان ایک مکان محفوظ مین بٹھاکر سونڈہواڑہ کی راہ سے شجاعلپور کو گیا اوسوقت نواب کی فوج شجاعلپور کے قریب شاہجہانپور مین پڑی تھی اور غلام خان کے سوا جسکو نواب اوجین جاتے وقت افسر کر گئے تھے کوئی دانا اور تجربہ کار افسر فوج میں نہین تھا۔ لکھوا نے اس موقعہ کو غنیمت جانکر نواب کی فوج پر حملہ کیا اوسپر ایسی بدحواسی چھائی کہ وہ بغیر مقابلہ جنگ کے جنگل کو بھاگ گئی اور سب اسباب اور سکا معہ توپخانہ کے لکھوا نے لوٹ لیا۔

نواب نے اوسی رات اپنی فوج کے مغلوب ہونے کا خواب دیکھا اور صبح بستر سے اوٹھتے ہی مہاراج سے رخصت مانگی۔ مہاراج نے پوچھا اتنا اضطراب کیون ہے؟ نواب نے خواب مین اپنا خواب بیان کیا۔ مہاراج نے کہا واہ اب تو تمنے اولیا کا درجہ پیدا کرلیا کہ غیب کا حال کہنے لگے نواب نے کہا کہ گو اسرار غیب سے کسی کو خبر نہین ہوتی مگر جسکے حال پر خدا کی عنایت ہوتی ہے اوسکو البتہ خواب میں راز نہانی ظاہر ہوجاتا ہے۔ جیساکہ ہم کو اکثر اوقات ایسے معاملے پیش آئے ہیں اور وہ صحت کو بھی پہونچ گئے ہیں۔ مہاراج سنکر چپ ہو رہے اور نواب اوسی دن تیسرے پہر کو روانہ ہوکر رات کو نرانہ مین رہے صبح وہان سے روانہ ہوئے تو اونکو معلوم ہوا کہ حقیقت مین اونکی فوج نے لکھوا کے ہاتھ سے شکست کھائی جب وہ کچھ اور آگے پہونچے تو چند سپاہی بھاگے ہوئے ملے اونھون نے اونسے پوچھا کہ بھاگے کیون ہو ماجرا کیا ہے؟

ف۵ شاہجہانپور اب بھی علاقہ گوالیار میں ہے۔ جغرافیہ گوالیار ۱۲

وقت بھی بغیر گرد و غبار دیر اور شکر دنیا کے نہین گذرتا ہے۔ کاش اگر یہ لوگ اس سے عشر عشیر بھی خدا کی یاد اور عاقبت کا اندیشہ کرین تو منعم حقیقی کیا کیا بے زوال نعمتین اپنے خزینہ غیب سے اونکو دے۔

نواب ابھی اوجین تک ہی پہونچے تھے کہ مہاراج کے دل مین ایک اور خیال پیدا ہوا اور اونھون نے سوچا کہ کہین ایسا نہو کہ نواب آکر اس کام سے انکار کرے اور تا بیدار اوس وقت کچھ بن نہ پڑے۔ اس صورت مین اوسکے آنے سے پہلے ہی اپنا کام کر لینا چاہیئے پس مہاراج نے اوسی رات کو جبکہ بائیون کے لشکر کے آدمی غافل پڑے سو رہے تھے یک بیک اونپر توپین مارنا شروع کردین۔ چونکہ رات کا وقت تھا اور اندھیرے مین دوست و دشمن نہین پہچانا جاتا تھا اس لیئے بائیون کا لشکر بہت جلد بکھر گیا اور وہ خود گھوڑون پر سوار ہوکر بھاگین اور چند آدمیون کے ساتھ چاوڈ[1] مین پہونچین اور اوس ضلع کے حاکم لکھوا سے جو منجانب سندھیا تھا پناہ مانگنے پر مجبور ہوئین۔

یہان مہاراج ہلکر نے تمامی قیمتی جواہرات جو بائیون کے توشک خانہ مین تھا لوٹ لیا۔ اور توپ خانہ ڈیرے خیمے وغیرہ پر قبضہ کرکے اوجین کا محاصرہ کیا اور اوسکی ضبطی لی۔ نواب امیر خان وہان اونسے ملے اور ملاقات کے وقت چھوٹتے ہی بولے واہ کیا کہنا ہے آپکی مردانگی کو کہ آپنے عورتون کے ساتھ خوب مردانہ سلوک کیا۔ مہاراج نے شرم سے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہین دیا

---

[1] تاریخ مالوہ مین چاورہ لکھا ہے۔ ۱۲ [2] اتہاس سار کا مولف اس ذکر کو اوڑا گیا ہے ۱۲

بھکالے سے آپ اپنے ایسے مُربے میں تیر نہ کرکے خواہ مخواہ میری جان کے
خواہان ہوئے ہو تو مین آپ کو مار ڈالتا ہون۔[۱]
یہ سُنکر مہاراج نے بہت منت سماجت کی اور عذر و معذرت کرکے رفع ظن کردیا۔
پس دونوں نے از سرِ نو عہد پیمان کرکے حاسدوں کو شرمایا اور پھر آپس میں صلح و موافقت
کرکے غبار منافقت کو درمیان سے اوٹھا دیا۔ نواب چند روز بعد اپنے لشکر مین آئے
اور مہاراج اندور میں رہے۔ یہ واقعہ سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین واقع ہوا۔[۲]

باب یازدھم

آنا مہاجی سندھیا کی بائیون یعنی رانیون کا اوجین مین
اور لوٹ لینا مہاراج ہلکر کا اونکو۔ ہوکہ دے کر سرزنش
کرنا نواب کا ہلکر کو اور شکست دینا لکھوا کا نواب کی فوج کو
گھیرنا نواب و مہاراج ہلکر اور انباجی انگلیہ کا لکھوا کو شاہجہانپور
کے قلعہ مین اور نکل جانا اوسکا نواب کی سازش سے حکم دینا
مہاراج کا نواب کو واسطے گرفتاری انباجی کے۔ اور بچا دینا
نواب کا اوس کو۔ اور جانا نواب اور ہلکر کا راگھوگڈھ کو۔ سازش

۱؎ اتہاس سار میں بھی یہ بات اسی طرح لکھی ہے گو گنجا کنور کا ذکر نہیں ہے مگر اور بات ملتی ہے۔
نواب کی مدد ہی کا حال سکراد ہر سام راؤ کا بھی لکھا ہے۔

۲؎ سنہ ۱۲۱۶ ہجری ۱۴ مئی سنہ ۱۸۰۱ء کو شروع ہوکر ۳ مئی سنہ ۱۸۰۲ء کو ختم ہوا تھا۔ صفحہ ۱۲۵ - ایفیمرس انگریزی ۱۲

چوایک تجربہ کار اور عاقبت اندیش آدمی تھا۔ مہاراج کو سردربار ملامت کی
اور کیجا کینہ رکو ہاتھ پکڑکر باہر کردیا۔ اور کہا کہ تو ریاست کی بربادی کی باتین کرتا
ہے اور اگر ایسا ہوا تو تیرا کیا نقصان ہو گا۔ اور نواب سے کہا تم بھی ڈیرہ کو
جاؤ کہ اسوقت تمھارے مزاج مین غصہ ہے۔ اور گواوسوقت مہاراج نے بھی
شام راؤ کی فہمایش سے نواب سے عذرخواہی کی مگر وہ باطنی طرفین کے دلون
سے بالکل رفع نہین ہوئی اور نواب اپنے ڈیرے پر چلے آئے اور مہاراج
نے اپنے دوکمپو کے ڈیرے نواب کے خیمے کے قریب کرادئے اور اوسنے
دغا کرنے کی تجویز کی۔
جب چار پانچ دن اس طرح سے گذرے تو نواب نے سوچا کہ جسقدر طرفین مین
جاوتین بڑھینگی اوسیقدر قباحتین بڑھتی جائینگی بلکہ یہ احتمال ہے کہ بصورت
بھڑک اوٹھنے شعلۂ فساد کے اوسکا بجھانا ممکن ہو یا نہو پس ابھی سے اسکا تدارک
کرلینا ضرور ہے اگر مظنۂ خاطر رفع ہو تو فبہا ورنہ اس ورطے سے کنارہ کش ہو جانا
چاہیے۔ یہ سوچکر وہ جریدہ مہاراج کے ڈیرون مین گئے لوگون نے اون کے
آنے کی خبر مہاراج کو دی۔ مہاراج نے پوچھا کس ارادہ سے آیا ہے عرض
کی کہ تنہا ہے۔ مہاراج نے فوراً بلوالیا۔ نواب نے کہا کہ ہم کو تخلیہ مین کچھ
کہنا ہے۔ مہاراج نے لوگون کو ہٹا کر خلوت کی۔ نواب نے بائین ہاتھ سے
مہاراج کا کمربند پکڑلیا اور دہنے ہاتھ مین کٹاری بغل سے نکالکر کہا کہ اپنی بدگمانی
اسی وقت رفع کرلو۔ اگر میرے مارڈالنے سے آپکا عروج اور فائدہ متصور ہو تو مجھکو
ابھی مارڈالو مین بسروچشم حاضر وبجان ودل منت پذیر ہون اور جو دشمنون کے

اگرچہ وہ لوگ بھی نواب کے مافی الضمیر کو جان گئے تھے مگر چونکہ الٰہی راز پردہ
مین تھا اِس لئے اونھون نے اوسکا افشا کرنا بہتر نہ جانا اور وہ اونکی مرضی کے
موافق ہودج میں بیٹھ گئے۔ پھر نواب نے اپنے سوارون کو اشارہ کیا کہ جو اسی
وقت اونکی سواری کے گرد حلقہ زن ہوکر روان ہوئے۔ نواب کی سواری جس
اس طرح سے اندور کے پاس پہونچی تو آدمیون نے دوڑکر مہاراج کو خبر دی مگر
مہاراج چپ ہو رہے اور پیشوائی کو نہین نکلے ورنہ جب نواب آیا کرتے تھے تو
تو مہاراج ہمیشہ دو تین کوس کے فاصلہ پر جاکر اونکا استقبال کیا کرتے تھے۔
آخر جب آدھ کوس کے قریب رہ گیا تب مہاراج نے بطور لاوبالی کے
آکر ملاقات کی۔ نواب اگرچہ اس بھید کو پا گئے تھے لیکن لظاہر شمائل کرکے
پوچھا کہ مہاراج کا مزاج تو اچھا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں رات کو جاگے
تھے اس لئے طبیعت درست نہین ہے۔ فی الجملہ نواب نے مہاراج کے طور تیور اور
طرز کلام سے کہ جو پہلے کی نسبت سب مختلف تھے مغائرت کی بو باس پائی
اور پھر جب وہ مہاراج سے ملنے کو گئے تو تکاجی کنور کو اونکی برابر بیٹھا ہوا دیکھا
اور سے نواب سے کہا کہ تینے تکا ملیور پر اتنی زیادتی کیون کی۔ نواب نے کہا
کہ میں نے تلوار کے زور سے کی۔ تکاجی کنور کہ جو نواب کی طرف سے سبب لوٹ لینے
تکاملیور کے جلا بھنا بیٹھا تھا کمر سے چھری نکالکر بولا کہ جو بد زبانی کرے
مین یہ چھری اوس کے پہلو سے حلق تک گھسیڑ دیتا ہون۔ اس بات سے
نواب کو اسقدر غصہ آیا کہ اونھون نے چاہا کہ اوسکا کام وہیں تمام کرڈالین۔ مگر
مہاراج کے افسرون نے درمیان مین آکر بیچ بچاؤ کر دیا۔ اور شام راؤ نارتے

گجا کنور نے مے نوشی کی صحبت مین خلوت دیکھ کر مہاراج سے کہا کہ نواب آپکے بُلوانے سے کب آتا ہے وہ تو شجاعلپور مین بیٹھا ہوا چنان و چنین کر رہا ہے۔ مہاراج نے نشہ مین افسرون سے کہدیا کہ تم معہ فوج جاکر نواب کو ہر طور یہان لے آؤ۔ ان افسرون نے پہلی ہی منزل مین نواب کی سواری آتی دیکھی تو مہاراج کے چیلہ ہرناتھ نے معہ دو تین ہزار سوارون کے سب سے آگے دوڑکر سلام کیا۔ نواب نے پوچھا تم کیون آئے اوسنے جو نواب کے اوضاع و اطوار سے کسی طرح کی بیگانگی نہین پائی تو یہ جواب دیا کہ سرکار کی پیشوائی کو آیا ہون۔ اسی عرصہ مین شام[۱] راؤ مارٹی اور چمنا بھاؤ وغیرہ بھی آپہونچے اور اونسے بھی اسی طور کی گفتگو ہوئی اور وہ سب لوٹ کر نواب کے ساتھ ہوگئے اور آپس مین کانا پھوسی کرنے لگے کہ ہم کو تو مہاراج نے نواب کے پاس اور ارادہ سے بھیجا تھا اور اودھر نواب کی طرف سے ذرا بھی کجروی نہین پائی جاتی ہے اگر ایسا ہوتا تو وہ کیون مہاراج سے ملنے کے لئے اتنی تھوڑی جمعیت سے آتے اور اب اس معاملہ مین کیا کرنا چاہیئے؟ نواب نے یہ کیفیت دیکھکر کہ ایک دوسرے سے سرگوشی کر رہا ہے فراست اور قیافہ سے جان لیا کہ دال مین کچھ کالا ہے اور ان لوگون کا آنا خالی از علت نہین پس اونھون نے یہ تدبیر سوچکر کہ جو اونکو اپنے پاس بٹھاؤنگا تو انکے شر سے امین رہونگا۔ ہاتھی کو بٹھادیا اور اونسے بڑی سنجیدگی کے ساتھ کہا کہ مناسب نہین ہی کہ مین تو ہاتھی پر بیٹھا بیٹھا چلون اور تم گھوڑون پر

---

۱ تاریخ مالوہ مین مہاریک لکھا ہے۔ صفحہ ۸۴۷۔

سعہ نشان مذکور کے صالح محمد خاں کے پاس تعینات کیا گر محمد شاہ خان بسبب
ناموافقت مزاج کے چند روز بعد صالح محمد خان کو چھوڑ کر نواب کے پاس گیا
اور اونہی رکاب مین حاضر رہا۔ اس عرصہ مین مہاراج ہلکر نے اندور مین پہنچکر
اپنی شادی کی تیاری کی۔ نواب نے راے بہت راے کو اپنی طرف سے اوس
جلسہ مین شریک ہونے کے واسطے بہیجا اوسوقت مہاراج کا مزاج نواب کے
طرف سے مکدر تھا وہ نواب سے دغا کیا چاہتے تھے اور گجا کنور جو شجا علپور کا
تہانہ دار تھا اوسکی وحشت اور بدگمانیون کو ان باتون سے اور بڑہاتا تھا کہ
نواب درپردہ کاشی راؤ سے ملا ہوا ہے تمکو پکڑ لینے کی فکر مین ہے۔ تمہارا
حکم نہیں مانتا ہر جو جی مین آتا ہے وہ کرتا ہے۔ شجا علپور مین اوسنے اسقدر
ظلم کیا ہے کہ وہان کی خلقت جان سے عاجز آگئی ہے۔ تم مالک ملک
اور قوم ہندو ہوکر یہ روا رکھتے ہو کہ تمہارے عہد مین کوئی اسقدر ظلم کرے
اور تم کچھ نہ کہو۔ ایسی ایسی شکایتوں سے مہاراج کا جی بے مزہ ہوگیا تہا۔
اور اونکے دل مین نواب کی طرف سے بہت سا شک اور شبہ پڑگیا تھا
اسی حالت میں راے بہت راے وہان پہونچے اور مہاراج نے اونسے
پوچھا کہ نواب ہمارے بلانے سے آجائینگے یا نہین۔ راے صاحب نے
(کہ جنکو مہاراج کی گراں خاطری کی اطلاع خبر نہ تھی) کہا کہ کیون نہین آئینگے
مہاراج نے اونہین کو نواب کے لانے کے لئے بہیجا۔ جب وہ نواب کے پاس
پہونچے اور یہ حال بیان کیا تو نواب اپنی سب فوج شجا علپور میں چھوڑکر جریدہ
تین سو سوارون سے اندور کو روانہ ہوئے گر یہ ابھی راستہ مین ہی تھے کہ

چونکہ بغیر تحصیل زر کے نواب کا گذارہ ممکن نہ تھا اِس لئے ہولی کے بعد اونھون نے سرونج سے کوچ کر کے شجا علپور کو جا گھیرا اونکے سپاہی شہر کو لوٹنے کے لئے بڑھے کرم دین خان اونہین باز رکھنے کو شہر مین گئے۔ شہر والے اپنی حفاظت کے لئے جابجا کوچہ بندی کر کے مقابلہ کر رہے تھے اونکی ایک گولی کرم دین خان[۱] کے سر مین لگی اور وہ اوسکے صدمہ سے مر گئے۔ سپاہیون نے دوڑ کر نواب کو خبر دی مگر چونکہ نواب اوسوقت قلعہ کے محاصرہ مین ہمہ تن معروف تھے اس لئے بھائی کے مرنے کا کچھ غم نکیا اور جلد اوس قلعہ کو فتح کر کے بھائی کی لاش پر آئے اور رضاے الٰہی پر صابر ہو کر اوس کو دفن کیا۔ اور پھر وہان اپنا تھانہ بٹھا کر اپنے بھانجہ صالح محمد خان[۲] کو کرم دین کا عہدہ دیا۔ اور محمد شاہ کو جو کرم دین خان کا توشکچی اور ایک نشان کا قواعد آموز تھا

---

[۱] "تاریخ مالوہ کے صفحہ ۷۴۸ مین لکھا ہی کہ یہ سردار بہت باتون مین نواب امیر خان سے اچھا تھا مہاراج کو اوسپر اعتماد تھا اور اوسکے کامون سے خوش تھے۔ اتھاس سار مین لکھا ہے کہ جسونت راؤ مہاراج بہت ناراض ہوئے فوج کے ہاتھون سے شہر برباد کرانے کو وہ پسند نہین کرتے تھے اور اب تو اونکا ایک اچھا بہادر سردار مارا گیا تھا۔"

کرم دین خان سب باتون مین اپنے بھائی سے اچھا تھا اور مہاراج بھی اوسکی بات کو زیادہ مانتے تھے اور اوسپر بہت مہربانی رکھتے تھے۔"

[۲] نائب صاحب فرماتے تھے کہ صالح محمد خان رشتہ مین دادا صاحب کے بھانجے ہوتے تھے۔ دادا صاحب نے اونکو سوارونکا بخشی کیاتھا اور اونکے بیٹے کریم اللہ خان کو اپنی بڑی بیٹی دی تھی موضع بگڑی صالح محمد خان کی جاگیر مین تھا مگر اب صالح محمد خان کی اولاد کو ریاست سے نقد تنخواہ ملتی ہے+

نواب نے اوس سے کہا کہ یہ کیسی دوستی ہے کہ جہاں مین معاملہ ٹھیرتا ہون تم سع کرتے ہو۔ خیر اب تو تمھاری خاطر سے درگذر کرتا ہون مگر آیندہ ایسا نہونا چاہیئے۔ بالاراؤ یہ سنکر چلا گیا۔ نواب ہی سرائے مین آئے اور وہان انھون نے اپنا تھانہ بٹھاکر جزیہ لیا۔ پھر سپیری کلارس مین گئے وہان بھی اپنا جی انکا یہ لگیا اور اوس نے اُن مقامات کا معاملہ رعایت کے ساتھ وصول کرا دیا۔ نواب وہان سے کوچ کرکے سرونج میں لوٹ آئے۔ اُن دنون مین ہولی تھی نواب کو بھی ہولی کھیلنے کی ترنگ آئی پس انھون نے اور کرم دین خان نے رقص و سرود کی محفل آراستہ کی اور باہم ہولی کھیل کر خوب رنگ رلیان کیں اور خوب رنگ[1] اوڑایا۔

باب دہم

نواب نے شجا علپور پر چڑھائی کی۔ اونکا بھائی وہان مارا گیا مہاراج ہلکر کی شادی۔ شجا علپور کے عامل کے بیٹے گنجا کنور نے مہاراج سے نواب کی شکایت کی۔ مہاراج نے اپنے سرداروں کو واسطے گرفتاری نواب کے بھیجا نواب اونکے ساتھ اندور کو گئے۔ وہان گنجا کنور سے تکرار ہوئی اور نواب مہاراج سے صفائی کرکے واپس چلے آئے

[1] اس موقع پر کئی ہولیان سائی گئی تھیں اوس پر ایک یہ ہے۔ ہوری کھیلن آئے نواب کمہیو دگن سے۔

مہاراج جو نواب کے مارے جانے کی افواہ سنکر سرونج کو ضبط کر لینے کی فکر
مین تھے یہ خط پڑھکر اُس ارادہ سے باز آئے اور نیز اوس وقت اونھون نے
ناگپور کی مہم کو بھی مناسب نہ سمجھا اور اُس سے کنارہ کشی کی۔ نواب بھی دہسان کا
کنارہ چھوڑکر سرونج مین آئے اور مہاراج سے ملے اوس وقت دس بارہ ہزار
سوار اور پیادے اونکے ہمراہ تھے اور باقی تمام لوگ ساگر کی لوٹ سے مالامال
ہوکر نواب کو چھوڑ گئے تھے۔

بعد ازان مہاراج سرونج سے کوچ کر گئے اور رتلام جھابوہ و مندسور وغیرہ
مقامات سرراہ سے جزیہ لیتے ہوئے اندور مین پہونچے۔ اُن ہی دنون مین کاشی راو[1]
ہلکر ہزار دو ہزار سوار اور پیدل کے ساتھ پونہ سے خاندیس کے ضلع مین آئے تھے
اونکے ہمراہیون نے جو اونہین مہاراج جسونت راؤ ہلکر کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی
اور جسونت راؤ کو جرأت اور بخت مندی مین لاثانی پایا تو سب اونسے مل گئے اور
کاشی راؤ کو پکڑکر اونکے پاس لے آئے۔ مہاراج نے کاشی راؤ کو کالنہ کے قلعہ مین
قید کر دیا اور اونکی فوج کا چہرہ اپنے دفتر مین لکھ لیا۔

اس عرصہ مین نواب نے سرونج سے کوچ کرکے جھانسی کو جا گھیرا اور وہان والون کو
جزیہ دینے کے واسطے تنگ کیا مگر اتفاق سے بالا راؤ انگلیہ سردار علاقہ سندھیا
وہان آنکلا اور اوس نے دوستی کی راہ سے نواب کو وہانکا جزیہ نہین لینے دیا۔

[1] تواریخ مالوہ مین لکھا ہی کہ کاشی راو ہلکر بیجا گڈھ سے پونہ مین جا پہونچے تھے وہان سے
سندھیا اور پیشوا کی مدد لے کر خاندیس مین آئے تھے۔ تاریخ مالوہ صفحہ ۸۴۶۔

قلیل سوارون کی طرف سے غافل تھے اور ملکہ اوسکو اپنے ہی سوار سمجھتے تھے۔ غرض اوسکو نواب درہم برہم کرکے اپنے توپخانہ پر جا کھڑے ہوئے جو دشمنوں کے قبضہ مین چلا گیا تھا مگر چونکہ گولہ انداز بھاگ گئے تھے اور توپون کے بھرنے کا سامان باقی نہ رہا تھا اس لئے وہ توپون کا لیجانا ممکن نہ دیکھ کر دریاے دہان کے کنارے پر گئے اور وہان خیمہ افگن ہوئے۔ نواب کا بھائی کرم دین خان معہ مہاراج ہلکر کے سرونج تک ہوگیا تھا کہ وہان اوسنے اس شکست کی خبر سنی اور فوراً معہ اپنے پانچ ہزار آدمیون کے مہاراج سے الگ ہوکر نواب کے پاس ہوگیا۔ نواب نے اوسکے عین وقت پر پہونچنے سے قوت پاکر حسرت خان اور اکبر خان وغیرہ سرداران فوج کی نمک حرامی کا حال بیان کیا۔ کرم دین خان اوسی وقت اونکے تعاقب میں روانہ ہوا اور دس بارہ کوس کے فاصلہ پر اون کو مارکر واپس آیا۔ نواب اُن نمک حرامون کے مارے جانے سے بہت خوش ہوئے اور مہاراج ہلکر کو لکھا کہ گو اس لڑائی میں بعض آدمیوں کی نمک حرامی سے فوج بھاگ گئی اور میری جان پرآبنی تھی مگر خدا نے خیر کی اور مین نے دشمنون کی قوت اور طاقت کا احوال بخوبی جانچ لیا ہے اگر آپ کو ناگپور کے راجہ سے بدلہ لینا منظور ہو تو اسکے لئے یہ موقع بہت خوب ہے۔

لہ پانچ ماوہ میں لکھا ہی کہ نواب اپنے ڈیرہ خیمہ جلاکر راحت گڈھ کو گئے وہاں کے حاکم نے تھوڑا سا مدرانہ دیا اور نواب نے ایک ساہوکار کو لوٹ کر روز مرہ کا خرچ چلایا۔ صفحہ ۸۴۵ انتخاب سار میں بجائے راحت گڈھ کے راٹھ گڈھ لکھا ہے ۱۲

تلہ اریخ ماوہ میں لکھا ہی کہ کرم دین خان کو مہاراجہ نے نواب کی مدد کیواسطے بھیجا تھا۔ صفحہ ۸۴۵

اب حریف کی جماعت نے اونکو ہر طرف سے گھیر لیا اور اس شدت سے مقابلہ کیا کہ نواب کے گھوڑے کی لگام تلوارون کے مارے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور گھوڑا نواب کو زمین پر گرا کر بھاگا۔ نواب کے سپاہی جو اوس معرکہ سے باہر کھڑے تھے گھوڑے کو اسطرح بھاگتا ہوا دیکھکر فوراً بھاگ گئے اور نواب کے مارے جانے کی خبر اوڑ گئی۔

نواب جو کہ دشمنون کے محاصرہ مین گھوڑے سے گر بھی گئے تھے اور نیزہ سے زخمی بھی ہوئے تھے جلد زمین سے اوٹھے اور ایک سوار کا گھوڑا لیکر اوسپر بیٹھے مگر چونکہ اوس گھوڑے مین نواب کے گھوڑے کی سی جرأت نہ تھی اس لیے نواب نے میدان کو چھوڑا اور لڑائی سے طرح دیکر خیال کیا کہ یہ شکست اوس بدعہدی کا نتیجہ ہے کہ جو مین نے ابھاجی[1] سے کی تھی اونکی فوج پہلے ہی بھاگ چکی تھی اور غنیم کے سوار اونکی بنگاہ کو لوٹ رہے تھے۔ مگر جونہی نواب معرکہ سے باہر نکلے دو تین سو سوار اونکے گرد جمع ہوگئے اور اوتھون نے اپنی بنگاہ کے لٹنے کا حال سنکر فی الحال غارت گرون پر یورش کی اور اونکو بنگاہ کے آدمیون کی لوٹ اور تعاقب سے باز رکھا۔ اوسوقت پھر اونکی شجاعت نے جوش کھایا اور وہ پھر پچاس سوارون سے مثل شیر ژیان کے سواران حریف پر جا گرے جو اون

[1] ابھاجی کے بعد کچھہ دنون اونکی رانی ساگر پر قابض رہی پھر جب سنہ ۱۸۱۶ء مین باجی راؤ پیشوا کا ملک انگریزون کے قبضہ مین آیا تو اس رانی نے بھی ایک لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کرا کر ساگر انگریزون کے سپرد کردیا۔ اوسی عرصہ مین راجہ صاحب ولد نانا صاحب خلف گنگا دھر کے مرنے پر جھی جالون کا علاقہ انگریزی سرکار مین ضبط ہوگیا۔ صفحہ ۵۹۶ تاریخ مالوہ ۱۲

مین دو قلعہ ایک جوراگڈھ اور دوسرا گڈھ منڈلا او کو دینے کئے ۔ پس رگھوجی گھوسلہ نے ایک کیو جسکا سردار بنے سنگہ تھا معہ چالیس ہزار قلمی نوکر اور سواران پیدا اور عورت تو سپاہ کے ابھاجی کی مدد کو بھیجا ۔ اتفاق سے اوسی وقت نواب کے ہمراہی جو سب پٹھان تھے واسطے وصول کرنے تنخواہ کے بلوہ کر کے اوس سے علیحدہ ہو گئے تھے اور اونھوں نے اپنے بھائی کرم دین خان کو لکھا تھا کہ جلد مہاراجہ ملکر کو ہمراہ لے آئے اور مہاراج وہان سے کوچ کر کے دیواس تک جو ساگر سے پانچ چھہ میل کے فاصلہ پر ہے آ بھی پہونچے تھے کہ رگھوجی گھوسلہ کی فوج اوس طمطراق کے ساتھ ساگر پر آ پہونچی ۔ اب نواب کو یہ خیال ہوا کہ میری ناموری تو جب ہے کہ مہاراج کے آنے سے پہلے حریف کو شکست دیدون ورنہ مہاراج کے شامل ہو جانے پر یہ فتح اوسکے نام پر ہو جاوے گی ۔

پس اونھوں نے اوسی وقت کہ مہور دشمن کی فوج جیمہ افگن بھی نہین ہوئی تھی بڑی دلیری کے ساتھ اوس پر حملہ کر دیا اور گو کہ اونکے ہمراہیوں نے جو کل دو ہزار سوار اور اوس قدر پیدل باقی رہ گئے تھے رفاقت اور جانبازی مین دریغ کیا اور ساتھ سواروں سے زیادہ اونکے ساتھ نہین پہونچے تاہم اونھوں نے دشمنوں پر ہو کر تیر تلوار اور برچھہ کا مینھہ برسا دیا اوس حالت مین حریف کی ایک پلٹن سے جو رزمگاہ کے قریب ایک طرف کو صف باندھے کھڑی تھی یکبارگی بندوقوں کی ایک باڑھ ماری جسکی گولیوں سے نواب کے اکثر رفیق مارے گئے بعض زخمی ہوتے اور جو ایسے آقا کی خدمت مین حاضر رہے وہ سو سے زیادہ نہین تھے

ملا یہ دونوں قلعہ گونڈواڑہ کے تھے ۱۲

بندیلہ اٹھارہ ضرب توپ اور اٹھارہ ہزار بندوقچی کے سبقت کرکے اپنے مورچون سے نواب کے مورچون پر حملہ کیا۔ نواب یہ حال دیکھ کر اوسی حالت مین اوٹھے اور گھوڑے پر کپڑا باندھ کر گھوڑے پر بیٹھے اور پانسو سوار ساتھ لیکر حریف کی پشت پر حملہ آور ہوے اس عرصہ مین اونکے اکثر سوار جو اپنے مورچہ سے مقابلہ کیلئے آگے بڑہے تھی ابھاجی پر غالب آئے۔ ابھاجی میدان چھوڑ کر قلعہ مین چلا گیا نواب کا لشکر فوراً شہر مین گھس پڑا تمام شہر[ملہ] معہ توپخانہ خزانہ و جواہرات وغیرہ مال متاع سکے چند ساعت مین لٹ گیا۔ اس لوٹ کی قیمت کا اندازہ ابھاجی نے اوس فرد مین جو پیشوا کو بھیجی تھی نو کرور کے قریب لکھا تھا۔

نواب نے شہر مین داخل ہوکر قلعہ سے مورچہ لگایا اور ابھاجی کو تنگ کرکے دو لاکھ کا معاملہ ٹھیرایا اور اوس سے صلح کرکے مورچے اٹھا لئے مگر نواب کے معتمد غلام خان نے جو سوال و جواب معاملہ کے لئے قلعہ مین ابھاجی کے پاس جایا آیا کرتا تھا وہان ایک بڑے دفینہ کی خبر پاکر نواب سے کہا کہ قلعہ مین بیشمار روپیہ گڑا ہوا ہے آپ نے تھوڑے سے روپیہ پر عبث صلح کرلی۔

نواب بہ طمع زر بد عہدی کرکے فوراً صلح سے پھر گئے اور قلعہ سے پھر مورچہ لگاکر لڑنے لگے۔ تب تو ابھاجی نے اونکے قول و فعل کا اعتبار نہ دیکھکر ناگپور کے راجہ راگھوجی گھوسلہ سے مدد مانگی اور اوس کے عوض

ملہ ساگر کو نواب کے پٹھانون نے بڑی بیرحمی سے لوٹا تھا اور مردون اور عورتون پر سخت ظلم کیا تھا جس کا مفصل حال صفحہ ۸۴۴ تاریخ مالوہ مین درج ہے۔ ۱۲

چلکر ساگر سے تین کوس اودھر ڈیرہ کرنے کی فکر مین تھے کہ وہان کا راجہ
ابھاجی[1] معہ آٹھ ہزار بدھوتی چار ہزار بندیلہ اور چار ہزار سوار کے ساگر
سے آکر سر سواری مقابلہ آرا ہوا۔ لیکن نواب نے بجرأت تمام اوسکے
لشکر مین گھس کر بہت سے آدمیون کو مار ڈالا۔ تب ابھاجی پسپا ہوکر
آہستہ آہستہ شہر کو چلا اور شہر پناہ کی آڑ پکڑ کر دافعہ پر مستعد ہوا نواب نے
شہر سے ایک کوس ادھر ڈیرہ کیا اور دریا کے کنارہ پر مورچہ لگا کر ایک
ہفتہ تک قیام رکھا۔

اس عرصہ مین ایک دن خیر محمد خان و نذر محمد خان وغیرہ سترہ سوار جو نواب
کے خاص یکہ سوارون مین سے تھے ایک باغ مین جو مورچون کے قریب بائین
ہاتھ کی طرف واقع تھا جاکر سیر کرنے لگے اونکو علیحدہ دیکھ کر حریف کے دو سو
منتخب سوار اپنے مورچون سے اونپر حملہ آور ہوئے مگر اونھون نے ایسا مقابلہ کیا
کہ اونکو ہٹا دیا۔ آٹھوین روز صبح ہی جبکہ نواب بسبب تکلیف دنبل کے مرکز ایک
بارک جگہ پر تھا مورچون کے پیچھے پالکی مین لیٹے ہوئے تھے۔ ابھاجی نے معہ چار ہزار

[1] ابھاجی بالاجی پنڈت کا بیٹا اور گوبند پنڈت کا پوتا تھا جو کالپی کا سردار تھا اور پانی پت
کی لڑائی مین مارا گیا تھا اوسکے دو بیٹے بالاجی اور گنگادھر تھے۔ بالاجی کالپی مین اور گنگادھر جالون
مین حکومت کرتا تھا۔ بالاجی کے بعد اوسکا بیٹا ابھاجی کالپی کا حاکم ہوا اور جب سے انگریزی فوج نے
ماہ مئی ۱۸۰۳ء مین کالپی کا قلعہ فتح کرلیا تھا تب یہ ساگر مین آگیا تھا۔ تواریخ مالوہ کے صفحہ ۱۰۱ مین
اوسوقت نواب امیر خان کا بھی ابھاجی کے نوکرون مین منسلک ہونا لکھا ہے مگر یہ بات صحیح نہین معلوم ہوتی
کیونکہ ۱۸۰۳ء مین نواب کی عمر صرف دس برس کی تھی اور وہ اسوقت گھر سے بھی باہر نہین نکلے تھے۔ ۱۲

ساتھ روانہ کیا اور عالم خان کمیدان کی پلٹنون سے ایک نشان بھی چوکی پہرہ کے لیئے اونکے ساتھ کر دیا اور محمد شاہ افغان کو جو اوسی نشان مین نوکر تھا اور قواعد بخوبی جانتا تھا سپاہیان نشان مذکور کو جنگی تعلیم دینے پر مامور کیا اور پھر خود بدولت[1] معہ اپنی خاص فوج کے علاقہ جات مالوہ سے مطالبے لیتے ہوئے شجاعلپور شاجہانپور اور بیرسیہ کے راستہ سے سرونج مین آ گئے۔ یوسف خان افغان نے جو وہان نواب کی طرف سے حاکم تھا پیشوائی کرکے ملازمت حاصل کی اور راے بہت راے بھی جوکہ بھوپال کی جان پہچان رکھتے تھے اوسی مقام پر نواب کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ نواب نے اونکو بہات کلان کی مختاری پر مقرر کرکے پرگنہ سرونج سے دو گاؤن ایک انندپور اور دوسرا بگرودہ اونکی جاگیر مین دیکر سند لکھدی۔ اوس وقت نشتر اسّی ہزار سوار اور پیدل نواب کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ نواب نے وہان سے کوچ کرکے ملہار گڈھ کے تھانہ دار سے مطالبہ لیا اور پھر وہ آمادہ ہوکر ساگر[2] کے علاقہ مین گئے اور ساٹھ ہزار روپیے وصول کیئے بعدہ کھیلاسہ مین پہونچے اور وہان بھی اسیقدر روپیہ لیئے۔ کیلاسہ سے

---

[1] اتہاس سار مین لکھا ہی کہ نواب بہان (برگونڈہ) سے ایک فوج سنگین لیکر پورب کی طرف لوٹ مار کرنے کو گئے۔ دیواس واون سے زبردستی ایک لاکھ روپیہ لیا آگرسے بھی بہت سا روپیہ لیا اور شہر بھی لوٹا۔ ۱۸۰۹ء مین وہ بہیلسہ سرونج اور ساگر کی طرف گئے تمام علاقہ ویران کیا اور ساگر لیا۔

[2] واضح ہو کہ اب تک نواب نے جہان بہان لوٹ مار کی وہ مہاراج سندھیا کی عملداری تھی اور ساگر سے سرحد پیشوا کا علاقہ شروع ہوا۔ جو اب انگریزون کے قبضہ مین ہے۔

ہوگئیں۔ یہ واقعہ ۱۲۱۳ھ ہجری میں واقع ہوا۔[ملہ]

باب ششم

مہاراج کا سونڈھواڑہ جانا اور علاقہ کوٹہ کی تحصیل۔
نواب کا سرونج مین آنا۔ راے ہمت راے کو مدارالمہام
کرنا۔ ساگر پر چڑھائی۔ وہان کے راجہ بھاجی کا ناگپور سے
مدد منگوانا۔ نواب کا مہاراج ہلکر کو بلانا۔ مگر ناموری کے
خیال سے قبل از پہونچنے مہاراج کے لڑائی شروع
کر کے اپنے ہمراہیون کی نمک حرامی سے شکست کھانا
پھر نواب اور مہاراج کا ملک سرونج مین آنا۔ جہان سے
مہاراج تورتلام اور جھابوہ وغیرہ کی طرف چلے گئے اور
نواب جھانسی سیپری اور کولارس تک لوٹ مار کر کے
سرونج مین واپس چلے آئے اور وہان خوب لی کا رنگا وڑا

مہاراج ہلکر جو موضع لولائی سے علیحدہ ہوئے تھے سونڈھوارہ کی طرف کوچ کر گئے
اور وہاں کوٹہ کے راجہ سے جزیہ لیکر علاقہ جات قرب جوار کی تحصیل مین مشغول
ہوئے۔ نواب نے اپنے بھائی کرم دین خان کو معہ کسیقدر سواروں کے مہاراج کے

ملہ سرجان مالکم ان واقعات کو ۱۷۹۸ء مں لکھتے ہیں (۱۲۱۳ھ) اور حاشیہ امیر نامہ انگریزی کے
صفحہ ۲۵ مں لکھا ہے کہ یہ سب واقعات ۱۷۹۸ و ۱۷۹۹ء میں ہوئے۔ یہاں غلطی ہے کیونکہ ۱۲۱۵ھ کے اعلی ۱۲۱۳ھ تھا
اتہاس سارسے بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے کہ بھیلوں کے گاؤں میں آنے سے مہیسر ہونچنے تک ایک برس لگا تھا۔

صدمہ سے اونکی ایک آنکھ پھوٹ گئی۔[ملہ]

بعد ازان مہاراج نے مہیسر مین جاکر اپنے تہانے بٹھائے اور جچر نایک کے کمپو کو توڑ پھوڑ کر اپنے طور پر درست کیا اور جچر نایک کو بحال کرکے پرگنات ٹونک اور رامپورہ[ملہ] کے انتظام پر بھیجا۔ جوکہ ایک مدت سے منجانب راجہ جیپور ہلکرون کو دئے گئے تھے۔ جچر نایک معہ کمپو کے کوٹہ ہوتا ہوا اوس طرف کو گیا اور مہاراج نے معہ لشکر عظیم مہیسر سے کوچ کرکے مقام نولائی علاقہ مالوہ پر ڈیرے کئے اور وہان سے جزیہ تحصیل کیا۔ اوسوقت نواب نے کہا کہ اب دونون فوجون کا گذارہ ایک جگہ نہین ہوسکتا ہے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ دونون فوجون کو علیحدہ علیحدہ رکھکر پرگنات کی تحصیل سے گذارہ کرین اور جب کوئی وقت آ پڑے تو آکر شامل ہوجائین۔ مہاراج نے یہ بات منظور کی اور فوراً دونون فوجین علیحدہ علیحدہ

ملہ اتہاس سار مین لکھا ہے کہ مہاراج مہیسر مین ہی رہکر چھاونی برگوندہ مین آئے وہان نشانہ مارتے تھے بندوق پھٹ گئی اور اونکی ایک آنکھ کی روشنی جاتی رہی۔ اسوقت اونھون نے امیرخان کو نواب کا خطاب دیا اور امیرخان نے خوشامد سے اپنی مُہر مین فدوی جسونت راؤ کھدایا۔

تواریخ مالوہ مین لکھا ہے کہ آنکھ کے زخم اچھے ہونے کا مہاراج نے بڑا جشن کیا جسمین امیرخان نے خلعت اور خطاب نواب کا پایا اور اپنی مُہر مین نواب امیرخان فدوی جسونت راؤ ہلکر کھدایا۔ صفحہ ۲۴۴

مگر یہ مہر اتبک کسی کاغذ پر لگی ہوئی دیکھنے مین نہین آئی۔ جہانتک مجھکو پرانے کاغذات مُہری نوابصاحب کے دیکھنے کا اتفاق ہوا اونپر وہی بڑی گول مہر ہے جسکا یہ سجع ہے "خدا خود میر خان است امیرخان اسباب توکل را" اسکی مہر مین سنہ ۱۲۱۲ کندہ ہین اس سے پہلے شاید کچھ عرصہ تک فدوی جسونت راؤ۔ والی مُہر رہی ہو تو معلوم نہین اتہاس سار مین یہ بات آخر کسی وجہ سے تو لکھی گئی ہے۔

ملہ اب یہ رامپورہ ریاست ٹونک کے شامل ہے اور علی گڈہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲

ورا اپنی ٹوپی اوتار کر رکھدی اور ہاتھ جوڑ کر نواب سے کہا کہ آپ نے جو مجھپر غصہ ہوئے تنگ پگڑی باندھنا چھوڑ دیا تھا سو اب یہ مطلب آپ کا حاصل ہوگیا اور مین خود اقرار کرتا ہوں کہ میں ہارا اور آپ جیتے۔ اور یہ میری ٹوپی آپکے پاؤں مین رکھی ہوتی ہے۔ اگر اسپر بھی بس نہو اور آپ مجکو قید کرنا چاہین تو لو یہ میری تلوار پہرہ میں رکھدو کہ انگریزی آئین مین جسکی تلوار پہرہ مین رکھی جاتی ہے وہ مقید سمجھا جاتا ہے۔

نواب یہ سنکر خاموش ہوگئے اور جھر نیک صاحب نے اپنی پگڑی منگوا کر نواب کے سر پر باندھ دی اور نواب کا شالی رومال اپنے سر پر باندھا۔ اور اس طرح اوسکو اپنا پگڑی بدل بھائی بنا کر لے گیا اور سب کا رخانہ معہ نقد و جنس و جواہرات کے اوسکو سونپ کر اوسکے ساتھ مہاراج کے پاس گیا[1] مہاراج اگرچہ بظاہر بسبب حامی ہونے نواب کے جھر نیک کو قید نہ کر سکے لیکن دل میں اوسکے ساتھ دغا کرنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر اوس بدنیتی کی سزا اوسکو اوسی شب ملگئی جبکہ وہ دریا میں مشعلین روشن کرکے گولیون سے نشانہ اوڑا رہے تھے اتفاقاً بندوق پھٹ گئی اور اوس کے

---

[1] اوسوقت مہاراجہ جسونت راؤ نے ملہار راؤ کو گدی سے اوتار کر قلعہ بیجا گڈہ میں بھیجدیا اور گدی کا مالک کھنڈے راؤ کو مشہور کیا اور دُہائی اور سکہ میں بھی کھنڈے راؤ کا نام جاری ہوا۔ لیکن سب نے جسونت راؤ کو ہی مہاراجہ کہنا شروع کیا۔

تاریخ مالوہ صفحہ ۲۴۳۔

مگر بموجب امیر نامہ کے یہ واقعہ بعد کو ہوا تھا۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔

ذریعہ سے اوس کے لشکر مین ایک بڑی ہل چل ڈالدی اور اپنے دل مین
عہد کیا کہ جب تک ججر نایک کو شکست نہ دونگا پگڑی سر پر نہ باندہونگا نہ
حجامت بنواونگا - آخر یہ آرزو اونکی پوری ہوئی اور ججر نایک نے رسد بند
ہوجانے سے تنگ ہوکر نواب ہی سے کہلایا کہ جو تم مہربانی کرکے میری صفائی
مہاراج سے کرادو تو مین حاضر ہوجاؤن -

نواب نے یہ امر مہاراج سے بیان کرکے اونکا مافی الضمیر دریافت کیا تو
مہاراج نے کہا کہ دشمن کو عہد و پیمان سے مارنا چاہیئے نواب نے کہا کہ اول تو
یہ بات شیوہ مردمی سے بعید ہے - دوسرے یہ کسکی طاقت ہے کہ جس کو مین
امان دون کوئی اوسکی طرف تیز نظر سے دیکھ سکے ۔

مہاراج چار ناچار یہ بات منظور کرکے وہان سے کوچ کرگئے اور دیپالپور ہوتے
ہوے موضع کوندہ[1] علاقہ دہارین ہوپنچے - وہان نواب کو حکم دیا کہ ججر نایک
کو دلاسا دے کرلے آؤ - ججر نایک اوس وقت جام کے گہاٹہ پر جو مہیسر کے
قریب ہے ٹھیرا ہوا تھا - جون ہی نواب وہان ہوپنچے تو وہ پیشوائی کے لئے آیا اور
سلامی کی شکلین چھوڑکر بڑی عاجزی سے ملا اور اونکو اپنے ڈیرے مین لےگیا
چونکہ اوسنے سُن رکھا تھا کہ نواب نے پگڑی باندہنے کی قسم کھائی ہے اور اب جو
شالی رومال اونکے سر سے بندہا دیکھا تو اور بھی اوس کو یقین ہوگیا پس اوس نے

[1] تاریخ مالوہ مین برگوندہ لکھاہے صفحہ ۲۴۸ - یہ چہاونی مئو سے ۶ میل اور اندور سے ۱۹ میل
جنوب مغرب کے گوشہ مین مہیسر کی سڑک پر واقع ہے - امیرنامہ انگریزی صفحہ ۱۰۹ -

سکتے تھے دُور سے پیدا ہوا اور چونکہ وہ ایک اور شخص سے باتیں کرتا ہوا چلا آتا تھا اس لئے مہاراج نے اوسکی آواز پہچانکر نواب سے کہا کہ یہ شخص قدیم سے میری ریاست کی بربادی کے درپے رہتا ہے اور میں ابتک قابو نہ پاکر اسکا کچھ نہ کرسکا تھا اور چونکہ ایسا موقعہ باربار نہ ملے گا اسواسطے اسکا کام تمام کرڈالنا [illegible] [illegible] مہاراج [illegible] اوس آدمی کو ایک ہی وار میں مارڈالا اور پھر مندرہ مس سواروں کے ساتھ مہیسر میں آکر دیکھا تو وہاں اپنی فوج کا نشان بھی نہ پایا قلعہ میں سو دوسو آدمی رہ گئے تھے وہ بھی نہایت خائف اور ہراساں تھے۔

مہاراج یہ کیفیت دیکھ کر معہ نواب کے جواہر خانہ مین گئے اور وہاں سے حسقدر قیمتی جواہرات اوٹھا سکے لیکر باہر آئے اور اس رات کو مقام دہرم پوری علاقہ دھار میں رہے جو مہیسر سے سات آٹھ کوس تھا اور وہاں اونکی فوج کے بھولے بھٹکے ہوئے آدمی بھی جمع تھے اور صبح ہی وہاں سے کوچ کر کے بھیلوں کے علاقہ مین مقام درجن پور جو پہاڑوں اور خاردار جنگلوں میں ایک پہاڑ کے گھاٹ پر واقع ہے جاکر قیام کیا اور بھیلوں کے سرداروں کو خلعت اور انعام دے کر حریف کے کیمپ کی رسد بند کر دینے کی اجازت دی۔ بھیل جوق جوق دوڑ پڑے اور اونھوں نے رسد بند کر کے کیمپ کا قافیہ تنگ کردیا۔ اور نواب نے حریف کے اکثر نوکروں کو جو افغان اور ہندوستانی تھے دوچند تنخواہ دینے کے لالچ سے اپنی طرف کھینچ کرادنکے

غنیم سے جاکر اونپر نیزہ تانا۔ مگر خیر یہ ہوئی کہ مہاراج نے نواب کو پہچان لیا اور کہا بھائی یہ تو مین ہون۔

نواب نے مہاراج کی آواز سنتے ہی ہاتھ روک لیا اور وقت کو تنگ دیکھ کر میدان جنگ سے مراجعت کی۔ مگر ہنوز چند ہی قدم چلے تھے کہ حریف کی فوج نے تھوڑے سے آدمی اونکے ساتھ دیکھ کر حملہ کیا۔

نواب پھر بجرأت تمام اوس پر گرے اور پھر اوس کو ہٹا کر معہ مہاراج کے ڈیرے کی طرف چلے۔ لیکن چلتے چلتے یہ سوچ کر پھر لوٹ پڑے کہ کوئی بڑا کام کر کے چلنا چاہیئے اور اونھین چند سوارون سے دشمن کی فوج پر جو آس پاس ڈیرہ کرنے کی فکر مین تھی مثل بلائے ناگہان کے جا پڑے اور بجلی کی طرح کئی آدمیون کو کاٹ چھانٹ کر ایک طرف کو ہو گئے۔

اس حملہ سے غنیم کے لشکر مین ایسا تہلکہ پڑ گیا کہ وہ گھبراہٹ اور رات کی تاریکی مین دوست اور دشمن کی کچھ پہچان نہ کر سکا اور پچھلی فوج نے اپنے ہی اگلے حصہ پر توپین مارنا شروع کر دین۔

تب نواب اور مہاراج ہلکر پندرہ سولہ سوارون سے ایک باولی اوترے جو مہیسر سے دو کوس تھی اوس وقت مہاراج کے اور چند سوار بھی آ کر شامل ہو گئے۔

اس عرصہ مین ایک شخص جو ایک پائیگاہ کا مختار اور مہاراج کا دلی دشمن تھا اور مہاراج اوس کو بسبب قوی ہونے اوسکی جمعیت کے ازہین

تھے اور نیز نواب کے سوار حیدروں کے صدمہ سے کچھ تو مہاراج سے جا ملے تھے اور کچھ ادھر ادھر بکھر گئے تھے اس لئے بیس سواروں سے زیادہ نواب کے ساتھ نہ پہونچ سکے مگر نواب نے میدان جنگ سے منہ موڑنا مناسب نہ دیکھ کر انہی سواروں سے غنیم کی افواج بحر امواج میں غوطہ کھایا اور اسپ بادپیما کو گرداب بلا کی طرح چکر دینے سے بہت سے آدمیوں کو خاک ہلاک پر گراکر دشمنوں کے انبوہ کی کائی سی پھاڑ دی۔

آخر اس جد وجہد میں دن چھپ گیا اور نواب کے ہمراہی بھی سوائے پانچ کے اور سب کام آگئے۔ اوسوقت کسی نے نواب سے کہا کہ آگے پیچھے تو دیکھئے کہ اب سوائے فضل الٰہی کے اور کوئی آپکے ہمراہ نہیں رہا ہے۔ نواب یہ حال دیکھ کر چاہتے فرودگاہ کو لوٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اونکے سپاہی غنیم سے لڑ رہے ہیں اور دونوں طرف سے توپ وتفنگ چل رہی ہے اور ساتھ ہی اسکے اونھوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ سپاہی جو تازہ ولایت اور ناآزمودہ جنگ تھے ہار گئے اور دشمن کی کارآزمودہ سپاہ نے غالب ہوکر چاروں طرف سے اونکو توپوں پر رکھ لیا ہے یہ حالت دیکھ کر نواب سے رہا نہ گیا اور اونھوں نے دشمنوں پر حملہ کرنے کی پھر جرأت کی اور فوراً اونکی پشت پر پہونچ کر بہت سے آدمیوں کے ٹکڑے اوڑا دیے۔ اب کیا عجب اتفاق ہوتا ہے کہ جہاں یہ دلاور نواب اس طرح سے شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھلا رہے تھے وہاں مہاراج ہلکر بھی پانچ چھ سواروں سے آپہونچے اور چونکہ اوس وقت اندھیرا پڑ گیا تھا اور اپنا پرایا پہچانے میں نہیں آتا تھا اس لئے نواب نے مہاراج کو سواران

استقبال کیا مگر چونکہ اوسنے گھاٹہ کا ضابطہ کرلیا تھا اور یہ لوگ پستی ہین تھے
اس لئے حملہ کی تدبیر پیش نہ گئی تاہم نواب نے صبح سے تیسرے پہر تک دشمن پر
ایسا زور ڈالا اور ہر طرف سے اوس کو ایسا تنگ پکڑا کہ اوسکی فوج تین پہر مین
تین کوس زمین بمشکل طے کرسکی پھر نواب اور مہاراج لوٹ کر اپنی فرودگاہ پر
چلے آئے جو مہیسر سے دو تین کوس اس طرف کو تھی۔ چونکہ اوسوقت صرف
چار گھڑی دن باقی رہ گیا تھا اور سارا دن لڑائی بھڑائی مین گذرا تھا اس لیئے اونھون نے
اپنے سپاہیون کو کھانا کھانے کے لیئے مہیسر جانے کی اجازت دی اور اوسی
وقت کہ جب نواب اور مہاراج کے پاس دو سو سوار اور دو ہزار پیادے
اور چار توپ سے سوا بھیڑ بھاڑ نہ تھی یکایک توپ کی آواز آئی اور فوراً ہرکارہ نے
آکر مہاراج کو خبر دی کہ شام راو ماری جو پیچھے رہ گیا تھا ایک کوس کے فاصلہ پر
غنیم سے لڑ رہا ہے جہان کہ اوسکی فوج فرونشس ہوئی ہے۔ ہلکر یہ سنکر گھبرائے
اور نواب سے بولے کہ شام راو کی مدد کو چلنا چاہیئے۔
نواب نے کہا کہ شام ہونے کو آئی اب لڑائی کا وقت نہین رہا اور قطع نظر
اسکے مدد کی بھی چندان ضرورت نہین ہے کیونکہ شام راو سے جنگ قراولی
ہو رہی ہے۔ مہاراج نے نہ مانا اور سوار ہو کر شام راو کی طرف چلدیئے۔
نواب نے سوچا اگر مین نہ جاونگا تو سب لوگ کہین گے کہ لڑائی سے ڈر گیا
پس وہ بھی ایک سو سوارون سے کہ اوس وقت اسقدر موجود تھے سوار ہو کر
دشمنون پر حملہ آور ہوئے چونکہ مہاراج ہلکر اس سبب سے کہ وہ معہ اپنے
پانچ ہزار سوارون کے اور طرف کو چلے گئے تھے اس یورش مین شامل نہو سکے

یہ سنکر اوکے رفیقوں نے کہا کہ جب یہ ہی بدسلوکی ہے تو آپ ہی اسکا ابھی کام تمام کرڈالو اور بلا شرکت مالک ملک ہو جاؤ - مگر نواب نے یہ بات منظور نہ کی اور مہاراج کے پاس آنا جانا چھوڑ دیا۔

اس اثنا میں جبر نیک صاحب فرنجی نے سواران افغان کو جو نواب کا شہرہ سنکر ہندوستان سے آئے تھے اپنے پاس نوکر رکھ کر اور سواران مرہٹہ کو جمع کرکے ایک بڑی فوج کے ساتھ ہلکر سے لڑنے کو کوچ کیا - ہلکر یہ خبر سنکر گھبرا گئے - اور اوسی وقت نواب کے پاس جو کشتی میں بیٹھے ہوئے دریا کی سیر کر رہے تھے آئے اور کہنے لگے کہ حریف سر پر آپہونچا ہے - تمہاری مدد کئے بغیر اوس سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے اور چونکہ اب اوسنے کوئی زور پیدا کرلیا ہے اس لئے میری رائے میں یہ مصلحت ہی کہ ابھی تو اوسکے سامنے سے ٹل جائیں - پھر جب مقابلہ کی طاقت ہوگی سمجھ لیں گے۔

نواب نے اگرچہ اول اول کرشت اور بدمازگی کے کلمات زبان سے نکالے لیکن پھر مہاراج کی منت اور ساجت سے دل کی کدورت دہو ڈالی اور کہا کہ میدان جنگ سے منہ پھیرنا شیوہ مردانگی سے بعید ہے اور فتح صرف خداداد ہے کچھ فوج کے کم و بیش ہونے پر منحصر نہیں ہے - اِن باتوں سے مہاراج کی تسکین ہوگئی اور وہ اپنے مہمات کی درستی میں مصروف ہوئے - ہنوز کوئی تجویز قرار نہ پائی تھی کہ جبر نیک صاحب کی فوج مہیسر سے آٹھ کوس جام کے گھاٹ پر آپہونچی - نواب اور ہلکر نے جو یہ ماجرا سنا تو پھیر اور توپ خانہ کو مقام چولی پر جو مہیسر سے تین کوس ہے چھوڑ کر مع سواران جریدہ مہم کا

پھر مسند سے علیحدہ بیٹھ گئے۔ مہاراج نے ہاتھ پکڑ کر ہر چند نواب کو کھینچا اور مسند پر بیٹھنے کی تکلیف دی مگر نواب نے نہ مانا اور کہا کہ یہ مسند جو آپکی آبائی ہے آپ ہی کو مبارک رہے۔ مین تو مسند نشین توکل ہون اور مجکو جس مسند پر بیٹھنے کا حوصلہ ہے وہ بہت بلند ہے۔ مہاراج نے یہ سنکر سرونج[1] کا پرگنہ نواب کے حصہ مین دیا۔ اور نواب نے یوسف[2] خان نامی ایک افغان کو وہان کی حکومت پر بھیجا۔ چونکہ یہ مشارکت اونکی بموجب شرط مہاراج کے تمام ملک مال مین لگی ہوئی تھی اور اوسکی وجہ سے مہاراج کو اپنی ریاست منقسم ہو جانے کا خوف تھا اس لیئے اونھون نے بدعہدی پر مستعد ہوکر نواب کے ہمراہیون کو بطور خفیہ اضافہ کے لالچ دیکر بہکانا اور پھسلانا شروع کیا تاکہ نواب کا زور کم ہو جاسے مگر یہ راز فاش ہو گیا۔ اور ایک شخص نے نواب کو خبر دی۔ نواب بہت خفا ہوئے اور کہا کہ جب مہاراج نے ابھی سے یہ بے ایمانی کی تو آیندہ اوس سے کیا خاک فائدہ ہوگا۔

[1] نواب کا یہ پہلا ملکی قبضہ تھا جو مالوہ کے علاقہ مین قایم ہوا اور اونکی ریاست کا یہ پہلا تخم تھا جو مالوہ کی زمین مین بو دیا گیا اور اوسکی شاخین راجپوتانہ مین نکلین۔ اوراق ماسبق مین سرونج ماتحت دولت راو سندھیا کے لکھا گیا ہے اور اب مہاراج ہلکر نے نواب کو دیا اور نواب نے یوسف خان کو وہان بھیجا تو اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ سرونج دراصل ہلکرون کا تھا اور مہاراجہ سندھیا نے کاشی راو ہلکر کو مدد دینے کے مد و خرچ مین دبا لیا تھا۔ اب جو جسونت راو ہلکر نے اپنے آبائی ملک مین قبضہ کیا تو سرونج بھی آبائی ملکیت نواب کو ملگیا۔ جسپر قبضہ کرنے مین کوئی دقت واقع نہوئی کیونکہ اسکا کوئی ذکر نواب کی تاریخ مین نہین پایا۔

[2] نائب صاحب فرماتے تھے کہ یوسف خان کے بیٹے کرم شیر خان اونکے احمد شیر خان اور احمد شیر خان کے محمد شیر خان اب موجود ہین اور دو گاون پرگنہ سرونج کے اونکی جاگیر مین ہین۔ ۱۲

تھے اور ریاست اونکو ہین ہو پہنچتی تھی اِس لئے اونھون نے ملہار راؤ متوفی کے بیٹے کھنڈے[1] راؤ کے نام سے جو اصیل اور نجیب تھا سکہ جاری کرکے بقیہ دن کو معشت کے عیش و عشرت میں بسر کیا- اور نواب نے دریا کے کنارہ پر روشنی کرکے کشتیون میں محفل آراستہ کی اور اونمیں سوار ہوکر عالم آب کی سیر اور رقص و سرود کی کیفیت دیکھی؛

باب ہشتم

مہاراج نے سرونج کا پرگنہ نواب کو دیا- اور پھر باہمی بدمزگی اور رنجش- جھجرنیک صاحب کی چڑہائی- مہاراج کی صفائی نواب سے اور دونون کا جھجرنیک سے مقابلہ اور شکست- مہیسر مین جھجرنیک کا قصہ ہونا- دونون صاحبونکا باہر جانا- اور رسد بند کرکے جھجرنیک کو مطیع کرنا مہیسر مین عمل کرکے جھجرنیک کو ٹونک و رامپورہ کی طرف بھیجنا نواب اور مہاراج کا مہیسر سے کوچ کرکے گذارہ لشکر کے واسطے علیحدہ علیحدہ ہوجانا

دوسرے دن جب نواب مہاراج سے ملنے کو آئے اور مہاراج کو مسند پہ بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس خیال سے کہ ایک میان میں دو تلواریں ہین سما سکتی ہین

[1] اتہاس سار مین لکھا ہی کہ جسونت راؤ نے اپنی بہن بیسوت راؤ ولدیت سائی کہنڈو راؤ کو کہدیا تھا ۱۲

نواب سے آملے۔ پھر تو دونون نے متفق ہوکر اُس پلٹن کو کاٹ ڈالا اور چار ضرب توپ اور دو زنجیر فیل اور بہت سامان لوٹ کر باقیماندہ دشمنون کو بھی بھگا دیا۔ اس شکست کی خبر لیکر خود اُن پلٹنون کا افسر جو تھوڑے سے آدمیون سے اوس میدان مین ایک طرف کو کھڑا تھا بھاگ کر مہیسر مین جچر بلیک صاحب کے پاس گیا اور صاحب موصوف گھبرا کر وہان سے اندور کو چلدیا۔

مہاراج اور نواب بعد فتح اُس دن تو اُس مقام پر ٹھہرے اور دوسرے دن دریاے نربدا کے کنارے پر مہیسر سے اس طرف خیمہ افگن ہوے مہاراج نے مہیسر کے مختارکار بھارامل کو جو اہلیا بائی[^1] کے وقت سے تھا کہلا بھیجا کہ اگر جلدی سے کشتیان بھیجدوگے تو شہر غارت ہونے سے محفوظ رہیگا ورنہ یاد رہے کہ جلد تر وہان پہونچکر تمام شہر کو غارت کرڈالونگا۔ بھارامل نے اگرچہ اول کشتیون کے بھیجنے سے انکار کیا مگر آخر کو مہاراج کے خوف سے کشتیان بھیجدین۔

مہاراج شہر مین داخل ہوے اور تمام مال متاع۔ فیلخانہ۔ اصطبل۔ توپخانہ اور جواہرخانہ کو اپنے تصرف مین لاے۔ اوسوقت نواب نے مہاراج کو تو مسند پر بٹھایا اور آپ مسند سے علیحدہ بیٹھے لیکن مہاراج نے یہ بات پسند نہ کی اور نواب کو بھی اپنی برابر مسند پر بٹھالیا۔ مگر چونکہ یہ مہاراج تکوجی راؤ ہلکر کی حرم سے

[^1]: اہلیا بائی ملہار راؤ ہلکر کے بیٹے کھنڈے راؤ کی رانی تھین جنھون نے بہت عرصہ تک بڑی نیکنامی وہردلعزیزی سے اندور مین حکمرانی کی تھی۔ مولف

ایک طرف کو ہٹ گیا اور اوس کے ساتھ ہی نواب کے بہت سے سوار بھی کنارہ کر گئے۔ تب نواب نے سترہ سواروں سے جو اسیقدر اونکے جلو میں رہ گئے تھے ایک ٹیکری کے پیچھے سے گشت کر کے دھاوہ کیا۔ اور پلٹنوں کی صفوں کو چیر کر بہت سے آدمیوں کو مجروح اور بے روح کر ڈالا اور بقیۃ السیف کو بھگا کر دوسری پلٹن پر جو میدان جنگ سے کچھ دور قلعہ باندھے کھڑی تھی گھوڑا اوٹھایا۔ اس سترہ سواروں میں سے نو تو مارے گئے اور آٹھ جو باقی رہے تھے وہ بھی بہت پیچھے تھے یہ حال دیکھ کر محب اللہ خان[1] نامی ایک افغان نے جو رفاقت میں حاضر تھا عرض کی کہ اسوقت ہمراہیوں میں سے کوئی نہیں رہا ہے اور حضور جو تنہا یورش کرتے ہیں اس میں ہرگز صلاح دولت نہیں ہے۔ نواب یہ سنکر آگے پیچھے دیکھنے اور اپنی حالت پر غور کرنے لگے اور محب اللہ خان سواران پسماندہ کو فراہم کرنے کیلئے گیا کہ ایک گولی اوسکے پاؤں میں لگی اور وہ ایک پاؤں سے لنگڑا ہوگیا۔ العرض نواب نے اوس طرف سے کہ غنیم کی توپیں چھترے سے بھری ہوئی سامنے تھیں دھاوہ کرنا مناسب نہ جانکر دوسری طرف سے حملہ کیا اور اوس وقت وہی آٹھ نو سوار ساتھ تھے مگر اوسی اثنا میں اونکے ایک ہزار سوار ایک اور طرف سے یورش کرکے رفاقت میں حاضر ہوگئے۔ ادھر مہاراجہ ہلکر مع شام راؤ مارٹی وغیرہ پانچ چھ سو سواروں کے

[1] یہ خان قوم منی تھے اور اس معرکہ میں لنگڑے ہو کر محب اللہ خان لنگ کہلاتے تھے۔ نواب نے موضع مرکھیڑہ پرگنہ سروج انکی جاگیر میں دیا تہا جو اب تک انکی اولاد کے حصہ میں ہے۔ (مؤلف)

سے ضبطی لیتے ہوئے ایک گاؤن پر گئے جو قریب گھاٹہ گھیر اودہ کے تھا
اور صبح ہی وہان سے کوچ کرکے گھاٹہ مذکور پر پہونچے - چونکہ اونکے آنے کی خبر
مشہور ہوگئی تھی اسواسطے ججر نیک[۵۱] صاحب فرنگی سردار علاقہ سندھیا نے اونکی
مدافعت کے لئے دو پلٹن اور ایک رجمنٹ سواروں کی معہ چار ضرب توپ کے مہیسر[۵۲] سے
روانہ کی تھی اور وہ فوج گھیر اودہ سے کوچ کرنے کو تھی کہ نواب اوسکا حال معلوم کرکے
معہ چند سوارون کے دھاوہ کرنے کو مستعد ہوئے - ہلکر یہ سنکر نواب کے پاس آئے
اور بڑی عاجزی سے کہنے لگے کہ اس تھوڑی سی جمعیت سے دشمن کی سنگین فوج پر
حملہ کرنا مناسب نہین ہے - نواب نے نہین مانا اور کہا مَین تو جاتا ہون اگر زندہ رہونگا
تو تمسے آملونگا ورنہ خیر - تم اپنا رستہ لینا - مہاراج چپ ہو رہے اور نواب اپنے
بھائی کرم دین خان کو وہان چھوڑکر چند سوارون کے ساتھ گھاٹہ سے گذرے اور
دشمن کی جمعیت پر نگاہ ڈالکر اوس کے زور اور طاقت کو جانچنے لگے اتنے مین اونکے
دو تین سو سوار اور بھی آکر شامل ہوگئے اور بولے کہ اب حملہ کرنے مین کیا دیر ہے؟
نواب نے خوش ہوکر جنگ قراولی شروع کی - پھر شام راؤ ماڑہی سردار علاقہ
مہاراج ہلکر بھی نواب سے آملا اور نواب نے چاہا کہ دشمن پر یکبارگی حملہ کرین
مگر دشمنون کی پلٹنون نے توپون سے ایسے چھرّے مارے کہ شام راو ماڑہی

---

[۵۱] تاریخ مالوہ مولفہ کرم علی میر منشی رزیڈنٹی اندور مین اسکا نام ڈیوڈرناک لکھا ہے صفحہ ۴۴۲
اور حاشیہ امیرنامہ انگریزی مین لکھا ہے کہ وہ شخص جسکا یہان ذکر ہے شیولڑ ڈڈرنیس
فرانسیس ہے صفحہ ۹۹ -

[۵۲] مہیسر دستور شامل ریاست مہاراجہ ہلکر ہے - تواریخ مالوہ - ۱۲

دوسری جمعیت کا ضابطہ تھا۔ اور جو گھاٹ پایاب نہیں تھا اوسپر کشتیاں موجود
نہیں تھیں اس لئے نواب نے مہاراج سے کہا کہ کشتیاں بہم پہونچانا چاہئیں
ورنہ پایاب گھاٹ سے عبور کرنا مشکل ہے۔ مہاراج نے تمام ناؤکو کہ واقفکار
اور دیا منتس آدمی تھا اس بارہ میں حکم دیا اور سے اوسی وقت اپنے آدمیوں کو
صاحب سپاہیوں سے ایک نے آکر خبر دی کہ یہاں سے دو تین کوس پر دو تین
ڈونگہ پڑے ہیں۔ نواب نے پچھلی رات کو اپنے بھائی کرم دین خاں سے کہا کہ تم
ایک سو منتخب بندوقچی لیکر ابھی جاؤ اور اوس طرف سے دریا کو عبور کرکے
غنیم کی فوج پر اس اندازسے باڑھ مارو کہ وہ ہماری طرف سے بالکل غافل ہوجائیں تا
میں اوسوقت فورًا پایاب گھاٹ سے اوترکر اونکا کام تمام کرڈالونگا۔ چنانچہ اوس
اوسی وقت اوس طرف سے دریا عبور کرکے اول لوگوں پر یکبارگی گولیاں برسائیں
وہ اس غیر مترقب حملہ سے ایسے گھبرائے کہ شہر کو بھاگے۔ اور اوسی دم ملکر اور نواب
نے پایاب گھاٹ کے بائیں جانب سے اوترکر دوسرے کنارہ کی جمعیت کو جو اوس
جانب سے غافل اور دوسری طرف کے شور وغل سے غافل ہو رہے تھے جا مارا اور شہر
ہنڈیہ کو لوٹ کر بہت سی غنیمت حاصل کی۔ نواب نے اوس وقت مہاراج سے کہا
کہ میں نے جو ڈیرہ اور اسباب خدا کی راہ میں دیدے ڈالا تھا اوسکے عوض سو حصہ
زیادہ احسان مجھکو خدا نے ارزانی فرمایا۔ مہاراج نے کہا ہاں سچ ہی۔
غرض اوس دن تو وہاں مقام رہا۔ دوسرے دن کھنڈوہ[1] اور تھیکن گاؤں وغیرہ مواضعات

---

[1] کھنڈوہ اب انگریزی عملداری میں ہے۔ علاقہ وسط ہند ۱۲

معہ نواب کے وہان سے کوچ کرکے آشٹہ کا خبر یہ لیتے ہوئے مہیسر کو روانہ
ہوئے مگر پہلے ہی مقام مین جو پرگنہ آشٹہ کے ایک گاؤن پر ہوا تھا نواب نے
بسبب درد کمر کے اپنا تمام اسباب سوائے گھوڑے کے اور بدن کے کپڑون کے
خدا کی راہ مین خیرات کر دیا۔ ہلکر نے یہ دیکھکر کہا کہ ابھی دنیا کے بہت سے
کام درپیش ہین کم ہمتون کی طرح اسباب معاش سے قطع نظر کرکے ترک
تعلق کرنا تا بان جوانمردی نہین ہے بلکہ مصلحت وقت تو یہ ہے کہ نقد شجاعت
کو محک امتحان پر پہونچا کر اپنی دلاوری کا نام خاص و عام کے نقش دل کرو
اور مین وعدہ کرتا ہون کہ جو کچھ ملک و مال حاصل ہوگا وہ نصفا نصف تقسیم کرلیا
جائے گا۔ نواب نے پھر مجبوری بار تعلق اختیار کرکے کہا کہ جو کوئی خدا کی راہ
مین کچھ دیتا ہے اوسکو اوس سے سو حصہ زیادہ ملجاتا ہے اور گو مجھے مال و زر
کی چندان طمع نہین ہے لیکن تمھارے اصرار اور الہام غیب کے اعتبار سے
جو بارہا مجھکو ہوا ہے پھر اسپ جرات پر سوار ہوتا ہون اور رخش ہمت کو
میدان طلب مین کاوہ دیتا ہون۔ یہ کہہ کر وہ تجرد کے ارادہ سے باز آئے
اور بدستور اپنے کام مین مشغول ہوئے۔
وہان سے کوچ کیا تو موضع مہاور واقع لب آب نربدا پر ڈیرے ہوئے چونکہ
نربدا کے دوسرے کنارے پر متصل شہر ہنڈیہ[1] کے مہاراجہ سندھیا کی فوج
پڑی ہوئی تھی اور نیز وہان سے کچھ فاصلہ پر جہان دریا مذکور پایاب تھا ایک

[1] ہنڈیہ پہلے بڑا شہر مالوہ کا تھا اب سرکار انگریزی کے قبضہ مین ہے اوسوقت مہاراجہ سندھیا کے ماتحت تہا۔
(تاریخ مالوہ و جغرافیۂ وسط ہند)

ساتھ سپاہیوں کے روبرو پیش کرکے کہا کہ یہ جواہرات کے ڈبّے مہاراج
ہلکر نے آپکے پاس اس شرط پر بھیجے ہیں کہ فوراً کوچ کرکے ہم سے آملو۔ غلامی خان نے ایسا ہی
کیا نواب نے اپنے ڈبّہ کو کھول کر اوسکا جواہرات سپاہیوں کو دکھلایا۔
اونھوں نے اسی طور پر اور سب ڈبّوں کا جواہرات سے پُر ہونا باور کرکے ملنے میں
پھر کچھ عذر نہیں کیا۔ اور نواب بھوپال سے کوچ کرکے شجاعلپور میں آئے اور
وہاں سے چھ ہزار روپیہ وصول کرکے اپنے سپاہیوں کو دئے۔[1]
اس عرصہ میں مہاراج ہلکر کو جو سو دوسو آدمی کی جمعیت سے چھوٹے چھوٹے
گاؤں کو لوٹتے پھرتے تھے علاقہ شجاعلپور کے ایک گاؤں والوں نے کثیر جمع
کرکے گھیر لیا۔
جب یہ خبر نواب کو پہونچی تو اونھوں نے بہت جلد وہاں پہونچ کر گاؤں والوں کا
محاصرہ کیا اور مہاراج کو اپنے آنے کی خبر دی۔ مہاراج جو اسی تردد کے منتظر تھے
فوراً شجاعلپور میں داخل ہوئے اور وہاں دونوں سرداروں کی ملاقاتیں[1] سنہ ۱۲۱۳ھ[2] آخر
میں بہت اچھی طرح سے ہوئیں اور سلسلہ اتحاد دے فیما بین انضباط پایا۔ پھر مہاراج

۱؎ اتہاس سار میں لکھا ہی کہ سید پیر علی ایک پرانا نوکر ہلکروں کا تھا اوسکی معرفت امیر خان مع سیدہ سو پیدلوں کے بھوپال میں پڑے تھے رانا گنج میں جسونت راؤ سے آملے اونھوں نے آخر تک ساتھ دینے کا اور جسونت راؤ نے اپنی فتح اور لوٹ کے مال میں سے آدھا اونکو دینے کا قول کیا۔
رانا گنج میں رانا جی سندھیا کی چھتری ہے۔ نواب نے مہاراج کو یہ قول نامہ لکھدیا تہا کہ رنج وراحت میں شریک رہونگا دغا نکرونگا ساتھ کبھی نہ چھوڑونگا۔ تاریخ مالوہ صفحہ ۱۸۱۔

۲؎ سنہ ۱۲۱۳ تاریخ ۵ جون ۱۷۹۹ء کو شروع ہوکر ۲۵ مئی ۱۸۰۰ء کو ختم ہوا تھا صفحہ ۱۰۰۔ ایلیٹ ساگر ٹیبل

نواب کے پاس بھیجا - جب اوس نے بھوپال پہونچ کر یہ سب حال نواب سے
بیان کیا تو نواب نے کہا کہ مہاراج ہلکر ایک بڑے سردار کا بیٹا ہے
اگر کوئی صاحب وجود معتمد ہمارے پاس بھیجتا تو بہتر ہوتا - یہ سنکر وہ لوٹ گیا
اور جو جواب سنا تھا وہ مہاراج سے ہوبہو عرض کیا -
مہاراج نے اپنے دو معتمد مرہٹون کو بھیجا اونھون نے آکر کہا کہ مہاراج جسونت راو
ایک عظیم الشان سردار ہے اور بہت سا جواہرات بھی اوس کے پاس ہے
اگر تم ملاقات کروگے تو نقش مدعا بخوبی کرسی نشین ہو جائے گا -
نواب نے غلامی خان[1] افغان کو کہ جو اونکا مقرب اور مرد مجرب تھا مہاراج
ہلکر کا احوال دریافت کرنے کے لئے بھیجا وہ مہاراج سے ملا اور اپنے تفرس سے
اونکا حال معلوم کرکے واپس آیا اور نواب سے کہا کہ اگرچہ مہاراج کے پاس قوت شبینہ
کا بھی سامان نظر نہین آتا مگر چونکہ سردار زادہ اور مرد صاحب ارادہ ہے
اس لئے ممکن ہے کہ اوسکی رفاقت سے بڑے بڑے کامون کا سرانجام ہوسکے
نواب نے اوسکی صلاح پسند کی اور مہاراج کو اپنی ملاقات کی خوشخبری بھیجی مگر
چونکہ فوج والے بسبب وصول نہونے زر تنخواہ کے کوچ کرنے پر راضی نہ ہوتے
تھے اس لئے نواب نے کچھ جواہرات جو اونکے پاس تھے ایک ڈبہ مین رکھکر خفیہ
غلامی خان کو دئے اور اوس کو سمجھا دیا کہ اس ڈبہ[1] کو چند اور خالی ڈبون کے

---

[1] غلامی خان اخیر مین ملازم جودھپور ہوگیا تھا اوسکی اولاد مین تو کوئی نہین ہے مگر آل
مین ایک شخص پنشن خوار جودھپور رہے - مؤلف -

بھیس بدلکر حیلیحا سے نکل آئے اور حیدر رورباٹ بھیلون کے گاؤں[1] مین پناہ گزین رہے ۔ بھیلوں نے بڑی مدمت کی اور چلتے وقت دوسو آدمی اپنی قوم کے آو کے ساتھ کردئے ۔ وہ پہاڑون کے راستہ سے دھار مین آئے اور وہان اونھون نے کاشی راؤ ہلکر کے ایک نوکر کو لوٹ لیا ۔ اسپر کاشی راؤ نے رئیس[2] دھار کو لکھا کہ جسونت راؤ کو پکڑکر بھیجدو ۔ مگر اوسنے بدنامی کے خوف سے یہ کام نہیں کیا ۔ تب جسونت راؤ دیپال پور[3] گئے ۔ وہان چارسو آدمی اونکی رفاقت میں جمع ہو گئے اور اونھوں نے دیپالپور والون کو دق کرکے کچھ روپیہ لیا اور پھیر مہد یدہ علاقہ اندور میں ہوتے ہوئے سارنگپور ضلع دھار میں جو اب شامل ریاست دیواس کے ہے چلے آئے ۔ وہان کھنڈو نامی اون کا ایک مدتگار جو حیدر رور بھوپال میں نواب کے پاس رہ چکاتھا اون سے آملا اور اونکو ملک گیری کی ادہیڑبن میں دیکھ کر بولا کہ اگر حوصلہ آزمائی کا ارادہ ہو تو امیر خان پٹھان کو کہ جو اسوقت شجاعت اور دلیری میں بے نظیر اور آجکل حضور کی خوش قسمتی سے بھوپال میں قیام پذیر ہے اپنے شامل کرلیا جائے اگر مدانے چاہا تو اوکی تدبیر اور ہتھوڑے سے آپکی امیدیں برآئینگی اور مرادیں پوری ہوجائینگی ۔ مہاراج نے اس بات کو غنیمت سمجھ کر فوڑا اوسی مدتگار کو

---

[1] اندور کی ہندی تاریخ اتہاس سار میں اس گاؤں کا نام کوکرتا ڈہ لکھا ہے جو سدرردار کے پاس تھا ۔
[2] اس رئیس کا نام اتہاس سار میں انند راؤ لکھا ہے ۔
[3] دیپالپور اب انگریزی عملداری وسط ہند میں ہے ۔ تاریخ مالوہ ۔

مین ایک بڑے دلیر بیباک اور نامی جنگ آور رئیس ہو گذرے ہین تکوجی راؤ ہلکر والی اندور کے بیٹے تھے۔ ریاست اندور ملہار راؤ ہلکر سے قایم ہوئی ہے وہ پہلے باجی راؤ پیشوا کے یہان سوارون مین نوکر تھے۔ پھر سپہ سالار ہوئے اور جب پیشوا کا عمل مالوہ مین ہوا تو اونھون نے اندور اور مہیسر کے علاقہ پیشوا ملہار راؤ کی جاگیر مین دئے۔ ملہار راؤ تمام عمر لڑائی بھڑائی مین مصروف رہے اور آنھون نے دکن اور ہندوستان مین بہت بڑی شہرت پائی۔

اونکے بعد تکوجی ہلکر اندور کے رئیس ہوئے۔ اونکی عمر بھی جنگ و جدل مین گذری۔ اونکے چار بیٹے تھے۔ کاشی راؤ۔ ملہار راؤ۔ تو بیاہتا بیوی سے اور جسونت راؤ اتھل راؤ حرم سے تھے۔ تکوجی کے بعد کاشی راؤ ہلکر مسند پر بیٹھے۔ ملہار راؤ اونسے باغی ہو کر لڑے اور مارے گئے جسونت راؤ جو اونکے ہمراہ تھے زخمی ہو کر ناگپور کو بھاگے مگر ناگپور کے راجہ نے کاشی راؤ ہلکر کی استدعا سے اونکو پکڑ کر قید کر دیا لیکن وہ کچھ عرصہ کے بعد ایک رات

۱؎ مرہٹون کے عروج و زوال کا ایک مختصر تذکرہ حصہ دوم مین کیا جائے گا۔ (مولف)

۲؎ تکوجی راؤ ہلکر ۱۵۔ اگست ۱۷۹۷ء کو پونہ مین مرے دولت راؤ سیندھیا بھی وہین تھے وہ کاشی راؤ کے طرفدار ہو کر ملہار راؤ سے لڑے اور بعد مارے جانے ملہار راؤ کے اونکے بیٹے کھنڈے راؤ کو دولت راؤ نے پکڑ کر آسیر کے قلعہ مین قید کر دیا۔ تاریخ مالوہ۔

۳؎ اتھل راؤ یا ایٹھوجی بعد ہلاکت ملہار راؤ کے بھاگ کر کولاپور کو گئے تھے اونکو باجی راؤ پیشوا نے گرفتار کرا کر مروا ڈالا۔ تاریخ مالوہ صفحہ ۳۹۔

دوسرا حصّہ

محاربات مالوا

بابُ ہفتُم

نواب کے پاس بھوپال مین جسونت راؤ ہلکر کا پیغام آنا
ہلکرون کا احوال۔ کاشی راؤ ہلکر کی مسند نشینی۔ اوسکے
بھائی ملہار راؤ اور جسونت راؤ کی بغاوت۔ ملہار راؤ کا
مقابلہ مین مارا جانا۔ جسونت راؤ کا زخمی ہوکر ناگپور کو بھاگنا
۔ قید اور قید سے رہائی۔ ملک گیری کا ارادہ اور نواب کی
تعریف سُنکر اونکے پاس معتمد بھیجنا۔ نواب کا بھوپال سے
روانہ ہونا۔ شجاعلپور مین دونون کی ملاقات۔ مہیسر کے
روانگی اور لُٹا دینا نواب کا کل اسباب کو۔ اقرار کرنا
ہلکر کا اونسے کہ جو ملک و مال ہاتھ لگے گا وہ آدھون آدھ
بانٹ لین گے۔ نربدا سے اوترنا اور ہندیہ کی لوٹ جو ریک
کے کمپو پر فتح۔ مہاراجہ ہلکر کا قبضہ مہیسر مین اور بٹھانا اون کا
ملہار راؤ کے بیٹے کھنڈے راؤ کو اندور کی مسند پر

نواب ابھی بھوپال سے کسی طرف کو روانہ نہیں ہوئے تھے کہ مہاراجہ جسونت راؤ
ہلکر کا پیغام باستدعاے کمک اسکے پاس پہونچا۔ یہ مہاراجہ جو اٹھارہوین صدی

ہین بھی برابر لڑرہی ہی وہ تو بھوپال جھگڑون سے گھبرا کر کنارہ کرتی ہین اور یہان اور بڑی بڑی جھگڑی
اونکے پیچھے لگے ہوئے ہین وہ تو وہان نواب حیات محمد خان کی ابتر حالتون سی حیران ہو کر استعفا
دیتی ہین اور یہان مہاراجہ ہلکر کی ابتری اونکے گلے پڑتی ہی۔ وہان اونکو ناہی کا کام انجام دینا ہی
مشکل ہوگیا تھا اور یہان تقدیر خود اونہین کو بآسانی نوابی دلاتی ہی۔ سنبھل ہین جنکے پاس
ایک بیگہ بھر زمین موروثی نہ تھی وہ راجستان اور مالوہ مین ڈہائی ہزار میل مربع کے مالک بنتے ہین
اور جنکے ساتھ گھر سے نکلتے وقت ایک خدمتگار بھی نہین تھا وہ لاکھون فوج کے مخدوم ہوتے ہین
جنکو ڈوباہی صاحب نے پسند نہین کیا تھا اونکو ہیسٹنگ صاحب جیسے عظیم الشان گورنر جنرل ہندوستان
رئیس بنانے کے لئے پسند کرتے ہین۔ اور جنہون نے فاقہ کشی سے تنگ آکر گھوڑا تک
بیچ ڈالا تھا اونکو راناجی جیسے غیور اور عالیجاہ رئیس نعلبندی دیتے ہین۔

نواب کو جب وہ توکل کی تلوار کمر مین باندھ کر گھر سے نکلے تھے کبھی یہ گمان بھی نہوا ہوگا
کہ مین ایسی ترقیات کو پہونچون گا اور پیادہ سے سوار اور سپاہی سے سپہدار ہو جاؤنگا
غارتگری مین مرہٹون سے اور بہادری مین راجپوتون سے بڑھ کر آخر کار انگریزون سے
بھی بازی لیجاؤن گا۔ یہ ترقیان کیا کچھ کم حیرت انگیز ہین اور اونکے نتائج خداپرست
لوگون کے دلون پر کیا کیا کچھ اثر نہین کر سکتے ہین جو اس عالم اسباب کے تمام چھوٹے
بڑے کامون کو اوسکی قدرت کاملہ سے منسوب کرتے ہین اور تقدیرات الہی کو تدبیرات
انسانی پر ترجیح دیکر اوسکے فضل و کرم پر یقین واثق رکھتے ہین جیسا کہ کسی صاحب بصیرت نے
کہا ہی۔ کارساز ما بفکر کار ما ۞ فکر ما در کار ما آزار ما ۞ اور ترقی پذیر نواب کے روشن ضمیر
منشی نے بھی ایسی ہی ایک بےنظیر نظیر قایم کرکے اونکی تواریخ کے شروع پر حمد کے شعر مین
یہ شعر کیسا کچھ حسب حال لکھا ہے۔ ز فضلش سپاہی سپہدار شد ۞ امیر و سر فوج و سالار شد

کرنے کا حکم دیا۔ اس بات سے وزیر محمد خاں اور کولے خان کو ایسا رشک ہوا کہ بھوپال چھوڑ کر اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ اوس وقت بسبب ہنگامہ شور و شغب کے ریاست بھوپال کا انتظام بگڑ گیا تھا اور آمدنی کے سلسلے بالکل درہم برہم ہو گئے تھے تاہم نواب امیر خاں نے مواضعات ملحقہ گرد و پیش سے روپیہ تحصیل کر کے آٹھ مہینے تک کارروائی کی اور ہزار آدمیوں کے قریب جمع کر لئے۔ اور پھر تھا ساہوکار رئیس کے پاس سے نقد و جنس مل سکا سپاہ کا کام چلایا اور جب ان بھی کچھ نہ رہا تو شہر سے ڈنڈ لیکر سپاہیوں کو کھلایا کرتا تھے۔ آخر یہی ہوا کہ استعفا دینا پڑا والیٔ بھوپال کو گو جدائی منظور نہ تھی مگر مجبوری سے وہ بھی نہ ٹھہرا سکے۔ اور رخصت کرکے کہا تم تو جاتے ہو مجھے کس کے سپرد کر جاؤ گے۔ امیر خاں نے کہا کہ خدا کے اور وزیر محمد خاں کو ملکوا کر اونکی صفائی نواب موصوف سے کرادی۔ نواب حیات محمد خاں اونکو چلتے وقت چار توپیں اور ایک مست ہاتھی دینے لگے مگر اونہوں نے کہا کہ توپیں تو درکار نہیں ہیں اور ہاتھی کو جب اوسکی مستی جاتی رہے گی منگوا لوں گا۔

(نوٹ)

اب یہاں نواب کی حالت پر غور کرنا چاہئے اور اونکی قسمت کو دیکھنا چاہئے کہ کیا سے کیا ہو گئے اور کہاں سے کہاں تک پہونچ گئے اور اونکی اس حالت کو اُس حالت سے ملائے کہ جب وہ پہلی بار پانچ روپیہ کے روزگار کے واسطے جو سپاہی کے حق میں بڑی نعمت ہوتا ہے میرٹھ تک پھر پھرا کر چلے آئے اور کہیں بیعت ہوا تھا۔ اور اُس سرگزشت کو بھی یاد کرنا چاہئے کہ سانگودالے جمعدار جمعدار کہکر اونکی ہنسی کرتے تھے اور ڈونگری صاحب نے اونکو سپاہ میں بھرتی نہیں کیا تھا اور اب بھوپال جیسی ریاست کی مختاری چھوڑتے ہیں اور حیات محمد خاں جیسے نواب کی داد و دہش کی پروا نہیں ہے اور اقبال کو دیکھئے کہ اس استعفا پر بھی اپنا کام کر رہا ہے اور قسمت کو داد دیجئے کہ ایک ہاتھی

رفیقون کو جو مردانِ کار بلکہ امرا و سردار تھے ایک عم تلوار کی بھینٹ چڑہا دیا۔ اس واقعہ سے قریب تھا کہ وزیر محمد خان کی فوج بھاگ نکلے۔ مگر نواب امیر خان نے اونکو دلاسا دے کر کہا کہ مین پہلے ہی منع کرتا تھا کہ شہر سے باہر نہ نکلو۔ خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب بھاگے گئے مین جان کی خیر نہین ہے۔ ہان اگر لڑتے بھڑتے آہستہ آہستہ پیچھے کو ہٹ کر شہر پناہ کی پناہ لیلو گے تو بچ جاؤ گے۔ سپاہیون نے یہ تدبیر پسند کر کے اُسی طور سے فصیل کے پاس پہونچ کر قیام کیا اور نواب نے بھی وہین ایک باغ مین ڈیرہ لگایا۔ پھر اوسی وقت پردۂ شب نے حائل ہو کر دونون لشکرون مین بیچ بچاؤ کرا دیا۔

دوسرے دن نواب بندوقچیون کو لیکر ایک نالہ کے غار مین جو سرِ راہ واقع تھا آبیٹھے اور میان اکبر محمد خان سے کہا کہ تم اکیلے دشمنون کے روبرو جاؤ جب وہ تمہارا پیچھا کرین تو اس غار مین چلے آنا۔ میان مذکور جو مرد شجاع اور دلیر تھا سواران پنڈارہ ہمراہی حریف کو اس ترکیب سے دہوکہ دیکر غار کے کنارہ تک لے آیا نواب اور اونکے ہمراہیون نے جو بندوقین بھرے بیٹھے تھے اکبر محمد خان کے واپس آتے ہی ایک ساتھ باڑھ ماری اور بہت سے پنڈارون کو مار کر زمین پر گرا دیا اور اپنے ڈیرون مین واپس چلے آئے اوسی عرصہ مین مہاراجہ سندھیا کا حکم واسطے گرفتاری لکھوا کے بالا راؤ اور باپو سندھیا کے نام پھر آیا۔ اُنھون نے پھر وزیر محمد خان سے دارمدار کر کے کوچ کر دیا۔[1] بعدہٗ نواب نے بھی وزیر محمد خان کی نوکری چھوڑ دی اور نواب حیات محمد خان سے ملاقات کی۔[2] اونھون نے بلحاظ جنگی لیاقتون کے نواب کی بڑی خاطر کی اور نوکر رکھ کر نئی سپاہ بھرتی

---

[1] انکے جانے کو تاریخ بھوپال مین شکست کھا کر جانا لکھا ہے ۱۲

[2] یہ ذکر یعنی نواب کا نواب حیات محمد خان کے پاس نوکر ہونا وغیرہ تاریخ بھوپال مین نہین لکھا ہی ۱۲

بھیجدیتے تھے۔ اِس عرصہ مین بالا راؤ نے بھوپال پرآنے کی فرصت نہ دیکھکر تیس ہزار روپیہ نقد اور گورگانوہ کا علاقہ لے لیا اور بھوپال والوں سے صلح کر لی اوسکا بخشی شام لال نواب کے پاس آیا اور کہا کہ قلعہ خالی کر دو۔ ہرچند کہ اوسوقت وزیر محمد خان نے مبالغہ کیا کہ یہ قلعہ ہمارے حوالے کرو مگر نواب نے مناسب جانکر نواب حیات محمد خان کے سپرد کردیا۔ اور وزیر محمد خان کے واسطہ داروں کو جو قلعہ میں تھے وزیر محمد خان کے پاس پہونچا دیا۔ اور قلعہ سے نکلتے وقت بہت سا سامان قلعہ کا خود لیلیا وزیر محمد خان نے فوراً کہلایا کہ یہ سامان سرکار میں پہونچا دو ورنہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ نواب نے کہا کہ یہ سامان تو میںنے تلوار کے زور سے لیا ہے اب جس کو حوصلہ ہو اوسی طور پر مجھسے لیلے۔ اور یہ عجیب شیوہ مروّت ہے کہ مین نے تو تمہارے علاقہ داروں کو قلعہ سے نکالکر تمہارے پاس بھیجدیا اور تم اوس کے معاوضہ میں ایسا سلوک کیا چاہتے ہو۔ وزیر محمد خان یہ سنکر خجل اور مایوس ہو گئے۔

نواب اس سے چلنے کو تھے کہ بالا راؤ مع کیوہا رے جنگی کے بھوپال سے تین چار کوس آپہونچا۔ وزیر محمد خان نے جمعیت موجودہ اوس کے مقابلہ پر مستعد ہوکر نواب سے مدد مانگی۔ نواب نے کہا کہ اس حرف وحکایت کو بھول گئے جواب یہ سوال کرتے ہو۔ وزیر محمد خان نے عذر و معذرت کرکے نواب کو بلالیا اور شہر سے باہر نکلکر فوج بھوپال کے تین حصّہ کئے اور ہر حصّہ کو ایک دوسرے کی برابر قایم کرکے بالا راؤ کے مقابل میں جنگ آراستہ کی۔ اس معرکہ مین نواب حیات محمد خان کا رسالہ بھی رسالہ خاص کو مدد کے لئے لے آیا تھا۔ مالپو سندھیا نے جو سردار عظیم الشان اور مرد میدان تھا وہ اپنی مدد کے لئے لے آیا تھا۔ بالا راؤ کی سپاہ سے نکلکر اول اوسی رسالہ کا کام تمام کیا اور نواب مذکور کے بہت سے

ہوکر اپنا عمل کر لیا اور راے ہمت راے کو پرگنہ بیرسیہ[1] کے بندوبست پر بھیج کر عہدۂ مختاری سے بیدخل رکھا۔ نواب نے چند روز تک قلعہ مین رسد کا انتظام کر کے بالا راؤ کو لکھا کہ کیا تم رسد بھیجنے کا عہد پیمان کر کے بھول گئے۔ بالا راؤ نے جواب بھیجا کہ میرے آنے مین اسوجہ سے توقف واقع ہوا کہ مہاراجہ سندھیا نے لکھا کی گرفتاری کا حکم بھیجا تھا جسکے بھاگ جانے سے سپاہ مین ایک بڑا تفرقہ پڑ رہا ہے مگر اب مین جلد آتا ہون۔ نواب مطمئن ہوکر چند روز اور رہے۔ مگر جب قلعہ مین غلہ نرہا تو اونھون نے بھوپال پر گولے مارنے شروع کئے۔ شہر والے جلد گھبرا اوٹھے اور وزیر محمد خان[2] نے کہلا یا کہ یہ حرکت ننگ افغانی سے بعید ہی۔

نواب نے جواب دیا کہ یہ بھی تو ننگ افغانی سے بعید ہی کہ مین تو یہان بھوکا بیٹھا رہون اور تم مزے سے کھانے کھاؤ۔ وزیر محمد خان نے شرمندہ ہوکر بہت سا کھانا پکوا کر قلعہ مین بھیجدیا۔ نواب اور اونکے ہمراہیون نے خوب کھایا۔ یہ زبردستی کی دعوت ایک ہفتہ تک جاری رہی۔ جب نواب گولے مارتے تھے تو یہ لوگ کھانا

---

[1] بیرسیہ پہلے تو ریاست دہار کے شامل تہا مگر غدر ۱۸۵۷ء مین ضبط ہوکر ۱۸۶۰ء مین نواب سکندر بیگم صاحبہ والیہ بھوپال کو بصلۂ خیرخواہی عطا ہوگیا۔ ۱۲ تاریخ مالوہ و بھوپال

[2] اب ریاست بھوپال وزیر محمد خان کی نسل مین ہی۔ وزیر محمد خان نے نواب حیات محمد خان غوث محمد خان کو بطور نظربند کے رکھا اور وزیر محمد خان کے بیٹے نظیر محمد خان نے باوجود زندہ و موجود ہونے نواب غوث محمد خان کے بصلۂ اعانت سرکار انگریزی جو جنگ مرہٹہ مین دی تھی ریاست بھوپال عہدنامہ ۱۸۱۸ء مین اپنے نام لکھوالی یہ موقعہ اونکو بوجہ رشتہ داری و دامادی نواب غوث محمد خان و مختاری ریاست و عدم واقفیت افسران سرکار انگریزی کے ملگیا تہا۔ نواب سلطان بیگم صاحبہ والئی حال بھوپال نظیر محمد خان کی پڑپوتی ہین (تواریخ مالوہ وغیرہ)

قلعہ میں توتیغ کلب علی کو چھوڑا اور خود معہ جمعیت سوار اور پیادے کے شہر سے باہر خیمہ افگن ہوا۔ مرید محمد خاں کے نکلتے ہی غوث محمد خاں نے شہر میں ایسا بندوبست کرلیا۔ اس عرصہ میں وزیر محمد خان اور کولے خاں بھی جمعیت عظیم بھوپال سے دس بارہ کوس کے فاصلہ پر آپہونچے۔ بالا راؤ نے سوچا کہ اگر کمیو قلعہ کی حفاظت پر رہیگا تو مقابلہ غنیم سے عہدہ برائی دشوار ہو جائے گی۔ پس اوس نے کمیو کو وہاں سے نکلوا کر امیر خاں کو حکم دیا کہ تم قلعہ میں جاکر اپنا تھانہ جماؤ۔ اگرچہ نواب نے قلعہ میں غلہ نہونے کا عذر کیا مگر بالا راؤ جلد مالوہ سے رسد بھیجنے اور لکھوا دانیو سیندھیا کے ہمراہ لانے کا اطمینان دلاکر معہ مرید محمد خاں[1] کے بھوپال سے کوچ کرگیا اور سرونج ہوکر بھیلسہ[2] کو چلا گیا۔ اوسکے بعد وزیر محمد خاں اور کولیخاں نے بھوپال میں داخل

---

[1] تاریخ بھوپال میں لکھا ہے کہ مرید محمد خاں بالا راؤ کو اسلام نگر میں معہ کرادینے کے واسطے لیگیا تھا مگر وہاں کے قلعہ دار نے مقابلہ کیا تو اسنے ہیں جاکر بالا راؤ کا عمل کرادیا۔ بالا راؤ ایک مہینے بعد سرونج کی طرف سے تیس چالیس ہزار فوج لیکر بھوپال پر آیا۔ نواب غوث محمد خاں اور وزیر محمد خاں نے لڑکر اوسکو شکست دی اوسکے ساتھ مرید محمد خاں بھی بھاگ گیا۔ اور امیر خاں نوکری چھوڑکر جسونت راؤ ہلکر کے پاس چلے گئے بعد چندے یاوری قسمت سے خود نواب ہوگئے۔ صفحہ ۲ تاریخ بھوپال۔ اور امیر نامہ۔ انگریزی کے نوٹ صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے کہ مرید محمد خاں اس سفر میں بیمار ہوکر بمقام سرونج مرگیا۔ بالا راؤ نے اوس سے دس لاکھ روپیہ لیا چاہا تھا جو ایسے بڑے صدمہ کے لئے باعث بیماری ہوا۔

[2] بھیلسہ اب شامل ریاست گوالیار ہے (جغرافیہ گوالیار)

جب رسد دو را ہہ مذکور سے نکالگئی تو نواب نے بھوپال جاکر شہر سے باہر ڈیرے کئے اوسوقت کولے خان جاگیردار آبنا پانی جو نواب بھوپال کے رشتہ دارون مین سے تھا معہ مدرفتنہ وفساد ہوکر سپاہ بھرتی کر رہا تھا وزیر محمد خان کہ یہ بھی اوسی ذیل سے تھا اور مرید محمد خان کی طرف سے او سکے مقابلہ کو گیا تھا اوس سے ملکر ایک بڑی جمعیت کے ساتھ بھوپال پر فوجکشی کا ارادہ رکھتا تھا۔ راے بست راے نے جو قید بھوپال سے نکلکر سرونج اور آرون مین چلے آئے تھے اور درجن سال کہنچی سے والی بھوپال کی مدد کرنے کے واسطے مستدعی تھے۔ کہنچی مذکور کی مرید محمد خان سے سازش دریافت کرکے آبنا پانی مین کولے خان کے پاس چلے گئے۔ اودھر بھوپال مین نواب حیات محمد خان کے صاحبزادہ غوث محمد خان نے مرید محمد خان کے نوکرون کو اپنی طرف کرلیا تھا۔
مرید محمد خان نے جو اس حالت مین نواب امیر خان کے پہونچنے کی خبر سُنی تو منظر تعارف سابقہ نوکری کا پیغام اونکے پاس بھیجا۔ اونھون نے کہا کہ مین نواب بالا راو انگلیہ کا نوکر ہون یہان نہین رہ سکتا۔ مرید محمد خان نے حد سے زیادہ مبالغہ کرکے استدعا کمال مین عجز والحاح کیا تو نواب نے ایک ہزار روپیہ روز ٹہیراکر اوسکی نوکری منظور کی مگر یہ شرط کرلی کہ جب بالا راو بلائے گا چلا جاونگا۔ اِس عرصہ مین کولے خان نے جو وزیر محمد خان کے اتفاق سے بہت سے سوار اور پیادے فراہم کرچکا تھا بھوپال پر لشکرکشی کی یہ خبر سُنتے ہی مرید محمد خان کے بہت سے نوکر اور افسر اوسکو چھوڑکر غوث محمد خان سے جاملے اور مرید محمد خان نے اپنا گذارہ مشکل دیکھ کر ملک اور قلعہ بالا راو کو دینا کیا اور اُس سے مدد مانگی۔ بالا راو مع کمپو شیخ کلب علی کے فوراً وہان پہونچا اور مرید محمد خان نے قلعہ فتحگڈھ اوسکو حوالہ کرکے شہر سے باہر اوسکی فوج مین ڈیرہ کیا۔ بالا راو نے

معاہدہ کرلیا اور نواب سے کہلا بھیجا کہ اگر ہماری نوکری کرو تو آجاؤ۔ نواب نے جواب دیا کہ اسوقت تمہاری نوکری کرنا جوانمردی سے بعید ہے۔ مگر ہاں یہاں سے اوٹھ جانے کے بعد مضائقہ نہیں یہ سنکر بالا راؤ چپ ہوگیا مگر نواب نے بیچ میں پڑکر فیمابین حاکم مشیوا اور بالا راؤ کے صلح کرادی اور حاکم مذکور کو وہاں سے نکالکر اپنے منابطہ کے ساتھ سارنگپور[1] تک پہونچادیا۔

جب اس طرح بالا راؤ کا عمل شجاعلپور میں ہوگیا تو اوسنے نواب کو اپنے پاس بلاکر نوکر رکھ لیا اور تنخواہ فی پیادہ چار روپیہ اور فی سوار دس روپیہ کی شرح سے مقرر کردی نواب کے ہمراہیوں نے اس شرح قلیل سے دلگیر ہوکر کہا کہ اسمیں ہمارا گذارہ ہوگا۔ نواب نے کہا کہ میں تمکو دوچند دونگا۔ اوٹھوں نے کہا کہ دوچند کہاں سے دوگے نواب نے کہا کہ جہاں سے اسوقت تک دیتا رہا ہوں آیندہ بھی دونگا۔ چیرہ سنکر سب راضی ہوگئے اور بالا راؤ نے نواب کو سرونج میں تھانے بٹھانے کے لئے عامل کے پاس بھیجا۔ نواب نے وہاں پہونچکر اوسکی عملداری کا نقشہ بخوبی جمادیا۔ وہاں کرم دین خاں برادر نواب بھی جو واسطے بھرتی کرنے نئی سپاہ کے ٹھوبال کو گئے تھے پانسو جوانوں کے ساتھ نواب سے آملے اور نواب بالا راؤ کے حکم سے واسطے پہونچانے رسد غلہ کے جو مالوہ سے مہاراجہ دولت راؤ سندھیا کے پاس دکن کو جاتی تھی سرونج سے آشٹہ[2] و دوراہہ تک گئے اور راستہ میں جو دیہات آئے اونسے زرمعاملہ تحصیل کرکے اپنے سپاہیوں کو حق اور وعدہ کو پورا کیا۔

---

[1] سارنگپور سوجانی کنبی کے بھائی سارنگدیو کا آباد کیا ہوا ہے اور ریاست دواس میں ہے یہاں روپ متی اور باز بہادر کے محل ہیں (تاریخ مالوہ) [2] آشٹہ و دوراہہ دونوں محالات علاقہ بھوپال میں ہیں (تاریخ مالوہ)

اونکو کہلا بھیجا کہ تم میرے ہمقوم ہو اور مین نے یہان لڑائی کا ٹھیکہ دس ہزار روپیہ
مین لیا ہی پس اگر تم میرے رفیق ہو جاؤگے تو مین آدہا روپیہ تم کو بانٹ دونگا
اونھون نے جواب دیا کہ یہ بات ننگ افغانی سے بہت بعید ہی۔ آخر نواب نے
اس خیال سے کہ فتح و شکست خداداد ہی کچھ فوج اور سپاہ کی کمی و بیشی پر منحصر
نہین ہے۔ اپنے دل کو مضبوط کرکے ہمراہیون سے کہا کہ مجکو گھوڑے پر چڑہا کر میرے
پاؤن کے زخمون کو رومال سے باندہ دو اور جب دشمن قریب آپہونچے تو یکبارگی بندوقون
کی باڑھ مارکر اوسپر ایک دلیرانہ حملہ کرو۔ اونھون نے ایسا ہی کیا اور حاکم کی فوج بھی
اونکی تقویت کے لئے ہمراہ ہوگئی۔ جب غنیم کی سپاہ حملہ کرکے ایک گولی کی زد
تک آپہونچی تو نواب کے ہمراہیون نے نواب کا حکم پاکر ایک ہی بار بندوقون کی
ایسی باڑھ ماری کہ دشمن کے بہت سے آدمی لوٹ گئے۔ پھر سب نے حملہ کیا اور
نواب کو مقابلہ مین کھڑا ہوا دیکھ کر کہا کہ یہ وقت کھڑے رہنے کا نہین ہی۔ نواب نے
کہا کہ اچھا تم پلٹن پر جاؤ اور مین پٹھانون پر جاتا ہون۔ یہ سنکر نواب کے سپاہی تو پلٹن
پر حملہ آور ہوئے اور غالب آئے۔ اودھر نواب دس بارہ سوارونسے صفون کو چیرتے
ہوئے اندر گھس گئے اور عزیز خان افغان کو جو سبقت کرکے مقابلہ کے لئے
آیا تھا ایک ضرب مین مارکر گھوڑے سے نیچے گرا دیا۔ اور پھر غول چیرکر پس فوج
جا نکلے اور پنڈت مختار فوج کو جو زمین پر بیٹھا ہوا پگڑی باندہ رہا تھا نیزہ سے
مار ڈالا۔ اوس کے مرتے ہی فوج بھاگ گئی اور نواب فتحیاب ہوکر اپنے ڈیرون
مین چلے آئے۔

تین دن بعد بالا راؤ نے مع کیپو شیخ کلب علی اور بہت سی بھیڑ بھاڑ کے آکر شجا علپور کا

بالا راؤ کی اور ملازم ہونا نواب کا محمد حیات خان والی بھوپال
کے پاس اور کچھ دنوں تک اونکی ریاست کا کام چلانا۔
اور پھر بوجہ ابتری کے نواب محمد حیات خان سے رخصت ہونا
پہلے حصہ کا اختتام نواب کی سرگزشت پر ایک رائے

نواب بعد صحت سرونج سے کوچ کرکے تھا علپور پہونچے وہان جو حاکم سرسیت پیشوا کی طرف سے مقرر تھا۔ اوس نے نوکر ہونے کا پیغام اوکے پاس بھیجا چونکہ نواب کو یہ معلوم تھا کہ بالا راؤ سردار علاقہ سندھیا اس مقام پر دھاوہ کرنے والا ہے اس لیے اونھوں نے وہانکی نوکری سے انکار کیا۔ پیغام لانے والے نے کہا کہ شاید یہ انکار تم بالا راؤ کے خوف سے کرتے ہو۔ نواب نے کہا کہ اگرچہ تم ہم کو نوکر نہیں رکھ سکتے ہو مگر تو ہم تمھاری خاطر سے لڑائی کی تمام ذمہ داری کرتے ہیں اونھوں نے کہا اچھا کیا لوگے نواب نے کہا کہ دس ہزار روپیہ۔ اونھوں نے جاکر اوسی وقت آدھے روپیہ نواب کے پاس بھیجدئے۔ نواب نے ازانجملہ کچھ تو اپنے ہمراہیوں کو تقسیم کئے اور باقی اپنے بھائی کرم دین خاں کو دیکر کہا کہ بھوپال جاکر سپاہ بھرتی کراؤ۔ تھوڑ کرم دین خاں بھوپال پہونچے بھی نہ تھے کہ بالا راؤ کے پانچ چھ ہزار سوار اور پیادے ایک پنڈت اور عزیز خاں نامی ایک افغان کی سرکردگی میں تھا علپور آپہونچے۔ اس فوج میں بسو خاں اور عمر خاں نامی دو پٹھان اور بھی تھے نواب نے

سلہ صحیح نام تھا لپور۔ کیونکہ یہ جاجی ولد راؤ گوگاجی کھیچی والی انلاودہ کا آباد کیا ہوا ہے اور اب مہاراجہ گوالیار کی عملداری میں ہے۔ (تاریخ قوم کھیچی و جغرافیہ گوالیار)

باب ششم

نواب کا کوچ سرونج سے شجاع علیپور مین پہنچنا اُنکا نوکر ہونا -
بالا راؤ کا حملہ شجاع علیپور پر - اور شکست دینا نواب کا اُونکی
فوج کو اور پھر صلح کرا دینا باہم بالا راؤ اور حاکم شجاع پور
کے - اور نوکر ہونا نواب کا بالا راؤ کے پاس - سرونج
مین عمل جانا - اور مہاراجہ سندھیا کے واسطے رسد لیکر
آشٹہ تک جانا - پھر بھوپال مین آکر اُنکی سازشون
مین شریک ہونا - راسے ہمت راے اور اونہی کو شمشیر
والی بھوپال کے واسطے مدد حاصل کرنے مین - بھوپال والون
کی باہمی کشاکش اور بلایا جانا بالا راؤ انگلیہ کا ھر بد محمود خان
کی مدد پر - وزیر محمد خان کا بہت سی فوج لے کر اوسپر آنا
اور چلا جانا اوسکا نواب کو قلعہ فتحگڈھ مین چھوڑکر - غلہ
کی تنگی اور نواب کا بھوپال پر گولے مار مار کر وزیر محمد
خان سے کھا نا لینا - بالا راؤ اور بھوپال والون کی صلح
اور نواب کے نام حکم واسطے خالی کر دینے قلعہ کے - اور
سپردگی اوسکی نواب محمد حیات خان کو اور پھر آنا بالا راؤ کا
بہت سی فوج سے - بھوپال کی فوج کی شکست - اور لیجانا
نواب کا وزیر محمد خان وغیرہ بھوپال والون سے - واپسی

نواب نے دوپٹہ جو کسی سے مستعار لیکر باندھ آئے تھے کمر سے کھولکر فقیر کو اوڑھا دیا۔ فقیر نے کہا ایسا دوپٹہ کمر سے باندھ لے۔ نواب نے کہا اب نہیں ہوگا فقیر نے اصرار کیا کہ لیلے۔ چند آدمی جو وہاں بیٹھے تھے نواب سے بولے کہ یہ فقیر کسی سے بولتا نہیں ہی تمہاری بڑی قسمت ہی جو تمہارے ساتھ آشنا ہوا اور ہمکلام ہوا اب تم کو اوس کی خوشی کرنے میں زیادہ عذر و انکار نہ کرنا چاہیے یہ سنکر نواب نے وہ دوپٹہ لیلیا۔ تب درویش نے کہا کہ تو مالکِ ملک اور صاحب علم و حشم ہوگا اور دنیا میں بہت کچھ رنج و راحت اوٹھاے گا۔ بس یہ تھوڑا سا درد جو تیرے پاؤں میں ہے اس سے کچھ اندیشہ نکر۔ نواب نے اس کلام سے قوی دل ہوکر اُس بشارت رسان درویش کے قدم چومے اور جب وہ رخصت ہوکر واپس آنے لگے تو ایک طوائف نے جو درویش کے مریدوں میں سے تھی اور دنیا کو چھوڑکر وہاں رہتی تھی اوسے سوال کیا۔ نواب نے وہی دوپٹہ اوس کو دیدیا۔ فقیر نے اُس طوائف کو ملامت کی اور کہا تو نہیں جانتی کہ یہ دوپٹہ اس کے پاس مانگا ہوا ہے۔ یہ سُنکر اوسنے فوراً وہ دوپٹہ نواب کو واپس کردیا اور نواب پھر اوس کو کمر سے باندھکر ڈیرہ پرآے اور خیال کیا کہ پہلے بھی مجکو دو دفعہ صاحب کمال شخصوں سے الہام مبنی ہوا ہے اور یہ تیسری بشارت ہے جو میں نے اس فقیر روشن ضمیر سے سنی اور یہ مجکو کمر باندھنے کا حکم دیتا ہے۔ بس مجکو بھی کمر ہمت باندھکر مستعد اور قوی دل رہنا چاہیے کہ اس بندش میں کچھ صورت کشاد کار کی نظر آتی ہے۔

بے طاقتی پر افسوس کرتے تھے۔
اس اثنا میں نواب کے ہمراہی ہنگامہ مذکور کی خبر پاکر مسلح اور مستعد آ
راجہ نے اپنی تدبیر بگڑتی ہوئی دیکھ کر نواب سے عذر خواہی کی۔ گر نواب
اوسی وقت اونکی رفاقت سے دل اوٹھالیا اور بہت سے آدمی بھی
تکلیف خرچ کے نواب کے پاس سے چلے گئے اور جو باقی رہے وہ قریب ا
سوار و پیادے کے تھے۔ غیر نواب اپنے پاؤن کے زخمون کے معالجہ
اوس مقام پر ٹھیرے رہے۔ ہنوز وہ زخم اچھی طرح سے نہ بھرے تھے کہ ایک
دن گھوڑے پر سوار ہوکر شاہ ظہوراللہ کی زیارت کو گئے۔ یہ مجذوب درو
سے باہر ایک گوشہ مین بیٹھا ہوا یاداللہ کرتا تھا نہ کسی سے بولتا تھا نہ وہاں
اوٹھکر کہین جاتا تھا اور اوسکے پاس دنیوی اسباب سے سوائے ایک کالے
اور کچھ کالا نہ تھا جس کو وہ گرمی اور سردی مین برابر اوڑھے رہتا تھا۔[1]
فی الجملہ نواب جب وہان پہونچے تو فقیر کے خادمون نے اونکے آنے
فقیر کو اطلاع دی۔ فقیر نے کمل سے سر نکال کر پوچھا کہ کون ہے۔ اونھو
عرض کیا کہ محمد امیر خان روہیلہ ہے۔ فقیر نے کہا کہ بیٹھہ جا۔ نواب نے
اوب آگے بڑھ کر کہا یاداللہ۔ فقیر نے کہا کیون آیا اور ہمارے لئے کیا
اوسوقت بسبب تکلیف خرچ کے نواب کی گرہ مین ایک کوڑی بھی نہ تھی شر
بولے کہ میرا حال آپ کو خود معلوم ہے۔ فقیر نے پھر یہی کہا کہ ہم کو کچھ دے

[1] گویا یہ شعر اوسکے حسب حال تھا۔ دلمین ہوس شال و دوشالا نہین کچھ ۞ کمل کے سوا ہم کوئی کالا نہین

دن تک برابر گراس یعنی ترکتازمین مصروف رہے اور اونھوں نے اسقدر محنت اوٹھائی کہ رات دن کے آٹھ پہر میں سوا رفع حاجت کے اور کسی وقت بھی خانہ زین سے جدا نہیں ہوتے تھے اور شکم پروری کی یہ ترکیب نکالی تھی کہ لوٹ مار کے ذریعہ سے کچھ آٹا بہم پہونچاکر گھوڑے کی پشت پر گوندہ لیتے تھے اور پھر نیزہ کی نوک سے لکڑیاں جمع کر کے چقماق سے اومیں آگ لگا دیتے تھے اور آٹے کی باٹیاں بناکر اوسی نیزہ کے ذریعہ سے آگ پر رکھ رکھ کر پکالیتے تھے اور گھوڑے پر ہی بیٹھے بیٹھے کھاجاتے تھے۔

جب اٹھارہ روز اس محنت اور مصیبت سے بسر ہوئے تو سرونج مین آئے وہاں ایک دن شیر سنگہ نے نواب سے کہا کہ اگلے پٹھانوں نے ایسے ایسے کام بہادری کے کئے ہین کہ اونکی تعریف اب تک صفحۂ عالم پر باقی ہے مگر افسوس ہی کہ اب وہ لوگ نہیں رہے۔ نواب نے اس طعن انگیز کلام کو سُنکر کہا کہ یہ اشارہ ہماری طرف ہی اور حیرانی مین تھی کہ اسکو صراحتاً نہیں کہا اور لو آج میں تن تنہا مالاراؤ سے مقابلہ کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ صبح ہی معہ ایک خدمتگار کے راجہ سنگہ سے رخصت ہوئے اور راجہ وہاں سے جنگل میں ایک طرف کو چلے گئے۔

نواب شام کے قریب مالاراؤ کے لشکر میں پہونچے اور چونکہ تن تنہا گھوڑے پر سوار تھے اس لئے کسی نے اونکو نہیں پہچانا اور نہ کچھ تعرض کیا وہ سیدھے توپ خانہ پر گئے کیونکہ اونھوں نے تعرض سے جان لیا تھا کہ مالاراؤ اسوقت توپوں پر ہوگا اور بیشک وہ وہیں تھا۔ وہاں پہرہ والوں نے نواب کو جیسی

مین آپ کو آپکی جگہ پر نہ بٹھادونگا معہ اُن لوگون کے کہ جو میرے ساتھ ہین آپ کا ساتھ دونگا۔ راجہ جے سنگہ نے خوش ہو کر کہا کہ اگر اسوقت تم میری رفاقت کروگے تو مین بھی اوس تاکٹ و مال مین سے کہ جو اس مہم کے ختم ہونے پر میرے ہاتھ لگیگا آدھا تم کو بانٹ دونگا۔

اس عرصہ مین بالا راؤ اور اوسکی فوج کے چارون حصّون نے راجہ جے سنگہ کے تعاقب مین بہت کچھ دوڑ دہوپ کی مگر چونکہ راجہ کسیوقت ایک مقام پر آرام نہین کرتے تھے ہمیشہ ادہر اودہر دوڑتے رہتے تھے اس لئے بالا راؤ کی کوئی محنت و تدبیر کچھ پھل نہین دیتی تھی[1] اوس موقعہ پر نواب امیر خان اٹھارہ

[1] اہل دانش خیال کر سکتے ہین کہ اوس زمانہ مین فوجونکی شبانہ روزی ایسی دوا دوش سے رعایا کا کیا کچھ نقصان ہوتا ہوگا۔ کہیتیان کیسی کیسی پامال ہوتی ہونگی تجارتی مال کیا کیا لٹتا ہوگا اور لطف یہ تہا کہ دونون فریق رعایا کے دشمن تھے۔ جسنے جہان قابو پایا قتل و غارت مین کمی نہ کی اور افسوس ہی کہ ہمارے اکثر اہل وطن پہر اوسی زمانہ کی تعریف کرتے ہین اور اُسکو یاد کرکے روتے ہین اور کہتے ہین کہ اوسوقت روزگار خوب تہا۔ روزی مین برکت تھی ایک کماتا تہا دس کہاتے تھے اناج بہت پیدا ہوتا تہا بہاو ہمیشہ سستا رہتا تہا کہانے پینے اور پہننے کی اور سب چیزین بھی گران نہین تہین۔ گو ہم ان سب باتون کے جواب دے سکتے ہین لیکن پہر بھی ہم کو قبول کرنا پڑیگا کہ اس زمانہ مین بیشک اہل ہند پر معاش کی تنگی سے بڑی تکلیف ہی۔ خاص و عام کا روزگار رفتہ رفتہ ہو رہا ہی قدیمی پیشے صنعت و حرفت تجارت کے ذریعہ روز بروز اوٹہتے جاتے ہین۔ ہندوستان کا روپیہ غیر ولایتون مین کہنچا چلا جاتا ہی۔ سرکار ہندوستانیون کو پڑہا لکہا کر شائستہ تو کرتی ہی لیکن وہ فنون نہین سکہلاتی جنسے وہ اپنی ضرورت کی چیزین آپ ہی پیدا کرلیا کرین اور اونکی زمین جائداد و روزگار کا روپیہ انکے ہموطنون کے ہاتہ مین رہا کرے پہر کسیکو تکلیف اور فاقہ کشی کی شکایت نہ رہی اور سرکار کو بھی اپنی ہندوستانی رعیت کا دُکھ نہ دیکھنا پڑے۔ ۱۲

تھا اور کے شامل ہوکر گروہ مجموعی کی تقویت اور دلدہی کا باعث ہوا اس میں صلاح
ٹھیری کہ راگھوگڈھ کے قلعہ پر ملا یہ ایک دلیرانہ حملہ کریں اور جنگل کی راہ سے
وہاں تک جاہی پہونچے مگر شہر کے اندر مہاراجہ سیندھیا کی طرف سے ایک
قوی مقابلہ دیکھ کر باہر ہی باہر رعیت کو لوٹتے ہوئے پیچھے ہٹے اور اوسی میں
میں ایک گل یہ آویز کھلا کہ بدبختی سے فیاس راجہ جے سنگھ اور راجہ درجن سال[1]
کے ناچاقی ہوگئی اور درجن سال[2] جو جے سنگھ کے چچا تھے اپنے بھتیجے سے علیحدہ
ہوگئے۔ اوس موقع پر جے سنگھ کے بہت سے رفیق درجن سال کے ساتھ چلے گئے
اور باقی بھی جدا ہونے کی فکر میں تھے مگر شیر سنگھ نے دلدہی کرکے او کو رکھ لیا اور
راجہ جے سنگھ سے کہا کہ آپ کو درجن سال وغیرہ کے چلے جانے سے ہراساں
ہونا چاہیئے۔ جس حالت میں کہ میں اکیلا تھا اور سیندھیا کی فوج سے مقابلہ
پڑا تو میں نے جان لڑاکر وہ لڑائی کی کہ خدا کے فضل سے غلبہ پایا اور عالم میں میری
شجاعت کا شہرہ ہوگیا اور آپکے ساتھ تو اتنے آدمی جان دینے کو مستعد ہیں اور
میں خود خدمت میں حاضر ہوں۔ پھر کیا جائے خوف اور کونسی بات اندیشہ کی ہے۔
یہ سُن کر راجہ جے سنگھ کا دل ٹھکانہ آیا اور اونھوں نے واب سے پوچھا کہ تمنے
میری رفاقت کے بارے میں کیا سوچا ہے اونھوں نے جواب دیا کہ جب تک

---

[1] درجن سال مفتوحہ گڈھ کے راجہ تھے۔ تواریخ قوم کھیچی و مالوہ مولفہ منشی کریم علی۔
[2] درجن سال راجہ جے سنگھ کے حقیقی چچا تھے۔ جے سنگھ کے دادا بلبھدر سنگھ کے بھائی
مہر سنگھ کے بیٹے تھے۔ اب درجن سال کی اولاد میں مفتوحہ گڈھ کے راجہ گھماتھ سنگھ ہیں (تواریخ قوم کھیچی)

کر کے اوس کا ڈیرہ خیمہ توپ خانہ اور پالکی خانہ وغیرہ مال اسباب سب لوٹ لیا۔ یہ اول شاہانہ لوٹ تھی جو نواب کے ہاتھ آئی اور یہ پہلی پالکی نشینی تھی جو صرف خدا کے فضل اور تلوار کے زور سے نصیب ہوئی۔

بعد اس فتح کے نواب راجہ سے آملے اور دونون میدان جنگ سے کوچ کر کے موضع لیٹری علاقہ سرونج مین مقیم ہوئے وہان بالا راؤ ملازم سرکار سندہیا اپنا لاؤ لشکر لے کر آ پہونچا۔ نواب نے راجہ کو لڑائی سے طرح دے جانے کی صلاح دی۔

پس راجہ تو لچھمن راؤ کے توپخانہ کو بوجہ نہونے جانوران بارکش کے وہین چھوڑ کر چندیری کے جنگل مین چل دئے جو بسبب تراکم اشجار اور کثرت خارزار کے پناہ گزینی کے قابل تھا۔ اور نواب اوس توپخانہ سے جب تک کہ بالا راؤ نے دس ہزار روپیہ معاوضہ کے نہین دے جدا نہین ہوئے۔

بالا راؤ وہی توپخانہ لیکر کہیچی راجہ کے تعاقب مین روانہ ہوا اور موضع اکہنور اسد مین جو چندیری سے دس کوس ہی پہونچ کر اوسنے اپنی فوج کے چار حصہ کئے اور ہر حصہ کو کہیچیون کے مقابلہ پر مامور کیا۔ اس عرصہ مین راجہ جے سنگہ نے بھی دس بارہ ہزار سوار اور پیادے جمع کر لئے تھے اور شیر سنگہ[1] نامی اونکا ایک بھائی جو درحقیقت شیر بیشۂ شجاعت

[1] شیر سنگہ دہرناودہ کا جاگیردار تہا۔ کہلچی پور۔ راگھوگڈھ اور دہرناودہ راجہ بلسی جی کہیچی کے تین بیٹون کی اولاد کی علیحدہ علیحدہ ریاستین ہین۔ دہرناودہ اب بھی شیر سنگہ کے پوتون کے پاس ہی۔ شیر سنگہ کی بہادری وکارگذاری کا بہت کچہ ذکر تواریخ راگھوگڈہ سے جانا جاتا ہی۔ جب سندہیا کے افسرون نے راگھوگڈہ فتح کر کے جے سنگہ کو بہیلسہ کے قلعہ مین قید کر دیا تہا تو شیر سنگہ نے لوٹ مار شروع کر کے جے سنگہ کو قید سے چھوڑایا تہا اور راگھوگڈہ بھی واپس دلایا تہا۔ سے جے سنگہ سے مہاراجہ سندہیا نے پھر راگھوگڈہ چھین لیا اور یہی باعث جے سنگہ کے باغی ہونے کا ہوا تہا۔ (تواریخ قوم کہیچی)

کہیچی واڑہ کہلاتی ہے۔
جب سندھیا کا مالوہ میں عمل ہوا تو راگھوگڈھ والے اوس سے اکثر سرکشی ہی اور راجہ جے سنگہ نے دولت راؤ سندہیا کا مقابلہ کیا۔ سندھیا نے اون سے راگھوگڈھ چھین لیا اونھوں نے سندہیا کے ملک کو لوٹنا شروع کر دیا اور سرونج[1] کو اوکے مال سے لیا۔ اوس وقت نواب امیرخان بھی بھوپال سے آکر اوکے شامل ہوگئے اور دونوں نے مل کر سندہیا کی عملداری میں آفت برپا کر دی اور راگھوگڈھ پر حملہ کیا۔ تب عہدپور کا حاکم پنڈت بھیں راؤ ٹلکر اور سندہیا کی طرف سے دو ہزار سوار پیادے اور ۲۵ پچیس ضرب توپ لیکر مقابلہ کو آیا۔ راجہ کے پاس اگرچہ کافی جمعیت نہ تھی تاہم نواب امیرخاں نے اونکو میدان جنگ میں قایم کرکے دو سو آدمیوں کے ساتھ فاصلہ بعیدہ سے غنیم پر حملہ کیا اور راستہ میں ایک جگہ ٹہر کر حقہ کا دم لگایا اوس وقت غنیم کی سپاہ نے جو گولے مارے وہ سب بیتی مقام کے اوپر ہوکر چلے گئے اور نواب نے دوسرے حملہ میں دشمن کے سر پر پہونچ کر تیغ رانی شروع کی۔ نواب کے ایک ہمراہی عنایت خان نامی افغان نے بضرب شمشیر بھیں راؤ کا کام تمام کر ڈالا۔ اوسکی فوج اوسی دم بھاگ گئی۔ نواب نے دو تین کوس تک تعاقب

[1] سرونج پادشاہی شہر تھا زمانہ ضعف سلطنت دہلی میں مادہ ہشیر[?] سال مندلوئی نے اوسپر قبضہ کیا اور پھر جب ثلث حصہ اپنے ملک کا بحلدوے امداد و اعانت نامی راؤ پیشوا کو دیا تو اوسمیں سرونج بھی شامل تہا اور پیشوا سے سندہیا کو جاگیر میں ملا تھا۔ (مولف)

ملکون مین ڈنکہ بج رہا تھا- اوس زمانہ کی تواریخ مین جہان دیکھو سندھیا کے حملون کی پکار ہی- جو صفحہ پڑھو اوس مین ہلکر کی لوٹ مار ہی- انکی طمع اور غارتگری نے یہانتک ترقی کرلی تھی کہ پرانے راجہ اور رئیس جو جو سو سو پشت کی راجگی کا فخر کرتے تھے دم دم کی خیر مناتے تھے- رعیت پھونک پھونک کر قدم رکھتی تھی- آزادی کا نشان نام کو نہ رہا تھا- امن وامان عنقا ہوگیا تھا- جو دولت کو وقایۂ نفس کرتا تھا وہ دکھنیون کی طمع نفسی سے جانبر ہوتا تھا اور جو اس مین سر مو فرق لاتا تھا وہ جان ومال زمین زر اور سر سے درگذرتا تھا-

اس قسم کے تباہ شدہ رئیسون مین سے یہان راجہ جے سنگھ والی راگھوگڈھ کی سرگذشت کا ذکر کافی ہوگا جو نظر بہ سلسلۂ داستان نواب امیرخان کے موقعہ اور محل کو بھی مناسب ہے-

راجہ جے سنگھ قوم کہنچی تھے- کہنچی چوہان کی ایک شاخ ہی- یہ لوگ عرصہ دراز سے مالوہ اور ہاڑوتی کے درمیان راج کرتے تھے- شہر گاگرون جو اپنے قلعہ کی مضبوطی سے مشہور ہی- انکا صدر مقام تھا- ان مین مثل اچلاجی اور پیپاجی بڑے بڑے راجہ و رئیس ہوئے ہین- جب مالوہ مین مسلمانون کی ایک جدید سلطنت قایم ہوئی تو بادشاہ ہوشنگ غوری نے گاگرون کا قلعہ اچلاجی سے فتح کرکے کہنچیون کی ریاست لیلی- اچلاجی کی اولاد اب کہلچی پور مین ہے اور اچلاجی سے چند پشت پہلے ایک شاخ اونکے خاندان کی املاودہ مین راج کرتی تھی- اوسنے راگھوگڈھ[1] مین قیام کیا اور بزور شمشیر پھر ایک چھوٹی سی ریاست پیدا کی جو آج

---

[1] راگھوگڈہ کو راجہ جے سنگھ کے پانچوین دادا لعل سنگھ نے سمت ۱۷۳۴ مین آباد کیا تہا- (تواریخ قوم کہلچی)

اِس وقت کی حالت سے مقابلہ۔ نواب کی جفاکشی
طرز جنگ اور بالا راؤ پر حملہ شیر سنگہ کے طعنہ سے
اور بال بال بچنا بالا راؤ کا نواب کے نیزہ سے۔ شیر سنگہ
کی ندامت اور عذر خواہی اس بہادرانہ حملہ پر۔ راجہ کا پھر
لشکر جمع کرنا۔ بالا راؤ کی عاجزی۔ اور رات دن کی دوا دوش
صلح کرلینا اوسکا راجہ سے آدھا ملک واپس دے کر۔
راجہ کی بدعہدی اور بدسلوکی نواب سے۔ نواب کے لشکر کا
خرچ کی تکلیف سے متفرق ہو جانا۔ نواب کے پاؤں کا زخم
اور اوسکی تکلیف۔ ایک فقیر کی ملاقات اور اوسکی بشارت
واسطے فراخی احوال آیندہ اور حصول ملک و مال کے اور قوی
دل ہونا نواب کا اوس سے

اب یہ اوس زمانہ کا ذکر شروع ہوتا ہے کہ جسکی تاریخ آفت خلق ہی یعنی ۱۲۱۱ ہجری جو ۱۷۹۶ء و سمت ۱۸۵۳ سے مطابق تھا اوسوقت غارتگری کا زور تھا پنڈارے[۱] ہر طرف لوٹتے پھرتے تھے۔ مرہٹوں نے اگلی ریاستوں کو برباد کردیا تھا۔ ہلکر اور سندھیا کو

---

[۱] یعنی لکھی لوٹیرے اونکی کوئی خاص قوم نہ تھی پہلے بڑا لعیاں لوگ رات کو بھی بنڈارہ کہتے تھے بعض

دست درازیان - راجہ جے سنگہ والی راگھوگڈھ کا سندھیا سے مقابلہ کرنا اور اپنے ملک کو کھو کر سندہیا کے علاقہ جات مین تاخت و تاراج کرنا اور سرونج کو لے لینا نواب امیرخان کا بھوپال سے آنا اور راجہ کے شامل ہونا دونون کی چڑہائی راگھوگڈھ پر - پنڈت لچھمن راؤ جاگیردار مہدپور کا اونکے مقابلہ مین مارا جانا - اوسکی پالکی نواب کے ہاتھ آنا - بالا راؤ کا ایک بھاری لشکر لیکر آنا - راجہ کا طرح دے جانا - نواب کا بالا راؤ سے لڑنا اور دس ہزار روپیہ لے کر میدان اور توپخانہ چھوڑنا - بالا راؤ کا راجہ پر جانا - راجہ کے بھائی شیر سنگہ کا راگھوگڈھ پر ایک بہادرانہ حملہ - راجہ اور راجہ کے چچا درجن سال کی باہمی رنجش سے راجہ کے لشکر کا متفرق ہو جانا - شیر سنگہ کی دلدہی راجہ کو نواب کی رفاقت اور اقرار باہمی نواب اور راجہ کا بابت تقسیم ملک و مال مفتوحہ کے - بالا راؤ کی دوادوش راجہ کے تعاقب مین اور رعایا کی بربادی - اوسوقت کی حالت کا

اونکے ساتھ تھی - مرید محمد خاں نے ظاہر میں تو اون سے کہلا بھیجا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ تمھاری نوکری یہاں نہ ہوگی اور پوشیدہ خرچ بھیج کر فوج بھرتی کرنے کی تاکید کی۔

بعد ازاں مرید محمد خاں نے قابو پاکر نواب حیات محمد خاں کی بیگم کو جان سے مار ڈالا[1] اور راے ہمت راے کو نظر بند کرکے نواب امیر خاں کو نواب حیات محمد خاں کی ڈیوڑھی پر متعین کیا اور صاحبزادہ غوث محمد خاں کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اس عرصہ میں محرم آگیا۔ راے ہمت راے ایک رات پہرہ والوں کو بسبب ہنگامہ تعزیون کے غافل دیکھکر قید سے نکل گئے اور بھیس بدل کر کوہستان کے راستہ سرونج میں راجہ درجن سال کھیچی کے پاس جا پہونچے مگر نواب امیر خاں آٹھ نو مہینے تک مرید محمد خاں کے پاس نوکر رہے۔ پھر جب اون سے اور مرید محمد خاں کے سر لشکر رحیم خاں سے بگاڑ ہوگیا تو وہ بھی وہاں سے اوٹھکر سرونج میں آگئے۔

باب پنجم

سنہ ۱۱۲۱ ہجری۔ غارت گری کی ترقی۔ بلکر اور سندھیا کی

[1] میرے دادا کی عمر اوس وقت قریب دس سال کے تھی وہ کہا کرتے تھے کہ بعد اس واردات کے ہم معہ چند لڑکوں کے تماشا دیکھنے کو گئے تھے محل میں آدمی بھرے ہوئے تھے اور بیگم کا خون دیلہ پر لگا ہوا تھا۔ مؤلف۔

سرونج مین اوس وقت مہاراجہ دولت راؤ سندھیا کی فوجین پڑی تھین
پہلے نواب نے لکھوا نامی ایک سردار کے پاس ایک ہفتہ امیدواری
کی اور امیدواری کی تنخواہ اوس سے بزور شمشیر لے کر بالا راؤ انگلیہ کے
یہان پہونچے۔ دس بارہ روز بعد اوس نے جواب دیا کہ تمہارا گذارہ یہان
نہین ہوگا۔ کیونکہ تمھارے ساتھ خرچ بہت ہے
نواب نے حق امیدواری چاہا اور نہ ملا تو ایک کٹار زیر بغل چھپاکر بالا خانہ
مین بالا راؤ کے پاس گئے اور بکمال بہادری سے برسر دربار اوسکی کمر مین ہاتھ
ڈال کر کٹار سینہ پر رکھدیا اور اس طرح اپنا حق اوس سے لے لیا۔
اوس نے اوس وقت تو تنخواہ دیدی مگر انکے چلے آنے کے بعد چاہا کہ اس سینہ
زوری کا بدلہ لے۔
شیخ کلب علی مختار کمپو نے اوس سے کہا کہ ایسے بہادر سپاہی کو جو قلعہ
مین آکر ایسی جرأت کر گیا ضائع کرنا شایان سرداری نہین ہے بلکہ اوس کو نوکر
رکھ لینا مناسب ہے۔ بالا راؤ نے یہ بات پسند کر کے نواب کو نوکری
کا پیغام دیا مگر اونھون نے منظور نہین کیا اور چار مہینے تک وہان بیکار
بیٹھے رہے۔ اس اثنا مین مریدمحمد خان نے ریاست بھوپال کا انتظام
کر کے نواب کو کہلا بھیجا کہ جب تو ہی مناسب وقت تھا کہ مین نے
تم کو رخصت کر دیا مگر اب تمہاری ضرورت ہے تم امیدواری کے
بہانہ سے آکر شہر کے باہر ڈیرہ کرو مین تم کو خرچ بطور خفیہ دیا کرونگا
نواب پھر بھوپال گئے اوس وقت چار پانسو سوار و پیدل کی بھیڑ بھاڑ

آتے ہی اون کو قلعہ فتح گڈھ اور پرانے قلعہ کا انتظام سپرد کر دیا۔
اس عرصہ میں راے ہمت راے کے مستعفی اور سیاہ ناگیور کے مستولی ہو جانے سے بھوپال کا نظم و نسق ابتر ہو گیا تھا۔ اور نواب حیات محمد خاں کی بیگم[1] نے جو ایک دانائی اور شوہر کی بے پروائی سے مختار تھی سرداران خاص پاس سے کسی کو قابل انتظام ریاست نہ دیکھ کر اپنے شوہر کے بھتیجے مرید محمد خاں کو راحت گڈھ سے طلب کیا۔ اوس نے نواب امیر خاں جیسے شجاع اور اُلوالعزم آدمی کے ہوتے ہوئے اپنی دال گلنا دشوار دیکھ کر بیگم کو لکھ بھیجا کہ اگر امیر خاں کو جو ایک غیر شخص ہو کر قلعہ جات قابض ہے اور مجھ نہیں کہ اوس سے آیندہ کے لئے کوئی ناشایستہ حرکت صادر ہو جواب دیدو تو مَیں آجاؤں گا۔ بیگم نے ایسا ہی کیا اور جب مرید محمد[2] خاں بھوپال میں آگیا تو نواب امیر خاں وہاں رہنا مناسب نہ دیکھ کر سرونج کو چلے گئے۔

---

[1] اس بیگم کا نام عصمت بی بی تھا۔ مرید محمد خاں کو اس نے بلانے میں بڑی غلطی کی تھی جس کا ثمرہ آگے چل کر اسنے پایا۔ ۱۲

[2] مرید محمد خاں روز شنبہ ۱۲ ذیقعدہ سنہ۱۲۱۰ھ کو بھوپال میں پہونچا اور ۱۱۔ جمادی الاول سنہ۱۲۱۱ھ کو نائب ریاست مقرر ہوا۔ تاریخ بھوپال صفحہ ۱۸۔ (۱۲۔ ذیقعدہ از روے چنڈو سہا نگ جمعہ کو تھی اور اُس دن ۲ مئی سنہ۱۷۹۶ء اور ۱۱۔ جمادی الاول سنہ۱۲۱۱ھ کو ۱۲۔ نومبر سنہ۱۷۹۶ء تھی۔ مؤلف)

خواب غفلت مین مبتلا ہین پس فوراً واپس آئے اور ہمراہیون سے کہا کہ مین ساحل دریا تک دیکھ آیا کہین دشمن کا نشان نہ پایا اگر ایسے مین دریا سے پار اوتر جائین گے تو محصورین کی مدد کو پردۂ شب مین بآسانی پہونچ سکین گے یہ سنکر رفیقون نے رہ نوردی شروع کی مگر جون ہی اوس نشیب کے اوپر پہونچے تو دشمن کو قریب تر پایا۔

صاحب تدبیر نواب نے کہا اب سوچتے کیا ہو۔ تین غول ہوجاؤ اور پے درپے حملہ کرکے ایک ایک باڑھ بندوقون کی دشمنون پر مارو۔ ناچار اونھون نے ایسا ہی کیا۔ سواران غنیم گولیان کھاکر خواب سے چونکے اور ایسے بے وقت کے حملے سے گھبراکر ادھر اودھر بھاگ نکلے۔

نواب نے بھالا سنبھالا اور بہت سے آدمیون کو مجروح و مقتول کرکے ساحل دریا سے قلعہ والون کو آواز دی کہ جلد کشتی ادھر پہونچا دو اونھون نے اس امداد غیبی سے خوش ہوکر فی الحال چند کشتیان روانہ کین جنمین نواب اور اونکے ہمراہی بیٹھکر روانہ ہوئے اس عرصہ مین ناگپور کی سپاہ نے آگاہ ہوکر چالاکی سے بہت سے گولے کشتیون پر مارے۔ مگر نواب صحیح و سالم ساحل مراد پر پہونچ کر قلعہ مین داخل ہوگئے۔ تاہم یہ کوشش اونکی بے سود تھی کیونکہ قلعدار نے جو دشمنون سے ملا ہوا تھا صبح ہی اونکا عمل قلعہ مین کرادیا۔ نواب مجبور ہوکر بھوپال مین آگئے۔

چونکہ نواب غوث محمد خان نے انکی شجاعت۔ دلیری اور قلعدار کی نمک حرامی اور نامردی کا حال انکے آنے سے پیشتر ہی سن لیا تھا اس لیے

سے قرض لے کر اُس صاحب سخاوت سائل کے پیچھے دوڑے اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ آپ نے جوتھا حصہ کس لئے باقی چھوڑا یہ آدھا درم آدھ لیجئے اور وہ بھی عطا کیجئے۔

تاج خان فقیر نے کہا کہ اب دعا قبول ہونے کا وقت نہیں رہا تو اسی پر قناعت کر۔ میرا ساب لُٹ کر اپنے ڈیرہ میں آبیٹھے۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب صاحب نے سواتنخواہ خرچ کے لئے بھیج کر نوکری کا پیغام بھجوایا اس امر کو فقیر کی دعا کا نتیجہ سمجھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔

دوسرے دن اونچی نوکری بھوپال کی ریاست میں محراب خان جیلہ کی معرفت ہوگئی۔ اوس وقت راجہ ناگپور کی سپاہ نے ہوشنگ آباد کا قلعہ گھیر رکھا تھا اور چار پانچ ہزار سوار واسطے سدراہ کمک کے نربدا کے اسطرف اوترآئے تھے اور اونکا رعب بھوپال کے سرداروں پر اسقدر غالب ہو رہا تھا کہ کسی کو اون کے مقابلہ کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

آخر نواب غوث محمد خان نے نواب امیر خان کو مرد جری اور دلاور دیکھ کر محصوران ہوشنگ آباد کی مدد پر جانے کا حکم دیا۔ یہ تین سو سوار اور پیادے سے راتوں رات روانہ ہوکر غنیم کے پہروں کے قریب جا پہونچے جو نربدا سے آدھ کوس ادھر تک بھوپال والوں کا راستہ گھیرے ہوئے پڑے تھے۔ نواب اپنی جمعیت کو پیچھے چھوڑ کر خود تفتیش حال کے لئے آگے بڑھے اور ایک موقعہ مناسب پر ٹھہر کر غنیم کی غفلت اور ہوشیاری کا حال دریافت کرنے لگے۔ آخر بڑی ہوشیاری اور سعید گی سے معلوم کیا کہ سب

نواب سے ملایا - نواب غوث محمد خان نے امیر خان سے کہا کہ کیون تم وہی
بیباک اور خانہ جنگ آدمی ہو نا کہ تمنے نواب خان اور داراب خان ہمارے
نوکرون کو جو ہمارا لکھوکھا روپیہ کھا گئے تھے باہر نکال دیا - مین تم کو ہرگز نوکر
نہ رکھون گا -
اسکے علاوہ نواب غوث محمد خان نے یہ بھی سوچا کہ یہ شخص پردیسی ہے - مبادا ایک دن
مثل نواب خان اور داراب خان کے فساد کرنے بیٹھے اور بغاوت پر اوٹھ کھڑا ہو -
نواب اس جواب سے مایوس ہوکر ڈیرے پر آئے - وہان رائے ہمت رائے
نے کہا کہ مین تو بپاس غریب الوطنی یہ چاہتا تھا کہ فوج کا کام آپ کو دلادون
کہ وہ میری دیوانی کے لئے موید ہو - مگر کیا کرون کہ یہان کے سردار نہ میرا کہا
چاہتے ہین نہ آپکا - بلکہ میری اور آپ کی عزت کے خواہان ہین اس لئے
کام کے وقت تندہی نہین کرتے ہین - اور صاف نکل جاتے ہین -
پس رائے موصوف نے کاروبار ریاست سے استعفا دیدیا - اور نواب بھی خدا
پر توکل کرکے بیٹھ گئے - ایکدن ایک فقیر آکر نواب سے سائل ہو - اوسوقت
نواب کے پاس صرف ڈیڑھ[1] درم تھا وہ فورًا اونھون نے خدمتگار کے ہاتھ
فقیر کے پاس بھیجدیا - فقیر نے خوش ہوکر تین چھڑیان خدمتگار کو دین اور
فرمایا کہ خدا نے تین طرف کی ریاست تیرے امیر کو دی - یہ تینون چھڑیان
اوسکو دیدینا - خدمتگار نے جون ہی یہ مژدہ سنایا نواب آدہا درم اور فقیر

[1] مشہور ڈیرہ دمڑی ہے -

یہ کوشش تمام اونکو قلعہ سے نکالکر اپنے سپاہیون کی حفاظت مین نربدا پار اوترا
دیا۔ ولیعہد نے ہرچند روپیہ کا لالچ دیا کہ نواب نائٹ کو چھوڑکر مجھسے آملے
مگر نواب نے سگ لعالی سے نائٹ کا ساتھ نہ چھوڑا اور ولیعہد کی نوکری قبول
نہ کی۔ اسی عرصہ میں اونکو لوٹ بچھاڑ میں جانے کی ضرورت ہوئی اور جریدہ چند
آدمیوں سے وہاں گئے وہاں اوسی رات کو دھاڑا پڑا اور اوس ہنگامہ مین نواب کے
پاوں مین ایک زخم لگا۔ غرض جب وہ لوٹ کر بھوپال میں آئے تو اوس وقت غوث محمد[1]
خان مسند نشین ہوگئے تھے اور امیر محمد خاں کی جگہ راے بہت راے
کایستھ سکسنہ بلگرام کو کہ جو دس برس سے عہدہ مستوفی گری پر اوس سرکار میں
نوکر تھے ریاست کی مختاری ملی تھی نواب راے صاحب سے ملے۔
راے صاحب نے بڑی خاطر کی اور اونکو عہدہ سپہ سالاری دلانے کے لئے

[1] تاریخ بھوپال سے غوث محمد خاں کا مسند نشین ہونا نہیں پایا جاتا بلکہ یہ لکھا ہے کہ امیر محمد خاں
کو نواب حیات محمد خاں نے بسبب ظلم کے موقوف کیا تھا وہ ناگپور جاکر راجہ رگھوجی کی فوج کو
قلعہ ہوشنگ آباد پر چڑھا لایا نواب حیات محمد خاں نے بخشی چھراتی لال اور محراب خاں
کو دس ہزار فوج سے قلعہ والوں کی مدد پر بھیجا تاہم ناگپور کی فوج نے شروع ۱۲۱۰ھ میں
قلعہ لے لیا۔ پھر بہت راے متصدی نے راجگی کا خطاب پایا اور دیوان ریاست
ہوا۔ صفحہ ۱۷۔ تاریخ بھوپال۔
غوث محمد خاں بالضابطہ مسند نشین ۱۲۲۳ھ ہجری میں ہوئے تھے۔ مؤلف
غرض یہاں تواریخ بھوپال سے کچھ اختلاف ہے۔

راحت گڈھ سے بلوانا۔ اور نواب کا برطرف ہو کر سرونج
مین جانا۔ سرداران سندھیا کی دربارداری کرنا۔ اور
امیدواری کا حق اوسنے بزور لینا۔ بھوپال مین یار محمد
خان کا اختیار۔ اوسکی طلبی پر نواب کا بھوپال جانا۔ بیگم کا قتل
نواب حیات محمد خان کی نظربندی۔ غوث محمد خان
کی گرفتاری۔ راے ہمت راے کا سرونج سے نکل بھاگنا
اور آٹھ نو ماہ بعد نواب کا بھی سرونج مین واپس آنا۔

اب [۱] سنہ ۱۲۰۹ ہجری شروع ہوے اور نواب امیر خان بھوپال مین آے فیمابین
غوث محمد خان [۲] ولیعہد ریاست و امیر محمد خان [۳] مختار ریاست کے ناچاقی ہو رہی تھی
امیر محمد خان نے نواب امیر خان کو تین سو سواروں سے نوکر رکھ لیا مگر غوث محمد خان نے
ایسی تدبیر کی کہ نائب کی سب فوج اوس سے ملگئی۔ نواب خان اور دارا خان
صرف دو رسالدار تھے جو بخوف جان ولیعہد سے رجوع نہ کرسکے نائب قلعہ فتحگڈھ
مین محصور ہوا اور رسالداروں نے نواب امیر خان سے پناہ مانگی۔ نواب نے

---

[۱] سنہ ۱۲۰۹ ہجری ۲۹ - جولائی سنہ ۱۷۹۴ء سے شروع ہو کر ۱۷ جولائی سنہ ۱۷۹۵ء کو ختم ہوا تھا صفحہ ۸۸ امیرنامہ انگریزی۔ [۲] غوث محمد خان نواب حیات محمد خان کے صاحبزادہ تھے اور نواب حیات محمد خان سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین مسندنشین بھوپال ہوئے تھے۔ مولف

[۳] امیر محمد خان نواب حیات محمد خان کے غلام چھوٹے خان کا بیٹا تھا چھوٹے خان بھی مختار ریاست تھا جب اوسنے ۲۶ جمادی الاول سنہ ۱۲۰۹ روز شنبہ کو انتقال کیا تو امیر محمد خان نواب خان و دارا خان وغیرہ رسالداروں کی مدد سے مختار ریاست ہوا۔ تاریخ بھوپال صفحہ ۱۷ - واقعی ۲۶ - جمادی الاول سنہ ۱۲۰۹ شنبہ کو ہی تھی اوسدن انگریزی تاریخ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۷۹۴ء تھی (تقویم مؤید المورخین مؤلفہ مولف)

لوٹس پچھاڑ میں لے آیا نواب برس دن تک اوسکی نوکری میں حاضر رہے۔ اس عرصہ میں نواب کا چھوٹا بھائی کرم دین خاں بھی جو حرم (یعنی دوسری ماں منکوحہ غیر ابعاں)سے[۵۸] تھا اور نواب کی حرلانے کے لئے گھر سے نکلا تھا مالوہ میں اوکے مقیم ہونے کا حال سنکر اونسے آملا اور دونوں بھائی بعد جدائی چند سالہ کے چندے یکجا رہے۔

باب چہارم

نواب کا بھوپال جانا نائب کے پاس نوکر ہونا۔ بھوپال کی حالت۔ نائب کا ولیعہد سے مغلوب ہونا۔ ولیعہد کا مسند نشین ہونا۔ راے ہمت راے مدارالمہام بھوپال اور اوکی سفارش رئیس سے نواب امیر خاں کے لئے۔ رئیس کی نامنظوری اور ہمت راے کا استعفا۔ ایک فقیر کی بشارت نواب کو۔ اونکا بھوپال میں نوکر ہونا۔ اور محصوران ہوشنگ آباد کی مدد کو جانا۔ ساحل نربدا پر سپاہ ناگپور کو چھاپہ سے مارکر قلعہ میں جا پہونچنا۔ قلعدار کی نمک حرامی۔ اور اوسکا غنیم کو قلعہ سونپ دینا۔ نواب کی واپسی۔ اور قلعہ فتح گڈھ کی قلعداری پانا۔ ریاست کی ابتری بیگم کی مختاری۔ اوسکا مرید محمد خاں کو

---

[۵۸] اصل کتاب امیر نامہ میں تو صرف لفظ حرم ہے۔ بریکیٹ میں جو الفاظ ہیں وہ نائب صاحب نے اپنی یاد داشت سے لکھدئے ہیں ۱۲ مؤلف

نواب نے فرمایا کہ اگر یہی کام ہی تو ابھی اوٹھئے اور راتون رات چلئے مین آپکا مدعا پورا کردونگا - پنڈت نے کہا کیا خوب - آپ اپنی جمعیت پر تو ذرا نگاہ کیجئے کہ کسقدر ہے - نواب نے کہا کہ فتح خدا کی دی ہوئی ملتی ہے کچھ فوج اور سپاہ کی قلت اور کثرت پر منحصر نہین ہے -

غرض اوسی رات کو کوچ ہوا اور دو گھڑی کے تڑکے سورت کے پاس پہونچ گئے نواب نے اپنی قلیل الجمعیتی کا حال چھپانے کے لئے سپاہ کو جوار کے کھیتوں میں جو قد آدم سے اونچے تھے اوترنے کا حکم دیا - اور آپ نے اور پنڈت کے سوارون کو جو کلہم ایک سو کے قریب تھے فرمایا کہ شہر کے دروازہ پر جب جاپ جا کھڑے ہو - جوں ہی کواڑ کھلیں اور آدمی باہر نکلیں تو اونکو بیرون سے رخمی کرکے واپس چلے آنا - جب سواروں نے ایسا کیا تو انگریز جو شہر کا حاکم تھا دو پلٹن لیکر باہر نکلا اور پنڈت سے کہلا بھیجا کہ یہ خون خرابی کس لئے ہے ؟ پنڈت نے کہا کہ مین چوتھ مانگتا ہوں - انگریز نے کہا کہ اچھا تم رستم باغ مین جو شہر کے قریب ہے ٹھیرو - تمہاری شنوائی کیجائے گی -

اوس موقعہ پر نواب نے دشمن پر رعب ڈالنے کے لئے یہ حکمت کی کہ سب اہم اہیوں کو باغ میں ٹھیرایا اور بھالوں پر کپڑے باندہ دئے تاکہ بہت سے نشان نظر پڑیں اور آپ معہ پنڈت اور چند آدمیوں کے باغ سے باہر وکلائے انگریز کے ساتھ معاملہ کی گفتگو اور سوال و جواب میں مشغول ہوئے - انگریزی وکیلوں نے جو باغ مین نشانون کی کثرت دیکھی تو اول سے افواج کی کثرت کا گمان کرکر خوف کیا اور فوراً معاملہ قبول کرکے چوتھ کا روپیہ جو تین برس سے باقی چلا آتا

وہ اوس وقت لوگون کو کھانا کھلا رہا تھا۔ نواب سے بھی کہا گیا کہ آیئے کھانا کھایئے نواب نے جواب دیا کہ روا نہین ہی کہ میرے دوسو ہمراہی تو بھوکے مرین اور مین اپنا پیٹ بھر لون۔ اس درد آمیز کلام نے مولوی کے دل پر اتنا اثر کیا کہ اوس نے اوسی وقت اونکو ایک اسم الہی سکھا کر کہا کہ اس کو روز ایک سو مرتبہ پڑھ لیا کیجئے۔ فراخی رزق کے لئے بہت کار آمد ہو گا۔

نواب نے ڈیرہ مین آکر اُس اسم کو ایک سو مرتبہ پڑھا اوسکی یہ تاثیر ہوئی کہ اوسی دن ایک پنڈت جو گائیکوار کی طرف سے واسطے تحصیل چوتھ[1] سورت کے متعین تھا اور انگریزون نے اوس کو خارج کر دیا تھا چالیس پچاس عرب اور چند سوارون کی جمعیت سے آکر شہر کے باہر ٹھیرا اور آدمیون کو نوکر رکھنے لگا نواب رات کے وقت اوس سے جا کر ملے اور اوس نے اونکو معہ دوسو ہمراہیون کے نوکر رکھ لیا۔ اور ایک جھپہ بھی پیشگی دیدیا۔

پھر اوسی وقت سورت سے کوچ کر کے ایک گڈھی مین قیام کیا جو آٹھ کوس کے فاصلہ پر تھی۔ جہان وہ پندرہ بیس دن تک بہ سبب پیش آجانے ماہ رمضان کے رہا۔ ایک دن نواب نے اوس سے کہا کہ آپنے جس کام کے لئے ہم کو نوکر رکھا ہے اوسکا اظہار تو فرمایئے کہ حتی الامکان کوشش کیجائے۔

پنڈت نے کہا کہ مین گائیکوار کی طرف سے اس کام پر مامور ہون کہ انگریزون سے سورت کی چوتھ تحصیل کرون۔ مگر انگریز لوگ مجکو کمزور دیکھ کر روپیہ نہین دیتے ہین

---

[1] چوتھ یعنی چہارم حصہ آمدنی کا جو مرہٹہ اکثر ملکون مین لیا کرتے تھے ۱۲ مؤلف۔

اسمعیل بیگ بالن پور سے معاملہ لیکر جودھپور میں واپس آیا تو نوابؔ سے
اوسکے چند رفیقوں نے کہا کہ یوسف خاں رسالدار اپنی دختر کا نکاح آپکے
ساتھ کیا چاہتا ہے۔ نوابؔ نے اس بات کو اپنے اعلیٰ خیالات اور عالی
ارادوں میں مخل انداز دیکھ کر فوراً رسالدار مذکور کی رفاقت چھوڑ دی اور
چالیس پچاس آدمیوں کے ساتھ ایڈر میں جاکر وہاں کے راجہ[1] کی نوکری
اختیار کی مگر اوسکے یہاں نورد پاؤں تو وہاں بھی نہیں تھمے اور بڑودہ جاکر
ٹھیرے۔ بڑودہ میں تین چار سو آدمی فراہم کر کے تین مہینے تک گائیکوار[2] کی
نوکری کی پھر وہاں سے برطرفی ہوگئی تو سورت کا راستہ لیا۔ راستہ میں
بہت لوگ خرچ کی تکلیف سے متفرق ہوگئے۔ چنانچہ سورت میں پہونچنے تک
صرف دو سو آدمی رفاقت میں باقی رہ گئے تھے اور وہ بھی بھوک بھوک پکارتے تھی
عالی جاہ نواب سے اپنے رفیقوں کی تکلیف نہیں دیکھی گئی اونھوں نے اپنی
سواری کا گھوڑا بھی بیچ ڈالا اور اوسکی قیمت رفیقوں کے نان نفقہ میں
صرف کر دی۔

اس عرصہ میں شبرات آگئی اور نواب صاحب ایک مولوی سے ملنے گئے

---

[1] ایڈر کے راجہ اوس وقت مہاراجہ گمبھیر سنگھ تھے جو سمت ۱۸۴۸ (۱۷۹۱ء)
میں مسند نشین ہوئے تھے۔ (تواریخ ایڈر)

[2] اوس وقت بڑودہ کے رئیس مہاراج سیاجی راؤ گائیکوار تھے جو سمت ۱۸۴۵ مطابق
۱۷۸۹ء میں دوبارہ مسند نشین ہوئے تھے (تواریخ بڑودہ)

آثار رشد کے دیکھ کر اپنے پاس رکھ لیا اور جہلیہ کی سرکار مین نوکر کرا دیا۔ یہ نوکری دو مہینے تک رہی پھر جہلیہ مذکور کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا اور نواب نے یوسف خان کے ہمراہ کھیتڑی مین جا کر وہان کے رئیس[۵۱] باگھ سنگھ کی نوکری چار پانچ مہینے تک کی پھر اوسی رسالدار کے ساتھ میرتہ علاقہ مارواڑ مین گئے اور مہاراجہ بجے سنگھ راٹھور کی سرکار مین ملازم ہوئے چند ہی مہینے کے بعد مہاراجہ نے مرہٹون کی فوج سے شکست[۵۲] کھائی۔ نواب اور رسالدار ناگور جانے کو مجبور ہوئے۔ وہان اسمعیل[۵۳] بیگ خان نے اونکو رکھ لیا جو اوسی وقت کانوڈ سے شکست کھا کر آیا تھا اور اوس کے ساتھ ناگور سے جودھپور اور جودھپور سے پالن پور گئے۔ جب

---

۵۱ رئیس کھیتڑی شیخاوت کچھواہے خاندان سے پورے ہین۔ باگھ سنگھ کے والد راجہ ابھی سنگھ کو سرکار کمپنی انگریز بہادر نے کوٹ پوتلی کا پرگنہ بصلہ حسن خدمات جنگ مرہٹہ سنہ ۱۸۰۳ء مین دیا تھا۔ تواریخ کھیتڑی۔ ۵۲ یہ لڑائی بہادون بدی اکم سمت ۱۸۴۷ کو ہوئی تھی (تواریخ مارواڑ) اوس دن تاریخ ۲۵ اگست سنہ ۱۷۹۰ء تھی (مولف) ۵۳ یہ بھی نواب نجف خان کے متعلقون مین سے تھا۔ کچھ دنون تک نجف قلی اور اسمعیل بیگ لڑتے رہے تھے پھر وکیل جودھپور نیچولی بردھی چند نے یہ کہکر کہ (دلی کے گھر مین تم دو نواب ہی رہ گئے ہو آپس مین مت لڑو) باہم صلح کرا دی تھی رکانوڈ تو نجف قلی خان کے حصہ مین آیا اور ریواڑی مین اسمعیل بیگ کا قبضہ رہا پھر اوس سے اور مادھوجی سندھیا سے جنگ ہوئی جیپور اور جودھپور والے اوسکے شامل تھے اسپر مادھوجی نے جودھپور پر فوج بھیجی تھی جس سے میرتہ مین راٹھورون نے جنگ کی تھی اور وہان اونکو شکست ہونے کے بعد اسمعیل بیگ ناگور مین آیا تھا اوسکی فوج بہت شکستہ حال تھی مہاراج نے اوس کو ڈیڑھ سے خیمے اور پچاس توپین دین۔ اسمعیل بیگ مرہٹون سے لڑنے کو پھر تیار ہوا لیکن بعدہ راٹھورون اور مرہٹون سے صلح ہو گئی۔ (تواریخ جودھپور)

واقع ہوئی تھی۔ نواب گھر سے باہر نکلے۔ اب اونکی عمر بیس[٢٠] برس کی تھی اور چند
آدمی اور بھی تلاش معاش اونکے ساتھ ہو گئے اور چند اونکو راستہ میں ملے۔
غرض خاصہ ایک گروہ ہو گیا۔ یہ سب آپس میں ہنسی مذاق کرتے ہوئے راہ نوردی
کرتے تھے اور نواب کو جمعدار جمعدار کہتے تھے۔ گو اوس وقت اس لفظ کا اطلاق
خوش طبعی کی راہ سے تھا مگر نواب کے لئے شگون نیک ہو گیا اور اوسی
وقت سے اونکی عسرت دور ہونے لگی۔ غرض یہ متھرا میں پہونچے اوس وقت
ڈومائی صاحب ملازم سندھیا کا کیمپ وہاں پڑا تھا اور سپاہ کی بھرتی کا حکم جاری
تھا۔ نواب نے اپنے رفیقوں سمیت جو قریب چالیس آدمیوں کے تھے ڈومائی صاحب کو
حاضری دی اوس نے نواب کو تو کم عمر دیکھ کر نوکر نہ رکھا مگر اور لوگوں کو جو راہی
ہوئے بھرتی کر لیا۔ پھر نواب وہاں سے معہ باقیماندہ رفیقوں کے دہلی ہو کر کانوڈ
علاقہ ریواڑی میں گئے اور یوسف خاں رسالدار سے ملے جو نجف[١] خاں کے حلیہ
نجف قلی خاں کی سرکار میں نوکر تھا۔ رسالدار نے نواب کے بشرہ سے

بقیہ نوٹ صفحہ ١ | ۱۲ء میں خروج کرکے دہلی کا محاصرہ کیا۔ شاہ عالم بادشاہ نے گھبرا کر اوس کو بلا کر امیرالامرا کا خطاب اور وزارت کا عہدہ دیا مگر اوس نے چند ماہ بعد بادشاہ کو اندھا کرکے شاہزادہ بیدار بخت کو تخت پر بٹھا دیا۔ آخر مہاجی سندھیا نے تعاقب کرکے ۱۲ء میں غلام قادر خاں کو مارا اور شاہزادہ کو معزول کرکے بادشاہ کو پھر تخت پر بٹھایا۔ غلام قادر خاں کی اولاد میں نجیب آباد کے صاحبزادے گورنمنٹ کے پنشنر تھے اور انکے صاحبزادہ حمید اللہ خاں صاحب عطے دہلی میں ... تھے اور اب ... جو دہلی میں ... ہیں۔ لیکن

[١] نجف خاں کو شاہ عالم نے ذوالفقار الدولہ اور امیرالامرا کا خطاب دیا تھا اوس نے آگرہ کا قلعہ بھرت پور کے جاٹوں سے چھین کر پھر شاہی عملداری میں شامل کیا تھا وہ ۱۱۹۶ء میں مر گیا تھا اور اوسکے جانشینوں میں نااتفاقی ہونے سے مہاجی سندھیا نے دہلی دائرہ میں عمل کرکے بادشاہ کو اپنا بے اختیار سا لیا تھا۔ ۱۲ مولف

رئیس اور راجہ انقلاب ملک اور بربادی مال کے خوف سے اپنی اپنی دولت کے دائرون کی زمین مثل نقطہ کے پکڑ کر بیٹھ گئے تھے۔ اوس طوفان خیز بلا انگیز وقت مین امیر کو غریب ہوتے اور غریب کو امیر بنتے کچھہ دیر نہین لگتی تھی۔ جس نے دس پانچ آدمیون کی بھیڑ بھاڑ جمع کر لی وہی نواب بے ملک بنگیا۔ کل تک جو پیدل پھرتا تھا آج سوارون پر حکم چلانے لگا۔ اب غور کرنے کا مقام ہی کہ ایسے انقلاب زمانہ اور ایسے سہل الحصول مطلب کے موقع پر کون ایسا اولو العزم شخص ہوگا کہ جو چپ چاپ مثل آگ کے خاکستر مین دبا بیٹھا رہے گا اور اپنی ہنگامہ افروزی کے لئے شعلہ کی مانند بھڑک نہ اوٹھے گا جیسا کہ نواب امیر خان کی داستان سے بھی ہویدا ہی کہ جب اونھون نے زمانہ کی یہ حالت دیکھی تو پھر سفر کا ارادہ کیا۔ اور پدر بزرگوار سے پھر رخصت مانگی اور استمداد ہمت کی۔ باپ نے بھی غور کیا تو دیکھا کہ بیٹے کا دل بیکار رہنے سے مطلق نہین لگتا ہے اور جوش شجاعت اور شوق جہانگردی اوس کو پدری جھونپڑے کے سایہ مین چین سے نہ بیٹھنے نہین دیتا ہے نا چار مفارقت گوارا کی اور دعائے خیر دے کر خدا کو سونپا۔

نواب کی تاریخ مین یہ بیان نہین کیا گیا ہی کہ پھر اوس مہجور باپ کے اوپر کیا گذری وہ کب تک جیا اور پھر اپنے اقبال مند بیٹے سے ملا یا نہین۔

سنہ ۱۲۰۲ھ مین[1] لیکمال العبد بعد دوری چشم شاہ عالم بادشاہ کے جو غلام قادر خان افغان کے ہاتھ سے

---

[1] سنہ ۱۲۰۲ ہجری ۱۳۔ اکتوبر سنہ ۱۷۸۷ع کو شروع ہوکر یکم اکتوبر سنہ ۱۷۸۸ع کو ختم ہوا تھا۔ مصنف امیر نامہ کے ہجری سنہ زیادہ صحیح نہین ہین غلام قادر کے ظلم و ستم دہلی مین ماہ جولائی و اگست سنہ ۱۷۸۸ع واقع ہوتے تھے اسواسطے اصل کتاب مین یہ سنہ ہونا چاہئے تھا۔ صفحہ ۱۳۔ امیر نامہ انگریزی۔ صحیح یہ ہی کہ غلام قادر خان نے

وح کے ساتھ میرٹھ تک گام فرسا ہوئے مگر کہیں روزگار ہیں ہوا۔ اور
تقدیر نے کسی جگہ یاوری نہ کی۔ تب یہ سمجھ کر کہ بلا رضا سے پدر گھر سے نکلا
تھا واپس چلے آئے اور یہ ارادہ کیا کہ جب تک والد بزرگوار خوش ہو کر اجازت
ندیں گے کسی طرف کو منہ نہ کرونگا۔

تیسرا باب

تیرہویں صدی کا شروع۔ زمانہ کے انقلابات نواب کا پھر
گھر سے نکلنا۔ راستہ میں چند آدمیونکا رفیق ہونا۔ اور
اوجی ہنسی۔ متھرا۔ کالونڈ۔ کھیتری۔ جودھپور۔ ایڈر۔ بڑودہ
وغیرہ مقامات میں چند روزہ نوکریوں کا ہونا۔ سورت میں
ایک مولوی کی تلقین۔ ایک پنڈت کی نوکری۔ انگریزوں سے
مقابلہ۔ کوکن کا سفر۔ خرچ کی تکلیف۔ ناسک ترنبک کے
رئوسا کی مسافر پروری۔ ہارد شنکر کی چاکری۔ اوسکے ساتھ
مالوہ میں آنا اور وہاں کرم دین خان چھوٹے بھائی کا اپنے
بھائی یعنی نواب سے ملنا

ابتدائے شروع تیرہویں صدی کا ذکر ہے جب کہ غلام قادر خاں روہیلہ نے شاہ عالم بادشاہ
کو اندھا کر دیا تھا اور ضعف سلطنت مغلیہ سے ہندوستان میں ہر طرف غدر برپا
ہو رہا تھا۔ مرہٹوں کی فوجیں ٹڈیوں کی طرح ادھر اودھر دوڑتی پھرتی تھیں۔
لوٹ مار کی دولتوں سے ادنیٰ ادنیٰ پیادے سمند مراد پر سوار ہو گئے تھے بڑے بڑے

اوس کو دُودھ کے دہوکے مین مُنہ سے لگایا اور اوسکا مزا دُودھ جیسا نہ پایا تو فوراً پیالۂ مذکور زمین پر گرادیا اور اوس فقیر کو بہت تلخ اور ترش باتین سنائین کہ تونے ہم کو کیا پلایا۔ فقیر نے کہا کہ اے ناآشنا مذاق یہ تیری امراد کا شربت تھا۔ افسوس کہ تونے بےخبری سے پھینک دیا۔ اگر سب پی جاتا تو کیا جانے تیرے لئے کیا ہوتا۔ خیر پھر بھی جتنا تیری قسمت مین تھا اوتنا تجھکو ملگیا۔ نواب نے اس کلام کا مطلب کچھ سمجھا کچھ نہ سمجھا اور اوسی خفگی کی حالت مین اوس کے پاس سے چلے آتے۔

کچھ عرصہ بعد جوانی کے جذبات نے عالم طفلی کی بےنیازیون کو معاش کی ضرورتون سے مبدّل کردیا۔ تو نواب کو روزگار کی فکر ہوئی اور جہان گردی کے شوق نے اونکے دل کو حبّ الوطنی سے اوچاٹ دیا۔ پس اونھون نے باپ سے تقاضا کرنا شروع کیا کہ مجکو تلاش روزگار کی رخصت ملے۔ مگر محمد حیات خان الفت پدری اور محبت جگری کے تقاضے سے ایسے فرزند عزیز کو شدائد سفر مین ڈالنا نہین چاہتے تھے اور ہربار حرف رخصت کو بلطائف الحیل ٹال جاتے تھے۔ نواب نے جو باپ کی مرضی نہ پائی تو اونکی بےمرضی ہی گھر سے چلدیے۔ ایک دفعہ لکھنؤ تک گئے اور دوسری مرتبہ غلام قادر خان[1] روہیلہ کی

---

[1] غلام قادر خان ضابطہ خان کا بیٹا اور نواب نجیب الدولہ بانی نجیب آباد کا پوتا تھا نجیب الدولہ اور ضابطہ خان دونون وزیر سلطنت دہلی بعہد عالمگیر ثانی تھے۔ نجیب الدولہ کا انتقال ۱۱۸۳ھ مین ہوا تہا ضابطہ خان کو مرہٹون نے دہلی اور دوآبہ کی عملداری چہین کر شاہ عالم بادشاہ کو پورب سے بلایا جو ناراض ہوکر انگریزون کے پاس چلے گئے تھے اور پھر ضابطہ خان کو وزیر سلطنت مقرر کرکے شاہ عالم سے امیرالامرا کا خطاب دلایا۔ مگر بعد چلے جانے مرہٹون کے شاہ عالم نے اوسکو معزول کرکے شجاع الدولہ کو وزارت کا عہدہ بخشا

آثار ظاہر تھے اونکی آیندہ حکومت کا تصرف الٰہی سے اونکے چال چلن میں موجود
تھا چنانچہ وہ ہمیشہ اپنے ہمسن لڑکوں کی صفیں تواعد جنگ آراستہ کرتے
تھے اور پھر اونمیں لڑائی کے احکام جاری کرکے ایک صف کو دوسری صف سے
لڑاتے تھے۔ اِس کھیل کے بعد کوڑیوں کا حصہ بانٹتے تھے اور جب کوڑیاں
پاس نہیں ہوتی تھیں تو گھر میں سے نکلوا کر لڑکوں کو تقسیم کرتے تھے۔ اون کے
ہمجولی لڑکے[سلہ] ہر حال میں اونکا ادب کرتے تھے اور اونکا کہا بسر و چشم مانتے تھے
اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ نواب ممدوح پیڑھی پر بیٹھ جاتے تھے اور چار
لڑکے اونکو مثل پالکی کے کندھے پر اوٹھا کر اِدہر اودہر لئے پھرتے تھے اور
باقی لڑکے گرد و پیش چپ و راست مثل اردلی اور شاگرد پیشہ کے اہتمام کرتے
تھے۔ اس حالت میں اونکو سپہ سالاری اہلکاری - خواصی - چوبداری -
عصا برداری اور خدمتگاری وغیرہ کے عُہدے اور مناصب دئے جاتے
تھے اور ہر ایک کو وہ قرینے اور قاعدے سکھائے جاتے تھے جو اون عُہدوں
سے متعلق ہوتے ہیں۔ اس عالم میں ایک دِن میاں پاکباز شاہ نامی ایک
درویش نے نواب ممدوح کو اپنے کم عرلت میں بلا کر پوچھا کیوں تم دودھ[سلہ] ہوا
پئے گا ؟ نواب نے کہا کہ ہاں آپکا جھوٹا پیونگا۔ درویش مذکور نے ایک
پیالہ میں کچھ شراب اونکی جھوٹی تھی دیکر کہا کہ لے پی جا۔ نواب نے جو

سلہ اس گروہ ہمجولی و رفیق طفلی میں سے بھی غالباً کچھ لوگ سرمایہ اوج دولت و اقبال نواب
موصوف کے کامیاب عروج و ترقی ہوئے ہوں گے مگر اسیر نامہ سے اونکے نام نہیں معلوم
ہوتے ۱۲ سلہ یعنی دودھ ۱۲

جو لوگ کہ حسب نسب کی عمدگی کا زیادہ تر اعتبار رکھتے ہین وہ اس نسب نامہ سے معلوم کر سکتے ہین کہ نواب امیر خان کا سلسلہ دس[۱] واسطے سے سالار تک اور تیرہ واسطہ سے یوسف تک سترہ واسطہ سے قیس عبد الرشید تک اور ۵۵ واسطہ سے ملک طالوت تک اور ۶۳ واسطہ سے مہتر ابراہیم تک اور ۸۱ واسطہ سے آدم تک ہونچتا ہے اور چند بڑے بڑے پیغمبرون کے خون کا پیوند اس سلسلہ مین لگا ہوا ہے۔

دوسرا باب

نواب امیر خان کی طفلی کے حالات اونکے کھیل ایک فقیر کا اشارہ اونکی ترقی آیندہ کے لئے اون کا جوان ہونا اور تلاش معاش مین دو مرتبہ گھر سے نکل کر ہر بار ناکام واپس آنا

نواب امیر خان کے لڑکپن کے حالات زیادہ تر بیان کرنے کے لایق ہین گو مان باپ کی مفلسی اونکی تعلیم و تہذیب کی مانع ہوئی تھی اور اوس زمانہ مین اونھون نے بالکل مثل غریبون کے پرورش پائی تھی تاہم اونکے اوضاع و اطوار سے امارت کے

[۱] یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ قیس عبد الرشید سے جسکا انتقال ہونا ۴۱ھ ہجری مین بیان کیا گیا ہے نواب امیر خان تک جو ۱۲۴۱ھ مین حی القایم تھے صرف سترہ اور معہ صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کے جو ۱۲۲۲ھ مین پیدا ہو گئے تھے اٹھارہ پشتین ہی ہوتین حالانکہ عرصہ بارہ سو سال کا ہوتا ہے اس طول طویل زمانہ مین بحساب پانچ پشت فیصدی ساٹھ پشتین ہونا چاہئین اور کم از کم پچاس کیونکہ ۱۲۲۲ھ سے ابتک کہ ۱۳۲۱ھ ہے اور ایک صدی ختم ہو چکی ہے نواب امیر خان کی پانچوین پشت مین کئی صاحبزادہ ہین۔ ہماری اس تحریر کی بہت سی دلیلین مورخون اور محققون کو تواریخ اور صحیح پشت نامون کے حساب سے مل سکتی ہین ۔ ۱۲

یعنی دنیا میں ہیں جو شاخ بنام سالار زئی زبان زد آفاق ہے وہ بنظر بدیہی
کے گویا اصل ثمرہ اس عظیم الشان شجرہ کا ہے۔ نواب امیر خان اس برومند
شاخ کے تازہ پھول اور اوس عظیم الشان شجرہ کے عمدہ پھل تھے جنکی ذات
سے ایک عالم نے فیض پایا اور اونکی شہرت کی خوشبو اب تک دنیا کی جیب
مین بھری ہوئی ہے۔ اونکا نسب نامہ جو مرقومۃ الصدر اصلیت کو ثابت
کرتا ہے یہ ہے۔

نواب امیر خان بن محمد حیات خان بن طالع خان بن کالے خان بن مولا خان
بن سیّد علی خان بن فتح خان بن اللہ داد خان بن یوسف خان بن کردہ خان
بن ملی بن سالار بن الیاس بن یوسف بن یوسف کلان بن شجار
بن حرشیون بن سڑہ بن ابی قیس عبد الرشید بن عیض بن صلول
بن عتبہ بن نعیم بن مرہ بن جسلید بن سکندر بن زمان بن یس بن بہلول
بن سلیم بن صلاح بن فارود بن اسم بن ہلول بن کرم بن عمال بن
دلیعہ بن مہال بن قیص بن علیم بن اسموئیل بن ہارون بن قرود بن ابی
بن مہلب بن طلیل بن لوی بن مال بن تارح بن ازرق بن مسدول بن
سلیم بن افغنہ بن ارمیا بن ساؤل عرف ملک طالوت بن قیس
بن عتبہ بن عیص بن روائیل بن یہودا بن یعقوب پیغمبر عرف اسرائیل بن
اسحاق پیغمبر بن ابراہیم پیغمبر بن آذر بن ناحور بن شروع بن ساروع بن
ہود پیغمبر بن عامر بن صالح بن ارفخشد بن سام بن نوح پیغمبر بن ملک
بن متلوشلخ بن ادریس پیغمبر بن یرد بن مہلائیل بن انوش بن شیث پیغمبر بن آدم ؑ۔

علی محمد[51] خاں کے بعد وہ بھی بہت دنوں تک زندہ نہیں رہے۔ اون کے
بیٹے محمد حیات خاں یتیم ہونے کے وقت خورد سال تھے۔ دوندی خاں
افغان نے جو علی محمد خان کے بعد اوس ضلع کا مختار ہوا تھا اون کے
اب کے حقوقِ خدمت پر لحاظ کر کے کچھ مشاہرہ اونکا مقرر کر دیا تھا
مگر جب دوندے خاں مرا اور کٹھیر کی ریاست افغانوں کے قبضہ سے
نکل گئی تب محمد حیات خاں نے اپنی زادبوم سرائے ترین میں آکر خانہ نشینی
اختیار کی اور پھر نوکری کے لئے کسی کے دروازہ پر نہیں گئے فقط زمین
املاک کے اجارہ وغیرہ سے عمر بھر گذارہ کرتے رہے۔
یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ سید حکیم پٹھان علم سیاق - نجوم - اور ہندسہ
میں بہی مہارت نہیں رکھتا تھا بلکہ مہدو شاستر کو بھی خوب جانتا تھا۔
چونکہ یہ موقعہ اور محل مقتضی اس امر کا ہے کہ صرف نواب امیر خاں کے
باپ اور دادے کے ذکر پر ہی اکتفا کیا جائے بلکہ اونکا نسب نامہ بھی
لکھا جائے تاکہ ناظرین کتاب کو اونکی اصل نسل اور قوم و خاندان کا
حال بخوبی معلوم ہو اور کسی بات کی تلاش و تجسس باقی نہ رہے اس لئے
نسب نامہ بھی اونکا درج کیا جاتا ہے۔
واضح ہو کہ پٹھانوں کے مؤرخوں[52] نے پٹھانوں کا سلسلہ بنی اسرائیل سے

---

[51] علی محمد خاں کا انتقال ۱۱۶۱ ہجری میں ہوا تھا۔ حدیقۃ الاقالیم صفحہ ۱۴۱ (علی محمد خان کی اولاد میں رام پور کے نواب ہیں - ۱۲
[52] مراد از مصنفان مخزن افغانی و جہانکشا و مجمع الانساب وغیرہ (امیر نامہ) ۱۲

مین پیدا ہوئے تھے کہ جو صرف زمینداری پر اپنی شکم پروری کرتا تھا۔
اس صابر پٹھان کا نام محمد حیات خان تھا انکے باپ طالع خان محمد شاہ
بادشاہ کے زمانہ مین موضع جو ہٹر علاقہ بنیر ملک افغانستان سے ہندوستان
مین آئے تھے۔ چونکہ اوسوقت سلطنت کا انتظام ابتر تھا اور غارت گری
کی رونق چمکی ہوئی تھی۔ اس لئے نعمان مذکور بھی زمان خان جمعدار وغیرہ
چند افغانون سے سازش کرکے ضلع کٹھیر مین لوٹ مار کرنے لگے اور
اس ترکیب سے اونھون نے یہ بات پیدا کی کہ جب وہان کے کسی تعلقدار کو
کوئی مہم پیش آتی تھی تو وہ طالع خان سے رجوع ہوتا تھا اور طالع خان اوس سے
کچھ روپیہ بصیغہ نقد جنگ لیکر اپنی دلیری و ہمت سے وہ کام کردیتے
تھے۔ کچھ عرصہ بعد علی محمد خان روہیلہ[1] اوس ضلع مین قابض ہوگیا
تو طالع خان نے اوسکی رفاقت اختیار کی اور وہ اوس کے ساتھ بمقام
بنگڈھ جو قریب شہر آنولہ کے واقع ہے بادشاہی فوج کے محاصرہ مین
آگئے اور آٹھ روز تک مع ایک خدمتگار کے ایک حویلی مین بیٹھے ہوئے
سپاہ شاہی پر بندوقین مارتے رہے۔

محمد شاہ بادشاہ نے اونکی جرأت اور بہادری کا حال سُنکر چاہا کہ وہ
بادشاہی نوکری کرلین مگر اونھون نے علی محمد خان کی رفاقت نہین چھوڑی

[1] علی محمد خان کے بزرگ علاقہ روہ واقع افغانستان کے رہنے
والے تھے اس سبب سے اونکا نام روہیلہ ہوا۔ ۱۲

پہلا حصّہ

حالات ابتدائی

باب اوّل

نواب امیرخان کی پیدائش اونکے باپ کا حال اونکے دادا کا افغانستان سے ہندوستان مین آنا۔ اونکے نسب کا سلسلہ۔ قوم افغان کا بیان۔ اور اوسکا بنی اسرائیل ہونا۔ افغان بخت نصر کے تسلط سے ملک شام چھوڑکر کوہستان غور اور روہ میں آئے۔ قیس عبدالرشید مدینہ مین جاکر مسلمان ہوا۔ یوسف زئی۔ سالارزئی۔ نواب امیرخان کا کرسی نامہ

نواب امیرخاں جنکی سوانح عمری سے قدرت الٰہی کی ایک زبردست حیرت انگیز شان ظاہر ہوکر ہر ایک خیال کے آدمیوں میں کچھ نہ کچھ اثر کئے بغیر نہیں رہتی ہے محلہ سرائے ترین شہر سنبھل[1] ضلع کٹھیر[2] میں ایک ایسے باپ کے گھر سنہ ۱۱۸۲ ہجری[3]

---

[1] ہنود وجغرافیہ کے بہاں قدیم تین شہروں میں سے ایک سنبھل ہی جہاں کلکی اوتار کے ظہور کرنے کی پیشین گوئی کتب ہنود میں درج ہے۔ اس شہر میں ۵۲ سرائے اور ۳۶ پورے آباد ہیں۔ جو سرائے محلوں کے ہیں اور محلہ ایک محلہ سرائے ترین بھی ہے۔ جغرافیہ مرادآباد وغیرہ (مولف)

[2] کٹھیر قدیم نام ضلع مرادآباد کا ہے۔ جغرافیہ مرادآباد میں کٹھیر کی وجہ تسمیہ راجپوتاں قوم کٹھیریہ کے آباد ہونے سے بیان کی گئی ہے مگر کیا عجب ہے کہ جو کٹھیر قدیم نام اس ضلع کا ہو اور وہ راجپوت جو یہاں رہکر آباد ہوئے کٹھیریہ کہلائے ہوں۔ یہ ضلع سمت ۱۰۶۰ مطابق ۱۰۰۳ء کے قریب کے وجہ نامعلوم جسے افغانان قوم روہیلہ کے سکونت اختیار کرنے سے دوآبہ روہیلکھنڈ کہلانے لگا ہے (مولف)۔

[3] سنہ ۱۱۸۲ ہجری ۱۷۶۸ء سے شروع ہوکر ۶ مئی ۱۷۶۹ء کو ختم ہوا تھا۔ صفحہ ۹۔ امیرنامہ انگریزی۔

ذکر ترتیب مضامین کتاب ہذا

اصل کتاب امیرنامہ مین لائق مصنف نے کل مضامین کو چار باب مین ترتیب دیا تھا جیسا کہ اوس کے ان چار شعرون سے ظاہر ہے

یکے باب در شرح حالش نخست	ز عہد بزرگانش کردم درست	دوم شرح حال سران دگر	کہ بودند ہم عصر آن نامور
سوم شرح احوال ہر کارزار	ز فتح و شکست و دگر کاروبار	چہارم بہ تشریح صلح و نشست	بتنظیم ملک و دگر بند و بست

مگر مین نے جیسے بعض مضامین مین مناسب رد و بدل کیا ہے ویسے ہی ترتیب کو بھی بدل دیا ہے باب اول کو بجال رکھا ہے مگر باب دوم کو اخیر مین جا ڈالا ہے اور باب سیوم کو کئی حصون مین منقسم کر کے باب چہارم کا ایک ہی حصہ رکھا ہے غرض کہ اب اسکی ترتیب حسب ذیل حصہ جات پر ہے۔

لکھا جائے کہ جن نے سعی کر کے چھپوائی اور تیار کرائی - راقم محمد عبید اللہ عفی عنہ ۱۱ رجون ۱۸۸۸ء

(۲) منشی صاحب معدن لیاقت ہائے فراوان منشی دیبی پرشاد سلامت - تمہارا رقیمہ محررہ یکم ستمبر پہونچکر حالی حالات ہوا مقدمہ کتاب امیر نامہ مولفہ خود میں حضور جلد آشیان نواب امیر الدولہ مرحوم کی تصویر ضرور چھپوانا چاہیئے لیکن اس کا خیال ضرور رہے کہ صحیح ہو اور مطابق - حضور مرحوم نواب وزیر الدولہ بہادر جنت آرامگاہ کی تصویر کوئی نہیں ہے حضور نواب صاحب کہادر مسند نشین حال کی اور ہماری تصویر کا بھی اوس کتاب میں موقع موقع سے چھپنا ضرور ہے اس کا بھی خیال رکھنا - ٹونک ۱۸ ستمبر ۱۸۸۸ء

(۳) منشی صاحب معدن لیاقت ہائے فراوان منشی دیبی پرشاد سلامت - تمہارے دو پوسٹ کارڈ بطلب حصص ہائے کتاب امیر نامہ جو تم نے واسطے دیکھنے کے بھیجے تھے آئے لہذا دوسرا حصہ کتاب مذکور کا جس کو دیکھ لیا گیا ہے تمہارے پاس بھیجا جاتا ہے دو حصہ اور باقی ہیں وہ بھی زیر مطالعہ ہین عنقریب دیکھکر روانہ کئے جائینگے جملہ کتاب مین اس کا خیال رہے کہ جس جگہ کسی رئیس کا نام آوے اوس جگہ یہی لکھا جاوے کہ والی ریاست فلاں خاکسار محمد عبید اللہ عفی عنہ ٹونک ماہ نومبر ۸۸ء

(۴) مظہر لیاقت فراوان منشی دیبی پرشاد جی سلامت تمہارے کارڈ بھیجے حصہ اول جو طبع ہو کر آیا ہے وہ بھی پہونچا اوس کو ہم دیکھتے ہیں اسمیں اکثر لفظی غلطیاں ہین جنکو ہم پنسل سے بنا کر علامت کر دینگے دوسرا حصہ اس کا دلچسپ اور عمدہ ہین ہے جیسا کہ ہم خیال کرتے ہین عمدگی خط کی نسبت اہل مطبع کو ضرور لکھنا چاہیئے تیسرا اور چوتھا حصہ ہم دیکھ رہے ہیں قریب تر روانہ کریں گے اطمینان رکھو

مکرر آنکہ تیسرا حصہ امیر نامہ جس کو ہم دیکھ چکے معہ رقیمہ ہذا واپس کیا جاتا ہے چونکہ ان دنوں مین بوجہ کثرت کار فرصت کم رہی اس لئے زاید عرصہ گذرا فقط خاکسار محمد عبید اللہ عفی عنہ ۳۱ دسمبر ۸۸ء ٹونک

۹	امیر نامہ	مولوی احمد سعید	سوانح عمری نواب امیر الدولہ بہادر
۱۰	حیات الحیوانات	....	....
۱۱	آئین اکبری	....	قوانین انتظام ملکی ومالی اکبر بادشاہ

آپ تین سگے بھائی تھے بڑے صاحبزادہ عبداللہ خان صاحب[۱] جن کا ۱۲۸۲ھ مین انتقال ہوگیا اور چھوٹے صاحبزادہ عبدالرحمن خان ہین۔

آپ کی صرف دو شادیان ہوئین تھین اور دونون بیگمون سے ایک ایک صاحبزادہ ہوا تھا بڑے صاحبزادہ کا نام عبدالعلیم خان ہے اور چھوٹے کا عبداللطیف خان تھا جو عین نوجوانی مین اپنے والد کو داغ مفارقت دے گئے آپ اس صاحبزادہ سے بہت مانوس تھے جودہپور مین بھی ساتھ لائے تھے۔

صاحبزادہ عبدالعلیم خان صاحب بھی بہت لائق اور ذی علم ہین میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی ہے کانپور اور متھرا مین ڈپٹی کلکٹری کا کام کرچکے ہین پہر ریاست ٹونک مین اسسٹنٹ صاحب مہتمم بندوبست رہے مگر اب کوئی کام انکے متعلق نہین ہے۔

نقل بعض خطوط فخر الامرا بہا در متعلق ترجمہ ہذا

(۱)

کیمپ سیملا پرگنہ پڑاوہ۔ شرافت پناہ نجابت دستگاہ لالہ دیبی پرشاد صاحب سلامت ایک پوسٹ کارڈ آپکا نمبری ۳۶۹ مورخہ ۴ جون ۱۸۸۶ء وصول ہوا حصہ اول ترجمہ امیر نامہ کو ہم نے پڑہکر دیکھا حقیقت مین بہت عمدہ طور سے ترجمہ کیا گیا ہے ہم پڑھ کر بہت مسرور و محفوظ ہوئے دوسرا حصہ بھی اگر تیار ہوجاوے تو ہمارے ملاحظہ کے لئے بھیجدینا حصہ اول آج کی ڈاک مین آپکو بھیجا جاتا ہے ... اور کتاب کے دیباچہ مین میرا نام بھی

---

[۱] صاحبزادہ عبداللہ خان صاحب بڑے مورخ تھے انہون نے یہ تین کتابین بنائی تہین ۱ تاریخ حالات فرنگ ۲ تذکرۃ فی السفر آگرہ ۳ حکایات نادرہ سفر آگرہ ان کے سوائے ایک یادداشت حالات ریاست ٹونک کی بھی ہے جس کا کچھ اقتباس اس کتاب مین بعد ختم مضمون امیر نامہ کے درج ہوا ہے۔

غریب اور مزدوری پیشہ لوگ اس بہانہ سے پرورش پاتے تھے۔
ترقی علم میں بھی آپ نے بخوبی حصہ لیا تھا علاوہ عربی فارسی کے انگریزی اردو وہندی
کی تعلیم کے لئے کئی مدرسہ کھولے تھے جن میں رعایائے ریاست کو مفت تعلیم دیجاتی تھی ایسے ہی
شفاخانوں کو بھی وسعت دی تھی۔
آپ ایک کاروباری شخص ہوکر بھی منشی اور شاعر تھے عبارت بہت مختصر اور پرمعنے لکھتے تھے
مثلو پر حکم بھی ویسے ہی اچھے قانونی اور عدالتی الفاظ میں لکھاتے تھے شعر بھی خوب کہتے تھے
انگریزی بھی لکھ پڑھ لیتے تھے جس کا محاورہ دوبارہ باپ ہونے کے بعد بہت قلیل مدت میں
صرف ذہانت طبع سے کرلیا تھا ہندی عبارت اور شعر کے سمجھنے میں بھی مہارت تھی کیونکہ
ہندو پنڈتوں سے صحبت رہا کرتی تھی۔ آپ نے اہل علم کی بھی قدر کی تھی اور تالیف و
تصنیف کو بھی امداد اور ترقی دی تھی چنانچہ اکثر مفید و صدہا کتابیں انگریزی وہندی یا بت میں تبادلہ
ترجمہ ہوکر مطبع سرکاری میں چھپیں اور شائقین کو مفت تقسیم ہوئیں اون میں سے بعض کے نام
جو حافظہ میں رہگئے تھے ذیل میں لکھے جاتے ہیں +

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف یا مترجم	کیفیت مضمون
۱	گلدستہ فرد	مولوی احمد علی	انتخاب کتب اخلاق ونصائح
۲	ترجمہ تزک جہانگیری	ایضاً	تواریخ عہد جہانگیر بادشاہ
۳	کتاب حالات پرگنہ جات ریاست	پنڈت رام کرن	وجہ تسمیہ آبادی ہائے مواضعات کیفیت عمارات و [illegible]
۴	جغرافیہ ریاست	غلام احمد خان احمدی	فردی حالات و اقسام اراضی پیداوار تعداد باشندگان [illegible]
۵	مثنوی ہمت زادہ	ایضاً	نصائح و حکمت عملی من الطور [illegible]
۶	کتاب اخلاق سیاست و تقیادہ	مولوی نجف علیخاں	اخلاق وتدبیر منزل و انتظام [illegible]
۷	ترجمہ علوم فارسی انجیل متی	ایضاً	اخلاق ترحم وراستگوئی
۸	ترجمہ فارسی سفر پیدایش توریت موسی	ایضاً	آفرینش عالم

تعصب یہ وہ ہندؤن کے زخم دل اچھے کرنے کو تو مسیحا ہی تھے جو شرعی قیدین اونپر
نواب وزیر الدولہ بہادر کے عہد سے لگی ہوئی تھین اور جن کی سختی نواب محمد علیخان
بہادر کے زمانہ مین بہت کچھ بڑھ گئی تھی اون سے سبکدوش ہونے کا موقع اون کو آپ
ہی کے عہد نیابت مین ملا تھا پُرانے مندرون کی مرمت نہین کرنے اور نئے نہین بنانے
کی سخت قید آپ کی ہی بے تعصبی سے دور ہوئی تھی آپ زمانہ کی رفتار کو دیکھکر یہ
بخوبی سمجھ گئے تھے کہ اورنگ زیب کے عہد کی سی باتین اب اس آزادی کے زمانہ مین
نہین چل سکتی ہین آخر انگریزی اثر کے طفیل سے یہ قیدین ایک دن حکماً دور کرنی پڑینگی
پھر پہلے ہی سے ہندو رعایا کی شکایت کیون نہ سن لیجائے کہ جس مین مفت کرم داشتن
کا موقع ہاتھ سے نہ جاسکے پس اسی دوراندیشی سے جو کہ نا مصلحت تھا وہ کیا مگر اس
احتیاط اور خوبصورتی سے کہ اپنے کو متعصب مولویون کی تکفیر سے بچا لیا۔

آبادی رعایا اور توفیر زراعت کی طرف کامل توجہ تھی چنانچہ ہر سال دونون صیغون
مین معقول اضافہ ہوتا تھا اور ریاست کی آمدنی بڑھتی جاتی تھی قرضہ سابقہ بھی اوتارا
تھا جس کا مفصل ذکر آپکے وقت کی سالانہ رپورٹون مین درج ہے۔

اوائل عمر مین تو آپ تقلید والد بزرگ اور برادر کلان کے عقائد وہابیت کے پیرو تھے
اور بعد نیابت ریاست ہونے کے اعتدال کے ساتھ اصول سنت جماعت کے پابند
ہوگئے تھے اخیر عمر مین تو ابتدائے عمر کے عقائد سے سخت متنفر تھے چنانچہ ایک کتاب
اون کے ابطال مین بنواکر شائع کی تھی۔

عمارت کا بھی شوق تھا مگر بجز سرائے شفاخانہ اور مدرسے بصرف کثیر ریاست مین
جابجا بنوائے اپنے رہنے کے واسطے کوٹھی محلات اور باغات بھی خوش قطع وخوشنما
[illegible] سے تعمیر کرائے عمارت کا کارخانہ ہمیشہ جاری رہتا تھا سیکڑون ہزارن

ماہ فروری ۱۸۹۲ء میں بموقع شادی مہاراجہ صاحب بہادر حال آپ بھی جودھپور میں تشریف لائے تھے اور اسیر نامہ اردو کے ترمیم شدہ مسودہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے تھے اوس وقت مہاراجہ جسونت سنگھ صاحب نے بلحاظ مراسم باہمی آپکی بہت کچھ تعظیم توقیر اور خاطر داری فرمائی تھی۔ آپکی آخری برٹش خدمت یہ تھی کہ ۱۸۹۸ء میں باوجود ناسازی طبیعت باصرار تمام درخواست کر کے شامل مہمات جنگ افغانان آفریدی ملک تیراہ کے ہوئے تھے اور وہاں سے بحصول نیکنامی و شکریہ گورنمنٹ واپس تشریف لائے۔ چونکہ پچھلے چند سالوں سے باعث مکروہات چند در چند و امراض گوناگوں کے آپکی تندرستی میں فرق آگیا تھا اس لئے رفتہ رفتہ طاقت سلب ہوتی جاتی تھی اور ضعف بڑھتا جاتا تھا انجام یہ ہوا کہ ۲ ماہ ستمبر ۱۹۰۰ء مطابق ۲۵ جمادی الاول ۱۳۱۸ھ ہجری روز یکشنبہ کو طائر روح قفس عنصری سے عالم قدس کو پرواز کر گیا۔ اس سانحہ سے نہ صرف ریاست ٹونک ہی سراپا محو رنج و نگاہ ہوئی بلکہ گورنمنٹ اور دوسری ریاستوں کو بھی جو آپکے اخلاق حمیدہ وصفات برگزیدہ کی گرویدہ تھیں بہت کچھ الم و افسوس ہوا اور میں اپنی تو کیا کہوں کہ جو صدمہ دلگیر گذرا اوسکو میں ہی جانتا ہوں کیونکہ آپ اول تو میرے موروثی مربی تھے دویم میں خود خاص طور پر ایک مصیبت کے زمانہ میں آپکی دستگیری سے بحر بیکاری کو عبور کر گیا تھا سیوم اس کتاب کی تیاری میں وقت ضرورت پر مالی مدد بھی ملجاتی تھی چہارم صلہ میں بھی زمین و جاگیر کی امید تھی پنجم آپ کا بڑا وسیلہ تھا۔

افتخار الدولہ بیشک فخر خاندان تھے اور فخر الملک بھی صورت شکل اور شان و شوکت میں اپنی ثانی آپ ہی تھے خوش خلقی اور ہر دلعزیزی کا آپ کے اوپر خاتمہ ہو گیا تھا مروت اور فیاضی طبعی ہوئی تھی قدردانی و فیض رسانی کے پیکر مجسم تھے مدبری میں طاق عقل انتظام میں شہرہ آفاق تعصب سے دور تکبر سے نفور۔ ریاست [illegible] تین دفعہ میں بیس برس کے قریب کیا قریب قریب سبکو خوش رکھا لوگوں [illegible] رفاہ عام کے کام کیلئے رعایا کے ساتھ عدل و احسان کا برتاؤ رکھا حقداروں کا [illegible]

اور پھر یہ دوہا بھی پڑھا تھا لٹ سبھی بھوم گوپال کی تا مین اٹک کہا ؟ جاکے من مین اٹک ہی سو اٹک رہا
مہاراجہ یہ سنتے ہی اٹک سے پار اوتر گئے تھے کیونکہ مذہبی روایات کے بموجب وامن اوتار نے اپنا قدم اتنا بڑھا دیا
تھا کہ زمین کے اس سرے سے اوس سرے تک جا پہونچا تھا۔
میرے والد بھی بڑے متشرع اور راسخ الاعتقاد ہندو تھے اونہوں نے اکبر بادشاہ کی اس عمل ملانہ دلیل کو پسند کر کے فرمایا کہ ہم نے بھی پنڈتون سے سنا ہے کہ امراج کا ج اور تجارت کے لئے سمندرون سے پار جانے کا بھی دوش نہین ہے اور یہ تو ایک ندی ہی ہے
غرض اس طرح مین نے اونکو رضامند کر کے روانگی کی تیاری شروع کی تھی کہ دفعۃً اخبارون مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ امیر شیر علیخان نے مشن کو علی مسجد سے آگے بڑہنے کی اجازت نہین دی اور اب وہ واپس آتا ہے بلکہ ۲۴ ستمبر کو پشاور سے روانہ بھی ہو گیا ہے اسی عرصہ مین آپ کا ٹیلیگرام مورخہ ۲۴ ستمبر بھی دربارہ ممانعت روانگی پہونچ گیا!
آپ ۸ اکتوبر کو شملہ پر نواب گورنر جنرل بہادر سے شرفیاب ملازمت ہو کر رخصت ہوئے اور انبالہ و دہلی وغیرہ مقامات اثناء راہ کی سیر کرتے ہوئے ۱۸ اکتوبر کو جیپور مین پہونچے وہان مہاراجہ صاحب سے ملکر ٹونک مین گئے گورنمنٹ کا شکریہ نواب صاحب کو پہلے ہی پہونچ گیا تھا اسلئے وہ بھی آپکی خدمات سے بہت خوش ہوئے مگر جو امید آپکے نایب ریاست ہونے کی تھی وہ اس موقع پر باوجود اشد ضرورت کے پوری نہوئی اسلئے آپ پھر جیپور مین چلے گئے آخر مہاراجہ صاحب جیپور کے دربردہ کوشش اور پولٹیکل افسران گورنمنٹ کی مہربانی سے یہ نتیجہ نکلا کہ نواب صاحب نے ۱۳ ماہ ستمبر ۱۸۷۹ء مین آپکو خلعت نیابت عطا فرما کر بدستور قدیم کام کرنے کا اختیار دیدیا مین اوسوقت ریاست جودہپور مین ملازم ہو گیا تھا اگرچہ آپکی طرف سے حاضر خدمت ہونے کا اشارہ ہوا مگر آب و دانہ پہلے تری کا تھا نہ جاسکا۔

۲ نقل اوسکی یہ ہے۔ تحریر زبانہ محقق یگانہ لالہ دیبی پرشاد قبل ازین بطلب شما پروانہ حسب استدعا عالیشان جاری شدہ بود رسیدہ باشد اکنون باز نگارش می رود کہ عزم این جانب ملتوی دارند باز و قتیکہ شما را بطلبم عازم اینجانب شوند مطلع باشند فقط المرقوم ۲۴ شہر جمادی الثانی ۱۲۹۵ھ ... منمقام پشاور سحر عبید اللہ خان عفی عنہ کارد آنکہ امروز حسب الطلب نواب گورنر جنرل بہادر وایسرای کشور ہند سوکوہ شملہ رہگرا شدیم ... انتہا

میں مہاراجہ جسونت سنگھ صاحب سے سفارش کرکے ریاست جیپور کی مصاحبت دلوادی اور آپکے واسطے بھی ریذیڈنٹ
راجپوتانہ سے بھی اوسی سفارش جاری کر رکھی تھی کہ اوسی اثنا میں گورنمنٹ عالیہ کو امیر شیر علیخان والی کابل
کے پاس کمیشن بھیجنے کی ضرورت ہوئی جسکو باوقعت بنانے کے لئے دو ہندوستانی امیرزادہ بھی ساتھ جانے کیلئے تجویز
ہوئے اور اتفاق سے انہیں دونوں میں سے صاحب مہاراجہ رام سنگھ کمیشن میں نامزد کیا گیا بلکہ آپکے ساتھ منظر
بصلہ حسن کارگذاری ریاست ٹونک کی یہ مزید رعایت بھی ہوئی کہ تمغہ سی ایس آئی کا بطور عزت
افزائی کے دیا گیا جسکے لینے کے لئے آپ مہاراجہ صاحب بہادر جیپور سے رخصت ہوکر ۲۰ رمضان سنہ ۱۲۹۵ مطابق
۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۸ کو وقت شب ٹونک میں آئے اور دوسرے دن نواب صاحب بہادر کی اجازت لیکر چھاونی دیولی
کو روانہ ہوئے وہاں دوپہر کے قریب ہز صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر ہاڑوتی اور ٹونک سے وہ تمغہ لیا جو
گورنمنٹ سے اونکے پاس آگیا تھا وہاں سے ۲۰ ستمبر کو پہر بہر رات گذرے پر ٹونک میں آکر نواب صاحب کی
ملازمت کی اور دوسرے دن ۲۱ ستمبر کو بعزم روانگی کابل روانہ جیپور ہوگئے اور وہاں مہاراجہ
رام سنگھ صاحب سے ملکر ۱۱ ستمبر کو عازم پشاور ہوئے اوسوقت میں آپکی سرکار میں ملازم اور صاحبزادہ عبدالعلیم خان
صاحب کے پاس متعین تھا جو میو کالج اجمیر میں تحصیل علم انگریزی کرتے تھے وہاں میں نے یہ خبر سنکر شوق سیاحت
اور تاریخی تحقیقات سے سفرنامہ لکھنے کے واسطے ہمراہ چلنے کی درخواست بھیجی تو آپ نے اوسکو بڑی تعجب کی نظر سے
دیکھا کیونکہ ہندو دھرم میں اٹک ندی سے پار جانے کی ممانعت ہونیکا ذکر سن چکے تھے اور مجھکو جواب میں
لکھا کہ اگر علی الرغم اپنے مذہب کے اٹک سے گذر جایا چاہتے ہو تو منشی رام چندر سے خرچ لیکر بہت جلد آجاؤ کیونکہ
ہم پشاور سے علی الصبح کو روانہ ہو جاوینگے میں نے والد صاحب سے پوچھا تو اٹک پار جانیکی اجازت دیدی
میں رکیں میں نے اس مسئلہ پر اکبر بادشاہ کا جواب جو اونہوں نے مہاراجہ مان سنگھ کو دیا تھا [illegible]
کیا۔ مہاراجہ مان سنگھ کو جب بادشاہ نے کابل جانیکا حکم دیا تھا تو وہ بھی اسیطرح اٹک کے پار جانے
سے رکے تھے اور بادشاہ سے معافی مانگی تھی اوسوقت بادشاہ نے فرمایا تھا کہ جب تمہارے ملک
راجہ بل سے تین پینڈ (قدم) زمین مانگی تھی اور پھر تمام زمین پر ایک ہی پینڈ میں احاطہ کر
اگر اٹک پار کی زمین اونکے زیر قدم آگئی تھی تو تمکو بھی نہیں اٹکنا چاہئے اور جو ہیں اٹکی تو مت

صولت جنگ مسند نشین ریاست ہوئے تو اونہوں نے بنظر حقداری اور لیاقت کے آپکو خلعت فاخرہ اور خطاب
افتخار الامرا مختار الملہام صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان بہادر فیروز جنگ سے ممتاز فرماکر عہدہ نیابت کا بھی
شرف بخشا چنانچہ یہ کام آپ نے شروع ۱۲۸۷ھ تک کمال قابلیت اور خیرخواہی سے انجام دیا بعدہ
نواب صاحب نے آپکے ایک ماتحت کی چغلخوری سے بدظن ہوکر آپ سے کار وزارت واپس لے لیا اور مختار الملہام
کا لفظ بھی خطاب میں سے ساقط کرکے بجاے اوسکے فخر الملک داخل کیا۔

قضاء الٰہی سے اسی سال میں بعلت قتل عم ٹھاکر لاوہ اور اوسکے ہمراہیوں کے نواب صاحب بحکم گورنمنٹ
معزول ہوکر بنارس کو تشریف فرما ہوئے اور آپ چند منزل تک اونکو پہنچاکر واپس آگئے۔

نواب صاحب سابق کی بجاے اونکے ولیعہد بخطاب امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان بہادر
صولت جنگ مسند نشین ہوئے اور دو برس تک انتظام ریاست زیر نگرانی ایک کونسل کے بصواب دید
صاحب پولیٹکل اسسٹنٹ بہادر ہوتا جسکے صدر انجمن آپکے چچا صاحبزادہ حافظ محمد عباداللہ خان تھے
اور مال کا کام آپکی ذات سے متعلق رہا۔ اگرچہ استحقاق تو بوجہ کارکردگی اور قرابت قریبہ کے آپکا ہی
تھا لیکن بعض پولیٹکل وجوہ و نیز عمر میں زیادہ ہونے سے صاحبزادہ موصوف کو ترجیح دی گئی تھی۔

یکم جنوری ۱۸۷۲ء کو کونسل موقوف ہوکر اختیارات ریاست نواب صاحب کے سپرد ہوئے اور جناب ممدوح نے آپکو ماہ
مارچ میں بدستور عہدہ نیابت پر مقرر فرمایا اوسوقت سے ۲۳ جولائی ۱۸۷۴ء تک آپنے یہ کام بڑی نمود اور
شان شوکت سے کیا مگر بوجوہات چند در چند اوس سے علیحدہ ہونا پڑا ایکلئے کچھ عرصہ بعد ٹونک میں رہنا بھی
مصلحت نہ سمجھکر جیپور کو چلے گئے مہاراجہ رام سنگھ نے جو اوسوقت کار فرمای ریاست تھے آپکی بڑی خاطر کی
بلکہ اپنے پاس رکھ لیا + اوسوقت مہاراج سر کرنل پرتاب سنگھ برادر مہاراجہ جسونت سنگھ بہادر والی
ریاست جودھپور بھی کسی بات پر ناراض ہوکر جودھپور سے وہان آئے ہوے تھے اون سے اور آپ سے بہ سبب
ارتباط و اتحاد قدیمہ کے بخوبی میل جول ہوگیا اور دونون مہاراجہ رام سنگھ صاحب کی خدمت میں رہنے لگے
مہاراجہ کو چونکہ دونونکی ہی بہبود اور خیر سگالی کا خیال تھا اسلئے مہاراج پرتاب سنگھ کو تو ماہ اگست ۱۸۷۸ء

۳۳- تواریخ مالوہ منشی کریم علی۔

۳۴- تواریخ مظفری فارسی

(ٹ)

۳۵- ٹاڈ راجستان۔ اردو

(ج)

۳۶ جام جہاں نما منظوم لائبریری فارسی

۳۷ جغرافیہ جام جہاں نما۔ اردو

۳۸ جغرافیہ کشن گڈھ ہندی

۳۹ جغرافیہ گوالیار اردو

۴۰ جغرافیہ مراد آباد

۴۱ جغرافیہ و تاریخ ضلع گورکھپور ہندی

۴۲ جغرافیہ وسلسلہ ہندی (چ)

۴۳ چنڈو پچانگ ہندی

۴۴ حدیقة الاقالیم فارسی

۴۵- حیات افغانی اردو

۴۶- حدیقہ راجستان ٹونک (خ)

۴۷ خورشید جہاں تاریخ افغان فارسی

۴۸- دولت درگیہ (س)

۴۹ - سیر المتاخرین فارسی (ع)

۵۰- عماد السعادت فارسی تاریخ اودھ

۵۱- (ک)

۵۱ کتاب کیفیات حالات ماروار ہندی

۵۲ گرسی نامہ مہاراجہ سندھیہ (گ)

۵۳ گزیٹیر ریاست ٹونک

۵۴ گلزار کشمیر (ن)

۵۵- ناسخ التواریخ ایران

۵۶- نقشہ ریاست جیپور۔

(م)

۵۷- مآثر عالمگیری فارسی

۵۸- مآثر الامرا فارسی

۵۹- مہتاب دواکر ہندی تاریخ ریاست نرسنگھ گڈھ

(و)

۶۰- وقائع راجپوتانہ مالوہ و الاسبابی

(ی)

۶۱- یادداشت واقعات ریاست ٹونک مرتبہ صاحبزادہ عبدالرحمن خان صاحب برادر کلاں نائب صاحب بہادر مرحوم۔

ضمیمہ تذکرہ حالات افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خاں صاحب بہادر فیروز جنگ سی ایس آئی

مرحوم مدار المہام ریاست ٹونک

افتخار الامرا۔ نواب امیر الدولہ محمد امیر خان بہادر شمشیر جنگ کے پوتے اور وزیر الدولہ امیر الملک نواب محمد وزیر بہادر خاں نصرت جنگ کے صاحبزادے تھے آپکی ولادت ۲۳ شوال ۱۲۶۱ ہجری کو ہوئی تھی بڑے ہونے کے بعد علاوہ وجاہت سرداری و سپاہ گری کے عربی و فارسی کی بھی اعلے درجہ میں تعلیم پائی تھی ۱۳ ربیع الاول ماہ جون ۱۸۶۴ کو آپکے والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا اور بڑے بھائی[سلہ] امیر الدولہ وزیر الملک نواب محمد [illegible]

سلہ دوسری ماں سے تھے ۱۲

اگرچہ اسوقت فخر الملک کے فرزند رشید صاحبزادہ عبدالعلیم خانصاحب بہی ویسے ہی لائق اور قدردان ہین اور عضو نواب امین الدولہ وزیرالملک حافظ محمد ابراہیم خان صاحب بہادر صولت جنگ بہی سخاوت اور دریا دلی مین امیرخان ثانی ہین مگر مین نہین چاہتا کہ اونکی عہد مین کچہہ تکلیف دون یا اونسے اپنی تصنیف کا صلہ چاہون کیونکہ نہ یہ اونکے حکم سے مرتب ہوگئی ہے اور نہ اونپر اسکا صلہ فرض ہے ہان دست کرم کو ہر وقت گوہر فشانی کا موقع اور اختیار باقی ہے۔ اسوقت تو قدردان سخن سے بیشک داد کی استدعا ہے اور اسیواسطے اسکو انجمن ترقی اردو مین پیش کرتا ہون تاکہ وہان سے پاس ہوکر توقیع قبول حاصل کرے اور پہر شرف اشاعت پاکر مقبول خاص و عام ہو فقط

۲۵ ماہ جولائی ۱۹۰۴ء مطابق

دیبی پرشاد مقام جودہپور۔

۱۱ ماہ جمادی الاول ۱۳۲۲ ہجری

دفتر انجمن ترقی اردو حیدرآباد دکن۔ ۸۸۷ ۱۴ اگست ۱۹۰۴ء

جناب من۔ کتاب بہت اچہی ہے اور سخت کاوش اور محنت سے لکہی گئی ہے۔ نقل شبلی

فہرست کتب جنکا حوالہ حواشی مین ہے

(الف) ۱۔ آئینہ تواریخ نما۔ بابو شیو پرشاد	۱۱۔ تواریخ بندیلکہند پنڈت شیام لعل	۲۲۔ تواریخ جالندہر فارسی
۲۔ اتہاس سار۔ ہندی تواریخ اندور	۱۲۔ تواریخ بہرت پور اردو	۲۳۔ تواریخ جہجر اردو
۳۔ اکبرنامہ انگریزی	۱۳۔ تواریخ بہوپال شاہجہان بیگم صاحبہ	۲۴۔ تواریخ جودہپور مارواڑ ہندی
(ت)	۱۴۔ تواریخ بیکانیر۔ اردو	۲۵۔ تواریخ جیپور فارسی
(۴) تاریخ محمد شاہی فارسی	۱۵۔ تواریخ بیکانیر ہندی	۲۶۔ تواریخ شاہپورہ علاقہ اجمیر ہندی
۵۔ ترجمہ تاریخ مرہٹہ گرنیڈوف صاحب زبان مرہٹی	۱۶۔ تواریخ پٹیالہ خلیفہ محمد حسن	۲۷۔ تواریخ شیخاوائی۔ ہندی
۶۔ تقویم سعید المورخین	۱۷۔ تواریخ پنجاب پنڈت دیبی پرشاد	۲۸۔ تواریخ و جغرافیہ فرخ آباد اردو
۷۔ تواریخ اودیپور ہندی	۱۸۔ تواریخ ٹہکانہ پوکرن مارواڑ ہندی	۲۹۔ تواریخ کوٹہ فارسی۔
۸۔ تواریخ اجمیر پنڈت مہاراج کشن	۱۹۔ تواریخ ٹہکانہ سرپاری مارواڑ ہندی	۳۰۔ تواریخ کیتہڑی علاقہ جیپور ہندی
۹۔ تواریخ امیر ہندی	۲۰۔ تواریخ ٹہکانہ کوچامن مارواڑ ہندی	۳۱۔ تواریخ کہینچی ہندی
۱۰۔ تواریخ برودہ۔ گجراتی	۲۱۔ تواریخ ٹہکانہ گہانے راؤ مارواڑ ہندی	۳۲۔ تواریخ مالکم اردو

اوراق کو ملاحظہ فرمایا اور قدردانی سے پسند کر کے فرمایا کہ اسکی ترجمہ کو ہمارے واسطے تیار کر دو مگر ایسا طرز اختیار کرو
کہ یہ پرانی چیز بالکل نئی ہو جاوے اور جو کوئی بنظر غور و انصاف دیکھے اسی کو پسند کرے۔
اوسدن سے مجھکو حوصلہ بڑا اور حواشی لکھنے کا مزید اہتمام کرنا پڑا جس سے چھ مسودے بنے اور بگڑے اور ایک مسودہ جو
کہ سنہ ۱۸۹۶ء میں چھپوا بھی دیا گیا تھا ردی میں ڈالنا پڑا غرض یہ ساتواں مسودہ ہے جو بہیئت کذائی پیش کیا جاتا ہے۔
یہ میری نصف عمر یعنی تیس برس کی محنت و مسودہ بازی کا ثمرہ ہے اسکی آراستگی میں بہت کچھ مالی اور دماغی سرمایہ
صرف کرنا پڑا ہے اور ذہانت بھی اسکی بدولت چند سو گئی ہے مگر پھر بھی سیری نہیں ہوتی ہے تحقیق پسند طبیعت ادنی ادنی سی کڑی
جہاں ہیں کرنیکو مچلتی ہے جب کسی عقدہ کے حل کرنیکا خیال آتا ہے تو دریا کیطرح امڈ پڑتی ہے مگر طول امل سے الجھتی ہے اور پھر پھر کر یہی کہتا ہے
کار دنیا کسی تمام نکرد ہر چہ گیرید مختصر گیرید۔ افسوس اسوقت وہ دریادل امیر زندہ نہیں ہے کہ جنکی فرمایش سے
یہ تواریخ از سر نو شروع کیگئی تھی اور جنکی خوشنودی حاصل کرنیکا ارادہ تھا اب جو خیال ہو چکا ہے لیکن اوسکے حکم کی تعمیل کا
دھیان مدنظر رکھ کر اوسی التفات کا حق ادا کر کے کتاب کو ختم کرایا ہے اور یادگار بھی اسکا اوسی کے نام نامی پر افتخار التواریخ رکھا ہے۔
حسرت ہمیں رہی کہ افتخار الامراء نے اسکو یہ دیکھا ہوا اونہوں نے ہر مسودہ کو دیکھا ہے اور ہر حاشیہ پر داد دی ہے اوسپر
بھی حاشیہ بڑھا ہے کہ لکھا ہے اخیر مرتبہ سنہ ۱۹۰۹ء میں دیکھا تھا جب کہ مینے چھٹے مسودہ کو ختم کیا تھا اوسوقت وہ بیمار تھے
جس سے پورا دیکھ سکے اور مجھے بھی بضرورت پیشوائی مہاراج دھیراج کرنیل سر پرتاب سنگھ بہادر صاحب اندر راجہ جودہ پور کو
بعد شمول جشن ڈایا ماند جوبلی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و حصول تمغہ جی سی ایس آئی کے اوسی موقع پر لندن سے واپس آئے تھے
اونکے رخصت ہونیکی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ افتخار الامراء نے سردست معمولی رخصتانہ دیکر فرمایا تھا کہ کتاب کا صلہ
باقی ہے وہ عنقریب بعد صحت تمکو علحدہ دیا جاویگا تب یکسو ہی مسودات کی صاف نقل قابل طبع تیار کرا لیا۔
مجھے بھی یہ ایک ہی کام رہا تھا رخصت کے وقت اسکو بھی تھوڑا بہت کر لیا کرتا تھا اور یہی باعث اسقدر دیر ہو جانیکا ہوا تھا
سوا اسکی واپس آنیکے بعد شوق نظر ثانی نے پھر اوس مسودہ کو ردی کر دیا کیونکہ اضافہ حواشی کے لئے بہت سا سلسلہ ہاتھ
لگ گیا تھا۔ اسی حیص بیص میں ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹ء کو افتخار الامراء کا انتقال ہو گیا جب یہ خبر مجھکو پہونچی تو بجائے کے
کتاب کے ختم کر دینے کا عزم مصمم ہو گیا مگر دو مہینے کا سوگ پھر ہاتھ سے کیا آخر بحمد اللہ خدا کا کہ اس سے فراغت ہوئی
مسودہ کو ختم کیا اور اوس مرحوم کے پورا کر سکا۔

اوس شیر کو عہد و پیمان اور دوستی کی زنجیر مین جکڑ کر ایک مختصر جگہ مین بٹھا دیا کہ جواب بریاست ٹونک کے نام سے مشہور ہے اور جسکی آمدنی قریب پندرہ لاکھ کے سلامی ستر توپونکی اور عزت بڑے بڑے موروثی و مدمغ رئیسونکی سی ہے۔

اس طرح جب اس شمشیر بکف شیر دل پٹھان کی شمشیر میدان رزم کی روانی سے رکی تو اوس نے اسکو غلاف مین رکھ خود بھی پشت زین سے مسند تمکین پر بآرام نشست کی مگر خوئے جنگجو کو بیکار بیٹھنے سے چین نہ آیا اور نہ خاطر ہنگامہ پسند کو ذکر و فکر مہمات جنگ سے خالی رہنا گوارا ہوا تب اس مدبر میارز نے اونکے ذکر کی قلمی معرکہ آرائیونکا شغل پیدا کر دیا قلم بھی تو ماشاء اللہ مرصا سخن مین ایک چلتی ہوئی تلوار ہے اور اوسکے نیزہ کی نوک سے بھی علمی مباحث کے میدانونمین دار و گیر نیارے ہو جاتے ہین اسی وجہ سے میر کو والدہما حب نے ایک رزمیہ قصیدہ کے آغاز مین قلم سے یون خطاب کیا ہے۔

بیا اے قلم اے جوانمرد من ✤ بیا اے خبر دار جنگ آزمن ✤ بیا اے بیک نیزہ بگرفتہ ✤ حصار معنی و ملک سخن

پس نواب نے اپنے خوش قلم منشی کو روبرو بٹھایا اور اپنے حالات فتح و شکست اور واقعات تاخت و نشست کو ایک نامی رسالہ مین نقل کرانا شروع کیا کہ جس سے ادہر تو اونکی اوچاٹ طبیعت اوس مین لگ گئی اور ادہر ایک گلدستہ رنگین تو ایسا بن گیا کہ عجب چند سال بعد بموقع دربار گورنری مقام الہ آباد جب وہ کتاب پیش کی گئی نواب امیر الدولہ لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب کو بطور تحفہ کے پیش کیا تو وہ اونکو بقدر پسند آیا کہ فوراً انگریزی ترجمہ کرنیکا حکم دیدیا چنانچہ وہ بجلد انگریزی لباس پہنکر لندن مین جلوہ افگن ہو چکا ہوا۔

اس نادر نسخہ کا نام امیر نامہ ہے کیونکہ جس رستم زمان کی اس مین داستان ہے اوسکا نام امیر خان تھا۔

امیر نامہ اپنے عہد کے تواریخی واقعات کا ایک مستند مجموعہ ہے اسکی دربار ٹونک اور سرکار انگریزی مین یکسان اعتبار پایا ہے مین نے اول دفعہ اسکو ۱۸۶۳ء مین پڑہا تھا اور جب ہی اردو مین ترجمہ کرنیکا ارادہ ہوا تھا لیکن امروز فردا کرتے کرتے بارہ سال نکل گئے اس بارہ کا ایک حرف نہ لکھا گیا آخر ۱۹ اگست ۱۸۷۵ء کو قلم پکڑا اور لکھنا شروع کیا چونکہ اس مین ترجمہ ایک دو ترجمہ ریاست کیطرف سے ہو چکا تہا اس لئے مین تھوڑا سا لکھکر رکگیا اور چند سال تک یہ کار رہا آخر ایکدن برسبیل تذکرہ افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر نصیر جنگ نائب ریاست سے ذکر آگیا تو اونہون نے مہربانی کی اون

دیباچہ

آج ہم بڑی خوشی سے اردو خوان شائقین علم تواریخ کی خدمت مین ایک طرفہ نسخہ تدبیرات دماغی اور
تدبیرات انسانی کی مرکبات کا پیش کرتے ہین جسکے اجزا سنہ عیسوی کی اونیسوی صدی کے شروع
سے ہی فراہم ہونے لگے تھے اور دس بیس برس میں تو اون سے ایک ایسی معجون تیار ہو گئی کہ جسنے ہندستان
کے بڑے بڑے آدمیوں کے دانت کھٹے کردئے اور چھوٹے آدمیون کو تو وہ تقویت بخشی کہ قوی ہوکر اپنے سے
قوی تر اشخاص کے گریبان گیر ہو گئے۔

اس نسخہ مین جزو اعظم عجیب و غریب خصلت کی ایک مدبر اور مشہور پٹھان کی سرگذشت ہے جو بفرط شجاعت
وحسن تدبیر و یاوری تقدیر سپاہی سے سردار اور سردار سے نواب نامدار ہو گیا تھا۔

اس سرگذشت کی ردیف میں اوس زمانہ کے واقعات کا بھی سلسلہ کچھ ایسا بندھا ہوا ہے جو قریب
قریب تمام ہندوستان کے تاریخی حالات کو اپنے دل میں لئے ہوئے ہے۔

وہ شیر دل پٹھان پیدا تو روہیلکھنڈ کے ایک گمنام گوشہ میں ہوا تھا لیکن جوان ہوتے ہی اوسکی شہرت
بطور ایک سخی اور شجاع سپاہی کے ممالک دور دست میں پھوٹ نکلی اور اسکے کارناموں کو یہانتک وسعت
ہوئی کہ روہیلکھنڈ - میان دوآب - بندیلکھنڈ - راجپوتانہ - مالوہ - وسط ہند - اور دکن میں شاذ ہی
کوئی ایسی سرزمین ہو گی جو اُسکے سم سمند سے نہ روندی گئی ہو اور ان ملکوں میں جتنی ملکی طاقتین
قوتین رہتی ہین اون سے کسی نہ کسی طرح مٹھ بھیڑ نہ ہوئی ہو جسکے ضمن میں کبھی کبھی انگریزی
فوجون سے بھی چھیڑ چھاڑ ہو جاتی تھی اور صاحبان انگریز وقت میں پڑ جاتے تھے جنکے [illegible]
سے مداخل کرنے کے لئے پہلے اوس نے مرہٹون کا ساتھ دیا پھر سکھون اور [illegible]
کرنا چاہا ہو مگر آخر میں شاہ کابل اور افغانون سے سلسلہ جنبانی کی انجام کار انگریزی حکمت [illegible]

تصویر پر تنویر افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان بہادر فیروز جنگ مرحوم

تصویر پر تنویر حضور پر نور امین الدولہ وزیر الملک نواب محمد ابراہیم علیخاں بہادر صولت جنگ والی ٹونک

شبیہ منشی دیبی پرشاد مولف نسخہ ہذا

یہہ تصویر اوس زمانہ کی ہے جبکہ اس کتاب کی تالیف شروع کی گئی تہی

منقول از تواریخ ریاست ٹونک

تصویر حضرت امیر الدولہ امیر الملک نواب محمد امیر خان بہادر شمشیر جنگ والی ریاست ٹونک

شبیہ منشی دیبی پرشاد مولف نسخہ ہذا
یہہ تصویر اوسوقت کی ہے جسکہ یہہ کتاب ختم ہوئی تہی -

قطعہ تاریخ

۱۲ برس پہلے جب ایک مسودہ اس کتاب کا ختم ہوا تہا تو اوس وقت بندہ زادہ نے جو تاریخ لکہکر دی تہی وہ اب یہان بطور یادگار کے درج کیجاتی ہے

مرتب چہ خوش گشت حال امیر ٭ بہمہ فصل و بابش شدہ بے نظیر ٭ شجاعت زہر و کز شد اشکار
سخاوت بہر داستان جا بگیر ٭ بروایات در وے ہمہ جان نواز ٭ حکایات جملہ درو دلپذیر
عبارت سلیس ست و مضمون لطیف ٭ بیانات مقبول برنا و پیر ٭ بموسم چو ار بہر تاریخ فکر ٭ کہ تا یادگارے بود از حقیر
پے سال تصنیف ہاتف بگفت
ز ایام فرخندہ فرجام گیر
۱۳۱۴

پہونچنا نواب کا راجہ بہادر کے کیمپ مین اور پھر جانا ٹیجا والی کو اور واپس آنا جیپور کو نکالا جانا چاند سنگہ کا جیپور سے اور مختار ریاست ہونا مصر شیو نراین کا نواب کی مدد سے اور معاملہ ٹھہرنا جیپور کا بارہ لاکھہ روپیہ پر سنگی اندراج کی وساطت سے۔ آنا رائے تارام کا بعد وفات پنج والدرائے ہمت رائے کے اور جانا جیپور کو سبیل زر کے واسطے۔ پھر نواب کا اپنی کمپو کو راج جیپور سے اوٹھا کر علاقہ بوندی مین بھیجدینا اور شیر گڈہ جاکر اپنے لشکر مین واپس آنا دیدہ جیپور اور جودہپور کے راجون کی شادی علاقہ کشنگڈہ مین ہونا اوٹھ کر کیا جلسہ ہونا نواب کا حسب الطلب راجہ جودہ پور کے۔

۲۷ ## باب سی و ہفتم ۴۱۸

اپنے لشکر کے شامل ہونا نواب کا علاقہ بوندی مین آنا فرمان شاہ شجاع الملک والی وشاہ کابل کا باستدعائی کمک وغیرہ پہونچنا خط زوجہ نصیر خان شاہ بلوچ والی سیستان کا بہ ایں مضمون کہ تیکری نواز نواب کا اودہر جاسکے مگر ظہور مین نہ آنا اوسکا بہ سبب عدم تندہی مختار الدولہ سنگی اندراج ومصر شیو نراین مصاحبان راج جودہپور وجیپور کے پہونچنا نواب کا مکندرہ کے گہاٹہ سے مہاراجہ ہلکر کے لشکر مین۔ اور چڑہائی کرنا ناگپور پر آنا وکیلان نواب سندہ کا بطلب امداد وسیع کرنا نواب کا عزم ناگپور کو۔ اور بھیجنا فقیر محمد خان رسالدار کو لکھنؤ والون کے ملانے کو وصول ہونا زر معاملہ جیپور کا ہنڈن مورگڈہ کے قلعہ چھوڑ دینے پر بوساطت رائے داتارام کے واپس آنا نواب کا مالوہ مین ہوکر مہاراجہ ملہار راؤ ہلکر کے پاس۔ اور بلانا صاحبزادہ کو یہان پورہ مین پھر جانا نواب کا علاقہ جیپور مین اور زور دینا مصر شیو نراین مختار جیپور پر واسطے وصول نذرانہ و زر معاملہ کے اور تصفیہ اوسکا بذریعہ رائے داتارام کے۔

۲۸ ## باب سی و ہشتم ۴۲۷

مختار الدولہ کا میرٹہ پہونچکر سانبہر ناوہ مین دخل کرنا نواب کا جملہ علاقہ بیکا سیر مین جانا جمشید خان کا ٹیجا والی اور رائے تارام کا جودہ پور مین تین لاکھہ روپیہ پر فیصلہ ہونا معاملہ جودہپور کا بشرط نکلجانے کیسوبانیے مختار الدولہ کے بیمار ہونا مختار الدولہ کا آنا نواب کا اوسکے پاس

ٹھاکر چاند سنگہ کا معہ فوج جیپور کے مقابلہ کو آنا اور راجہ بہادر کا ارادہ سوچیا اور ٹھاکر اوسکی سامنی جانا اور شکست دینا ناگپور کی فوج کا - گڈھ سیکوٹہ پر حملہ اور وہان کے راجہ مردن سنگہ کا نواب سے مدد مانگنا اور بہیجنا نواب کا جمعدار مان سنگہ اور سرور خان کو اوسکی مدد پر اور چھوڑا ارائی دانا رام کا ٹھاکرون کی اول مین کوٹہ سے ایک لاکھہ روپیہ دلا کر مارا جانا دارا شاہ خان افسر فوج خاص کو اوسکا میواڑ مین نواب کا میواڑ مین نواب کا احمد خان کو بجانے اور اوسکے مقرر کرکے معہ فوج علاقہ شاہ پور کی تحصیل پر بہیجنا - اور داخل ہونا خود بدولت کا اجمیر اور بلانا راجہ مان سنگہ کا اونکو جودہ پور مین -

ساتوان حصہ

حملات جیپور و جودہ پور

باب سی و ششم

۴۲۵ ۔۔۔ ۴۲۷

پہونچنا نواب کا جودہ پور مین استعواب مہاراجہ مان سنگہ کا کواسطے گرفتاری سنگی اندراج کے اور رائے دینا نواب کا راجہ بہادر کے کمپو کا ونگہ کرنا اور لیجانا راجہ بہادر کو بہرت پور کیطرف محصور کرنا چاند سنگہ کا مختار الدولہ کو قلعہ ٹونک مین کشنگڈہ والون کی حملہ آوری خون زادہ محمد یار خان پر نواب کا بہیجنا سنگہ اپنے افسرون کے نام حکم واسطی مدد مختار الدولہ کے جاری کرنا راجہ بہادر کا علاقہ بہرت پور سے اپنی کمپون کو بہمایش کرکے مختار الدولہ کی مدد کو آنا - چاند سنگہ کا مقابلہ اور شکست حملہ مختار الدولہ کا جیپور کی عملداری مین اور پہر مقابلہ کو آنا چاند سنگہ کا - نواب کا حملہ جودہ پور سے جیپور کیطرف - اور پہونچنا پاس مختار الدولہ کے اور بہاگ جانا چاند سنگہ کا - نواب کی چڑہائی کشنگڈہ پر موضع ارائین کی لوٹ - اور راجہ کشنگڈہ سے معاملہ لینا پہر علاقہ جیپور مین آنا اور راج محل کو لوٹ لینا فتح کرنا مختار الدولہ کا قلعہ بوواڑہ علاقہ جیپور کو فتح اور لوٹ قلعہ بچون وغیرہ کی اور تہانہ بندی نواب کی علاقہ جات جیپور مین تحصیل زر کے لئے - اور تعینات کرنا اپنی فوج کو ٹیکہ داری میواڑ اور علاقجات جیپور مین پہر فوج لیکر آنا چاند سنگہ کا اور مقابلہ اوسکا راجہ بہادر سے اور مغلوب ہونا آخر کو - روانہ ہونا نواب کا ٹیکہ داری سے اور آنا سنگی اندراج کا مدد کیواسطے

باب سی و پنجم

باب سی و چہارم

محمد شاہ خان سے تارکین صاحب کی درگاہ مین قول قسم دلاکر۔ اور اسپر ہی اطمینان نہو نا اوسکا بہیجنا چار آدمیون کو نواب سے دغا کرنیکے واسطے اور واقف ہوجانا نواب کا اونکی حال سے اور گرفتار کرنا اونکو ایک حیلہ سے پھر بلانا سوائی سنگہ کو ملاقات کے بہانے سے اور مار ڈالنا اوسکو اور اوسکے ہمراہیونکو ایک دیرہ مین بند کرکے بہاگ جانا سوائی سنگہ کے بیٹے اور دہونکل سنگہ اور راجہ سورت سنگہ کا ناگور سے اور داخل ہونا نواب کا ناگور مین یا لوٹ پھر جانا جودہ پور مین مہاراجہ مان سنگہ سے ملاقات۔ اور فوج خرچ بنیا اونکا۔ ایک گمسام چٹھی اور روانگی نواب کی جودہ پور سے سے پور کیطرف بہیجنا راجہ بہادر نوبت ختار الدولہ کا بیکانیر کو۔ اور چہوڑنا کرنیل موہن سنگہ اور اخون زادہ محمد یار خان کو ضلع گوڈواڑ مین واسطے تحصیل مواضعات جاگیر صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کے سانبہر مین پہونچنا نواب کا اور لوٹ مار کرنا علاقہ جیپور بہیجنا راجہ جگت سنگہ کا بوہرہ دینا ناتہہ کو اور معاملہ ٹہرانا اوسکا نواب سے۔

چھٹا حصہ

جنگ ناگپور و انتظامات اندور و میواڑ وغیرہ علاقجات مالوہ و راجپوتانہ

باب سی و سیوم

۲۶۰ ۲۳

مہاراجہ ہلکر کا بہان پورہ میں پہونچکر توپونکے ڈہلوانے میں مشغول ہونا۔ ملہار راو کی پیدایش ہیلدار کا زوجہ کاشی راو سے ایک لڑکا پیدا ہونے کی افواہ اوڑا کر فساد کرنا۔ اور مہاراجہ ہلکر کا کاشی راو کو بخوف زوال اپنی ریاست کے ایک بہانہ سے مروا ڈالنا پھر دیوانہ ہوجانا مہاراجہ موصوف کا اور خرابی اونکی ریاست کی۔ اور بلانا وزیروں کا نواب کو۔ جانا نواب کا بہان پورہ مین شیر گڈہ سے صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کو ہمراہ لیکر۔ اور انتظام کرنا مہاراجہ کی ریاست کا اور پھر لشکر کشی ناگپور پر پنڈاروں کے ساتھہ مالوہ کے راستہ سے۔ وزیر محمد خان مختار کا بہوپال کی ملاقات۔ لوٹنا مقام جہاتول کا ناٹہ کو اور حاضر ہونا مردان سنگہ وغیرہ راجگان گونڈواڑہ کا

اور محاصرہ کرنا جیپور۔ راجہ جگت سنگھ کی بہن کی عاجزی اور واپسی نواب کی
آنا سانبھر میں اور پہونچنا خوشخبری صاحبزادہ وزیر الدولہ بہادر کے پیدا ہونے کی

باب سی و یکم

۳۱

روانہ ہونا نواب اور سنگھی اندراج کا راجہ جگت سنگھ کے مقابلہ کو اور اوٹھا دینا اون کے تھانوں کو بار واڑ کے علاقجات سے گھبرانا راجہ جگت سنگھ کا بخشی شیولعل کی شکست اور نواب کی چڑھائی سے۔ اور کوچ کرنا جودھپور سے جیپور کیطرف تعاقب کرنا نواب کا معہ راٹھوروں کے خاص رقعہ لکھنا راجہ جگت سنگھ کا نواب کو اور معافی مانگنا اپنی بدسلوکی سے۔ طرح دیجانا نواب کا تعاقب سے اور واپس آنا میرتھہ مین بھیجنا سنگھی اندراج کو جودھپور مین اور مشیر کرنا راجہ مان سنگھ کا عہدہ دیوانی سے اور بلانا نواب کا جودھپور مین ملاقات کرنا بڑی تعظیم اور شکر گذاری کے ساتھہ۔ قید کر لینا پٹھانوں کا نواب کو قلعہ پر سے روانہ ہونا اور چھڑانا راجہ مان سنگھ کا اونکے محاصرہ سے دہمکی اور ایک لاکھہ روپیہ دیکر

باب سی و دوم

۳۲

بھیجنا نواب کو راجہ مان سنگھ کا سوائی سنگھ و راجہ بیکا نیر کے اوپر تقرر فوج خرچ پہونچنا نواب کا ناگور کے پاس ۲ ہزار فوج سے اور سازش کرنا سوائی سنگھ سے واسطے مسند نشین کرنے راجہ دہونکل سنگھ کے اور جور کرنا باپ مسند چھپا اور جہان بتیس فرنگی کا بلطائف الحیل اونکے پاس سے اور بلانا سوائی سنگھ کو واسطے ملاقات کے نواب

نواب کا تعاقب ٹھکری تک اور لکھا راجہ جگت سنگہ کو واسطے تجویز آیندہ کے مقدم الجیش ہونا بخشی شیو لعل کا جودہ پور پہونچنا راجہ جگت سنگہ کا اور محاصرہ کرنا شہر کا۔ نکلنا سنگی اندراج اور ٹھاکر شیو ناتہہ سنگہ رئیس کوچاون کا جودہ پور سے واسطے تدبیر دفعیہ محاصرہ کے جانا راجہ مان سنگہ کا قلعہ میں اور گھیر لینا راجہ جگت سنگہ کا قلعہ کو۔

باب سی ام

۳۰

سنگی اندراج کا جودہ پور سے نکلکر فوج جمع کرنا۔ آنا اماجی انگلیہ کا اور موقوف کر دینا رائی چند دیوان کا اوسکی صلاح سے نواب کو اوسکا خرچ دینا نواب کی فوج کا بلوہ اور دہرنا کا میانی نواب کی جیپور والون سے خرچ وصول کرنے میں اور علیحدہ ہوجانا اونکا جے پور کے لشکر سے ملوانا راجہ جگت سنگہ کا نواب کو اور پھر خرچ نہ دینا بہیجنا راجہ مان سنگہ کا اپنے معتمد نواب کے پاس اور مدرجہ ناچاری موافقت کرنا نواب کا اون سے اور جواب دیدینا راجہ جیپور کو۔ اور کوچ کرنا معہ سرجے راو گہاٹکیہ کے میرٹہہ کیطرف اور وہان آملنا سنگی اندراج اور باپو سیندہیا جیپور کے بخشی شیو لعل کا معہ فوج تعاقب کرنا۔ آنا سوائی سنگہ اور اماجی انگلیہ کا جودہ پور سے باپو سیندہیا کے پاس اور علیحدہ کر دینا اوسکا نواب کی رفاقت سے روانہ ہونا نواب کا معہ ٹھاکر شیو ناتہہ سنگہ رئیس کوچاون کے لشکر کیطرف تعاقب کرنا جے پور کی فوج کا اور رک دینا نواب کی فوج کو پہونچنا نواب کا اپنی عملداری یعنی علاقہ ٹونک میں اور بلانا اپنے کمیوؤں کو اور جنگ کرنا جے پور کی فوج سے مقام پھاگی میں اور شکست دینا اوسکو

بہکانے سے اور ملنا مہاراجہ ہلکر سے پشکر جی مین اور آنا رائے رتن لعل مصاحب
جیپور کا اور قرار پانا صلح کا درمیان جیپور اور جودہ پور کے پہونچنا نواب کا مہاراجہ
ہلکر کے پاس اور راجہ مان سنگہ سے ملاقات کی تحریک ہو کر رہ جانا تصفیہ زر
معاملہ کا فیما بین مہاراجہ ہلکر اور جے پور والون کے۔ اور جانا نواب کا جیپور کو
اوس روپیہ کے نشان کے واسطے اور ملاقات ہونا راجہ جگت سنگہ سے اجارہ
دینا نواب کا پرگنہ ٹونک کو اور شادی کرنا اخون زادہ محمد ایاز خان کی بیٹی سے
اجمیر مین آکر اور شیر گڈہ جانا اپنے قبایل کے پہونچانے کو اور صلاح دینا مہاراجہ
ہلکر کو واسطے مدد راجہ مان سنگہ کے اور قبول نہ کرنا مہاراجہ کا بوجہ رشوت لے
لینے کے جیپور والون سے۔ روانہ ہونا نواب کا۔ واپسی راجہ مان سنگہ کی ر
اور روانگی مہاراج ہلکر کی اندور کو اور نوکر رکھہ لینا راجہ جگت سنگہ کا اونکی
موقوف شدہ فوج کو دوبارہ ورغلانا سوائی سنگہ کا راجہ مان سنگہ کو اور مدد
مانگنا راجہ جگت سنگہ کا نواب سے فساد نواب کی سپاہ کا اور نکلنا نواب کا
بحکمت عملی اون کے گہیرے سے اور پہونچنا شیر گڈہ مین۔ وہان آنا راجہ مان سنگہ کے وکیلون کا
اور جواب دیدینا نواب کا اونکو۔ فوج جمع کرنا نواب کا اور پہونچنا سانبہر مین بلانا مہاراجہ ہلکر کا
اونکو سر بارہ مین جو غا کرنے کے ارادہ سے اور قابو نہ پانا اوسکا دوبارہ فہمایش نواب کی مہاراجہ
ہلکر کو واسطے مدد کرنے راجہ مان سنگہ کے۔ اور پھر انکار کرنا مہاراج کا اور جدا ہونا نواب کا اونسے ظاہر نگار کرکے

باب بست و نہم

۲۹

چڑھائی کرنا راجہ جگت سنگہ کا اور مقابلہ کو آنا راجہ مان سنگہ کا۔ اور ملجانا اوسکے
سرداروں کا جیپور والون سے اور شکست اونکی اور واپس آنا جودہپور کو

ناراضی اور ارادہ کرنا کابل جانے کا شاہ شجاع اور یوسف زی پٹھانون کے لائیکو اور اس بہانہ سے لکھا لینا مہاراج کا انگریزون سے راجپوتانہ کے معاملہ کو اور منالینا نواب کو کوچ کر جانا جرنیل لیک صاحب کا اور روانہ ہونا نواب اور مہاراج کا پنجاب سے راستہ مین بغاوت کرنا مہاراج کے افسرونکا اور فہمایش نواب کی اون کو اول مین لینا مہاراج کے بھیجے کھنڈے راوکو مہاراج کا نواب کی طرف سے متوہم ہوکر اونکو زہر دلانے کی تجویز کرنا واقف ہونا نواب کا لیے ایک نمک حلال چدمتگار کے اطلاع دیے سے اور لیجانا نواب کا اوس زہر کو مہاراج کے پاس اور قائل کرنا اون کو ایک حکمت عملی سے راضی کرلینا مہاراج کا نواب کو اور پہونچنا دونون کا مال پورہ علاقہ راج جیپور مین۔ فقط

پانچوان حصہ

باب بست و ہشتم

نواب دہلکر کے پاس جیپور اور جودھپور کے درمیان باہم تنازعہ شادی دختر رانا اودے پور کے جنگ درپیش ہونے کی خبر آنا اور مختصر ذکر اس جھگڑہ کا یعنی پہلے باہم شادی ٹھہرنا اور پھر ٹھاکر گھاسی رام کے بکالدینے پر رانا کا راجہ مان سنگہ سے ناراض ہوجانا اور نکلوا دینا سید ہیبہ کا اونکو راجہ مان سنگہ کی درخواست پر دوبارہ جانا جیپور والون کا اودے پور کو اور فوج لیکر روانہ ہونا راجہ مان سنگہ کا پوکرن کے ٹھاکر سوائی سنگہ کے

روپیہ دینا دونون راجاؤن کو اور پانچ لاکھہ علحدہ مہاراج ہلکر کو اور آدہی
روپیہ دینا نواب کو کونہ مین لیجاکر اور عہد وپیمان کرنا مہاراج ہلکر اور سیندہیا
کا انگریزون کے مقابلہ کیواسطے اور پہونچنا ماٹل گڑہ علاقہ میواڑ مین وہان
منحرف کرا دینا امباجی انگلیہ کا دولت راو سیندہیا کو ہلکر کی موافقت سے
اور سوال وجواب کرنا جرنیل لیک صاحب سے واسطے صلح کر لینے کے بہیجنا
مہاراج ہلکر کا نواب کو سیندہیا کا منشا دریافت کرنیکے لیے اور واپس
آنا نواب کا سیندہیا کی نیت معلوم کرکے مہاراج ہلکر کے پاس شاہ پور مین

۲۷ ۲۱۴

باب بست وہفتم

بلانا مہاراجہ رنجیت سنگہ وغیرہ راجگان پنجاب کا ہلکر اور نواب کو لاہور مین
جانا اونکا پٹیالہ مین اور وہان دونون کا بسبب تنازعہ باہمی راجہ اور
رانی کے دونون طرف ہوکر اپنا کام نکالنا جرنیل لیک صاحب کا متہرا سے
تعاقب کرنا ارادہ کرنا نواب کا کابل سے شاہ شجاع الملک کے لانے کا
انگریزون کے مقابلہ پر اور پہونچنا دونون کا امرتسر مین رنجیت سنگہ کے پاس
اور بہیجنا رنجیت سنگہ کا مہاراجہ ہلکر کو قصور کے مسلمانون پر اور طرفداری کرنا
نواب کا قصور والون کی اور سمجہا کر باز رکہنا مہاراج ہلکر کا رنجیت سنگہ کو قصور
والون کے تدارک سے پہونچنا لیک صاحب کا جلندہر مین اور صدر سے حکم
آنا واسطے ممانعت جنگ کے بلحاظ ایک ہوجانے سکہون مرہٹون اور پٹہانون
کے اور صلح کا پیغام ڈالنا جرنیل صاحب کا مہاراج ہلکر سے اپنے خزانچی کی
معرفت اور منظور کرنا اونکا خلاف رائے نواب کے صلح کی شرطین نواب کی

راستہ مین ملنا انگریزون کی رسد کا اور جنگ قراولی کرنا نواب کا انگریزون
سے اپنی فوج کے بچاؤ کیواسطے اور پھر لڑائی سے طرح دیکر فتح پور مین پہونچنا

۲۵ ## باب بست و پنجم ۲۲۵

حملہ کرنا لیک صاحب اور جون صاحب کا نواب کی غیر حاضری مین بھرتپور کے
قلعہ پر اور شکست کہاکر واپس آنا دونون کا دونون طرفسے بہادری اور جفاکشی مہاراجہ
ہلکر کی اوس لڑائی مین بلانا راجہ بھرت پور کا مہاراجہ سیندھیا کو اور صلح کرنا انگریزوں
راجہ بھرت پور سے بخوف طول پکڑلینے جنگ اور بتہلیکہ ملک کشیر کے جو نواب کی پورش
سے واقع ہوا تہا کوچ کرجانا لیک صاحب کا معہ لشکر کے اور آنا مہاراج کے
لشکر پر اور ہٹا دینا نواب کا اونکو اور بہیجنا راجہ بھرت پور کا نواب کو سبل گڈہ
کی طرف مہاراجہ سیندھیا کے لانیکے بہانہ سے انکا سرجی راؤ گھاٹکیہ مہاراجہ
سیندھیا کے خسر کا بھرت پور میں اور جواب دے دینا راجہ بھرت پور کا
مہاراج ہلکر کو بدحواسی مہاراج ہلکر کی اور پہونچنا اونکا سبل گڈہ میں
انگریزی فوج کے حملہ سے بچکر اور شامل ہوجانا اون کے بعض سرداروں کا جنرل
لیک صاحب سے۔

۲۶ ## باب بست و ششم ۲۲۲

صلاح مہاراج ہلکر اور سیندھیا کی سبل گڈہ میں تدبیر خروج کیواسطے اور
گرفتار کرانا اونکا اسامی انگلیہ کو نواب کے لشکر میں اور قبول کرنا استعفا کا

لوٹ مار کرنے کے واسطے۔

۲۰۹

باب بست و چہارم

۲۴

حملہ نواب کا ملک کٹھیر پر دوآبہ مین ہوکر اور سرگردانی اونکی پایاب گھاٹ کی تلاش مین اور آخر اوترنا گنگا کے ایک پایاب گہاٹ سے کچھ چڑھاؤ چڑھاکر پہونچنا مراد آباد مین اور انگریزی فوج کو مار کر کاٹنا جیلخانہ کا ایک دفینہ کا برآمد ہونا انگریزون کا مقابلہ ایک کمرہ مین سے جرنیل اسکاٹ صاحب کے تعاقب مین آنے کی خبر پہونچنا اور روانہ ہونا نواب کا مراد آباد سے اور لوٹنا کاشی پور کو اور پہونچنا اون کے پنڈارون کا پیلی بہیت تک اسکاٹ صاحب کا تعاقب کرنا اور واپسی نواب کی نجیب آباد کو لوٹ کر مراد آباد کی طرف اور راستہ مین اسکاٹ صاحب سے مقابلہ ہوکر جنگ قراولی ہونا نواب کے لشکر کی شکست یکہ سواروں کی جلد بازی سے پہونچنا نواب کا اپنے وطن مالوف سرانے ترین مین اور لوگون کے ساتھہ سلوک و احسان کرنا وہان سے جاکر علی پور مین آنا اور سکندر صاحب فرنگی پر حملہ کرنیکو تیار ہونا مگر ایک مولوی کی سفارش سے باز رہنا۔ بالی سین صاحب کا پنڈارون کے تعاقب مین نواب کے پاس تک آپہونچنا اور بہاگ جانا نواب کے سپاہیون کا ایک افواد سے اور لوٹ لینا اسکاٹ صاحب کا نواب کے بہیر والون کو اور جانا نواب کا اسکاٹ صاحب پر مگر ساتھہ نہ دینا فوج کا اور واپس آنا نواب کا کموئہ مین بیدلی نواب کے ہمراہیون کی اور مراجعت نواب کی بہرتپور کو اور

بلالینا راج رانا ظالم سنگہ کا اوسکو وہان سے کوٹہہ مین اور رکہنا نواب کے
قبائل کو قلعہ شیر گڑہ مین اور نوکر ہوجانا محمد شاہ خان کا دولت راو سیندہیا
کی سرکار مین پہونچنا نواب کا دہولپور مین اور پہر پیغام آنا لیک صاحب کا
واسطے صلح کے اور پہر قبول نکرنا نواب کا اور متوہم ہونا راجہ بہرت پور کا
اس بات سے اور صلح کر دینا مہاراج ہلکر کا اوس کو نواب کیطرف سے
حملہ کرنا لیک صاحب کا قلعہ بہرت پور پر اور شکست کہا کر واپس آنا اپنے
ڈیرون مین بہیجنا مہاراج کا ایک لاکہہ روپیہ نقد غلامی خان کے ہاتہہ نواب
کے پاس۔ اور بلانا خود مہاراج کا نواب سے فتح پور مین جاکر اور واپس آنا
دونون سردارون کا بہرت پور مین اور حملہ انگریزی فوج کا نواب کے لشکر پر
مقابلہ کرنا نواب کا اور ناکام واپس آنا جرنیل صاحب کا قلعہ بہرت پور سے

٢٠١ ## باب بست و سوم ٢٢٣

بلانا راجہ بہرت پور کا نواب کو اور بہیجنا انگریزون کی رسد لوٹنے کیواسطے
جانا نواب کا باوجود ناراضی اپنے سردارون کے اور کامیاب ہونا اور
شکست کہانا پور سندہیا کی بدتدبیری سے پہر تسلی دیکر دوبارہ بہیجنا راجہ
بہرت پور کا نواب کو انگریزون کی رسد پر جانا نواب کا اور خود آنا لیک صاحب کا
رسد کی حفاظت کے واسطے اور پہر ناکام رہنا نواب کا مہاراج کی بدتدبیری
سے اور گہیرنا نواب اور مہاراج کا انگریزی فوج کو بار ر کہنا مہاراج کا نواب کو
انگریزون پر حملہ کرنے سے اور بہیجنا راجہ بہرت پور کا نواب کو انگریزی ملک مین

چہوڑکر بہ سبب استماع خبر تہلکہ بندیلکہنڈ کے جو نواب کے حملہ سے ہو رہا تہا۔ کانپور کو لوٹ جانا ہلکر کی واپسی مالوہ کو اور مالی سین و لوکین صاحب کا رام پورہ و بہان پورہ تک تعاقب مین جانا ہلکر مہاراج کا مندسور سے آنا اور مقابلہ کرکے لوکین صاحب کو مارڈالنا مالی سین صاحب کا پیچہے ہٹنا کوٹہ کے راج رانا ظالم سنگہ کا گہاٹہ اور چنبل سے پار اوتار دینا مہاراج کا بہی پیچہے پیچہے آنا۔ اور محاصرہ کرکے توپین چہین لینا ہنڈون تک تعاقب کرکے متہرا مین جانا وہان سے غلامی خاں کو معہ دس بارہ ہزار سوار کے کول اور ہرناتہ چیلہ کو معہ کمپو اور توپ خانہ کے دہلی بہیجنا جرنیل اکٹرلونی کا دہلی میں محصور ہونا جرنیل لیک صاحب کا پہر کانپور سے متہرا آکر دہلی کو واسطے تدارک ہرناتہ چیلہ کے جانا اور مہاراج کا اون کے لشکر کو محاصرہ کیے ہوئے ساتہ رہنا اور اوسین ہر موقعہ پر اعلے درجہ کی شجاعت اور بہادری کا دکہلانا ہرناتہ کا دہلی چہوڑکر الور کی طرف لوٹ آنا اور مہاراج کا پورب میں غدر پہیلانے کے واسطے فرخ آباد تک جانا۔ جرنیل صاحب کا ڈبل کوچ نواب فرخ آبادی کی دغابازی اور مہاراج کی شکست جرنیل فریزر صاحب کا حملہ ہرناتہ پر اور اوسکا قلعہ ڈیگ میں بیٹہکر مقابلہ کرنا۔ فریزر صاحب کا زخمی ہونا اور متہرا کیطرف واپس کوچ کرکے مرجانا چیلہ ہرناتہ کا تعاقب میں جاکر انگریزی فوج کا محاصرہ رکہنا پہر مہاراج کی شکست سنکر ڈیگ کو واپس آنا وہان مہاراج کا بہی آملنا جرنیل لیک صاحب کا تعاقب اور ڈیگ پہونچکر مہاراج کا توپ خانہ لیلینا۔ مہاراج کا بہرتپور

چوتھا حصہ

جنگ بھرت پور و معاملات ہندوستان

نواب کو نواب کا جواب کہ مین یہان انگریز اور نظام کا مقابلہ کرون اور آپ
وہان سندہیا اور گہوسلہ سے سترلین مہاراج کی مکرر طلبی اور تاکید اور ملنا
نواب کا اون سے اور نگ آبادمین پہنچانا واصلی صاحب کا باجی راؤ کو پونا
مین امرت راؤ کو قید کرکے اور راضی ہونا واصلی صاحب کا نواب کو ایک
کروڑ نقد اور ایک کروڑ کا ملک دینے پر نظام کے مختار مشیر الملک کی
تحریک سے اور روانہ کرنا نواب کا اپنے وکیل کو مشیر الملک کے پاس بھیجنا
مشیر الملک کا ساٹھہ لاکھہ روپیہ کی ہنڈوی اور ایک کرائی ملازم واصلی
صاحب کو اپنے پاس اور اٹھارہ لاکھہ کی جاگیر کا اقرار علاوہ ملک ایک
کروڑ کے علاقہ نظام میں سے اور مسلوبہ کرنا نواب کا مہاراج ہلکر
کی خاطر سے ایک کروڑ روپیہ کے ملک ساٹھہ لاکھہ نقد اور اٹھارہ لاکھہ کی
جاگیر کو اور اطمینان کردینا مہاراج کا وہ ہنڈوی پہاڑ کر۔

۱۴۸ ## باب نوزدہم ۱۹

سندہیا اور گہوسلہ کی موافقت مہاراجہ ہلکر کے ساتھہ بوجہہ ملجانے
پیشوا کے انگریزون سے اور اونکی باہمی شرطین ہلکر کا مہیسر مین جانا اور سندہیا
و گہوسلہ کا دکن کی طرف روانہ ہونا واصلی صاحب کا حملہ اونپر اور دونون
کی شکست آپس کی نااتفاقی سے اور صلح کرنا واصلی صاحب سے راڑا اور پیشوا
اور ہندوستان کا ملک وغیرہ۔

۱۷ | ۱۳۱

چاہی نواب نے بھی بجنبال بہتی ہلکر کی کفالت نہ دی ہلکر نے نواب کو بھیج کر
امرت راؤ پیشوا کو جنیر سے بلایا اور پونہ مین صدر نشین کیا سرکار انگریزی
کے وکیل کلوس صاحب کی ناراضی امرت راؤ نے ہلکر کو ایک کروڑ روپیہ
دیا باقی معاہدات کے ایفا کا وعدہ باجی راؤ کے نکال دینے پر منحصر رکھا۔
ہلکر نے نواب کو باجی راؤ کے استیصال پر بھیجا نواب کا سفر پہاڑون مین
راستہ کی مشکلات پیشوا کے گذر جانون کا بھاگنا پیشوا قلعہ مادہ چھوڑ کر سیورنگ
درگ مین چلے گئے اونکی سپاہ کی پریشانی نواب نے وہ قلعہ لے لیا پیشوا
کو صلح کے واسطے رقعہ لکھا[1] پیشوا نے وہ رقعہ پہاڑ ڈالا اور جہاز مین بیٹھکر جزیرہ
بمبئی مین انگریزون سے عہد و پیمان کیا نواب اون کے قبائل کو لیکر پونہ مین
چلے آئے محمد شاہ خان کا کرنیل ہونا ہلکر نے نواب کو مرج کی مہم پر بھیجا انگریز
سندھیا اور گھوسلہ کی آمد واسطے امداد پیشوا کے اور کوچ کرنا مہاراج ہلکر کا
پونہ سے اورنگ آباد کی طرف۔

۱۸ | ۱۳۲

باب ہیژدہم

مرج کی مہم نواب کے ہمراہی یاران متی سنہکولہ کی لوٹ منگل بیڑہ مرج
اور عاقل کوٹ کا معاملہ جرنیل واصلی کا قریب پہونچنا اور نواب نظام کی
فوج سے جنگ قراولی ہونا سندھیہ اور گھوسلہ کا آنا سلام مہاراج ہلکر کا

[1] پیشوا کو نواب عرضی لکھا کرتے تھے رقعہ نہین لکھ سکتے تھے مگر یہان رقعہ کا لفظ [illegible]

محل گیا مہاراج اور نواب نے پونہ پر لشکر کشی کرنے کا منصوبہ کیا۔

۱۶ باب شانزدہم ۱۱۷

مہاراج ہلکر اور نواب نے سندہیا سے لڑنے کو پونہ پر چڑہائی کی باجی راؤ پیشوا سندہیا کے حامی ہوئے مہاراج نے بہت چاہا کہ پیشوا اس معاملہ میں دخل نہ دین مگر پیشوا کی بدقسمتی نے پیشوا کو نہ چھوڑا پونہ کے قریب طرفین کے دو لاکھہ آدمی کا مقابلہ ہوا ہلکر کے سپہ سالار نے غلطی سے سندہیا کے کمپو پر باد ہوائی گولے مارے مہاراج ہلکر نے حملہ کیا سندہیا کے کمپو نے مارے چھرون کے اون کو بہگا دیا نواب کی پائمردی اور اونہون نے زنجیری گولے مار کر سندہیا کے کمپو کو ہلکر کے تعاقب سے باز رکھا مہاراج ہلکر نے سندہیا کے کمپو پر حملہ کیا اور اوس کو شکست دی نواب کا حملہ پیشوا کے سوارون پر دو سوارون کی عجیب کارستانی نواب نے اون کو مار کر پیشوا کے سوارون کو بہگا دیا سندہیا کے تہی کمپو بہاگے وایس صاحب مارا گیا تب ہلکر نے پیشوا پر گولے مارے اور وہ میدان سے ہٹ گئے۔

۱۷ باب ہفدہم ۱۳۱

مہاراج ہلکر اور نواب پونہ مین داخل ہوئے اونہوں نے سپاہیون کو لوٹ سے باز رکہا ہلکر نے باجی راؤ پیشوا کو سمجہا کر لے آنیکے لئے اپنے معتمد پنڈتون کو بہیجا پیشوا ہلکر کی دغابازی کا خوف کر کے نہ آئے اور نواب کی کفالت

تیسرا حصہ

مہمات دکن و بندیلکھنڈ

۱۰۹

باب ۱۵ پانزدہم

۱۵

مہاراج ہلکر چاندور سے ناسک ترمبک تک جاکر واپس چاندور مین آگئے اور نواب خاندیس مین ہوکر علاقہ انچور مین گئے انچورکر اون کے مقابلہ مین مارا گیا۔ نواب نے انچور لوٹ کر مواضعات متعلقہ اورنگ آباد کو غارت کیا اور نظام حیدرآباد کی سرحد مین لوٹ مچا دی۔ اون کے مقابلہ کو سندہیا کی فوج لنظام کی فوج سے ملگئی نواب بہ سبب تنہائی کے جنگ سے ٹل گئے واری سنکور کا خزانہ اور اوسکی عجیب کیفیت نواب پھر پیشوا کی عملداری مین آئے۔ اور گوداوری کے کنارے پر برہمنون کو فریب دیکر اون سے کشتیان منگوائین اور دریا سے اوترکر برہمنون کو لوٹا اور جو اونکی دستبرد سے بچا اوس کو نواب شہامت خان اور ناگوجی پنڈت ملازمان ہلکر نے لوٹ لیا نواب نے نراین گڈہ کا قلعہ فتح کرکے وہان کی توپین لے لین۔ سندہیا کا بخشی لڑنے کو آپہونچا اور باوجودیکہ اوسنے ناگوجی پنڈت اور شہامت خان کو شکست دی تاہم نواب نے اوس کو بہگا کر سندہیا کے کمپو کا محاصرہ کیا عالی کہنڈی کے مقام پر مہاراج بہی آپہونچے تہے مگر نواب نے جلدی کرکے سندہیا کے بخشی کا راستہ روکا تو بہی وہ شہامت خان ناگوجی پنڈت اور نواب کی فوج کو مارکر

گاؤن مین چلے گئے۔

باب ۱۴ چہاردہم

مہاراج کی مایوسی سندہیا کے آنے سے نواب نے اون کو تسلی دی اور سپاہ کو بحکمت عملی کوچ پر راضی کیا رتلام کی لوٹ جیجرینک صاحب کے کیمپ کا مہاراج ہلکر کے تسابل ہونا مہاراج اندور کو لوٹے اور وہان کمپوؤن کو چہوڑکر مہیسر مین گئے دولت راؤ سندہیا کے پنڈارون نے اندور کا محاصرہ کرکے مہاراج ہلکر کے کمپوؤن کو ہٹا دیا نواب مہیسر سے آئے اور اوہون نے پنڈارون کو مارکر بہگا دیا تب مہاراج ہلکر نے اندور پہونچکر کمپون کو توخاندیس کیطرف روانہ کیا اور آپ معہ نواب کے اوجین کو گئے اور سندہیا کے تین سو اونٹ لے آئے پہر دہار اجہیرہ وجہابوا دیوپرتاب گڈہ ہوتے ہوئے جاوود اور نیماہیڑہ کو گئے اور وہان سے شری ناتہہ دوارہ مین آکر برہمون سے ڈنڈ لیا مہاراج سندہیا کی فوجین اونکے مقابلہ کو آئین اور وہ شاہ پورہ۔ ٹونک اور اندرگڈہ ہوکر لاکہیری کے گہاٹ سے کوٹہ مین گئے سندہیا کی فوجین وہان ہی گئین تب وہ اور نواب پاٹن اور کہینچی واڑہ مالوہ مین ہوتے ہوئے قلعہ سوندہواڑہ کے گہاٹ سے گذرے۔

مضمون | نمبر

دیکھانا اوسکا اور پھر آجانا نواب کا مہاراج کے پاس اور جانا مہاراج
کا سونڈواڑہ کو اور نواب کا ساگر کو اور شکست دینا ناگپور کی فوج کو
بندیلکھنڈ میں ۹۱

باب ۱۲ دوازدہم

۱۲

مہاراج سندھیا نے بائیون کو لوٹ لینے کا بدلہ لینے کے لئے بلونت
راؤ اور جورج صاحب فرنگی کو مہاراجہ ہلکر کے اوپر بھیجا جب یہ اوجین
میں آئے تو مہاراجہ ہلکر سونڈواڑہ سے اوجین کو گئے اور انہون نے
سندھیا کی دو پلٹنون کو شکست دی۔ ہلکر مندیسر کے گھاٹ پر سندھیا کے
توپ خانہ سے شکست کھائی اور اندور میں نواب کو بلایا۔ نواب شجاع علیخان
سے بالا بالا بلونت راؤ پر حملہ آور ہوئے۔ وہان ہلکر بھی اون سے آملے
اور دونون نے بڑی جرات اور جلاوت کے ساتھ جنگ کر کے سندھیا
کی فوجون کو بھگا دیا۔ ۹۵

باب ۱۳ سیزدہم

۱۳

دولت راؤ سندھیا نے نربدا پر آکر سرجی راؤ گھاٹکیہ اور سدا شیو راؤ
کو پچاس ساٹھ ہزار سوارون سے مہاراجہ ہلکر کے مقابلہ کو بھیجا۔ مہاراج
اور نواب نے اوجین کے قریب اونکا مقابلہ کیا۔ چند روز تک لڑائی ہوئی
مگر سندھیا کی فوج غالب آئی۔ مہاراج اور نواب پسپا ہوکر چلا م

اوس کو نواب کیطرف سے۔ حملہ کرنا لیک صاحب کا قلعہ بھرتپور پر اور شکست کھاکر واپس آنا اپنے ڈیرون مین۔ بھیجنا مہاراج کا ایک لاکھ روپیہ نقد غلامی خان کے ہاتھ نواب کے پاس۔ اور ملنا خود مہاراج کا نواب سے فتحپور مین جاکر اور واپس آنا دونون سردارونکا بھرت پور مین اور حملہ انگریزی فوج کا نواب کے لشکر پر۔ مقابلہ کرنا نواب کا۔ اور ناکام واپس آنا جرنیل لیک صاحب کا قلعہ بھرتپور سے

اب مہاراج نے حالات شکست فرح آباد اور ڈیک سے نواب کو اطلاع دے کر لکھا کہ جو اسوقت تم ہماری مدد نہ کروگے تو بات ہاتھ سے جاتی رہیگی اگرچہ نواب کا دل مہاراج کی حیرانی اور پریشانی سے بہت جلا لیکن چونکہ وہ اونکی بعض باتوں اور خصوص غلامی خان کو بہکا کر اپنی طرف کر لینے سے کہ جبکی جلی لگی میں اونھوں نے نواب کی جمعیت کو برباد کردینے کا ارادہ کیا تھا دل میں بہت کچھ کھچے ہوئے تھے اس لئے اونکے شامل ہونا نہیں چاہا اور صاف جواب لکھ بھیجا۔

بھیار کے محاصرہ میں کہ جسکو دو مہینے ہوگئے تھے نواب اور اوسکے لشکر پر بیماری عیسر سے بہت تکلیف گذری کہ جس سے نواب کو بہت کچھ فکر اور تشویش مانع ہوئی اور اونھوں نے اپنا کل ڈیرہ خیمہ اور توشک خانہ خدا کی راہ مین لٹا دیا۔ تب تو خدا نے بھی فضل کیا اور وہ قلعہ فتح ہوگیا اوس میں سے

سے مرزاپور اور بنارس کے اوپر حملہ کرنیکے واسطے ۔ لکھنا
جرنیل لیک صاحب کا موتھی صاحب ناظم بندیلکھنڈ کو
نواب سے صلح کر لینے کے لئے اقرارات سابقہ سے اٹھارہ لاکھ
کا ملک زیادہ دینے پر ۔ اور منظور نکرنا نواب کا اپنی علوہمتی سے
دوبارہ پہونچنا مہاراج کی تحریرات کا جھومیر سے اور کوچ کرنا
نواب کا مہاراج کی مدد کو ۔ ملنا انباجی انگلیہ سردار علاقہ
دولت راؤ سیندھیا کا سیمری کولارس مین ۔ اور نوکر
رکھ لینا اوسکا محمد شاہ خان کے کمپو کو ۔ اور چھوڑنا نواب کا محمد شاہ
خان کو مختار الدولہ کا خطاب دیکر مع اپنے قبائل کے اوسکے پاس
پہونچنا نواب کا گوالیار کے قریب ۔ اور کوچ کرجانا انگریزی پلٹنونکا
شہر کوچ کیطرف ۔ آنا جرنیل جون صاحب کا مع کمپو اٹاگر گڑھ کے
گجرات سے مالوہ مین اور موقوف کرا دینا محمد شاہ خان کو انگلیہ
کی نوکری سے ۔ اور لیجانا راجہ درجن سال کھیچی کا محمد شاہ خان کو
اپنے ساتھ سادہورہ مین ۔ اور بلا لینا راجرانا ظالم سنگھ کا اوسکو
وہان سے کوٹہ مین اور رکھنا نواب کے قبائل کو قلعہ شیرگڈھ مین
اور نوکر ہوجانا محمد شاہ خان کا دولت راؤ سیندھیا کی سرکار مین ا
پہونچنا نواب کا دھولپور مین اور پھر پیغام آنا لیک صاحب کا
واسطے صلح کے اور پھر قبول نکرنا نواب کا ۔ اور متوہم ہونا
راجہ بھرت پور کا اس بات کو سنکر اور مطمئن کردینا مہاراج ہلکر کا